یا احکم الحاکمین

خلافت صدیق رض

یعنی

حصہ دوم شمس التواریخ

مشتمل بر واقعات خلاصہ مہاجرین و انصار مصد

ثانی اثنین اذ ہما فی الغار ناصر دین متین - یاور امہ

سید المرسلین - شارب رحیق تحقیق حضرت

ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ

در مطبع لامع النور واقع آگرہ بار طبع شد

رب صل علی محمد رسولک النبی الامی صلعم

بعد حمد خالق انام و رسوله الکرام که کتاب مستطاب تاریخ اسلام یعنی

شمس التواریخ

سنہ ۱۳۱۸ھ

مؤلفہ نیر برج ادب کامل مہر سپہر تحریر و ارقام جناب مولوی محمد دار الغلی صاحب

مطبع امر اللہ آگرہ شد

اللہ اکبر جل جلالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شاہد افلاکیان پاکتر از خاکیان | پیشوا انبیا صل و سلم علیہ

برہمہ احسان او در ہمہ برہان او | خاک رہش جان ما صل و سلم علیہ

از اثرش سینہ ہا معدن گنجینہ ہا | صاف چو آئینہ ہا صل و سلم علیہ

عارض او دلربا کاکل او جانفزا | گفت ثنایش خدا صل و

منقول ہے کہ جب حضرت مقدس نبوی نے محنت سرائے و
[illegible] دا کیا اور مقربان و مخصوصان حضور منزل ہمایون مین مجتمع ہوکر جسد

[illegible] اور جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ حضور غضب ہوگیا۔ سقیفہ (ثقیفہ) بنی
[illegible] مین اشراف واعیان انصار نے جمع ہوکر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کردیا۔
[illegible] ی ہے کہ رسول اللہ صلعم کی خلافت کے مستحق ہم ہین۔ ہمنے دین کی مدد کی۔ رسول اللہ
[illegible] ے ہمنے اپنے شہر مین رکھا۔ اسلام کے دشمنون سے لڑے اور اپنی جان کو جان نہ سمجھا۔
ہمارے ہوتے اور کون خلیفہ ہوسکتا ہے اور دین مین جان بھی ہمنے ڈالی ہے اور اوسے
گودون مین پالا ہے۔ مہاجرین مین سے جو لوگ اسوقت وہان موجود ہین وہ اونکی مخالفت کر رہے
ہین۔ اور دونون فریق مین بہت بڑی بحث و تکرار ہو رہی ہے۔ قریب ہے کہ تلوار چل جاے
اور گھر ہی سے یہ شعلہ بلند ہوکے اسلام کے نشیمن کو جلا دے۔

یہ سنتے ہی حضرت عمر کے ہاتھون کے طوطے اوڑ گئے۔ کلیجہ تھامے ہوے جناب
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس پہونچے اور صورت حال بیان کی۔ حضرت ابوبکر بھی گھبرا ے
اور حضرات صدیق و فاروق اور ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم سرون کو ہتھیلیون پر رکھکے اس تازہ
فتنہ کے مقابلہ کو روانہ ہوے۔ راستہ مین جناب عاصم بن عدی اور عویم بن ساعدہ رضی اللہ
عنہما ملے اور تینون بزرگوارون کو روکنا [illegible] معاملہ دگرگون ہے آپ ہرگز تشریف نہ لیجایئن خدانخواستہ
دشمنون کی جان پر نہ آبنے یہ نازک وقت آپکی دست اندازی کے لائق نہین رہا ہتو قسمت مین
جو لکھا ہے ہوجانے دیجئے۔ مگر یہ لوگ کب رُکنے والے تھے جہان تک ہوسکا جلد مجمع انصار
مین سینہ سپر کئے ہوے پہونچے اور وہان بحث ہونے لگی۔

جناب فاروق اعظم نے گفتگو کرنیکا قصد کیا مگر حضرت صدیق اکبر نے اونکے مزاج کی
کیفیت و جلالت کا خیال فرماکے اونہین روکا اور خود گفتگو کرنیکو کھڑے ہوگئے۔ جناب عمر فرماتے
ہین کہ جو کچھ مین کہنا چاہتا تھا بعینہ وہی صدیق اکبر نے نہایت فصاحت و بلاغت سے ادا کیا۔

جناب صدیق اکبر۔ اے گروہ انصار۔ جانو اور آگاہ ہو کہ ہم لوگ سابقین اولین ہین۔ رسول مقبول صلعم کے ساتھ مکہ معظمہ مین شریک رنج و مصیبت رہے۔ کفار کے ہاتھون سے جو جانکاہ مصیبتین اور ایذائین ہمنے اوٹھائین ہین وہ ہمارا ہی جگر تھا۔ اپنے جان و مال اسلام پر سے قربان کر کے عزیز و اقارب سبکو چھوڑا اور خانمان برباد ہو کے تمہارے شہر مین آن پڑے۔ تم ایسے نازک وقت مین کہ ابھی رسول اللہ کا جنازہ بھی دفن نہین ہونے پایا ہے ایسی بحث کر کے ہمارا جگر پاش پاش کرتے ہو۔ بھلا تمنے یہ نہ سوچا کہ ایسے وقت کی مین مین تو تو کیا نتیجہ پیدا کریگی۔ اسمین کچھہ شک نہین کہ اسلام کی مدد کرنیکا استحقاق تمہین حاصل ہے اور تم لوگ سابق الایمان والاسلام بھی ہو۔ تمہین وزارت اور ہمین امارت زیبا ہے۔

حباب بن المنذر بن الجموح۔ خیر اگر یہ بات ہے تو ایک امیر تم مین سے اور ایک ہم مین مقرر ہو جاے۔ حباب نے اتنی بات تو حضرت ابوبکر سے کہی اور پھر انصار کی طرف مخاطب ہو کے کہنے لگے کہ۔ اے گروہ انصار۔ اگر مہاجرین میری اس بات کو نہ مانین تو تم تلوار ہاتھہ مین لیکے اونہین اپنے شہر سے نکال باہر کرو اسلام کی جڑ تو ہم ہین۔ دین کی اشاعت ہم سے ہوئی۔ ہم سے زیادہ مستحق خلافت کون ہو سکتا ہے۔ مگر نزاع رفع کرنیکے واسطے ایک بات یہ بھی کہدی گئی ہے کہ ایک امیر وہ اپنے مین سے بھی کر لین۔ اگر اونہین یہ بھی منظور نہو تو چلتے پھرتے نظر آئین۔

حضرت عمر بن الخطاب۔ حباب ذرا ہوش مین آؤ اور غور کر کے سمجھو کہ یہ کیا کہتے ہو۔ تمکو یاد نہین کہ حالت نزع مین آنحضرت صلعم نے تمکو ہمارے سپرد کیا ہے اور ہمین وصیت کی ہے کہ ہم لوگ تمہارے ساتھہ نیک سلوک کرین۔ اگر حضور اقدس نبوی کو تمہاری امارت منظور ہوتی تو ہمین تمہارے سپرد کرتے۔ تم اب کیسی باتین کرتے ہو۔

جناب فاروق اعظم اتنا ارشاد کر چکے تھے کہ حباب بن المنذر پھر اوٹھہ کھڑے ہوے اور چین بجبین ہوکر حضرت عمر سے کج بحثی کرنے لگے۔ دونون صاحبون مین باآواز بلند گفتگو ہونے لگی ور قریب تہا کہ باہم چل جاے مگر حضرت ابو عبیدہ نے بیچ مین پڑکے دونون کو الگ کر دیا اور رمایا کہ اے گروہ انصار۔ تم وہ لوگ ہو جنہون نے رسول اللہ کی مدد کی اور درخت اسلام کو پرورش رکے سرسبز و شاداب کیا۔ اور اب تم ہی اوسکی خرابی و ویرانی کے درپے ہو۔ خدا سے ڈرو اور ایسی فساد انگیز باتین منہ سے نہ نکالو۔ کیا تمہاری طبیعتین ذراسی دیر مین بدل گیئن۔

بشیر بن سعد بن النعمان بن کعب بن الخزرج سے یہ افسوسناک حادثہ دیکھکے نہ رہا گیا بول اوٹھے کہ اے میرے پیارے ہموطنو اس مین کچھہ شک نہین کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ قریش سے تہے اس لئے اونہین کی قوم سرداری کی مستحق ہے۔ ہمین خلافت کا کیا کرنا ہے۔ ہمارا مطلب تو اللہ جل شانہ کی خوشنودی اور اوسکے نبی برحق کی اطاعت سے تہا ہمارے لئے کیا یہ فضیلت کم ہے کہ ہم دین کے انصار اور سابق الاسلام ہین۔ ہم اسکا بدلہ دنیا مین کچھہ نہین چاہتے پس اس لغو بات کیواسطے مہاجرین سے لڑنا بڑے شرم کی بات ہے۔

حباب بن المنذر نے اسکے جواب مین کہا کہ اے بشیر تمنے اسوقت بالکل لوٹیا ڈبو دی اور ہمت ہار گئے۔ قسم ہے خدا کی تم نے معاملہ درہم برہم کر دیا۔

بشیر۔ یہ کیا کہتے ہو۔ سنبہلو اور ذرا ہوش مین آؤ۔ انصار اور مہاجرین سے خلافت کے باب مین لڑنا سخت افسوس کی بات ہے۔ کیا تمہین یاد نہین رہا کہ آنحضرت صلعم فرمایا کرتے تھے۔ الائمہ من قریش ،، یعنی سب امام قبیلہ قریش مین سے ہونگے۔

اس بات کے سنتے ہی مہاجرین اور انصار کے کان کھڑے ہو گئے اور انصار مین سے چند لوگون نے اسکی تصدیق کی کہ بلا شبہہ یہ قول رسول ہے۔ اسوقت حباب بن المنذر کی آنکھون

کے سامنے سے بھی پردہ اوٹھہ گیا اور ایک چشم زدن مین سارے خیالات بدلگئے - اور وہ شور
وغل جو خلافت کے باب مین ہو رہا تھا ایک ساتھہ رفوچکر ہوگیا - اب سب ایک سکتہ کے عالم
مین خاموش بیٹھے کے بیٹھے رہگئے -

غرضکہ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت - اس موقع کو غنیمت جانکے بمصلحت وقت
جناب صدیق اکبر نے حضرت فاروق اعظم اور جناب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرف اشارہ
کرکے فرمایا کہ اچھا جب آپ سب صاحبون کی ہم پر عنایت ہے تو ان دونون بزرگوارون مین
سے جس سے آپ چاہین بیعت کرلین - جناب عمر بن الخطاب صاف کانون پر ہاتھہ دہر گئے
اور فرمایا کہ مین ہرگز اتنا بڑا بوجہ اوٹھانیکی قابلیت نہین رکھتا البتہ ابوبکر ہم سب مین بزرگ اور
قابل التعظیم ہین ان سے بیعت کرلینا اولی اور انسب ہے - جناب ابو عبیدہ نے حضرت عمر کی راے
سے اتفاق کیا - بشیر بن سعد نے سمجھا کہ یہی موقع ہے آگے نمعلوم لوگون کی راے کیا پلٹا
کھاے - گربہ کشتن روز اول پر عمل کرکے فوراً صدیق اکبر سے بیعت کرلی اونکے بعد حضرت عمر و
ابو عبیدہ نے کی - پھر اوس کے قبیلہ نے بیعت قبول کی کیونکہ وہ خزرجیون کی خلافت سے نہایت
کبیدہ خاطر تہے اور اونہین مین حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بہی شامل تہے - پہر چارون طرف سے
لوگ جناب صدیق اکبر پر اسطرح گرنے لگے جیسے شمع کو پروانہ گہیر لیتے ہین - وہ اژدحام ہوا کہ تل
رکھنے کو جگہہ نہین ملتی تہی - اوسوقت سعد بن عبادہ ایک گوشہ مین خاموش بیٹھے سب کا منہ تکتے تہے
اونکے ساتہیون مین سے کوئی بول اوٹھا کہ دیکہنا خبردار کہین سعد بن عبادہ اس کشمکش مین دبکے
نہ مرجائین - یہ سنکے حضرت عمر کے منہ سے اوس جوش وخروش مین بیساختہ کہین یہ نکلگیا کہ وہ اس
ہجوم سے کچل کے کیا مرینگے اونہین تو خدا ہی نے مارڈالا - وقت کی بات تہی جو حضرت فاروق
کے منہ سے نکلگئی ورنہ خدانخواستہ آپکو حضرت سعد کی تحقیر منظور نہ تہی - ایسے موقعون پر یہ ہوا

کرتا ہے۔ خصوصاً اوسوقت جبکہ یہ لوگ خود ملک الموت کے منہ سے بچے ہوں۔ حضرت سعد یہ سنتے ہی آگ بگولا ہوکر حضرت عمر سے مکالمہ کرنے لگے۔ حضرت فاروق کو بھی غصہ آگیا۔ یہ تیسری قیامت آنیکو تھی کہ جناب صدیق اکبر نے بیچ بچاؤ کرادیا۔ چونکہ طرفین اسلام کے خیر خواہ تے چپکے ہو رہے۔ اوراس شورش سے بھی پیچھا چھوٹا۔ الحمد للہ والمنۃ۔

جب سب لوگ حضرت ابوبکر سے بیعت کرچکے تو جناب سعد بن عبادہ کی خدمت مین بھی گذارش کی گئی کہ آپ بھی بیعت کرلین۔ اونہون نے انکار محض کیا۔ جناب بشیر رضی اللہ عنہ بول اوٹھے کہ جب ہم سب خزرجی بیعت کرچکے تو پھران اکیلے کی کیا ہے۔ انہین انکے حال پر رہنے دو کچھ نہ بولو۔ اس وقت کے بعد سعد بن عبادہ نے پھر نہ بشیر سے بات کی نہ اونکے ساتھ کبھی نماز پڑھی۔ اور یہی حال اونکا حضرت صدیق کے ساتھ بھی رہا یہانتک کہ اسی حالت مین جناب ابوبکر کا انتقال ہوگیا۔

لیکن طبری نے لکھا ہے کہ حضرت سعد نے بھی اوسی دن تھوڑی دیر کے بعد بیعت کرلی تھی۔ مگر بعض کا قول ہے کہ اسکے بعد سعد بن عبادہ ملک شام مین جارہے اور وہین انتقال فرمایا۔

خلاصہ حال بیعت سقیفہ بنی ساعدہ کا ہم اپنے ناظرین کو سناچکے مگر یہ بحث بڑی نازک ہے اسنے ہم لوگون کو ٹکڑے اور پارچہ کرکے بُرے دہاڑے پر پہونچا دیا ہے لہذا ہم چاہتے ہین کہ جہانتک ہوسکے اسکے متعلق اور روایات تحقیق کے ساتھ جمع کردین تاکہ ہمارے ناظرین کو اس بحث سے پوری واقفیت حاصل ہوجائے۔

اوپر کے بیان سے صاف ظاہر ہے کہ یہ بیعت مہاجرین وانصار کے اتفاق اور اجماع سے ہوئی ہے۔ اگرچہ شروع مین انصار مین سے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اور مہاجرین مین سے بنی ہاشم وعلی مرتضی وزبیر وطلحہ رضی اللہ عنہم نے تقاضاے بشریت سے

اسکا انکار کیا۔ بیعت کے قبل وبعد کے حالات سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ روایت شاہد ہے کہ ایکدن بیعت ابوبکر کے بعد ابوسفیان رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوے جناب علی مرتضی کے پاس آے۔ مدینہ کے اس غل غپاڑے کو اب تلوار ہی خاموش کر سکتی ہے سوا اسکے اور کوئی علاج نہین۔ اے بنی عبد مناف تمہارے سامنے ابوبکر خلیفہ ہو جاے۔ بڑے حیف کی بات ہے۔ کدہر ہین وہ دونون ذلیل اور حقیر وکمزور آدمی جنہین لوگ علی وعباس کہتے ہین تعجب ہے کہ قریش کی سرداری اونکی آنکھون کے سامنے ایک چھوٹے سے حقیر قبیلہ مین چلی جاے اتنا عام طور سے بیان کرکے ابوسفیان جناب علی مرتضی کی طرف مخاطب ہوکے کہنے لگے ابسط یدک ابایعک فواللہ لئن شئت لاملانہا علیہ خیلا ورجلا یعنی اپنا ہاتہ بڑہائیے مین آپ سے بیعت کرونگا خدا کی قسم اگر آپ اجازت دین تو مین ابوبکر پر اس میدان کو تنگ کردون اور چشم زدن مین اوسے سوار وپیادون سے بہردون۔ یہ سنکر جناب اسد اللہ الغالب نہایت متغص ہوے اور چین بجبین ہوکر جوابدیا کہ ابوسفیان۔ تمہارے مزاج سے فتنہ وفساد کی بو ابہی تک نہین گئی۔ تمنے اپنے ایام جہالت مین بہی جنگ وجدل مین کوئی بات اوٹہا نہین رکھی اور اب حالت اسلام مین بہی گلے کٹوانے چاہتے ہو۔ خبردار مجہہ سے پہر ایسی باتین نہ کرنا مین تمہاری صلاح ہرگز نہ مانونگا ابوسفیان کو جب ٹکرا سا جواب ملگیا تو منہ کی کہا کے اوٹہ گئے۔ اور جناب علی مرتضی اوٹہکے سیدہے حضرت صدیق اکبر کے پاس تشریف لاے۔ جناب فاروق اعظم بہی اوسوقت وہین رونق افروز تہے۔ شیر خدا نے فرمایا کہ ابوبکر۔ مجہے تم سے تنہائی مین کچہہ کہنا ہے ذرا سُنلو۔ حضرت صدیق نے جناب عمر کو وہان سے الگ کردیا اور حضرت علی کی طرف متوجہ ہوے۔

جناب علی مرتضی۔ اے ابوبکر مجہے تم سے بڑی شکایت ہے۔ تم نے سقیفہ مین چہپ چہپاتے لوگون سے بیعت لیلی اور ہمین خبر بہی نہ کی نہ ہم سے مشورہ لیا گیا۔ اگر تم مجہے بلا لیتے تو

کیا ہو جاتا - بڑے افسوس کی بات ہے -

حضرت صدیق اکبر حضور مین خدا کو واحد و شاہد جانکے عرض کرتا ہون کہ اپنے ہاتھ پر بیعت کرانے کے لیئے مین سقیفہ ہرگز نہین گیا تہا - بلکہ میرا منشاء دلی یہ تہا کہ مہاجرین اور انصار مین وہان تنازعہ جو ہو گیا ہے اوسے رفع کرون - ان دونون فریق مین غضب کی رد و بدل ہو گئی تہی - وہ کہتے تھے کہ امیر ہم مین سے ہو اور دوسرا گروہ اس پر اڑا ہوا تہا کہ نہین امیر ہماری جماعت مین سے کوئی ہونا چاہئے - آخرش نوبت یہانتک پہونچی کہ طرفین دست بقبضہ ہو جائین اور دہڑ اودہر سرتن سے جدا ہوکے گرنے لگین - آپ یقین فرمائین اور خوب تحقیق بھی کرلین کہ مینے اپنے منہ سے درخواست نہین کی کہ سب لوگ مجھسے بیعت کرلین نہ مجھے خلیفہ بننے کا اشتیاق تہا اور نہ ہے - حاضرین نے اتفاق کرکے خواہ مخواہ میرے ہاتھ پر بیعت کرلی - اور یہ جو ارشاد ہوا کہ مین نے آپکو بلوایا نہین نہ آپ سے مشورہ لیا - اسکی بابت آپ ہی انصاف فرمائین کہ آپکے گھر مین آنحضرت صلعم کا جنازہ رکھا ہوا تہا - آپ اوسکی تجہیز و تکفین مین مصروف تھے اور دنیا آپکی آنکھون کے سامنے سیاہ تھی ایسے مصیبت کے وقت مین آپکو اس اندوہناک صدمہ کی خبر دینا اور بہی قیامت بالائے قیامت تہی - مینے تو ہر طرح نشیب و فراز سمجھکے اور مصلحت وقت جانکے لوگون کے کہنے سے فوراً اپنے ہاتھ پر بیعت لیلی - اگر ذرا بہی چون و چرا کرتا تو معلوم نہین کہ اوس طوفان کے جہونکے مین لوگون کی رائے کدہر سے کدہر پلٹا کہا جاتی اور پہر آپ مدینہ کی گلیون مین لاشون کے ڈہیر اور خون کی ندیان بہتے دیکہتے اور ایسا فتنہ اوٹھ کھڑا ہوتا جسکا فرو کرنا امکان بشری سے خارج تہا -

جناب مرتضی یہ معقول اور مدلل گفتگو سنکے تہوڑی دیر بحر تفکر مین غوطہ زن ہوئے اور کچھ سوچتے رہے پہر ہاتھ بڑہا کر خود بھی ابوبکر سے بیعت کرلی - مگر طبری کے قول کے بموجب

آپنے رسول مقبول کے چالیسوین کے دن بیعت کی ہے اوریہی بات صحیح معلوم ہوتی ہے۔

بیعت سقیفہ کے دوسرے دن جناب صدیق اکبر نے دوبارہ مسجد نبوی مین آکر اپنے ہاتھ پر بیعت لی۔ اور منبر پر بیٹھکے بعد حمد و نعت کے یہ خطبہ پڑہا۔

ایہا الناس فانی قد ولیت علیکم ولست بخیرکم۔ فان احسنت فاعینونی وان اسات فقوّمونی۔ الصدق امانۃ والکذب خیانۃ۔ والضعیف فیکم قوی عندی حتے اریح علیہ حقہ انشاء اللہ۔ والقوی فیکم ضعیف عندی حتے اخذ الحق منہ انشاء اللہ۔ لاید ع منکم الجہاد فی سبیل اللہ الا ضربہم اللہ بالذل۔ ولاتبیع الفاحشۃ فی قوم قط الا عمہم اللہ بالبلاء۔ اطیعونی ما اطعت اللہ ورسولہ۔ فاذا عصیت اللہ ورسولہ فلاطاعۃ لی علیکم۔ قوموا الی صلوٰتکم رحمکم اللہ،،

یعنی اے لوگو مین تمہارا سردار بنایا گیا ہون مگر مین تم سے کسی طرح بہتر نہین ہین جب کوئی عمدہ کام کرون تو اوسمین مدد کرنا اور جب کوئی براکام مجہہ سے سرزد ہو تو مجہے سیدہا کردینا۔ راستبازی امانت ہے اور جہوٹ بولنا خیانت۔ تم مین کا ضعیف میری نزدیک قوی ہے جب تک کہ مین اوسکا حق نہ دلوادون انشا اللہ۔ اور تم مین کا قوی میرے نزدیک ضعیف ہے جبتک کہ مین اوس سے حق نہ لیلون انشاء اللہ جو لوگ خدا کی راہ مین جہاد کرنا چہوڑ دینگے حق سبحانہ تعالےٰ اونہین ذلیل کریگا۔ اور جس قوم مین بدکاری پہیلیگی خدا اون پر بلا نازل کریگا۔ جس کام مین خدا ورسول کی اطاعت مجہہ سے ظاہر ہو تم بہی اوسمین میری اطاعت کرنا اور اگر مین اونکی نافرمانی کرون تو پہر تمپر میری اطاعت واجب نہین۔ اے لوگو خدا تعالےٰ تم پر رحم کرے۔ اوٹہو نماز پڑہو۔

روایت ہے کہ انصار کی تحریک سے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ باوجود بیمار ہونیکے بہی سقیفہ بنی ساعدہ مین تشریف لاے۔ حالانکہ اوسوقت آپکو نہایت ضعف تہا اوسپر بہی ایک

طولانی تقریر آپ نے مستحق خلافت ہونیکے باب مین اسطرح فرمائی "اے لوگو آنحضرت صلعم نے پورے تیرہ برس مکہ مین دعوت اسلام کی مگر مٹھی بھر آدمیون کے سوا اور کوئی مسلمان نہوا جو معدودے چند ایمان لائے بھی تھے وہ اس قابل نہ تھے کہ رسول اللہ کی حمایت کرتے اور اسلام کے مصائب کو دور کرتے لیکن جب آنحضرت نے قدم رنجہ فرماکے مدینہ کی رونق بڑہائی تو انصار نے اونکی مدد کی اسلام سے عزت کے ساتھہ پیش آئے اور اسلام کے دشمنون سے کلہ بکلہ ہوکے مقابلہ کیا حتی کہ اسلام ملک عرب مین مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک پھیلگیا۔ قبائل عرب شرک وکفر اور بت پرستی چہوڑکر دائرۂ اسلام مین داخل ہوئے۔ اپنے اخیر دم تک رسول اللہ انصار سے راضی وخوشنود رہے۔ لہذا اے گروہ انصار تمکو چاہیئے کہ لوگون کی مداخلت بیجا سے پہلے تم خلافت کو اپنے قابو مین کرلو۔

اس گفتگو کا بالاتفاق انصار نے یہ جواب دیا کہ تمہاری خلافت ہمکو بدل وجان منظور ہے اگر مہاجرین سوابق الاسلام ہونے اور بجاآوری خدمات رسول کریم اور ترک وطن اور آپکی قرابت قریبہ کے باعث کچھہ تکرار کرینگے تو پھر ایک امیر اون مین سے اور دوسرا ہم مین سے منتخب کرلیا جائیگا اور اگر وہ یہ بھی نہ مانینگے تو پھر خوب چھنیگی ہم کسی طرح راضی نہونگے۔

حضرت سعد بن عبادہ نے دو امیرون کے تقرر کی رائے جو سنی تو فرمایا این گل دیگر شگفت اے صاحبو۔ دہ درویش در گلیمے بخسپند و دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند۔ اگر آپ لوگون نے ایسا سوچا ہے تو یہ آپ کی پہلی کمزوری ہے۔

اسکی خبر کسی نے دوڑکے حضرت عمر فاروق کو پہونچائی کہ جناب اب رہا سہا کام بھی تمام ہوچکا ہے انصار تہوڑی دیر مین مہاجرین کو بیکار کرکے فضول بنائے دیتے ہین اگر کچھہ ہاتھہ پیر مارنا ہو تو اسوقت موقع ہے ورنہ آئندہ بے سود ہوگا۔ حضرت علی مرتضی و زبیر اور چند بنی ہاشم

جناب ختمی مآب صلعم کی تدفین مین مصروف تھے۔ جناب عمر فاروق حضرت ابوبکر صدیق کو ہمراہ لیکر اس جھگڑے کا فیصلہ کرنے چلے۔ راہ مین حضرت ابو عبیدہ بن الجراح اور چند مہاجر اور ملگئے وہ بھی ساتھہ ہولئے۔ سقیفہ بنی ساعدہ مین جاکر کیا دیکھتے ہین کہ حضرت سعد بن عبادہ کمل اوڑھے بیٹھے ہین۔ چارون طرف سے انصار نے اونکو گھیر رکھا ہے اور تجویز ہو چکی ہے کہ حضرت سعد خلیفہ کردئے جائین۔ یہ لوگ بھی وہان جاکے بیٹھہ گئے ابھی انہین بیٹھے ہوے دیر نہ گذری تھی کہ ایک انصاری نے کھڑے ہوکر بڑے جوش وخروش سے اپنے فضائل بیان کرنا شروع کئے۔ جناب عمر فاروق فرماتے ہین کہ اونکی باتین سنکر مجھہ سے نہ رہا گیا اور مین نے ایک تقریر کرنی چاہی مگر صدیق اکبر نے مجھے روکدیا اور خود ایک فصیح وبلیغ گفتگو موقع کے مناسب خوش اسلوبی اور شیرین زبانی سے کی۔ میرے ذہن مین بھی سب مضامین ایسی خوبصورتی اور عمدگی سے جاگزین نہین ہوے تھی جیسے کہ اونہون نے بیان کئے۔ وہ تقریر صدیق اکبر کی یہ ہے

ان اللہ قد بعث فینا رسولا شہیداً علی امتہ لیعبدوہ ویوحدوہ وھم یعبدون من دونہ الٰہۃ شتیٰ من حجر وخشب فعظم علی العرب ان یترکوا دین اٰبائھم فخص اللہ المہاجرین الاولین من قومہ بتصدیقہ والمواساۃ لہ والصبر معہ علی شدۃ اذی قومھم وتکذیبھم ایاہ وکل الناس لھم مخالف زارٍ علیھم فلم یستوحشوا لقلۃ عددھم وشنف الناس لھم فھم اول من عبد اللہ فی ھذہ الارض وامن باللہ وبالرسول وھم اولیائہ وعشیرتہ واحق الناس بھذا الامر من بعدہ لاینازعھم الا ظالم۔ وانتم یا معشر الانصار من لاینکر فضلھم فی الدین ولا سابقتھم فی الاسلام رضیکم اللہ انصاراً لدینہ ورسولہ وجعل الیکم ھجرتہ فلیس بعد المہاجرین عندنا بمنزلتکم فنحن الامراء وانتم الوزراء۔ لاتفاوتون بمشورۃ ولا تقضی دونکم الامور"

یعنی اللہ نے ہمارے پاس اپنا ایک رسول بھیجا جو اپنی امت کے لئے گواہ ہے کہ وہ خدا سے

واحد کی پرستش کرتے ہین - اس سے پہلے یہ لوگ لکڑی اور پتھر کے بتون کی پوجا کرتے تے
عرب کے باشندون کو اپنے اباؤ اجداد کا دین ترک کرنا شاق گذرا اس سلیئے خدا نے مہاجرین
اولین کو اوسکی قوم مین سے منتخب کر کے اپنا خاص بنایا تاکہ اوس نبی کی تصدیق اور ہمدردی کرین
اور لکفار کی تکلیف دہی اور ایذا رسانی اور جھٹلانے پر صبر کرین - اگرچہ عرب کے زمین و آسمان اونکی
مخالفت پر آمادہ تے اور اپنا غضب اون پر توڑتے تھے مگر یہ مہاجرین اپنی قلت اور لوگون کی
روز افزون دشمنی سے کبھی مرعوب نہین ہوے - پس مہاجرین پہلے لوگ ہین جنہون نے
سرزمین عرب مین خدا کی عبادت کی اور اللہ اور اوسکے رسول پر ایمان لاے وہ تمہارے پیغمبر
کے مددگار اور اوسکے رشتہ کے لوگ اور اوسکے بعد سب سے زیادہ خلافت کے حقدار ہین -
کوئی شخص اون سے جھگڑا نہین کریگا مگر ظالم - اے گروہ انصار - تمہین بھی مہاجرین کی دینی بزرگی
اور سبقت فی الاسلام مین کسی طرح کا شک وشبہ نہین ہے - خداوندکریم بھی اونہین کے دین
اور اونہین کے رسول کے باعث تم سے راضی اور خوشنود ہے اور خدا نے اوس نبی کو مہاجرین
بنا کے تمہارے پاس بھیجنا پسند کیا - ہماری راے مین مہاجرین اولین کے بعد کوئی آدمی
رتبہ مین تمہارے برابر نہین - لہذا ہم امیر اور تم وزیر ہو - انشاء اللہ کوئی مشورہ بغیر تمہارے نہین کیا
جائیگا اور نہ کوئی کام تمہاری مرضی کے خلاف ہوگا -

حضرت صدیق اکبر کی یہ باتین سنکر انصار مین سے حباب بن منذر نے اونکے خلاف
بیان کرنا شروع کیا - عمر فاروق اونکی تردید کرنیکو اوٹھہ کھڑے ہوے اور دونون مین سخت کلامی ہونے
لگی اور اتنا غل و شور ہوا کہ مکان گونج گیا - حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ مصر تے کہ رسول اللہ کا ایک
جانشین ضرور ہم مین سے ہونا چاہیئے - عمر فاروق دو امیرون کی تقرری کے بالکل مخالف تھے
آخر طرفین مین دوبدو ہوتے ہوتے جنگ وجدل کی نوبت پہونچی اور قریب تھا کہ تلوار چل جاے

اسی حالت مین وہ تلاطم اور ہلچل مچی کہ لوگ تلے اوپر ہونے لگے اور سعد بن عبادہ پیرون کے تلے کچلتے کچلتے بچے۔ قصہ مختصر حضرت ابو عبیدہ اور بشیر بن سعد کے سمجھانے بجھانے سے لوگ سنبھلے اور امن ہوا۔ پھر ابو بکر صدیق نے لوگون سے مخاطب ہو کر کہا کہ عمر فاروق اور ابو عبیدہ موجود ہین انکین سے جسکے ہاتھہ پر چاہو بیعت کر لو۔ جناب فاروق اعظم نے فرمایا کہ ابو عبیدہ کو مجھپر فضیلت حاصل ہے آنحضرت نے بہی اونکی شان مین امین ھذہٖ الامۃ، فرمایا ہے۔ حضرت ابو عبیدہ نے کہا کہ مین خلافت کے لایق ابو بکر صدیق کو پاتا ہون۔ چنانچہ عمر فاروق اور ابو عبیدہ بن الجراح نے جناب صدیق اکبر سے بیعت کر لی۔ مگر اون سے پہلے بشیر بن سعد بیعت کر چکے تہے ان تینون صاحبون کے بعد پھر گروہ در گروہ بیعت کرنے لگے۔

جو لوگ قبائل عرب کے اشتعال طبع اور اونکی جنگ جو عادات سے واقف ہین اور جنہون نے اسی قسم کے واقعات پر بنی امیہ اور بنی عباس کی سلطنتون مین بڑی بڑی خونریزیان ہو جاتے ہوے تاریخون مین پڑہی ہین اور خدا نے اونکو متوسط درجہ کی بہی عقل معاملہ فہم دی ہے وہ کبہی بہول کے بہی یہ اعتراض نہ کرینگے کہ عمر فاروق اور صدیق اکبر کو خلافت غصب کر لینے کی ایسی ہوس دامنگیر تہی کہ آنحضرت صلعم کے جنازہ کو بے گور و کفن چہوڑ کے سید ہے خلیفہ بننے کو دوڑے چلے گئے۔ حق تو یہ ہے کہ یہ دونون بزرگوار کامل درجہ کے دور اندیش تہے۔ اونہون نے بیعت سقیفہ کے دن اسلام کے ڈوبے ہوے جہاز کو سمندر کی تہ سے نکال لیا اور اون لوگون سے اپنے ہاتھہ پر بیعت کرالی جو مہاجرین کا خلیفہ ہونا چاہتے ہی نہ تھے۔ عربون کی آزادی طبع کے قدرتی جوش کو کون نہین جانتا۔ جسکے سبب سے وہ سوا اپنے قبیلہ کے کسی دوسرے کی سرداری پسند ہی نہین کرتے۔ اگر ایسے لوگون مین اور اوس نازک وقت جبکہ ابو بکر و عمر چشم پوشی کر جائین تو مختلف اقوام عرب جنمین باہم بغض و عناد اور وحشیانہ شر و فساد ہمیشہ رہتا تہا

اور مسلمان ہو گئے ابہی تہوڑے ہی زمانہ سے اونہون نے اپنی جہالت چھوڑی تہی مگر اوسے بالکل
بہولے نہ تہے پہر از سرنو لڑنے لگتے اور اسلام کی نو تعمیر عمارت کی بنیاد سرے سے پہر تک ہلجاتی
اور پہر شاید مسلمانون کو عمر بہر سنبہلنا نصیب نہ ہوتا۔ اوس وخزرج مین سخت رقابت تہی پس ظاہر
ہے کہ انصار مین سے جو خلیفہ ہوتا اوسکی خلافت خطرہ سے خالی نہ تہی۔ ادہر مدینہ مین چہری
کٹا ہی ہونے لگتی۔ اودہر کاذب مدعیان نبوت نے زور وشور کے ساتھہ خروج اور اسلام پر حملہ کرنا
شروع کر دیا تہا۔ پس ایک لڑائی گہر کے اندر کی اور دوسرا گہونسا بیرونی چہوڑا کر کے رکہدیتا اور پہر کچہہ
بہی نہوتا اتنا عروج اور شہرت اور ترقی جو اسلام نے دیکہی وہ بہی نصیب نہوتی۔ اقوام عرب کو
خاموش بٹہانے کے لیے ضرور تہا کہ حکومت قبیلہ قریش مین آے جسے اوس ملک کی سب
قومین واجب التنظیم سمجہتی تہین اور انصار کے گہر مین بیٹہکے ابوبکر وعمر نے جلدی سے قبیلہ قریش
کی سرداری اون سے قبول کرالی اور دوسرے دن تک کی مہلت ندی تاکہ وہ اپنی را[ے]
بدل سکین۔ پس یہ احسان ابوبکر وعمر کا مسلمانون کے سر پر قیامت تک رہیگا جب...
جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ تک جیسے تیسے پہونچ گئی...
اسوقت مہاجرین اور انصار مین جو اختلاف عظیم واقع ہوا...
ذاتی یا منفعت خاص نہ تہی بلکہ وہ عجیب متبرک اون...
کہ اسلام کی پوری پوری خدمتگاری مین کرون...
اچہا خدمتگذار دین کو نصیب نہین ہوسکتا...
پلا پلا کے پالا پوسا ہے اب...
خاطر کیسی ہو۔ نہین نہ...
اور تشنجی اور فیصلہ...

انکسار اونکا اس سے ظاہر ہے کہ حضرت بشیر انصاری رضی اللہ عنہ نے محض دینی مقاصد کے لحاظ سے مکہ والون کو مستحق خلافت قرار دیا۔ اور مکہ والون مین سے صدیق اکبر، عمر فاروق اور ابو عبیدہ بن الجراح کو پسند کیا۔ اور حضرت عمر نے جناب امین الامتہ کو اپنے اوپر ترجیح دی۔ اور حضرت ابو عبیدہ نے ابو بکر صدیق کو سب سے بہتر جانا۔ آخر انہین لوگون کے اتفاق راے سے جناب صدیق اکبر خلیفہ ہو گئے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک لمبی چوڑی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیعت ابو بکر کی بابت مسلمانون سے پہلے سے مشورہ نہین لیا گیا وہ ایک ناگہانی بیعت تھی اس لئے لوگ اوسکی نسبت "فلتۃ" کا لفظ استعمال کرتے تے۔ اور مختلف قسم کے خیال اوسکی نسبت ظاہر کئے جاتے تھے اور اخیر زمانہ خلافت عمر فاروق تک اس دبی ہوئی آگ کی چنگاریان ...سوئی دیکھی گئی ہین حضرت فاروق اعظم جب آخری حج کر رہے تھے تو کسی نے یہ خبر اون سے ...کا جواب جناب عمر نے مدینہ پہونچکر یون دیا کہ صدیق اکبر کی بیعت اگرچہ فلتۃ تھی ...کے شر سے ہلوگون کو بچا لیا اور مسلمانون کے حق مین اوسکا نتیجہ اچھا ہوا۔ ...۔ اگر آئندہ کوئی مسلمان ایسا کریگا تو جان سے مار ڈالا جائیگا۔

...کہ اسموقع پر جو تقریر جناب فاروق نے کی وہ یہ ہے۔

...ت عمر بایعت فلانًا فلا یغترن امرؤ ان

...ما قد کانت کذلک ولکن اللہ

...بکر۔ من بایع رجلا غا

...انہ قد کان...

یعنی مجھے خبر ملی ہے کہ تم مین سے کوئی یون کہتا ہے کہ اگر عمر مر جائین تو مین فلان شخص سے بیعت کرون - کوئی اس دہوکے مین نرہے کہ ابو بکر صدیق کی بیعت بے مشورہ اور ناگہانی تہی - پہر بہی خاتمہ کو پہونچی - یاد رکہو کہ یہ بیعت اگرچہ ایسی ہی تہی مگر اللہ نے اوسکے شر سے بچالیا - بہلا یہ تو خیال کرو کہ تم مین کون ایسا ہے جسکی لوگ اتنی تعظیم کرتے ہون جتنی صدیق اکبر کی کرتے تہے - جو شخص بغیر مسلمانون کے مشورہ کے بیعت کریگا نہ اوسکی بیعت ہوگی نہ اوسکے متبوع کی - اون دونون کو خوف قتل رہنا چاہئے - اور ابو بکر صدیق بلا شبہ رسول مقبول کے بعد ہم سب سے افضل تہے -

اوپر کی روایت پڑہنے کے ساتہہ یہ بہی یاد رکہنا چاہئے کہ گو بیعت سقیفہ بنی ساعدہ سرسری تہی مگر اوسکے استحکام کے لئے دوسرے دن جناب فاروق اعظم بعد نماز کے منبر پر تشریف لے گئے اور آنحضرت صلعم کی وفات اور صدیق اکبر کی فضیلت بیان کی - اور لوگون سے کہا کہ بیعت عام کرو - امام بخاری نے یہ روایت لکہی ہے -

عن انس ابن مالك انه سمع خطبة عمر الآخرة حين جلس على المنبر وذلك الغد من يوم توفى النبي فتشهد عمر وابو بكر صامت لا يتكلم قال عمر كنت ارجو ان يعيش رسول الله صلعم حتى يدبرنا يريد بذلك ان يكون اخرهم فان يك محمد قد مات فان الله تعالى قد جعل بين اظهركم نوراً تهتدون به هدى الله محمداً وان ابا بكر صاحب رسول الله ثاني اثنين فانه اولى المسلمين باموركم فقوموا فبايعوه - وكان طائفة منهم قد بايعوه قبل ذلك في سقيفة بني ساعدة وكانت بيعت العامة على المنبر ،،

یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی صبح کو عمر فاروق نے منبر پر جا کر خطبہ پڑہا اور ابو بکر صدیق خاموش بیٹہے رہے عمر فاروق نے

بیان کیا۔ مجھے امید تھی کہ رسول اللہ ابھی اور جئینگے اور ہمارے سر پر رہینگے اور ہم سب اونکے سامنے دنیا سے اوٹھہ جائینگے۔ اب اگر وہ فوت ہو گئے ہین تو کچھہ مضائقہ نہین کیونکہ اللہ تعالےٰ نے تم مین ایک نور قرآن کا پیدا کر دیا ہے اوس سے تم ہدایت پا سکتے ہو اور اسی نور سے خداوند کریم نے اپنے رسول کو ہدایت دی تھی۔ صدیق اکبر غار ثور مین جناب رسول کریم کے ساتھہ رہے وہ تم پر حکومت کرنیکے واسطے ہم سب مسلمانون سے زیادہ بہتر و افضل ہین۔ پس تم سب لوگ اوٹھو اور ابو بکر سے بیعت کرو۔ حالانکہ کچھہ لوگ اس سے پہلے ہی سقیفہ مین اون سے بیعت کر چکے تھے۔ مگر بیعت عام منبر پر ہوئی تھی۔

چودھوین ربیع الاول سنہ گیارہ ہجری مطابق ۹ جون ۶۳۲ء یوم سہ شنبہ کو یہ بیعت ہوئی تھی۔ صاحب اصابہ کے قول کے بموجب اوسوقت جناب صدیق اکبر کی عمر اکسٹھہ برس کی تھی مگر ابن قتیبہ کی دلیلون سے اس سے بھی زیادہ معلوم ہوتی ہے۔

دوران بیعت مین بعض لوگون نے صدیق اکبر کے باب مین جو اپنے اپنے خیالات ظاہر کیئے اون کے جواب مین حضرت صدیق کی آخری گفتگو یہ تھی۔

واللہ ما کنت حریصا علی الامارۃ یوما ولا لیلۃ قط ولا کنت راغبا فیھا ولا سئلتھا اللہ فی سر ولا علانیۃ ولکنی اشفقت من الفتنۃ ومالی فی الامارۃ راحۃ۔ لقد قلدت امرا عظیما مالی بہ من طاقۃ ولا ید الا بتقویۃ اللہ،،

یعنی خدا کی قسم دن رات مین مجھپر کوئی وقت ایسا نہین گذرا جسمین خلافت کی حرص میرے دل مین سمائی ہو یا اوسکی کسی طرح کی خواہش مینے کی ہو یا کسی وقت پوشیدہ یا ظاہر مین نے اللہ تعالےٰ سے اوسکے لیئے دعا کی ہو مگر فتنہ و فساد کے خوف سے مینے مجبوری اوسے قبول کر لیا مجھے اس خلافت مین کوئی آرام نہین معلوم ہوتا میرے سر پر ایک بڑا بھاری بوجھہ رکھدیا گیا ہے جسکے

تحمل کی مجہہ مین طاقت نہین - خدا میری مدد کرے -

آنحضرت صلعم کے انتقال پر ملال کی خبر مکہ مین سب سے پہلے ابن قیس مخزومی نے پہونچائی - جناب صدیق اکبر کے والد بزرگوار ابو قحافہ وہین تشریف فرما تہے اونہون نے دریافت کیا کہ خلیفہ کون ہوا - ابن قیس نے جوابدیا کہ ابوبکر صدیق - یہ سنکر جناب ابو قحافہ رضی اللہ عنہ بولے کہ بنی ہاشم بہی ابوبکر کی خلافت پر متفق ہین یا نہین - ابن قیس نے کہا کہ ہان وہ بہی رضامند ہین - ابو قحافہ بولے سچ ہے لا مانع لما اعطے اللّٰہ ولا معطی لما منع اللّٰہ ،، جسکو خدا دے اوسکا کوئی روکنے والا اور جسے خدا روکے اوسے کوئی دینے والا نہین ہے -

ادہر تو رسول کریم کی وفات کے دوسرے دن مدینہ کے مہاجرین وانصار صدیق اکبر سے بیعت کرنے لگے اور ادہر بنی ہاشم کا ایک گروہ - زبیر بن العوام - عتبہ بن ابی لہب - خالد بن سعید - مقداد بن عمرو - سلمان فارسی - ابی ذر - عمار بن یاسر - براء بن عازب - ابی بن کعب وغیرہ جناب علی مرتضی کے حمایتی بنگئے - اور عتبہ نے اس مجمع کے روبرو یہ شعر پڑہے ہے -

ما کنت احسب ان الامر منصرف	عن ہاشم ثم منہم عن ابی حسن
عن اول الناس ایمانا وسابقۃ	واعلم الناس بالقرآن والسنن
واخر الناس عہدا بالنبی ومن	جبریل عون لہ فی الغسل والکفن
من فیہ ما فیہم لا یمترون بہ	ولیس فی القوم ما فیہ من الحسن

یعنی مجہے یہ خبر نہ تہی کہ خلافت وحکومت بنی ہاشم کے ہاتہہ سے جاتی رہیگی - خصوصاً علی مرتضی اوس سے محروم رہجائینگے - جو ایمان اور سبقت فی الاسلام مین سب سے افضل اور قرآن وسنت کے سب سے بڑے جاننے والے ہین - وہ نزع کیوقت رسول اللہ کے پاس تہے جبریل نے غسل وکفن مین اونکی مدد کی - ساری قوم کی خوبیان علی مین پائی جاتی ہین مگر جو خوبیان اونمین ہین وہ قوم مین نہین

لوگ ان باتون کو خوب جانتے ہین۔

مگر اس ساری جماعت نے سوا‌ے علی مرتضیٰ کے رفتہ رفتہ جناب صدیق سے بیعت کرلی۔ شاہ ولی اللہ صاحب اور چند اور معتبر مورخون نے سعد اور بیہقی کے قول کے بموجب لکھا ہے کہ جناب شیر خدا نے اوسی دن مجمع عام مین بیعت کرلی چنانچہ ان لوگون کی عبارت یہ ہے۔

فلما قعد ابو بکر علی المنبر نظر فی وجوہ القوم فلم یر علیا فسأل عنہ فقام ناس من الانصار فاتوا بہ فقال ابو بکر ابن عم رسول اللہ وختنہ اردت ان تشق عصا المسلمین فقال لا تثریب یا خلیفۃ رسول اللہ فبایعہ۔ ثم لم یر الزبیر بن العوام فسأل عنہ حتے جاؤا بہ فقال ابن عمۃ رسول اللہ وحواریہ اردت ان تشق عصا المسلمین فقال لا تثریب یا خلیفۃ رسول اللہ مثل قولہ فبایعہ،،

یعنی جسوقت صدیق اکبر خطبہ پڑہنے کے لیے منبر پر تشریف لے گئے اور لوگون کی طرف نظر کی تو اونہین علی مرتضیٰ کو ندیکہا پوچہا کہ آپ کہان ہین۔ چند انصار وہان سے اوٹہکے جناب شیر خدا کو اپنے ساتہہ لے آے۔ اوسوقت ابو بکر نے کہا کہ اے رسول اللہ کے چچازاد بہائی اور داماد کیا تم جماعت مسلمانان مین تفرقہ ونفاق ڈالا چاہتے ہو۔ حضرت علی مرتضیٰ نے جوابدیا اے خلیفہ رسول اللہ مجہے ملامت نہ فرمائیے مین بیعت کو حاضر ہون اور فوراً بیعت کرلی۔ اسی طرح جب زبیر بن العوام کو موجود نہ دیکہا تو اونہین بہی پوچہا لوگ جا کے اونکو بہی لے آے۔ صدیق اکبر نے اون سے کہا اے رسول خدا کے پہوپہی زاد بہائی اور حواری کیا تم مسلمانون مین اتفاق رکہنا نہین پسند کرتے اونہون نے بہی سعاً بیعت کرلی اور فرمایا کہ اے جانشین رسول رب العالمین خفا نہوجیے۔ لیکن بعض علما نے اوسوقت بیعت کرنے سے انکار کیا ہے چنانچہ صاحب روضۃ الاحباب اور اعثم کوفی یون لکہتے ہین۔ ،،ایک جماعت اہل تاریخ کی

کہتی ہے کہ جب مہم بیعت سے فرصت حاصل ہوئی تو ابوبکر صدیق نے بڑے بڑے مہاجرین وانصار کو جمع کر کے علی مرتضیٰ کو بلایا۔ وہ آئے اور اپنے مرتبہ کے لائق ایک جگہہ بیٹھے۔ اور پوچھا کہ مجھے کیون بلایا ہے۔ عمر فاروق نے جوابدیا۔ مین چاہتا ہون کہ جسطرح اور اصحاب نے ابوبکر سے بیعت کرلی ہے آپ بھی کرین۔ جناب علی مرتضیٰ بولے کہ تم لوگون نے جو بات انصار سے بیان کر کے یہ منصب لیلیا ہے اوسی بات کو مین تم پر حجت لاتا ہون۔ سچ کہنا کہ آنحضرت صلعم کا سب سے زیادہ عزیز و قریب کون ہے۔ عمر فاروق نے کہا کہ ہم آپ سے جب تک بیعت نکرا لینگے آپکو نچھوڑینگے۔ حضرت علی نے فرمایا کہ پہلے میری بات کا جواب مجھے دیدو جب مجھہ سے بیعت طلب کرنا۔ جناب ابوعبیدہ بول اوٹھے کہ اے ابوالحسن بے شک سبقت فی الاسلام اور رسول اللہ کی قرابت قریبہ کے باعث آپ ہی سزاوار حکومت و خلافت ہین۔ مگر ابتو صحابہ نے ابوبکر پر اجماع واتفاق کرلیا آپ کو بھی مناسب ہے کہ دائرہ وفاق سے قدم باہر نہ نکالین۔ جناب علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ اے ابوعبیدہ تمہین آنحضرت نے امین اس امت کا فرمایا ہے تمہین امانت اور راستی گفتار و کردار سے کام کرنا چاہیے جو مرتبہ خدا نے خاندان نبوت کو عطا فرمایا ہے اوسے تم دوسری جگہہ منتقل کئے دیتے ہو۔ مہبط قرآن و وحی۔ اور مورد امر و نہی۔ منبع فضل و علم۔ معدن عقل و حلم تو ہم لوگ ہین۔ خلافت و امارت ہمارے لئے بنائی گئی ہے اس تقریر کو سنکے بشیر بن سعد انصاری بول اوٹھے کہ اے ابوالحسن یہ دعوے جو تم آج پیش کرتے ہو اگر لوگون کو پہلے سے معلوم ہوتے تو وہ کچھہ چون و چرا نکرتے اور آپ سے بیعت کر لیتے مگر آپ تو گھر مین بیٹھہ رہے اور لوگون سے ملنا جلنا چھوڑ دیا لوگ یہ سمجھے کہ آپ خلافت سے کنارہ کرتے ہین۔ اس لئے گروہ مسلمانان نے متفق ہو کے دوسرے کو خلیفہ کرلیا۔ آپ اب دوسری طرح کی باتین کرتے ہین۔ جناب علی مرتضیٰ نے جوابدیا کہ اے بشیر انصاف کرو۔ مجھے کب زیبا تھا کہ

جسد اطہر اور قالب معنبر سید عالم کو بے گور و کفن چھوڑ کے مین خلافت و حکومت کی طلبگاری مین مارا مارا پھرتا۔ اور لوگون سے منازعت و خصومت کرتا۔ ابو بکر صدیق نے جب دیکھا کہ علی مرتضیٰ کی سب باتین محکم و استوار ہین تو رفق و مدارا سے پیش آے اور کہنے لگے کہ اے ابو الحسن مجھے آپ کی ذات سے یہ امید نہ تھی کہ آپ میرے باب مین اتنی حجت کرینگے۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ میری بیعت قبول نہ فرمائینگے تو مین ہرگز خلافت منظور نہ کرتا۔ اب کہ لوگون نے مجھے مقرر کر دیا ہے امید ہے کہ اس پر آپ بھی اتفاق کر لین۔ اور اگر اسوقت یہ بات آپکے سمجھ مین نہ آتی ہو تو غور و فکر کر لیجے آپکو اختیار ہے۔ جناب علی مرتضیٰ اوٹھکے اپنے گھر تشریف لے گئے۔"

اس مقام پر صاحب روضۃ الصفا حضرت محمد خاوند شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جنہین لوگ شیعہ بتاتے ہین کیا عجب ہے کہ شیعہ ہی ہون واللہ اعلم بالصواب۔ فرماتے ہین کہ جب حضرت مقدس نبوی نے اس خاکدان پر محنت سے عنان عزیمت دار الملک آخرت کی طرف معطوف فرمائی اور طبیعت البشری کے مقتضائے ارباب بصائر اور متقلدان قلادۂ شریعت کو کثرت مخالفان اور قلت انصار و اعوان کے باعث خائف و اندیشناک و متحیر و پریشان کر دیا۔ اور مسلمانون اور مسلمانی کا اندوہ ہر چھوٹے بڑے پر چھا گیا۔ اور اہل نفاق و شقاق کے دلون سے نائرہ حقد و حسد کے شعلہ اوٹھنے لگے تو ہر ایک منافق و موافق طرح طرح کی گفتگو اور جستجو کرنے لگا مدینہ کے ہر گوشہ مین محفل ہونے اور ہر طرف مجلس انعقاد پانے لگی۔ مہاجرین و انصار کے ایک مجمع مین اثنی عشر کے ایک نقیب ابو الہیثم ابن التیہان نے کھڑے ہو کر چند اشعار اس مضمون کے پڑھے کہ یہ دنیا بڑے اندوہ و ملال کی جگہہ ہے دیکھو حضرت رسالت پناہ کی رحلت سے ہمارے حواس مین خلل فاحش ظاہر ہو گیا ہے اور ہماری عقلین مختل ہو گئی ہین۔ دشمنان دین کی گردنین جو پہلے نرم کر دی گئی تھین اب اونھون نے پھر سر اوٹھا لیا۔ آج وہ مصیبت ہمارے سرون پر

آگئی ہے کہ جس سے رہائی پانا میری رائے مین ممکن نہین ۔ مسیلمہ کذاب نے یمامہ مین اور
طلحہ بن خویلد نے بنی اسد مین جوش مخالفت در برادر سپر منازعت بر روش کی ہے ۔ اگرچہ آج کے دن
دست اعدا سے سوا ے شماتت کے اور کچھ نہین ہوسکتا مگر ہمین توکل کی فکر کرنا چاہئے ۔ اور
کل کے دن کی شکل آج کے آئینہ مین دیکھنا مناسب ہے اسوقت ظن و تخمین کو بالاے طاق
رکھو اور یقین سے کام لو کہ اگر آج کے دن اسی وقت صنادید قریش مین سے کسی نے خلافت
کی باگ کو اپنے ہاتھ مین نہین لیا تو کل اسلام کا خاتمہ ہے بیشک یہ است رمۂ بے شبان اور
مزرعۂ بے باران ہو جائیگی مجھے امید ہے کہ علی مرتضی یا ابوبکر صدیق یا ارباب تحقیق مین سے
کوئی اوس بڑے بھاری بوجھہ کے تکفل مین مشغول ہوگا ۔ اسی اثنا مین ابوبکر صدیق تشریف
لے آے اور کہا کہ اے زمرۂ مہاجرین و انصار اگر تم محمدؐ کی پرستش کرتے تھے تو وہ جوار حق مین
پیوست ہوگئے اور باری سبحانہ و تعالی کی جانب انتقال کر گئے ۔ اگر تمہارا معبود رب الارض والسما
ہے تو وہ تقدس و تعالی نقصان سے مبرا اور فنا سے منزہ ہے ۔ اگر اسوقت کوئی متعہد ایالت
مسلمانان نہوگا تو قصر ایالت مین خلل عظیم واقع ہو جائیگا ۔ ضرور ہے کہ اسی وقت اس قضیہ مین
مشورہ اور جو کوئی تمکو اس عہدہ کے لایق نظر آے اوسپر اتفاق کر لو ۔ اہل اسلام نے جوابدیا کہ ہم
مشورہ کر کے عرض کرینگے ۔ اسکے بعد سب لوگ سقیفہ بنی ساعدہ مین جمع ہوے ۔ خزیمہ بن
ثابت ذو شہادتین نے مدینہ کے لوگون کو ترغیب و تحریص دی کہ اپنے رتق و فتق کی زمام
کسی انصاری کے کف کفایت مین دیدو ۔ ہرگز ہرگز خلافت قریش پر راضی نہونا ۔ خزیمہ کا یہ کلام
سُنکے سب لوگ بالاتفاق بول اوٹھے ۔ "صدقت و بالحق نطقت" اچھا ہمنے سعد بن عبادہ کی
امارت قبول کی ۔ اور اونکی امر و نہی کے آگے اپنی گردن جھکادی ۔ مگر اسید بن حضیر نے اس راے
سے مخالفت ظاہر کی ۔ اور مہاجرین کی فضیلت بیان کرنی شروع کردی ۔ عویم بن ساعدہ نے بھی

اسید کے کلام کی تائید کی۔ فی الجملہ اوس مجمع کی راے مین اختلال پڑگیا۔ اسی حالت مین ابوبکر اور عمر اور ابوعبیدہ وہان پہونچے دیکھا کہ سعد بن عبادہ بیماری کے باعث کمل اوڑہے ہوے بیٹھے ہین اور انصار اونکے گرد جمع ہین اور قریب ہے کہ بیعت کرلین۔ جب اشراف مہاجرین نے سقیفہ مین داخل ہوکے دم لیلیا تو ثابت بن قیس کھڑے ہوکے فضائل انصار بیان کرنے لگے اور کہاکہ بہتر یہی ہے کہ امر خلافت اور مہم حکومت کسی انصاری کو تفویض کیا جاے۔ ابوبکر نے اسکے جواب مین مستحکم اور مدلل دلیلین پیش کین اس لئے ایک انصاری نے یہ کہا۔ منا امیر و منکم امیر چونکہ تجربہ کار لوگ جانتے تہے کہ ایک مقام مین دو حاکم اور ایک نیام مین دو شمشیر ممتنعات سے ہین اسلئے جناب فاروق نے کچھ کہنا چاہا مگر حضرت صدیق نے اونکو چپ کردیا۔ اور کہاکہ اے معشر انصار ہمین تمہاری فضیلت کا اعتراف ہے۔ تمنے جو مساعی جمیلہ قصر شریعت کے استحکام دینے اور بساط ملت کے پہیلانے مین کئے ہین وہ ہمین فراموش نہین ہوے۔ مگر سمجھ لوکہ قریش کو تمام ملک عرب پر فضیلت و شرف حاصل ہے۔ یہ بات دوسرون کو میسر نہین۔ جب تک بادشاہ عرب کا قریش مین سے نہوگا باشندگان عرب ہرگز اوسکی تابعداری نہین کرینگے۔ مناسب یہی ہے کہ ہم امیر ہون اور تم ہماری وزارت کرو۔ اے گروہ انصار خداے عزوجل سے ڈرکے میری نصیحت کو مان جاؤ اور اسلام مین اختلاف نڈالو۔ ورنہ سد شرع شریف مین رخنہ پڑجائیگا۔ اوسوقت معن بن عدی کھڑے ہوکر بولے کہ اے زمرۂ مہاجرین۔ خدا کی قسم تم ہمارے نزدیک معزز و محترم ہو مگر ہمکو اس بات کا خوف ہے کہ آئندہ کوئی بات تمسے ہمارے حق مین خلاف انصاف ہو۔ حضرت عمر بول اوٹھے کہ اے گروہ انصار کیا تمنے رسول اللہ سے نہین سنا "ائمة من قریش ولا تکون ھذا الامر الا فیھم" یعنی سواے قریش کے سزاوار خلافت و امارت اور کوئی نہین بشیر بن سعد بولے کہ خدا کی قسم ہمنے یہ بات رسول خدا سے بیشک سنی تہی اور یقین ہے کہ

اب ایسا ہی ہوگا اور کوئی قریش مین سے خلیفہ کیا جائیگا - ابوبکر صدیق نے جوابدیا احسنت احسنت
ونعم الرجل انت ،، مین اپنے لئے خلافت نہین چاہتا - عمر فاروق اور امین الامتہ موجود ہین -
ان دونون مین سے جس سے چاہو بیعت کرلو - یہ سنکر وہ دونون صاحب فرمانے لگے - حاشا وکلا
ہمین خلافت سے معاف رکہو - کوکب امارت آپکی پیشانی سے تابان ہے - آپ رسول مقبول
کے یار غار اور انکے رازدار ہین - آپکی فضیلت اور سبقت فی الاسلام کے آگے ہم خلیفہ نہین
ہوسکتے - جب طرفین سے خلافت کے باب مین ردوبدل ہونے لگی تو لوگون کو بہت انتشار
ہوا - اور اکثر لوگ خلافت ابوبکر قبول کرنیکو مستعد ہوگئے بشیر بن سعد نے آگے بڑہکے کہاکہ قسم ہے
خدا کی کوئی اس بیعت مین مجہسے سبقت نہین لیجا سکتا مین ہی پیشقدمی کرتا ہون - اتنا
کہکے اپنا ہاتہ صدیق اکبر کے ہاتہ مین زبردستی دیدیا اور کہاکہ مین آپ ہی کی خلافت
وامارت پر راضی ہون لیکن بعضون کا قول ہے کہ پہلے عمر فاروق نے بیعت کی تہی اور بعضے
حباب بن بشیر کو بتاتے ہین - حدیث مین ہے کہ جب بشیر بن سعد نے ابوبکر سے بیعت کرلی - تو حباب
بن المنذر نے اونسے کہاکہ اے بشیر افسوس تمنے غضب کیاکہ سعد بن عبادہ کی حمایت سے
ہاتہ کہینچا اور ایک حقدار کا حق ضایع کردیا - تمہین پہلے سے سعد بن عبادہ کے ساتہ دشمنی اور
حسد تہا اوسی کا یہ بدلہ نکالا اور اوس غریب کو خلافت سے محروم کردیا - بشیر نے جوابدیا - نعوذ باللہ
مجہے اپنے چچازاد بہائی سے کیون مخالفت ہونے لگی تہی - یہ سنکر حباب چاہتے تہے کہ اپنی
تلوار کہینچین مگر انصار نے لپک کر اونکا ہاتہ پکڑلیا - اور تسکین دی - حباب بولے کہ اب میری
تسکین سے کیا حاصل میرا مطلب تو فوت ہوگیا - تم سب مدینہ والے اسکا نتیجہ بہگتوگے - تمہارے
فرزند اور اولاد اڑیان رگڑتے ہوے مہاجرین کے دروازون پر پہونچا کرینگے اور گہگیا گہگیا کے
ایک کٹورہ پانی کا مانگینگے مگر مہاجر اونہین نہ دینگے یہ بات میری گانٹہ مین باندہ رکہو بیشک

تم لوگون نے اپنے ہاتھہ سے اپنی جڑ کھودی ہے۔ حضرت صدیق نے جوابدیا کہ حباب خدا سے ڈرو۔ کیسی دل پھٹنے کی باتین کرتے ہو یہ جو تمنے کہا مجھہ سے اور میرے ابنائے جنس سے نہین ہوسکتا۔ حباب نے شرمندگی سے سر جھکالیا اور کہا کہ جب تک مین اور آپ زندہ ہین والسد مجھے اسکا کھٹکا ذرا بہی نہین۔ میری اور تمہاری مروت وحیا یون ہی رہیگی مگر ہم دونون کی آنکھین بند ہونے کے بعد حال دگرگون ہوجائیگا اور لوگون کے اوضاع واطوار مین تغیر آجائیگا۔ یہ کہکے حباب خاموش ہورہے اور تمام مہاجرین اور سارے قبیلہ اوس نے بڑی خوشی کے ساتھہ جناب صدیق سے بیعت کرلی اوسوقت خزرجیون کو بڑی خجالت ہوئی۔ وہ چاہتے تھے کہ ہمارے سردار سعد بن عبادہ کو خلافت ہو روایت ہے کہ اوس دن اتنا ہجوم تھا کہ سعد بن عبادہ پائمال ہوگئے اور مرتے مرتے بچے لوگ اونکو اوٹھا کے گھرلے گئے۔ اکثر مؤرخین نے لکھا ہے کہ سعد بن عبادہ نے جمہور کی مخالفت کرکے ابوبکر صدیق سے بیعت نکی۔ اور شام چلے گئے اور ایک مدت کے بعد کسی کی تحریک سے مقتول ہوے۔ لبعض تاریخون مین یون لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد انصار اتفاق کرکے سعد بن عبادہ کو حالت مرض مین گھر سے باہر نکال لائے اور چاہا کہ اون سے بیعت کرین۔ سعد نے اوس مجمع مین باری سبحانہ تعالے کی حمد وثنا کے بعد کہا کہ اے معشر انصار تمکو وہ فضیلت سابقہ حاصل ہے جو عرب مین کسی دوسرے کو میسر نہین۔ آنحضرت صلعم نے دس برس سے زیادہ اپنی قوم کو دعوت اسلام کی لیکن اونمین سے بہت تھوڑے ایمان لائے۔ آخرش خدا کے حکم سے آنحضرت نے اپنی التفات کا پرتو تمہارے شہر پر ڈالا۔ اور تمہارا دیار دار ہجرت قرار پایا۔ اور ملک منان کی معاونت سے نعمت ایمان تمہین نصیب ہوئی تمنے محمد اور اونکے اصحاب کی حفاظت وخدمتگذاری مین اپنے جان ومال سے بہی دریغ نہ کیا۔ تمہاری مدد سے کار اسلام کا انتظام ہوگیا۔ اور عرب طوعاً وکرہاً مطیع ومنقاد ہوگئے۔ اب سرورعالم

انتقال فرما گئے ۔ وہ تمہارے مساعی جمیلہ کے باعث تمسے بہت راضی تہے پس سزاوار خلافت
وامامت تمہین ہو ۔ انصار بولے کہ آپکا بیان عین صدق وصواب ہے ۔ ہم لوگون مین بہتر ومہتر
آپ ہی ہین سوائے آپکے کوئی لایق نظر نہین آتا ۔ اگر مہاجرین اس باب مین کچھہ حیلہ کرینگے تو
پھر ایک امیر ہم مین سے اور ایک اونمین سے مقرر ہو جائیگا ۔ سعد بولے کہ یہ پہلی سستی ہے ۔ جب
اسکی خبر عمر کو ہوئی تو اونہون نے ابوبکر کو اس سے آگاہ کیا ۔ اور دونون باہم ملکے تعجیل تمام سقیفہ
بنی ساعدہ مین جہان مجمع انصار ہو رہا تہا پہونچے ۔ ابو عبیدہ جراح بھی ساتھہ ہو لئے ۔ حضرت
عمر کا قول ہے کہ مینے بھی اوس مجمع مین گفتگو کرنیکا ارادہ کیا تہا لیکن ابوبکر نے مجھے منع کیا اور خود کلام
کرنے لگے ۔ اور جو کچھہ مین نے سوچا تہا بعینہ وہی کہدیا" اسکے بعد صاحب روضتہ الصفا نے
صدیق اکبر کی تقریر اور بیعت عام اور جناب علی مرتضی کا مجمع مین بلایا جاتا اور اونکی گفتگو اور بغیر بیعت
کئے ہوئے چلے جانیکا حال قریب قریب وہی لکھا ہے جسکا ذکر ہم اوپر کر چکے ہین ۔

صاحب روضتہ الصفا فرماتے ہین "بعضون نے کہا ہے کہ چالیس دن کے بعد
حضرت علی نے بھی بیعت کر لی اور ایک گروہ کا یہ قول ہے کہ چھہ مہینے کے عرصہ مین جناب
فاطمہ زہرا کی وفات کے بعد اونہون نے بیعت کی ۔ اور غنیہ مین مذکور ہے کہ جسوقت حضرت
علی نے سنا کہ مسلمانون نے ابوبکر سے بیعت کر لی تو جلدی سے بغیر کچھہ پہنے اوڑھے گھر سے
باہر نکل آئے ۔ سوائے پیرہن کے بر مین کچھہ نہ تہا اور اسی صورت سے صدیق کے پاس
پہونچکے فوراً بیعت کر لی ۔ پہر لوگ دوڑے گئے اور گھر سے کپڑے لاکے مجلس مین اونکو پہنائے
اور بعض روایات مین یہ بہی مذکور ہے کہ جب ابو سفیان نے جناب شیر خدا سے جا کے
شکایت کی کہ آپ بنی تمیم کی ایک آدمی کی خلافت سے کیسے راضی ہو گئے تو اونہون نے
ابو سفیان کو جہڑکا اور فرمایا کہ تم اسلام مین فتنہ پیدا کرتے ہو مین ابوبکر ہی کو خلافت کے لایق

جانتا ہون۔ روایت ہے کہ جب صدیق وفاروق کو اطلاع ہوئی کہ ابوسفیان بہت مخالفت کرتے ہین
تو دونون صاحبون نے اونہین راضی رکھنے کے لئے بھی خوشامد کی اور اونکے بیٹے یزید کو امارت
شام کی نوید دی۔ جب ابوسفیان کو اونکی تالیف قلوب کا یہ حال معلوم ہوا تو اونہون نے بھی شر اور
مخالفت سے دست برداری کی۔ اور بالکل مطیع ومنقاد ہوگئے۔ چند روایتون کے حوالہ سے
صاحب غنیہ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ جس زمانہ مین حضرت امیر نے بیعت مین تاخیر کی تھی حضرت
صدیق نے اونہین ایک خط لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ۔ خلیفہ رسول خدا ابوبکر کی طرف سے علی
ابن ابی طالب کو معلوم ہو کہ تحقیق مسلمانون نے مجھہ سے بیعت کرلی ہے اور میری امارت سے
راضی ہین۔ آپ بھی سب کے ساتھہ متفق ہوجائین۔ امیر المؤمنین علی نے اسکا جواب یہ دیا کہ
تمہارا خط پہونچا مین سب سے پہلے مشرف باسلام ہوا ہون اور تصدیق رسول اللہ کی ہے۔
واللہ مین تمہاری خلافت سے راضی نہین۔ صاحب غنیہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ بریدہ بن الحصیب
اسلمی نے اپنے قبیلہ کو جمع کرکے علم مرتب کیا اور اوسے مدینہ مین لاکے جناب امیر کے دردولت
پر گاڑدیا۔ جب عمر کو اسکی خبر ہوئی تو اونہون نے بریدہ سے کہا کہ سب مسلمانون نے ابوبکر سے
بیعت کرلی ہے۔ تم کیون مخالفت کرتے ہو۔ بریدہ نے جواب دیا کہ مین سوا سے علی مرتضی کے اور
کسی سے بیعت نکرونگا۔ پھر صحابہ نے مجلس مرتب کرکے بریدہ کو طلب کیا اور پوچھا کہ تم یہ کیا کرتے ہو
بریدہ بولے کہ ایکدفعہ رسول اللہ نے مجھے اور خالد بن ولید کو ایک لشکر سمیت علی کے ساتھہ
یمن بھیجا۔ واللہ اوسی زمانہ سے مجھے اونکے ساتھہ عشق ہوگیا ہے اور مفارقت اونکی گوارا نہین
جب سفر سے واپس ہوا تو پہلے رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوا۔ آپنے استفسار فرمایا
کہ علی کا کیا حال ہے۔ مجھے اون سے کدورت تھی مین نے اونکی غیبت کی۔ سنتے ہی حضور کے
چہرہ کا رنگ متغیر ہوگیا۔ اور فرمایا یا بریدہ تم ایقطع فی الرجل الاولی الناس بکم بعدی"

جب مین نے یہ بات جناب رسول کریم سے سنی تو عرض کیا کہ حضور مینے توبہ کی آپ میری بخشش کیلئے دعا فرمائین ناگاہ اوسی وقت علی مرتضیٰ بہی تشریف لے آئے اور مسجد مین بیٹھکر اپنی نعلین درست کرنے لگے۔ مینے التماس کی کہ یا رسول اللہ جناب علی مرتضیٰ بہی اسوقت موجود ہین۔ میرا قصور اون سے بہی معاف کرا دیجئے۔ اسکے بعد آنحضرت صلعم اور علی مرتضیٰ دونون نے میرے لئے آمرزش کی دعا فرمائی۔ کہتے ہین کہ بریدہ جنگ جمل وصفین مین حضرت علی کیساتھ تھے

ہمنے یہان تک ناظرین کی بہت سی سمع خراشی کی۔ اسکی ضرورت اس لئے سمجھی گئی کہ یہ بحث نازک ہے اسکی نسبت بہت سے مورخون کے اقوال مجتمع ہونا لازم ہین۔

خلاصہ اس بک بک کا یہ ہے کہ جناب عمر فاروق اور صدیق اکبر نے خلافت کے سوال کو خود نہین چھیڑا۔ نہ یہ لوگ خود اپنی خواہش سے سقیفہ بنی ساعدہ مین تشریف لے گئے چنانچہ معتبر کتاب مسند ابو یعلےٰ سے فاروق اعظم کا یہ قول نقل کیا جاتا ہے

بینما نحن فی منزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رجل ینادی من وراء الجدار ان اخرج الی یا ابن الخطاب فقلت الیک عنی فانا عنک مشاغیل یعنی بامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ قد حدث امر فان الانصار اجتمعوا فی سقیفۃ بنی ساعدۃ فادرکوا ہم ان یحدثوا امرا یکون فیہ حرب فقلت لابی بکر انطلق"

یعنی حضرت عمر فرماتے ہین کہ ہم رسول اللہ کے خانہ مبارک مین بیٹھے تھے کہ دفعتاً دیوار کے پیچھے سے ایک آدمی پکارا کہ ابن الخطاب باہر نکلو۔ مینے جوابدیا چل دور ہو ہم اسوقت آنحضرت صلعم کی تجہیز وتکفین مین مشغول ہین۔ اوس نے کہا ہان ہی ایک حادثہ عظیم درپیش ہے یعنی انصار کا مجمع سقیفہ بنی ساعدہ مین ہے وہان جلدی پہونچکے اونکی خبر لو ایسا نہو کہ وہ لوگ کوئی ایسی بات کر بیٹھین جس سے جنگ عظیم چھڑ جائے۔ اوسوقت مینے ابوبکر سے بہی کہا

کہ چلو۔ اوپر کے بیان سے یہ بھی آشکارا ہے کہ جناب علی مرتضیٰ اور بنی ہاشم بھی فکر خلافت سے خالی نہ تھے۔ ظاہر ہے کہ اوسوقت مسلمانون کے تین گروہ ہو گئے تھے۔

(۱) بنی ہاشم معہ علی مرتضیٰ کے۔

(۲) مہاجرین جنکے سرگروہ صدیق وفاروق تھے۔

(۳) انصار جنکے سردار سعد بن عبادہ تھے۔

ان تینون گروہون مین کوئی بھی ایسا نہ تہا جو خلافت کے خیال سے خالی ہو۔ انصار تو اچھی طرح کھُل کھیلے جسکا حال آپ سن چکے۔ بنی ہاشم کے خیالات کی نسبت ہم ایک روایت پہلے حصہ مین لکھہ چکے اوسے پھر یاد دلاتے ہین کہ رسول صلعم کی وفات کے دن جناب علی گھر سے باہر تشریف لائے۔ لوگون نے دریافت کیا حضور کا مزاج کیسا ہے چونکہ آنحضرت کی ظاہری حالت اوسوقت سنبھلی ہوئی تھی آپنے جواب دیا کہ الحمدللہ اسوقت رسول خدا اچھے ہین حضرت عباس نے فوراً علی مرتضیٰ کا ہاتھہ پکڑ لیا اور کہا قسم ہے خدا کی تم تین دن کے بعد غلامی کروگے رسول خدا بچنے کے نہین مجھکو تجربہ ہو چکا ہے کہ خاندان عبدالمطلب کا چہرہ موت کے قریب ایک خاص طور کا ہو جاتا ہے اور وہی حالت اونکی اب ہے آؤ چلو ابھی دریافت کرلین کہ آپ کے بعد خلیفہ کون ہوگا۔ اگر ہم مستحق ہین تو رسول خدا ہمارے لئے وصیت کر جائینگے۔ جناب شیر خدا بولے کہ چچا مین نہین پوچھنے کا اگر حضور نے انکار کر دیا تو آئندہ امید بھی نرہیگی۔ یہ حدیث صحیح بخاری کے باب مرض النبی مین موجود ہے۔ ناظرین اس روایت سے حضرت عباس کا منشا معلوم کرلین کہ صاف صاف ظاہر ہے۔ رہے جناب علی مرتضیٰ سو اونکو آنحضرت صلعم کی موت کا یقین ہی اسوقت تک نہ تہا نہ بھروسا رکھتے تھے کہ رسول اللہ میری خلافت کے لئے ضرور ہی وصیت کر جائینگے لہذا اونہون نے کوشش کرنا ہی فضول سمجھا۔ علاوہ برین آنحضرت صلعم

کی وفات کے بعد جناب فاطمہ کے گھر مین بنی ہاشم اور اونکے حمایتیون کا ایک جلسہ ہوا جسکے
سردار جناب شیر خدا تھے - اسکی بابت عمر فاروق کا قول صحیح بخاری کے کتاب الحدود باب
رجم الحبلی مین یون مرقوم ہے -

کان من خبرنا حین توفی اللہ نبیہ ان الانصار خالفونا واجتمعوا باسرھم فی سقیفۃ بنی ساعدۃ وخالف عنا علی والزبیر ومن معھما واجتمع المھاجرون الی ابی بکر

یعنی جب خدا نے اپنے نبی کا سایہ ہمارے سر سے اوٹھالیا تو انصار بالکل ہمارے مخالف ہوگئے اور سقیفہ بنی ساعدہ مین جمع ہوے - اور علی و زبیر اور اونکے ساتھیون نے بھی ہماری مخالفت کی اور مہاجرین نے بالاتفاق ابوبکر کو خلیفہ کردیا - یہ گفتگو عمر فاروق نے ایک عام مجمع مین کی تھی اگر خلاف واقع ہوتی تو سیکڑون صحابہ زبان پکڑنے کو موجود تھے - اوس تقریر کی شرح مین فتح الباری نے امام مالک کا یہ قول نقل کیا ہے جس سے معاملہ زیادہ صاف ہوگیا ہے -

ان علیا والزبیر ومن کان معھما تخلفوا فی بیت فاطمۃ بنت رسول اللہ ،،

یعنی علی و زبیر اور اونکے ساتھیون نے ہم سے الگ ہو کر جناب فاطمہ کے گھر مین اپنا جرگہ اکٹھا کیا - تاریخ طبری کہتی ہے " وتخلف علی والزبیر واخترط الزبیر سیفہ قال لا اغمدہ حتے یبایع علے " یعنی علی و زبیر نے اختلاف کیا اور زبیر نے نیام سے تلوار نکال کے کہا کہ جبتک علی سے لوگ بیعت نہ کرینگے مین تلوار کو غلاف نکرونگا - یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ سقیفہ مین جناب علی کا نہ جانا صرف اسلئے تھا کہ مہاجرین و انصار جو وہان جمع ہین میری تائید نکرینگے کیونکہ مہاجرون نے ابوبکر کو اپنا سردار تسلیم ہی کرلیا اور انصار سعد بن عبادہ کی تقرری کے متمنی تھے -

اب اخیر پر یہ بحث رہگئی ہے کہ اوس حالت مین اور اوسوقت پر جو کچھ عمر و ابوبکر وغیرہ نے

کیا وہ بجا تھا یا بیجا اور اونکو ایسا کرنا چاہیئے تھا یا نہین - اس سوال کے جواب مین جسے خدا نے ذرا سی بہی عقل معاملہ فہم دی ہوگی وہ ہمارا اتنا بیان پڑہکے فوراً کہدیگا کہ سب بجا اور مناسب وقت تہا - اوسوقت رونا پیٹنا چہوڑکے انتظام خلافت ہی کرلینا اولی اور انسب تہا - انصار نے خود مسئلہ خلافت چہیڑکے اور بہی زیادہ نازک حالت کرلی تہی کیونکہ قریش انصار کو بہت ذلیل سمجھتے تہے چنانچہ جنگ بدر مین عتبہ نے کہا تہا کہ محمدؐ - ہم نا جنسون سے ہرگز نہ لڑینگے ہم سے لڑینکو تو ہمارے ہمسر بہیجو - فتح مکہ مین بہی یہی معاملہ پیش آچکا تہا - پس قریش کسی طرح انصار کے آگے اپنی گردنین نہ جہکاتے - قریش تو درکنار باقی اقوام عرب کو بہی انصار کی اطاعت منظور نہوتی چنانچہ صدیق اکبر نے جو تقریر سقیفہ مین کی تہی اوسمین یہ جملہ بہی شامل تہا وان العرب لا تعرف ھذا الامر الا لھذا الحی من قریش - علاوہ برین انصار کے دونون گروہون اوس و خزرج مین باہم لاگ ڈانٹ چلی آتی تہی - پس انصار کے دعوے کو دبا دینا نہایت ضروری تہا - سقیفہ مین جو مجمع اوسمین سب سے زیادہ با اثر اور بزرگ اور عمر رسیدہ صدیق اکبر تہے وہان تلوارین میانون سے باہر نکل پڑین اور بحث و نزاع نے طول پکڑا - حالت دگرگون دیکہکے بشیر بن سعد - عمر فاروق - عثمان بن عفان - ابو عبیدہ بن جراح اور عبدالرحمن بن عوف نے صدیق اکبر سے بیعت کرلی اور پہر ایک ٹیڑی دل ٹوٹ پڑا غضکہ طوفان عظیم آتے آتے رک گیا اور امن عام قائم ہوکے لوگ اپنے اپنے کام مین اطمینان کیساتہہ مشغول ہوگئے - صرف بنی ہاشم اپنے دعوے پر مصر ہوکر جناب فاطمہ کے گہر مین جمع ہوتے تہے - جناب فاروق اعظم نے امن عام مین خلل پڑتا دیکہکے اون سے بہی بیعت لینا چاہی - چنانچہ ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور علامہ طبری نے تاریخ کبیر مین لکہا ہے کہ عمر نے فاطمہ کے دروازہ پر کہڑے ہوکر بآواز بلند کہا کہ اے بنت رسول اللہ ہمین سب سے زیادہ آپ سے محبت ہے مگر آپ کے گہر مین ایسا مجمع ہوا کریگا تو مین گہر مین آگ لگا دونگا -

اگرچہ ہم کو اس روایت کے راویون کا حال معلوم نہین تاہم اس روایت کو معتبر جانتے ہین لیکن حضرت فاروق کی تیز مزاجی سے دور نہ تھا یہ بات بعید بھی نہین معلوم ہوتی شاید تنگ ہو کر ایسی بے اعتدالی کر بیٹھے ہون تو کوئی تعجب کی بات نہین۔ مگر یاد رکھو کہ فاروق ہی کی ذات والاصفات نے اوٹھتے ہوے شر انگیز فتنون کو کچل ڈالا اگر بنی ہاشم کی سازشین قائم رہتین تو اوسی وقت جماعت اسلام بکھر جاتی اور وہی خانہ جنگیان پیدا ہوتین جو حضرت شیر خدا اور جناب معاویہ رضی اللہ عنہما کے عہد مین نمودار ہوگئی تھین۔ اور یہین اسلام کا پودا اٹھ کر رہجاتا۔

واضح ہو کہ مسلمانون مین جسطرح احق بالخلافت کا مسئلہ زیر بحث ہے اسی طرح خلفا کی افضلیت پر بھی تنازع چلا آتا ہے۔ مگر چند چیزون مین ایک افضل اوسی وقت ٹھیرائی جاسکتی ہے کہ سب حیثیت مین یکسان ہون۔ ان چارون صاحبون کی طرف جو دیکھتے ہین تو کوئی رسول اللہ کا خسر ہے۔ کوئی داماد۔ کوئی بھائی ہے تو کوئی غیر۔ اب مختلف الحیثیت لوگون مین مقابلہ کرین تو کیسے کرین۔ رہے اعمال اور تقرب الی اللہ اونکے تولنے کے لئے اگر کسی کے پاس کوئی ترازو ہو تو ہمین مہربانی کرکے دیدے ہم ہلکا بھاری بتادینگے۔ احادیث جو خلفاے اربعہ کے باب مین وارد ہین اونہین دیکھتے ہین تو کبھی یہ صاحب آگے نظر آتے ہین۔ کبھی وہ اس پریشانی مین چھٹکارا یون ہی ہوتا ہے کہ خدا کی قدرت سے جسطرح خلافت کا سلسلہ واقع ہوگیا ہے ہم اوسی طرح اونکا نام لئے چلے جاتے ہین۔ اگر اس پر بھی چین نہین اور ہمارا سر پھوڑنا ہی منظور ہے تو ہم گھبرا کر یہ کہدینگے کہ ہمارا کام تاریخ نویسی ہے نہ کہ فصل خصومات۔ آپ چارون خلافتون کی تاریخ پڑھکے خود فیصلہ کر لیجیے کہ کس خلافت نے اپنا فرض منصبی کیسے ادا کیا اور وہ کہانتک کامیاب ہوئی اور مسلمانون کا امن چین اور حفاظت جان و مال اور ترقیان کس درجہ پر پہونچین اور کس عہد مین۔

خلافت کے لغوی معنی جانشین ہونیکے ہین۔ اور خلیفہ اوس شخص کو کہتے ہین جو کسی کا

جانشین ہو۔ ہمارے ہان جناب ختمی مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور صلعم کے جانشین ہوے اور اونہین خلیفہ رسول اللہ کا خطاب بہی حاصل ہوا۔ مگر اونہین دینی اختیارات ذرہ برابر بہی نہ تہے۔ حضرت صدیق کسی دینی حکم کو منسوخ یا کوئی نیا دینی حکم جاری نہین کر سکتے تھے اور آخرت کا اختیار تو اونکے پاس تک نہ پہٹکا تہا نہ وہ کسی کے گناہ معاف کر سکتے تھے نہ کسی کو بخشوا سکتے تہے۔ نہ وہ کسی حرام چیز کو حلال کر سکتے تہے۔ اونکا کام تو صرف یہ تہا کہ جو احکام دینی رسول خدا نے اپنے زمانہ مین جاری فرمائے تہے اونکی تعمیل واشاعت وتعلیم کی کوشش کرین اور جماعت مسلمانان کی ضروریات کو باحسن وجوہ پورا کرین۔ پس اگر سارے مسلمان یا اونکا کوئی خاص فرقہ خلافت کو مذہبی اصطلاح یا خلیفہ کو مذہبی عہدہ سمجھتے ہون تو سمجھا کرین ہم تو سرے سے خلافت کی بحث ہی کو مذہبی تصور نہین کرتے۔

علامہ تفتازانی عقاید نسفی کی شرح مین لکھتے ہین الاجماع علی ان نصب الامام واجب علی الخلق لا یجب علی اللہ ،، ۔ یعنی امام وقت (خلیفہ) کی تقرری لوگون کے ذمہ ہے نہ کہ خدا کے اوپر۔ پس جسکو بہت سے ذی اقتدار لوگ اور علماء وقضات وامراء اور اہل حل وعقد تسلیم کرلین وہی خلیفہ ہے۔ اوسوقت سلطنت جمہوری سے بہت مشابہ یہی طریقہ جاری تہا اور اسی کے بموجب ابوبکر خلیفہ ہو گئے۔

کتب احادیث پکار پکار کے کہہ رہی ہین کہ آنحضرت صلعم نے اپنی زندگی مین کسی کو خلافت کے لئے نامزد نہین کیا۔ البتہ چند روایات ایسی ہین جن سے لوگ صدیق اکبر کی خلافت مستنبط کرتے ہین اونکو بخاری ومسلم سے لیکر ہم بہی یہان لکھے دیتے ہین۔ ان سے جو کچھہ ناظرین کو معلوم ہوسکے معلوم کرلین۔

عن ابن عمر قال حضرت ابی حین اصیب فاثنوا علیہ وقالوا جزاک اللہ خیرا۔

فقال راغبٌ وراهبٌ قالوا استخلف فقال اتحمل امرکم حیًا ومیتًا لوددتُ ان حظی منها الکفاف لا علیّ ولا لی - فان استخلف فقد استخلف من هو خیر منی یعنی ابا بکر- وان اترککم فقد ترککم من هو خیر منی رسول اللہ صلعم قال عبد اللہ فعرفت انہ حین ذکر رسول اللہ غیر مستخلف،،

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہین کہ میرے والد بزرگوار عمر ابن خطاب جب زخمی ہوے تو مین اونکی خدمت مین حاضر تہا۔ لوگ والد کی تعریف کرنے لگے اور کہتے تہے کہ خدا تمکو جزاے خیر دے۔ والد ماجد نے فرمایا کہ مین خدا کی رحمت کا امیدوار اور اوسکے عذاب سے ڈرتا ہون۔ پہر لوگون نے کہا کہ کسی کو اپنا جانشین کر دیجیے۔ اونہون نے جوابدیا کہ زندگی مین بہی مینے تمہارا ہی کام کیا کیا اب مرنیکے بعد بہی تمہارا ہی کام کرتا رہون۔ میرا مطلب صرف یہ ہیکہ خلافت سے نہ میرے اوپر کوئی وبال آے نہ مجہے اوس سے کوئی فائدہ حاصل ہو۔ ہو سکتا ہی کہ مین کسی کو خلیفہ کر جاؤن جیسے ابوبکر جو مجہسے بہتر تہے خلیفہ کرگئے۔ اگر خلیفہ نکرون تو بہی کچہہ مضایقہ نہین کیونکہ رسول اللہ جو مجہسے بہتر تہے کوئی خلیفہ نہین کرگئے۔ عبداللہ بن عمر فرماتے ہین کہ یہ بات سنکر ہم لوگ سمجہگئے کہ والد کسی کو خلیفہ نہین کرینگے صحیح مسلم کی شرح مین امام نووی نے فرمایا ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ نے صراحتاً کسی کو خلیفہ نہین کیا اور یہی مذہب سنیون کا ہے۔

عن ابی ملیکۃ سمعت عائشۃ وسئلت من کان رسول اللہ صلعم مستخلفًا لو استخلفہ قالت ابوبکر فقیل لہا ثم من بعد ابی بکرؓ - قالت عمر - ثم قیل لہا من بعد عمر - فقالت ابو عبیدۃ ابن الجراح - ثم انتہیت،،

یعنی ابن ابی ملیکہ نے کہا ہے کہ حضرت عایشہ صدیقہ سے پوچہا گیا کہ اگر رسول اللہ خلیفہ کرتے تو کسے کرتے۔ اونہون نے جوابدیا کہ ابوبکر کو۔ پہر پوچہا گیا کہ ابوبکر کے بعد کسے کرتے جوابدیا کہ

عمر کو۔ پھر پوچھا گیا کہ اونکے بعد کسے کرتے۔ جوابدیا کہ ابو عبیدہ بن الجراح کو۔ پھر خاموش ہو گیئں۔
عن عائشۃ قالت قال لی رسول اللہ صلعم فی مرضہ اُدعی لی ابا بکر اباک واخاک
حتی اکتب کتاباً فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل انا اولی ویابی اللہ و
المومنون الا ابا بکر، جناب عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ رسول اللہ نے حالت
مرض مین مجھسے فرمایا کہ ابو بکر اور اپنے بھائی کو بلا لو تاکہ مین ایک دستاویز لکھدون۔ مین ڈرتا ہون کہین
ایسا نہو کہ کوئی آرزومند خلافت کی آرزو کرے یا کوئی یہ کہے کہ مین اوسکا زیادہ حقدار ہون۔ مگر اللہ
اور مسلمان سوائے ابو بکر کے اور کسی کو نہ مانینگے۔

عن جبیر بن مطعم ان امرأۃ سألت رسول اللہ شیئاً۔ فامرھا ان ترجع الیہ۔ فقالت
یا رسول اللہ صلعم ارایت ان جئت ولم اجدک قال ابی کانھا تعنی الموت۔ قال فان
لم تجدینی فاتی ابا بکر، جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ ایک عورت نے
رسول اللہ سے کچھ پوچھا۔ آپنے فرمایا پھر آنا۔ وہ بولی اگر مین آؤن اور آپکو نہ پاؤن یعنی شاید آپ
فوت ہو جائین۔ آپنے فرمایا اگر تو مجھے نہ پاسے تو ابو بکر کے پاس چلی جائیو۔

جناب ابو بکر صدیق کے حالات اور چال چلن از ابتدا تا زمانۂ اسلام

قدوہ اصحاب۔ فاتح ابواب صواب۔ خلاصہ مہاجرین والانصار۔ مہبط آیۂ ثانی اثنین اذھما فی الغار
شارب رحیق تحقیق۔ پیغمبر را رفیق۔ در حال سعہ وضیق۔ حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام عبد الکعبہ
تھا۔ جب آپ ایمان لاے اور مسلمان ہوے تو آنحضرت صلعم نے آپکا نام عبد اللہ رکھا۔ کنیت
ابو بکر۔ اور لقب عتیق وصدیق ہے۔ صدیق کہلانے کی وجہ یہ ہے کہ سب سے پہلے آنحضرت
کے جمال جہان آرا مین ضیاے وحدت کا پرتو اور انوار رسالت کی تجلی آپ ہی کو محسوس ہوئی
اور بغیر دیکھنے کسی معجزہ کے آپکو پیغمبر خدا مانکر علی رؤس الاشہاد آپکی رسالت پر شہادت اداکی اسلئے

صدیق لقب پایا - دوسری وجہ یہ بیان کیگئی ہے کہ جناب ابوبکر نے ایسے نازک اور مصیبت کے وقت مین تصدیق دعوی رسالت کی جبکہ تمام دنیا حضور کی تکذیب کر کے آپکا دل دکھارہی تھی بلکہ آپکے تصدیق کرنیوالے بھی دشمن دین آبا واجداد قرار دیئے جاکر گوناگون تکلیفین سہتے تھے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ معراج کا حال سنکر لوگون نے خوب قہقہے لگائے اور ادب وتہذیب کے خلاف کلمہ زبان پر لائے مگر جناب ابوبکر نے بلا چون وچرا سنتے ہی کہدیا صدقت یا رسول اللہ" اِسی سبب صدیق مشہور ہوئے۔ جناب علی مرتضیٰ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے ایکدن حضرت جبریل امین علیہ السلام سے پوچھا کہ ہجرت مین میرا رفیق کون ہوگا۔ روح الامین نے جوابدیا کہ اللہ جل شانہ نے ابوبکر صدیق کو اس کام کے لیئے تجویز کر رکھا ہے یہان سے معلوم ہوا کہ یہ خطاب آپکو خداوند کریم کا دیا ہوا ہے۔ بعضون نے کہا ہے کہ آپکی راست بازی کے باعث ایام جاہلیت ہی مین لوگ آپکو صدیق کہنے لگے تھے۔

جامع ترمذی مین ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز صدیق اکبر خدمت نبوی مین حاضر ہوئے۔ آپنے فرمایا انت عتیق اللہ من النار" یعنی اے ابوبکر تمہین خدا نے آتش دوزخ سے آزاد کردیا ہے۔ اوسدن سے آپکا نام عتیق ہوگیا۔ ابن اثیر کا قول ہے قیل لہ عتیق لرقۃ حسنہ وجمالہ" یعنی حسن وجمال کی خوبی سے اونکو عتیق کہنے لگے تھے۔ اور لغوی معنون کیوجہ سے دونون باتین ٹھیک معلوم ہوتی ہین یعنی عتیق کے معنی آزاد اور خوبرو ہین۔

حضرت صدیق کے والد ماجد کا نام عثمان اور کنیت ابو قحافہ ہے۔ وہ بھی اصحاب کرام مین داخل تھے۔ شجرۂ نسب یہ ہے۔ ابوبکر بن ابو قحافہ بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرّہ جو رسول اللہ صلعم کے بھی اجداد مین ہین۔ یعنی آنحضرت صلعم مُرّہ کے دوسرے صاحبزادہ کلاب کی

اولاد مین ہین اور کلاب و تیم دونون حقیقی بہائی مُرہ کے بیٹے تہے اور کلاب عبد مناف کے دادا تہے۔ پس رسول خدا کا شجرہ ساتوین پشت مین ابو بکر سے جا ملتا ہے۔ تیم کا دوسرا نام تمیم بہی ہے۔

جناب ابو بکر کی والدہ ماجدہ اُم سلمیٰ بنت صخر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ تہین جنکی کنیت ام الخیر ہے یعنی آپکی والدہ ابو قحافہ کے چچا کی بیٹی تہین۔

اصابہ مین شیخ ابن حجر نے اور عام اہل سیر نے اس بات کو صحیح بتایا ہے کہ جناب صدیق اکبر مکہ معظمہ مین عام الفیل سے ڈہائی برس بعد پیدا ہوے۔ چونکہ آنحضرت صلعم کی ولادت عام الفیل مین بیان کی جاتی ہے لہذا اس قول کے بموجب آنحضرت صلعم ابو بکر سے ڈہائی برس بڑے تہے۔ مگر صحیح بخاری کے باب الہجرہ مین مندرج ہے اقبل نبی اللہ الی المدینۃ وھو مردف ابا بکر وابو بکر شیخ یعرف ونبی اللہ شاب لایعرف "یعنی رسول اللہ اونٹنی پر ابو بکر کے آگے بیٹہکے مدینہ روانہ ہوے ابو بکر بڈہے تہے اور آمد و رفت تجارت کے باعث پہچانے جاتے تہے اور رسول اللہ جوان تہے اور عدم آمد و رفت کے سبب سے اونہین کوئی نہین پہچانتا تہا۔ معارف مین امام ابن قتیبہ نے لکہا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو بکر کی عمر رسول اللہ سے بہت زیادہ تہی۔

استیعاب مین ابن عبد البر اندلسی نے لکہا ہے کہ ابو بکر زمانہ جاہلیت مین رئیس ذی وجاہت اور شرفاے قریش مین گنے جاتے تہے۔ آپکا قبیلہ بنی تیم بڑا معزز اور مشہور و معروف تہا۔ دیات یعنی خون بہا کے فیصلہ کرنیکا کام اسی قبیلہ سے متعلق تہا۔ جب کسی قبیلہ مین قتل کا حادثہ ہو جاتا اور اوسکے باعث فتنہ و فساد اور جنگ برپا ہوتی۔ اوس حالت مین اگر ابو بکر دیت کے ضامن ہو جاتے تو وہ گڑبڑ مٹ جاتی تہی اور کسی شخص کی ضمانت سے یہ بات حاصل نہو سکتی تہی۔ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین بیان کیا ہے کہ اس اعزاز کی وجہ سے

ابوبکر صدیق زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام دونون مین معزز و مقتدر سمجھے جاتے تہے اور خون بہا اور تاوان کا کام اونہین سے تعلق تہا۔ واضح ہو کہ اوس زمانہ مین قریش کا کوئی بادشاہ نہ تہا۔ اسلئے ملکداری کے بعض فرائض ایک ایک خاندان کے رئیس کے اہتمام سے انجام پایا کرتے تہے۔ پس جو دس خاندان قریش مین بادشاہی کا کام کرتے تھے اونمین ایک خاندان ابوبکر کا بھی تہا۔

حضرت صدیق اکبر تجارت پیشہ تہے یمن و شام تک تجارت کو جایا کرتے اور بڑے مالدار ہو گئے تہے چنانچہ قبول اسلام کیوقت چالیس ہزار درہم نقد اون کے پاس موجود تہے۔

اوس زمانہ کی قابلیت کا افضل جوہر تاریخ عرب اور قریش کی نسب دانی کا علم سمجہا جاتا تہا۔ اوس سے آپ بخوبی ماہر تہے۔ خوابون کی تعبیر اچھی بیان کرتے تہے۔ علم عروض و قوافی خوب جانتے تھے۔ شعر بہت اچہا کہتے تہے فصاحت و بلاغت مین مشہور و معروف تہے۔ علاوہ ان سب اوصاف حمیدہ کے آپ بڑے ذی مروت خوش اخلاق اور ملنسار تہے۔ آپکے میل جول اور حسن خلق کے باعث قریش ہر کام کے لئے آپکے پاس آیا جایا کرتے تہے اور آپ سے بہت محبت رکہتے تہے۔

جب آپ مسلمان ہو گئے اور تعصب مذہبی کے سبب سے قریش نے دشمنی کرنا شروع کی تو آپ مکہ سے ہجرت کرنے لگے۔ اثنائے راہ سے مکہ کا ایک رئیس اعظم ابن دغنہ آپکو پھیر لایا اور اہالیان مکہ کے سامنے اونکی تعریف کی جسے صحیح بخاری کے باب الہجرۃ مین یون نقل کیا ہے "ان ابابکر لا یخرج ولا یخرج انخرجون رجلا یکسب المعدم و یصل الرحم و یحمل الکل و یقری الضیف و یعین علی نوایب الحق"۔ یعنی ابوبکر وہ آدمی نہین ہے جو مکہ سے خود نکلجائے یا نکالدیا جائے یہ وہ آدمی ہے جو محتاجون کا پیٹ بھرنیکے لئے کماتا ہے۔ اونہون

کے ساتھہ سلوک کرتا ہے - عاجزون کا بوجھہ بٹاتا ہے - مہمانون کی خدمتگذاری کرتا ہے
اور مصیبتون کے دور کرنے مین مدد دیتا ہے پس تم ایسے شخص کو اپنے شہر سے نکالے دیتے ہو-
ہم اوپر لکھہ آے ہین کہ خلیفہ ہونے سے قبل حضرت صدیق اکبر سوداگری کرتے تھے اور
اوسی سے سب گھر بار کا گذارہ ہوتا تہا - بعد خلیفہ ہونیکے بہی آپنے یہی قصد کیا کہ اوسی پیشہ سے
بال بچون کی معاش ہو - چنانچہ بیعت کی صبح کو آپ مال تجارت لیے ہوے بازار جاتے تہے کہ
راستہ مین فاروق اعظم اور امین الامتہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہما ملے - اور پوچھا کہ کدہر کا ارادہ
ہے - آپنے فرمایا کہ تحصیل معاش کے لیے بازار جاتا ہون - سوداگری کرونگا - حضرت عمر اور ابوعبیدہ
بولے کہ اب آپ مسلمانونکے سردار ہوگئے ہین اس پیشہ کو جاری نہین رکھہ سکتے - بازار مین آپکا
آنا جانا مناسب نہین - حضرت صدیق اکبر بولے کہ پہر میرے بال بچے کیا کہا ئینگے - یہ سنکر دونون
صاحب اونہین بازار سے پہیر لاے - اور مجلس شوری منعقد کی - اوسمین جملہ اصحاب کے مشورہ
سے دو یا ڈہائی ہزار درہم سالانہ گذارہ کے لائق آپکے کنبہ کے لیے بیت المال سے مقرر کردیا گیا
جسکی تعداد آخر مین چھہ ہزار درہم تک پہونچ گئی تہی اور علاوہ برین برس دن کا کپڑا اور ایک خادم
بہی بیت المال ہی سے ملتا تہا - یہ تنخواہ ہے مسلمانون کے پہلے بادشاہ کی جو کسی طرح زیادہ
نہ تہی اس سے صرف گذارہ ہی چلتا تہا کچھہ بچت نہ ہوتی تہی - چنانچہ مرض موت مین آپنے حضرت
عائشہ صدیقہ سے فرمایا کہ جب سے مین خلیفہ ہوا ہون نے مسلمانون کے مال سے موٹا جھوٹا کپڑا
پہنا ہے اور روکہی سوکہی کہائی ہے بجز اسکے ایک حبہ نہین لیا - چاہو تو عہد خلافت سے ابتک
جو ترقی میرے مال مین ہوئی ہے اوسے جانچ پرتال لو - حضرت عائشہ نے دیکھہ بہال کے
عرض کی کہ مجھے اسوقت آپکے گہر مین سواے پانچ درہم - ایک اونٹ - ایک پرانی چادر اور
ایک توشک کے اور کچھہ نظر نہین آتا - ابن اثیر نے اسپر ایک حبشی غلام اور زیادہ کیا ہے -

جناب صدیق اکبر نے فرمایا کہ بس کل کائنات یہی ہے جب مین مرجاؤن تو اسکو بھی بیت المال مین داخل کر دینا - گھر مین نہ رکھنا - اسلئے اونہین کی وصیت پر عمل کیا گیا - اس مقام کے حساب لگانے کے لئے ہمکو یہ بتا دینا ضرور ہے کہ ایک ہزار درہم کا وزن ایک سو۱۸۲ سی تولہ ساڑہے تین ماشہ ہوتا ہے

جب صدیق اکبر انتقال فرما چکے تو یہ چیزین حضرت فاروق اعظم کے پاس بھیجی گیئن حضرت عمر اونہین دیکھکے بہت روے اور فرمایا - اے ابو بکر خدا تمپر رحم کرے تمنے اپنے بعد والون پر سخت مصیبت ڈالدی بہلا تمہاری سی احتیاط کون کر سکیگا - یہ سنکر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بول اوٹھے کہ آپ انکو ہرگز نہ لین اونہین کے اہل وعیال کے پاس واپس کردین - بیت المال مین انکا داخل کر لینا ایک معیوب سی بات ہے - جناب فاروق نے جوابدیا واللہ میرے عہد خلافت مین ایسا نہین ہو سکتا کہ جسے ابو بکر نے اپنی زندگی مین نہ پسند کیا ہو اوسے اونکے مرنیکے بعد اونکے ذمہ باندہون - غرضکہ وہ چیزین بیت المال مین داخل ہو گیئن -

روایت ہے کہ نزع کے وقت جناب ابو بکر نے وصیت کی کہ جتنے آجتک بیت المال سے جتنا روپیہ اپنے لئے لیا ہے وہ بھی میری زمین محلوکہ بیچ کے بیت المال مین داخل کر دینا - حاصل یہ ہے کہ ابتداے خلافت سے مرنے کیوقت تک ایک کوڑی نہین لی مفت ہی مین خدمت اسلام کی - آہ ہمارے ایسے مربی کہان گئے -

روایت ہے کہ ایکدن حضرت صدیق اکبر کی بیوی نے عرض کی کہ آج مٹھائی کہانیکو جی چاہتا ہے - آپ بولے - میرے پاس دام نہین ہین کہان سے لاؤن - وہ بیچاری یہ جواب سنکر خاموش ہورہین اور روزانہ خرچ مین سے کچھہ کچھہ کم کرنا شروع کیا - جب اتنے دام اکٹھا ہو گئے کہ مٹھائی آجاے تو آپکو خبر ہوئی - آپنے اونسے وہ دام لیکر فوراً بیت المال مین داخل کر دئے اور فرمایا کہ جب یہ ہمارے روزمرہ سے بچ سکتے ہین تو بیت المال کے ہین نہ تمہارے مٹھائی

چکھنے کے لیے۔ ابوبکر تمہاری خاطر سے مسلمانون کے حق کا بوجھ اپنے سر پر لیکر قیامت مین نہ جائیگا پھر اوسدن سے اوتنا ہی اپنے روزمرہ کے لیے بیت المال سے لینا کم کر دیا۔

زمانہ جاہلیت مین شراب کا عام رواج تھا۔ سب امرا اور روسا دن رات اسی مین مشغول رہتے تھے۔ اسکا استعمال ایک خوبی سمجھا جاتا تھا۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیق نے اپنی عقل خداداد کے باعث عمر بھر کبھی شراب نہین پی نہ کبھی بتون کو سجدہ کیا۔ تاریخ الخلفا مین روایت ہے کہ ایکدفعہ لوگون نے آپ سے پوچھا کہ آپنے کبھی شراب بھی پی ہے۔ ارشاد ہوا۔ اعوذ باللہ۔ کنت اصون عرضی واحفظ مروتی۔ فان من شرب الخمر کان مضیعا فی عرضہ ومروتہ یعنی پناہ مانگتا ہون مین خدا سے مجھے اپنی آبرو اور مروت کو بچانا منظور تھا۔ جو شخص شراب پیتا ہے اوسکی آبرو اور مروت جاتی رہتی ہے۔

کھانے پینے کی چیزون مین آپ تکلف بالکل نہین کرتے تھے۔ سب تنعمات اور مشتبہات کو آپنے ترک کر دیا تھا۔ نفس امارہ کی ناجائز خواہشون سے نفرت کلی تھی۔ دنیاوی سرمایہ جو کچھہ آپکے پاس تھا اوسے تمام وکمال رضائے الہی کے لیے دینی ضروریات کے موقعون پر صرف کر دیا تھا۔ دنیا کی تمام نادیدنی حرکات سے آنکھین اور ناشنیدنی باتون سے کان بند کر لئے تھے۔ بلاضرورت اور بیموقع بات کبھی آپکے منہ سے نہین نکلی۔ نماز تہجد کی وجہ سے راتکو بہت کم سوتے تھے۔ تنہائی اور خلوت نشینی بہت پسند تھین۔ نکمی صحبتون اور فضول جلسون سے تنفر محض تھا۔ فروتنی ومنکسر مزاجی آپ کا حصہ تھا موتوا قبل ان تموتوا کا سچا نمونہ تھے چنانچہ آنحضرت اصحاب سے فرمایا کرتے تھے کہ جسنے اس دنیا مین مردہ کو زمین پر چلتا پھرتا نہ دیکھا ہو وہ ابوبکر کو دیکھلے مولوی معنوی مثنوی شریف مین فرماتے ہین۔

مصطفےٰ زین گفت اے اسرار جو	مردہ را خواہی کہ بینی زندہ تو

سیر ودچون زندگان برخاکدان	مردہ وجانش شدہ بر آسمان
جانش راایندم ببالا مسکنے است	گر بمیرد روح او را نقل نیست
زانکہ پیش از مرگ او کردہ است نقل	این بمردن فہم آید نے بعقل
ہر کہ خواہد کو بہ بیند بر زمین	مردہ کو میرود ظاہر چنین
مرابوبکر تقی راگو ببین	شد ز صدیقی امیر المتقین

جناب رسول خدا فرماتے ہین لو وزن ایمان ابی بکر بایمان الثقلین لترا جح ؛؛
یعنی اگر ابوبکر کے ایمان کو سارے عالم کے آدمیون اور جنون کے ایمان کے ساتھہ تولین تو بیشک
ابوبکر کا ایمان بھاری نکلیگا - ایکدن حضور نے فرمایا کہ اے ابوبکر کل قیامت کو خدا سب پر عموماً
تجلی فرمائیگا اور تمھارے ساتھہ ایک خاص تجلی ہوگی - آنحضرت کا قول ہے -
ما صب اللہ فی صدری شیٔ الا صبۃ فی صدر ابوبکر جناب شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اس
حدیث کے مضمون کو نظم کر دیا ہے -

ہر چہ آن از بارگاہ کبریا	ریخت در صدر شریف مصطفا
جملہ آن در سینہ صدیق ریخت	لاجرم دائم از و تحقیق ریخت

روایت ہے کہ صدیق اکبر کی وفات کے بعد جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اونکی
بیوی سے نکاح کر لیا - رات کو اونکے پاس جا کے زمین پر الگ فاصلہ سے بیٹھہ گئے اور فرمایا
کہ اونکے حالات صدیق اکبر کے تمام و کمال مجھے اچھی طرح معلوم ہین - لیکن رات کے حالات معلوم
نہین جسکی غرض سے یہ تدبیر مینے کی ہے اب امیدوار ہون کہ از راہ مہربانی میری مراد برلائے -
اونھون نے جواب دیا - اے امیر المومنین - مرحوم و مغفور کا عجیب حال تھا - نماز عشا پڑھکے
ایک جگھہ سر جھکا کر مثل کوہ جم جاتے تھے اور پچھلی رات تک بلا حس و حرکت بیٹھے رہتے

پہر تہجد کی نماز پڑہکے طلوع صبح صادق تک اوسی طرح بیٹھتے ۔ جب صبح صادق ہو جاتی تو ایک آہ جگرسوز اونکے دل سے نکلتی جس سے بوے کباب آتی تہی جسوقت حضرت عمر نے یہ کیفیت سنی بے اختیار رونے لگے اور فرمایا ۔ الحمد للہ اس عقد سے جو میرا مطلب تہا حاصل ہوگیا میری کیا مجال جو صدیق کے بچہونے پر قدم رکہون ۔ یہ کہکے مہر اونکا ادا کردیا اور طلاق دیکے فوراً باہر نکل آے ۔

ایکدفعہ جناب صدیق اکبر نے آنحضرت سے سوال کیا ما الایمان یعنی ایمان کیا چیز ہے حضور صلعم نے جوابدیا اصبت فالزم ۔ یعنی جہان تک پہونچنا چاہیے وہان تک تم پہونچگئے یہی حد ہے اب بس کرو ۔ اس سے کمال شہود اور غلبۂ آثار توحید صدیق اکبر پر ظاہر ہے ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑے بڑے مجمعون مین عام لوگون کی طرح آمد و رفت رکہتے تھے کوئی جاہ وحشم کا سامان نہوتا تہا ۔ چنانچہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے لشکر کو جب ملک شام کی طرف روانہ کرنے لگے تو دور تک پا پیادہ لشکر کے ہمراہ گئے ۔ اسامہ گھوڑے ہی پر سوار رہے اور یزید بن ابو سفیان کی روانگی کے وقت بہی ایسا ہی کیا ۔ ان دونون اوقات پر افسران لشکر نے عرض کی کہ یا تو آپ سوار ہو جائین یا ہم بہی سواری سے اوتر پڑین مگر آپنے نہ مانا اور کہا کہ اسوقت جتنے قدم مین رکہہ رہا ہون وہ خدا کی راہ مین ہین ۔

غریبون اور بیکسون کے مان ۔ باپ تھے خفیہ اونکی خبرگیری اور خدمتگذاری کیا کرتے تھے ۔ بہت سی روایتین ایسی مشہور ہین ۔ چنانچہ ایک اندہی بڑہیا مدینہ سے باہر رہتی تہی رات کو چھپکے اوسکی خبرگیری کو جاتے اور کہلا پلا کے اوسکی دیگر ضروریات رفع کردیتے اور اوسی طرح پوشیدہ منہ ڈہانکے چلے آتے تہے ۔ کیسکو خبر بہی نہوتی تہی بلکہ بڑہیا کو اپنا نام بہی نہین بتایا تہا تعجب یہ ہے کہ جناب عمر فاروق بہی اوسی بڑہیا کی خدمت کیا کرتے تھے اور دونون صاحبون

مین سے کسی کو دوسرے کا حال معلوم نہ تہا - آخرش کچہہ مدت کے بعد حضرت عمر کو یہ حال کہلا-
بیماروں کو دیکھنے جاتے تو اونہین بڑی تسلی اور تشفی دیتے ہر ایک کے گھر تعزیت کو جاتے اور
اوسکے عزیز واقارب سے کہتے کہ بہائیو صبر کا اجر بہت بڑا ہے جس مصیبت پر صبر کیا جاے وہ
مصیبت نہین رہتی - دیکہو رونا پیٹنا محض بے سود ہے - موت زندگی سے آسان ہے اور
اوسکے بعد کی چیز اوس سے سخت ہے - رسول کریم کی موت کو یاد کرکے اوسپر تاسف کیا کرو تاکہ
تمہاری مصیبتین آسان ہون - میری دعا ہے کہ خدا تمہین صبر کی توفیق دے تاکہ تمہین زیادہ ثواب ملے -
شیخ محی الدین ابن عربی نے محاضرات الابرار مین لکہا ہے کہ سن بارہ ہجری مین حضرت
صدیق اکبر حج کے ارادہ سے مکہ تشریف لے گئے - جسوقت اپنے دولتخانہ پر پہونچے ہین - صبح
کا وقت تہا آپکے والد ماجد جناب ابو قحافہ رضی اللہ عنہ دروازہ پر بیٹہے ہوے تہے - لوگون نے
دوڑکر خبر کی کہ آپکے لخت جگر نور بصر آتے ہین - ابو قحافہ فرط محبت سے ہڑبڑا کے اوٹہنے کو تہے
کہ صدیق اکبر نے جلدی سے اپنی اونٹنی بٹہادی اور اوسکے پوری طرح بیٹہنے تک تاب نہ رہی
کود پڑے اور دوڑکر والد ماجد کی ٹانگون سے لپٹکر کہا کہ ضعف پیری سے حضور کو اوٹہنے مین
تکلیف ہوگی للہ آپ نہ اوٹہین یہ سنکر حضرت ابو قحافہ کی آنکہون سے بوجہہ خوشی کے آنسو جاری
ہوگئے - جناب صدیق اکبر نے باپ کے آنسو پونچہے اور پیشانی مبارک کو بوسہ دیا - صحابہ مین سے
جن لوگون کو خبر ہوئی گئی جوق جوق صدیق اکبر کی ملاقات کو آنیلگے - جو آتا تہا کہتا تہا السلام علیکم
یا خلیفہ رسول اللہِ رسول اللہ کا نام سنتے ہی آپ رونیلگے اور اس کرب سے روے کہ حاضرین
کا دل ہلگیا - یہ معلوم ہوتا تہا کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج ہی رحلت فرمائی ہے - جناب
ابو قحافہ نے بیٹے کو تڑپتا دیکہکے چہاتی سے لگایا اور تسکین دیکر کہا بیٹا - صبر کرو یہ سب لوگ تم سے
ملنے آے ہین ان سے ملو جلو - حضرت صدیق اکبر نے عرض کی کہ لوگون نے خلافت کا اتنا بڑا

بھاری بوجھ میرے سر پر رکھدیا ہے کہ جسکے وزن سے دبا جاتا ہون اور اپنے کو اسکے اوٹھانیکے لایق نہین پاتا آپ دعا کرین کہ خدا میرے اوپر فضل کرے۔ ابو قحافہ نے بڑے درد سے ہاتھہ اوٹھا کے دعا کی اور حاضرین نے صدق دل سے آمین ۔غرضکہ باپ بیٹے کی ملاقات عجب پُر اثر اور عبرت خیز تھی۔ دونون کی حالت سے یہ نہین پایا جاتا تھا کہ خلافت کے گھر مین آجانے سے پہولے ہوے ہین۔ بالآخر اسی غمگین اور اوداس حالت مین لوگون نے سمجھا بوجھا کے آپکو گھر مین بہیجا۔ آپ وہان سے نہادہوکے باہر آے اور خانہ کعبہ کا ارادہ کیا۔ رفقا پیچھے پیچھے ہو سکو ممانعت کردی گئی کہ جلوس کی کچھہ ضرورت نہین ہمارے ساتھہ احتشام حکومت کا کیا کام پھر تن تنہا عام لوگون کیطرح کعبہ کی دُہن باندہی۔ راہ مین جو ملتا تہا رسول اللہ کی ماتم پرسی آپ ہی سے کرتا تہا اور آپ زار و قطار روتے تہے اوسی گریہ وزاری کی حالت مین ارکان عمرہ ادا کر کے گھر تشریف لاے۔ ظہر کیوقت جا کے پھر کعبہ کا طواف کیا اور دارندوہ کے پاس جا بیٹھے اور کہا کہ اگر کسی کو میری شکایت ہو یا کوئی اپنے حق کا مطالبہ مجھسے کیا چاہتا ہو وہ بے کھٹکے آکے یہان بیان کرے مگر کوئی نہین آیا نہ کوئی اوس مجمع مین سے اوٹھا۔ بلکہ سب نے بالاتفاق حاکم مکہ کے برتاؤ کی تعریف کی۔

ابن ہشام کہتے ہین کہ ابو بکر صدیق کو علم نسب مین کمال حاصل تہا اور وہ وقائع ایام اور معاملات کے نیک و بد کو خوب سمجھتے تہے۔

جناب علی مرتضی فرماتے ہین کہ ایکدفعہ آنحضرت صلعم کے ہمراہ مین اور ابو بکر عربون کے ایک مجمع مین پہونچے۔ وہان ابو بکر اور ایک عرب سے یہ گفتگو ہوئی۔

جناب صدیق اکبرؓ۔ تم کس قبیلہ کے لوگ ہو۔

عرب۔ قبیلہ ربیعہ کے۔

ابوبکر- ربیعہ کی کس شاخ مین ہو۔

عرب - بڑی مین- زحل اکبر کی اولاد سے۔

ابوبکر- عوف بن محلم جسکی نسبت مشہور ہے کہ وادی عوف مین کوئی آزاد نہین رہتا جو وہان جاتا ہے اوسکا غلام ہوجاتا ہے تمہین مین سے تہا۔

عرب - نہین۔

ابوبکر- کیا حساس بن مرہ کے خاندان مین ہو جسکی تعریف مین لوگ یون کہتے ہین کہ وہ اپنی عزت کا حامی اور پڑوسی کا نگہبان ہے۔

عرب - نہین۔

ابوبکر- کیا شاہی خاندان کندہ کے ماموؤن کے رشتہ دار ہو۔

عرب - نہین۔

ابوبکر- کیا شاہان لخم کے سسر تم مین سے تہے۔

عرب - نہین۔

ابوبکر- توتم زحل اکبر نہین بلکہ اصغر ہو۔

حسان بن ثابت نے جب قریش کی ہجو مین اشعار کہنے شروع کئے تو آنحضرت صلعم اور حسان مین جو باتین ہوئین یہ ہین۔

آنحضرتؐ - حسان- مین بہی قریشی ہون پہر تم قریش کی ہجو کیسے کروگے۔

حسانرضؓ - حضور- اپنے اشعار ہجو مین سے مین آپکو اسطرح الگ کردیا کرونگا۔ جیسے آٹے مین سے بال نکال ڈالتے ہین۔

آنحضرتؐ - نہین نہین یہ بڑا نازک معاملہ ہی کہین پیچہے خفت نہ اوٹہانی پڑے۔ بہتر ہے

کہ جو شعر قریش کی ہجو مین کہو پہلے ابو بکر کو دکہا لیا کرو۔ وہ قریش کے نسب کو تم سے زیادہ جانتے ہین اس حکم کے بعد سے حضرت حسان بن ثابت ابو بکر سے جاکر انساب عرب کا علم حاصل کیا کرتے تہے۔ پہر جو شعر اونکا قریش کے پاس پہونچا اوسے سنکر وہ ہونٹ کاٹ کرتے تہے کہ اسمین ابو بکر کی اصلاح کی بو آتی ہے۔

صاحب تاریخ الخلفا فرماتے ہین کہ خوابون کی تعبیر بیان کرنے مین آنحضرت صلعم کے بعد صدیق اکبر ہی کا نمبر تہا۔ امت محمدیہ مین ایسا کامل فن تعبیر مین کوئی نہین ہوا۔ ایکدفعہ آنحضرت نے جناب صدیق سے بیان کیا کہ رات کو مینے خواب مین دیکہا کہ مین اور تم ایک زینہ پر چڑہے ہے چلے جاتے ہین جب مین تم سے ڈہائی سیڑہیان آگے بڑہ گیا تو میری آنکہ کہل گئی۔ ابو بکر صدیق آبدیدہ ہوسے اور عرض کیا کہ خدا ے عز وجل اپنی رحمت اور بخشش کے سایہ مین حضور کو عنقریب بلانیوالا ہے اور مین آپ سے ڈہائی برس بعد مرونگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جناب عائشہ صدیقہ نے حضرت ابو بکر سے عرض کی کہ ابا جان شب گذشتہ کو مینے تین چاند اپنے حجرہ کی زمین پر اوترتے ہوے دیکہے ہین۔ آپنے فرمایا کہ بیٹا تیرے حجرہ مین تین بہترین آدمی دفن ہونگے۔ جب آنحضرت نے انتقال فرمایا تو کسیکی یہ راے ہوئی کہ مکہ آپکا مولد ہے وہین آپکو دفن کرنا چاہیئے۔ بعضون نے کہا کہ مسجد نبوی مین دفن کرو۔ کوئی بولا کہ جنت البقیع مین مزار پاک ہونا چاہیئے۔ کسی نے یہ راے دی کہ انبیا کا مدفن بیت المقدس ہے جنازہ کو لیجا کے وہان زیر زمین پنہان کرو۔ غرضکہ مہاجرین اور انصار مین سے کوئی ایسا نہ تہا جو اپنی اپنی الگ نہ کہتا ہو۔ جب حضرت صدیق اکبر کو اس بحث کی اطلاع ہوئی تو آپنے فرمایا کہ رسول اللہ فرمایا کرتے تہے۔ ما من نبی یقبض الادفن مضجعہ" یعنی نبی کا جہان انتقال ہو وہین اوسے دفن کرنا چاہیئے۔ یہ سنتے ہی سب نے صدیق اکبر رض سے اتفاق کرلیا اور آپ حجرۂ عائشہ صدیقہ مین دفن ہوسے پس حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق

رضی اللہ عنہ کی تعبیر ٹھیک ہوئی۔

جناب صدیق اکبر کی چار پشتون نے اسلام کی حالت مین رسول خدا کو دیکھا ہے یعنی (۱) ابو قحافہ آپکے والد ماجد نے (۲) خود آپنے (۳) عبد الرحمن بن ابی بکر نے (۴) ابو عتیق بن عبد الرحمن نے۔ جناب صدیق غار ثور مین ہجرت کیوقت عریش مین جنگ بدر کے درمیان آنحضرت صلعم کے رفیق وہمدم تھے اور دفن کے بعد بھی آپ کے قرب کو نہ چھوڑا۔ یہ چار فضیلتین جو آپکے حصہ مین آئین صحابہ کرام مین سے کسی کو حاصل نہ تھین۔

حضرت ابوبکر صدیق مردون مین سب سے پہلے مسلمان ہوے اور سب سے پہلے خلیفہ اپنے والد بزرگوار ابو قحافہ ہی کی زندگی مین ہو گئے۔ اور بیت المال نے اونکو وظیفہ دینا منظور کیا۔ آپ ہی نے سب سے پہلے قرآن جمع کیا اور اوسکا نام مصحف رکھا۔

مسلمان ہونے سے زمانہ ہجرت تک کا حال

ناظرین معلوم کر چکے ہین کہ چالیس برس کی عمر مین جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ جل شانہ کے ایما سے اظہار نبوت کیا۔ سب سے پہلے جناب خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت خدیجہ کے آزاد غلام جناب زید بن حارث رضی اللہ عنہم ایمان لاے اور مشرف باسلام ہوے۔ ان تین حضرات کے بعد ہمارے صدیق اکبر نے طوق اطاعت اسلام اپنی گردن مین ڈالا۔ مسلمان کیا ہوے کہ بالکل فنا فی اللہ ہو گئے چنانچہ اس سے پہلے آپ رسول اللہ کا قول پڑھ چکے ہین کہ جس نے مردہ کو چلتا پھرتا نہ دیکھا ہو وہ ابوبکر کو دیکھلے۔ کہتے ہین کہ اسلام لانے کیوقت آپکی عمر ۳۷ یا ۳۸ برس کی تھی مگر اوپر کی روایتون سے آپکا معمر ہونا بھی پایا جاتا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ آپ سابقین اولین مسلمانون مین ہین۔ حضرت خدیجہ کے سب سے پہلے ایمان لانیکا کسی مورخ کو انکار نہین۔ مگر جناب علی مرتضیٰ اور ابوبکر صدیق کے باب مین لوگ اختلاف کرتے ہین

بعض انہین پہلا بتاتے ہین اور بعض اونہین - اس بحث کا تصفیہ جناب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
نے بڑی قابلیت کے ساتھہ کیا ہے جو لایق صاد ہے - بڑون کی باتین بہی بڑی ہی ہوتی ہین
چنانچہ آپ فرماتے ہین ان ابا بکر اول من اسلم من الرجال و علی اول من اسلم من الصبیان و
خدیجۃ اول من اسلمت من النساء یعنی مردون مین سب سے پہلے ابوبکر اور بچون مین سب سے پہلے علی
اور عورتون مین سب سے پہلے خدیجہ ایمان لائین - یاد رہے کہ جناب امام اعظم کے اس قول مین مرد
سے مراد بالغ آزاد ہے تاکہ حضرت زید بن حارث جو غلام تہے اس بحث سے خارج رہین -
قبول اسلام سے قبل ہی جناب صدیق اکبر اور رسول اللہ مین نہایت ہی محبت اور میل
جول تہا چنانچہ خدیجۃ الکبری کا نکاح بہی آنحضرت صلعم کے ساتھہ بڑی سعی و کوشش سے حضرت
صدیق ہی نے کرایا تہا اور بروایتے مالی امداد بہی کی تہی - اور جب رسول خدا جناب ابو طالب کے
ہمراہ ملک شام کو تشریف لے گئے تہے - تو حضرت ابو بکر نے اپنا ایک غلام خاص حضور کی خدمت
کیلیئے ساتھہ کر دیا تہا پس ان دونون صاحبون کی راہ و رسم اور مروت ازلی تہی اور ابد تک رہی -
صاحب ازالۃ الخفا تحریر فرماتے ہین کہ آنحضرت کے دعوی نبوت سے پہلے حضرت صدیق اکبر سوداگری
کے ارادہ سے شام تشریف لے گئے خواب دیکہا کہ ایک نور آسمان سے بام کعبہ پر گرا - اور
اوسکا تہوڑا تہوڑا حصہ سب اہل مکہ کے گہرون مین منقسم ہو کے پہونچگیا - اور پہر ایک جگہہ اکٹہا ہو کے
میرے گہر مین آیا مین نے اپنا دروازہ بند کر لیا - صبح کو آپنے اس خواب کی تعبیر ایک یہودی عالم
سے پوچہی - مگر اوس سے کچہہ جواب نہ بنا - کہنے لگا کہ یہ خواب و خیال ہین ایسی واہیات کا کچہہ
خیال نہ کرو - اسکے بعد آپکو تجارت کیواسطے پہر شام جانا پڑا - اثنای راہ مین بحیرا راہب کے دیر مین
گذر ہوا - راہب نے خواب سنکر دریافت کیا کہ تم کون ہو اور کہان سے آے ہو - صدیق اکبر نے
اپنا سارا حال کہہ سنایا - بحیرا نے جواب دیا کہ تمہارے ملک مین خدا اپنا ایک پیغمبر پیدا کریگا -

زندگی مین تم اوسکے وزیر اور انتقال کے بعد اوسکے جانشین ہوگے جب آنحضرت نے اظہار نبوت کیا تو ابوبکر سے بہی مسلمان ہونے کو کہا۔ صدیق اکبر نے ثبوت نبی ہونیکا مانگا۔ آپ نے اونکا خواب اور یہودی عالم اور بحیرا کا جواب اون سے بیان کردیا۔ جناب صدیق نے فرمایا۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد اعبدہ ورسولہ‘‘۔ ابن ہشام کہتے ہین کہ رسول اللہ نے فرمایا ’’مینے جسے اسلام کی طرف بلایا اوسی نے ابتدا مین پس وپیش اور تردد و توقف کیا مگر ابوبکر کو جب مینے دعوت اسلام دی وہ بغیر حیلہ وحجت ایمان لے آے اور ذرا بہی دیر نہ کی‘‘ ابوبکر صدیق جب خود مسلمان ہوگئے تو اپنے خویش واقارب اور دوست آشناون کو دائرہ اسلام مین لانیکی کوشش بلیغ کی اور اسلام کی ترقی مین بہت سارو پیہ خرچ کیا۔ امداد اسلام کو اپنی زندگی کا اصل مطلب سمجہتے رہے۔ شرفاے قریش کو ہمیشہ اسلام قبول کرنیکی ترغیب دیتے۔ چنانچہ بنی امیہ سے حضرت عثمان بن عفان۔ اور بنی اسد سے زبیر بن العوام اور بنی زہرہ سے عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص۔ اور بنی تیم سے طلحہ بن عبداللہ آپ ہی کے مسلمان کئے ہوے ہین۔ یہ سب لوگ ملک اور قوم مین ذی وجاہت اور اپنے اپنے خاندانون مین عزت والے تہے۔ انکے اسلام لانے سے کفر وشرک کی ہمتین ٹوٹ گئین اور اسلام کو تقویت حاصل ہوئی انکی تصدیق قلبی اور مالی امداد سے مسلمانون کی مفلسی جاتی رہی۔ واقعہ مین ابوبکر کی یہ کوشش تاریخ کے صفحون مین آب زر سے لکہے جانیکے لائق ہے۔

مسلمان ہونیکے وقت صدیق اکبر کے پاس چالیس ہزار درہم نقد موجود تہے۔ وہ سب مسلمانون کے اوپر سے نچہاور کرکے رفاہ اسلام مین خرچ کرڈالے۔ چنانچہ ترمذی مین رسول اللہ کا قول یون منقول ہے ما نفعنی مال احدٍ ما نفعنی مال ابی بکرٍ یعنی جتنا فائدہ اسلام کو ابوبکر کے مال نے پہونچایا ہے اوتنا کسی کے مال نے نہین پہونچایا۔ بخاری ومسلم نے بہی روایت کی ہے

ان آمن الناس علی فی مالہ وصحبتہ ابو بکرؓ یعنی مسلمانون مین سے ابوبکر کے مال اور مصاحبت کا مجھپر بہت بڑا احسان ہے۔

کفار قریش مسلمانون سے سخت دشمنی کرتے تہے اور بے برگ ونوا مفلس بیکس مسلمان جس جس قبیلہ مین رہتے تہے اوس قبیلہ کے لوگ اونہین حد سے زیادہ ستاتے تہے۔ ابن اثیر نے لکہا ہے کہ مکہ کے ریگستانی اور دہوپ سے جلتے ہوے میدانون مین مسلمانون کو بہوکا پیا سا لٹا کے انواع واقسام کی عقوبتون مین گرفتار کرتے تہے۔ اور کہتے تہے کہ اسلام سے مرتد ہو کے پہر ہمارے دین مین آجاؤ۔ چنانچہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو جو تکلیفین امیہ بن خلف نے پہونچائی ہین اونکا حال ہم حصہ اول مین حوالہ قلم کر چکے ہین۔ ایسی مصیبت کے زمانہ مین جب کہ اسلام بالکل بیکس ولاچار اور بے یار ومددگار تہا ابوبکر نے اوس سے یہ سلوک کیا کہ ایسے سات مسلمان غلام جنہین اسلام کے باعث جانگدا تکالیف دی جاتی تہین کفار قریش سے خرید کے آزاد کردئے اور جتنے غلام آپنے اس ظلم سے چہڑاے وہ سب لاچار تنگدست اور ضعیف ہی تہے چنانچہ حضرت بلال اور عامر بن فہیرہ بہی اونہین غلامون مین شامل ہین آپکی اس بات سے ابو قحافہ ایک دفعہ تنگ ہو کر کہنے بہی لگے کہ بیٹا تو کیا کرتا ہے یہ نحیف ونزار اور ضعیف ولاچار غلام کس کام آئینگے اگر یہی منظور ہے تو بہادر توانا اور زبردست غلام آزاد کیا کرو تا کہ اڑے بہڑے پر کبہی تمہارے کام بہی آجائین۔ جناب صدیق نے التماس کی کہ ابا جان مجہے اپنے اس فعل سے خدا کو خوش کرنا مقصود ہے دنیا کا کوئی فائدہ نہین چاہتا۔

صاحب روضتہ الاحباب فرماتے ہین کہ ابتدا مین آنحضرت صلعم مشرکان قریش کی ایذادہی کے خوف سے چپکے چپکے اسلام کا وعظ فرماتے تہے۔ جب صدیق اکبر زمرۂ مسلمانان مین داخل ہوگئے تو اونہون نے حضور سے اعلانیہ اشاعت اسلام کی درخواست کی چند روز تو یہ استدعا سے صدیقی درجۂ اجابت کو نہ پہونچی مگر جب اصرار آپکا حد سے زیادہ گذر گیا تو ایکدن جناب اقدس نبوی

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو جب الحکم خدا ئے ذوالجلال والاکرام ہمراہ لیکر خانہ کعبہ مین تشریف لائے اور وقت
رؤسائے قریش کی ایک زبردست جماعت وہان موجود تھی۔ جناب صدیق اکبر نے بیدھڑک کھڑی ہوکر
ایک خطبہ نہایت فصاحت و بلاغت سے پڑھا اور توحید کی تعریف اور شرک و بت پرستی کی برائیان کمال
خوش اسلوبی سے بیان فرمائین۔ سنتے ہی کفار قریش جل گئے اور لاٹھیان لے لیکر ابوبکر پر جھکے۔
اور دل بھر کے گالیان دین اور لاتین گھونسے اور لکڑیان اسقدر مارین کہ آپ مردہ بیجان کی طرح
بے حس و حرکت زمین پر گرپڑے۔ چہرہ کی رنگت بالکل بدل گئی۔ آپکے عزیز واقارب آپکو گھر
اوٹھا لیگئے اور بڑی کوششون سے ہوش مین لائے اور شربت پلانیکا ارادہ کیا لیکن آپنے پینے
سے صاف انکار کردیا اور فرمایا کہ جب تک کہ مین رسول خدا کی صورت نہ دیکھلونگا ہرگز کچھہ نہ کھاؤنگا
نہ پیونگا۔ جب بہت رات گذر گئی اور راستے کفار سے خالی ہوگئے تو لوگ چپکے آپکو خدمت نبوی
مین لے پہونچے آپنے رسول اللہ صلعم کو جب صحیح و سالم دیکھلیا تو اظہار مسرت فرمایا اور کہا کہ اب مین
زندون مین پڑا ہون۔ آنحضرت نے صدیق اکبر کی یہ سقیم حالت دیکھکر نہایت تاسف کیا اور تسکین دی
سنہ نبوی مین جب جناب رسول مقبول نے علی رؤس الاشہاد دعوت اسلام شروع
کی اور کھلم کھلا بت پرستی اور کفر کی مذمت کرنے لگے تو قریش حضور کے دشمن جانی ہوگئے اور جہانتک
ہوسکا کوئی درجہ ایذارسانی کا باقی نہ رکھا۔ اس حالت مین یار غار ابوبکر صدیق نے رسول اللہ کی حمایت
مین سخت مصیبتین برداشت کین اور سینہ سپر رہے مثلاً بخاری مین عروہ بن زبیر سے روایت ہی
کہ ایکدن جناب رسول کریم نماز مین مشغول تہے کہ عقبۃ ابن ابی معیط نے آکے ایک موٹی چادر
حضور کے گلے مین ڈالدی اور زور سے کھینچا۔ جناب ابوبکر نے دوڑکے آپکو چھڑایا اور فرمایا اتقتلون
رجلاً ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم یعنی کیا تم صرف اس بات پر ایک شخص کو مارے
ڈالتے ہو کہ وہ خدا کو اپنا پالنے والا بتاتا ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کے پاس سے تمہارے لئے

معجزے بہی لیکر آیا ہے۔ کسینے اوسوقت ابوبکر کو دیکھکر پوچہا کہ یہ کون شخص ہے۔ لوگون نے تحقیر سے جوابدیا ھذابن ابی قحافۃ لمجنون "۔ یعنی یہ ابوقحافہ کا بیٹا دیوانہ ہے۔ استیعاب مین اسماء بنت ابوبکر سے روایت ہے کہ ایکدن مشرک خانہ کعبہ مین بیٹھے ہوے رسول اللہ کی مذمت کررہے تھے کہ حضور بہی وہان پہونچگئے۔ اونہون نے آپ سے دریافت کیا کہ ہمنے سنا ہے تم ہمارے معبودون کی مذمت اور تحقیر کرتے ہو کیا یہ بات سچ ہے۔ آپنے صاف صاف کہدیا کہ ہان یہی بات ہے۔ وہ لوگ یہ سنکر آپ سے لپٹ گئے اور زدوکوب اور انواع واقسام کی گستاخیان کرنے لگے۔ کسی نے دوڑکے صدیق اکبر کو مطلع کیا۔ آپ بدحواس روتے ہوے افتان وخیزان وہان پہونچے دیکہا کہ لوگون نے رسول اللہ کو گہیر رکہا ہے اور اپنی عاقبت لگاڑنیکو بے ادبیان کررہے ہین۔ آپنے للکار کے کہا ویلکم اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم

یہ سنکر کفار نے آنحضرت کو چھوڑدیا اور جناب صدیق اکبر پر پل پڑے اور خوب ہی مارا اسکے بعد جب حضرت ابوبکر اپنے گہر آے ہین تو یہ حالت تہی کہ جہان اونکے سر اور ڈاڑہی پر ہاتھہ ڈالا جاتا تہا وہین سے بالون کی لٹین مٹھی مین آجاتی تہین۔ مگر جناب صدیق یہی کہے چلے جاتے تھے تبارکت یاذوالجلال والاکرام "۔ یعنی اے رب ذوالجلال والاکرام تو ہی بزرگ و بابرکت ہے۔

نبوت کے پانچوین سال مین کفار مکہ کی سختیون سے تنگ آکر حضور نے اپنے یار واصحاب کو ہجرت حبشہ کا حکم کیا۔

اگرچہ صدیق اکبر سے بہی جانیکو کہا گیا مگر آپنے رسول اللہ کی رفاقت کو ترک کرنا منظور نہ کیا۔ مصیبتین بہگتین لیکن دراقدس کو نچھوڑا۔

دنیا عجیب مکار اور مخزن رنج و محن ہے بغیر ردوبدل اور انقلاب گوناگون کے اسکا پورا

ہرگز نہین پڑتا۔ حضرت حمزہ وعمر نے کچھ اسلام کی ڈہارس بندہا ئی تہی کہ نبوت کے دسوین سال مین جناب ابوطالب اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی وفات نے اوسکے دل کو اوسنا ہی داغدار بنا دیا۔ اور رسول اللہ کے دو بڑے غمخوار دنیا سے سدہار گئے۔ کفار مکہ کی عداوت ان دونون کے اوٹھہ جانے سے زیادہ خطرناک ہوگئی۔ ابوبکر صدیق جو ہجرت حبشہ سے ابتک بیخوف بیٹھے تہے اونہین اور سب صحابہ کرام اور رسول اللہ کو مکہ چھوڑنا پڑا۔

سنہ ۱۲ نبوی مین آنحضرت صلعم کو معراج ہوئی جسے جمہور اہل اسلام جسمانی مانتے ہین۔ چنانچہ خداوند کریم قرآن حمید کے پندرہوین[۱۵] پارہ مین ارشاد فرماتا ہے۔

سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ خدا پاک ہے جو اپنے بندہ کو رات ہی رات مین خانہ کعبہ سے بیت المقدس تک لیگیا۔ گو بہت تہوڑے آدمی معراج کو بطور رویا کے سیر روحانی بتاتے ہین۔ ابن ہشام سیرۃ ہشامی مین لکھتے ہین کہ معراج کی صبح کو آنحضرت مسجد مین تشریف رکہتے تہے ابوجہل آیا اور ازراہ تمسخر پوچھنے لگا کہ رات کی کوئی نئی بات سنائیے۔ حضور صلعم نے فرمایا کہ مین گذشتہ شب کو بیت المقدس گیا اور وہان سے ساتون آسمانون کی سیر کر آیا۔ ابوجہل بولا کیا رات ہی رات مین آپنے اتنا سفر طے کرلیا اور صبح اپنے گہر آن براجے۔ آپنے فرمایا۔ بیشک ایسا ہی ہوا۔ ابوجہل نے یہ سنکر اپنا منہ پیٹ لیا اور قریش کو بلاکے ازراہ تعجب یہ قصہ حضور صلعم ہی کے منہ سے سنوا دیا۔ کسی نے مانا اور کسی نے تکذیب کی اور کوئی تمسخر کی راہ سے تالیان پیٹنے لگا اور بعضے انگشت حیرت بدہان ہو کے مبہوت سے بیٹھے کے بیٹھے رہگئے۔ اور ایمان کے ضعیف لوگ دین سے پہر گئے۔ انہین سے چند لوگ اوٹھ کے صدیق اکبر کے پاس بہی پہونچے اور اطلاع کی کہ آپکے پیمبر خدا آج بیٹھے ہوے ایسا ایسا فرما رہے ہین۔ آپنے جواب دیا کہ اگر رسول اللہ نے یون ہی فرمایا ہے تو بالکل سچ ہے۔ جبکہ مین یہ مانتا ہون کہ اونکے پاس صبح و شام آسمان سے

خبرین آتی ہین تو مجھے اسکے ماننے مین کیا کلام ہو سکتا ہے میرے لیئے یہ کوئی تعجب انگیز بات نہین
مسلمان ہو کے بارہ برس برابر ابوبکر صدیق مکہ ہی مین رسول خدا کے ساتھ رہے ہے - اس مدت
مین قبول اسلام اور خدمت مسلمانان کے باعث وہ وہ صعوبات برداشت کین کہ جنکا شمہ ہم اوپر
بیان کر چکے ہین مگر تابکے آدمی آدمی ہی تو ہے کوئی فولاد کا پتلا نہین کہانتک صدمے سہے -

دل ہی تو ہی نہ سنگ وخشت درد سے بھر نہ آیے کیون	روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستائے کیون

غرضکہ جب کفار کی دشمنی دن دونی رات سوائی ہونے لگی آزادی نے جواب دیدیا اور
فرائض مذہبی کی بجاآوری مین بھی مشکل نے مقابلہ کیا تو رسول اللہ کا کرب اور اہل اسلام کی جانکاہ
مصیبتین آپ سے دیکھی نہ گئین سمجھے کہ دیس چھوڑ پردیس بھیکھ اچھی ہوتی ہے وطن چھوڑو اور
صحرا و بیابان کی راہ لو کسی گوشہ مین اپنے پرایون سے الگ بیٹھ کے یاد خدا کرینگے روز کا یہ جھینکنا
کبتک دیکھین القولیکہ -

بس گرسنہ خفت کس ندانست کہ کیست	بس جان بلب آمد کہ برو کس نہ گریست

پس تیرہوین سال نبوی مین انہون نے بھی وطن پر فاتحہ خیر پڑہی - حضرت امام بخاری نے
باب الہجرۃ مین روایت کی ہے کہ جناب صدیق اکبر نے بھی حبشہ کی دہن باندہی - برک الغماد
پہونچکے قبیلہ قارہ کا سردار ابن دغنہ ملا - اوسنے پوچھا "کہان کے ارادہ مین" - صدیق اکبر نے جوابدیا -
"اب قریش کے ظلم سے نہین جاتے وطن کو رخصت کر آیا - دنیا مین گشت لگا کے آزادی سے
اسد اللہ کرونگا" ابن دغنہ آپکی فیاضی اور مہمان نوازی کا عاشق تہا رنجیدہ ہو کر بولا کہ آپ اپنا ارادہ
فسخ کر دین اور میرے ساتہہ گہر واپس چلین مین آپکی ضمانت کرلونگا - ہر چند آپنے پیچہا چہوڑانا چاہا
مگر وہ نہ مانا اور مکہ مین واپس لے آیا - یہان آنا کے قریش کو سخت ملامت کی چنانچہ ہم اوسکی تقریر
اوپر نقل کر چکے ہین خیر قریش نے ابن دغنہ کی سفارش قبول کی اور کہا کہ اچھا ابوبکر اپنے گہر مین

چھپکے نہیں آواز سے نماز اور قرآن پڑہا کرین تاکہ ہمارے بچے اور عورتون مین گڑبڑ نہ پڑے ان مسلمانون کی باتون سے لوگ بہک جاتے ہین - حضرت صدیق نے چند روز اپنے کو ضبط کیا - مگر جادو وہی ہے جو سر پہ چڑھکے بولے صبر نہو سکا اپنے گھر کے صحن مین مسجد بنالی نماز اور قرآن پڑہنا شروع کردیا - امام بخاری روایت کرتے ہین کان ابوبکر رجلاً بکاءً لایملک عینیہ اذا قرءَ القرآن

یعنی ابوبکر رقیق القلب اور کثیر البکا تہے قرآن شروع کرتے ہی بے اختیار آنکھون سے آنسوؤن کی جھڑی لگ جاتی تہی - یہ حالت دیکھکے قریش کی عورتین اور بچے جمع ہوجاتے اور قرآن سنکے حیران ہوتے - اب قریش گبہرائے اور ابن دغنہ کے پاس پہونچے - اوس نے حضرت صدیق سے جاکے کہا کہ آپ میرے عہد سے پہر گئے ہین اب آپکا ذمہ دار نہین ہون - آپنے نہایت اطمینان سے جوابدیا انی اردّ الیک جوارک وارضی بجوار اللہ - یعنی مین تیری ذمہ داری سے نکلتا ہون مجھے خدا کی ذمہ داری پسند ہے کیونکہ مین ذکر خدا ترک نہین کرسکتا -

سنہ ۱۳ نبوی مین مکہ کے مصائب اور مدینہ والون کی دل داری سے آنحضرت صلعم نے مدینہ کو ہجرت کرجانیکا ارادہ کیا اور مہاجرین حبشہ بہی اس خبر کو سنکے مدینہ چلے آئے - غرضکہ تمام صحابہ رفتہ رفتہ دس دس پانچ پانچ کرکے چپ چپاتے پہلے سے مدینہ پہونچگئے - صرف آنحضرت خداوندکریم کی اجازت کے انتظار مین اور اونکے ساتہہ ابوبکر صدیق و علی مرتضی مکہ مین رہگئے - اکثر صدیق اکبر حضور سے ہجرت کی اجازت مانگتے مگر آپ یہی فرمادیتے تہے کہ صبر کرو جلدی کیا ہے شاید اللہ جل شانہ رفاقت راہ کے لئے کسی کو تمہارے ساتہہ کردے - پہر تو ابوبکر کو امید ہوگئی کہ آنحضرت میرے ہی ہمراہ چلینگے -

جب مسلمانون سے مکہ خالی نظر آنے لگا اور سنا گیا کہ یہ لوگ مدینہ گئے ہین تو کفار قریش کا بہی ماتہا ٹھنکا اور شبہہ پیدا ہوا کہ کہین مسلمان لوگ اہالیان مدینہ سے ملکے ہم سے بدلہ نہ لین -

اسلئے دار ندوہ مین مجتمع ہو کے آنحضرت کے قتل کی صلاح کی - ادہر رسول خدا کو بہی الہام ہوا کہ تمہارے مار ڈالنے کے سامان ہو چکے ہین اب مدینہ کی راہ لو -

اس سے مطلع ہو کر آنحضرت دوپہر کو ابوبکر صدیق کے پاس پہونچے اور کہا کہ مجھے ہجرت کی اجازت ملگئی ہے تم بہی میرے ساتہہ چلو - ابوبکر نے رسول اللہ کی ہمراہی کی خبر سنکے بڑی خوشی کا اظہار کیا یہانتک کہ آپکے آنسو نکل پڑے - دو اونٹنیان اپنے خرچ سے خرید کے عبداللہ بن اریقط کو مشرکین عرب مین سے رہنمائی کے لئے اجورہ پر مقرر کیا اور دونون اونٹنیان اوسے دیکے کہا کہ آج سے تیسرے دن انہین چہپا کے غار ثور پر لے آنا خبردار کسی کو اسکی اطلاع نہونے پاے غار ثور مکہ کے جنوب مین پانچ میل تہا - یہ مشورہ کر کے آنحضرت جناب صدیق اکبر کے گہر سے واپس آے - رات کو چند نوجوان قریش دار ندوہ سے آے اور رسول اللہ صلعم کے مکان کو چارون طرف سے گہیر کر اور موقع کے منتظر ہو بیٹہے - حضور نے جناب علی مرتضی کو اپنے بستر پر لٹایا اور خود پوشیدہ ابوبکر کے گہر جا داخل ہوے - جناب عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ ہمنے دونون صاحبون کیلئے سامان سفر تیار کر رکہا تہا اور زاد راہ توشہ دان مین رکہدیا - اسماء بنت ابوبکر نے اپنے کمربند کے ٹکڑہ سے توشہ دان کا منہ باندہا - آنحضرت و ابوبکر دونون جبل ثور کے غار مین پہونچگئے -

امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر کی چوتہی جلد مین فرماتے ہین کہ جب دونون صاحب غار ثور کے منہ پر پہونچے تو پہلے ابوبکر امتحاناً غار کے اندر داخل ہوے - آنحضرت نے دریافت کیا کیون کیا ارادہ ہے - صدیق اکبر بولے حضور پہاڑون کے غارون مین اکثر سانپ بچہو کیڑے مکوڑے اور درندے ہوا کرتے ہین مین پہلے اس لئے اندر آیا ہون کہ اسمین کوئی موذی جانور ہو تو مجہی تک اوسکی گزند رہے آپ بچ جائین - صبح کو جب قاتل ناکام پہرے اور قریش کو معلوم ہوا کہ آنحضرت صاف نکل گئے تو اونہون نے اشتہار دیا کہ جو کوئی آنحضرت کا سر لائیگا ہم اوسکو خاطرخواہ

انعام دینگے۔ اسکے سنتے ہی چارون طرف سے سوار دوڑ پڑے اور ڈہونڈہتے ڈہونڈہتے دو ایک دفعہ غار ثور پر بہی پہونچے یہانتک کہ صدیق اکبر نے بہی اپنی آنکھون سے اونہین دیکھہ لیا اور کہا۔ لوان احدھم نظر تحت قدمیہ لابصرنا۔ فقال ماظنک یا ابا بکر باثنین۔ اللہ ثالثھما۔ یعنی اگر انمین سے کوئی بہی اپنے قدمون کی طرف دیکھہ لیگا تو ہمین پا جائیگا۔ آنحضرت نے جوابدیا۔ اے ابوبکر تم اون دو آدمیون کی نسبت ناحق خوف کہاتے ہو جنکے ساتھہ تیسرا خدا ہے۔

امام بخاری فرماتے ہین کہ آنحضرت اور ابوبکر صدیق تین رات غار ثور مین پوشیدہ رہے۔ عبد اللہ بن ابی بکر رات بہر آپ کے پاس رہتے اور دن نکلنے سے پہلے مکہ مین چلے آتے دن بہر جو صلاحین اور مشورے قریش مین ہوتے اور تدبیرین کی جاتین وہ سب رات کو آپ سے جاکے کہدیتے۔ عامر بن فہیرہ ابوبکر کی بکریان دن بہر غار ثور ہی کے پاس چرایا کرتے اور رات کو شیر دار بکریون کو غار مین ہانک دیتے آنحضرت اور ابوبکر اونکا دودہ پیا کرتے اور اخیر رات کو عامر آکے پہر بکریان لیلیتے غرضکہ تین رات یہی ہوتا رہا۔

اتنے عرصہ مین قریش کی تلاش کچہہ ٹھنڈی پڑی تو تیسرے روز عبد اللہ بن اریقط مے اونٹنیان لاکر در غار پر حاضر کین۔ ایک پر آنحضرت اور صدیق اکبر اور دوسری پر عبد اللہ اور عامر سوار ہوے اور بسم اللہ کہکر مدینہ کا رخ کیا۔ اثناے راہ مین جو ملتا ابوبکر سے پوچہتا کہ تمہارے آگے کون صاحب سوار ہین۔ صدیق اکبر فرماتے کہ یہ میرا رہنما ہے۔ لوگ اس سے سفر کا راستہ بتانیوالا سمجہہ جاتے تہے مگر حضرت صدیق کی یہ مراد ہوتی تہی کہ یہ میرے دین وایمان کے ہادی ورہنما ہین۔ غرضکہ مدینہ پہونچگئے۔ چنانچہ خداے ذوالجلال والاکرام سورہ توبہ پارہ دس مین فرماتاہے الاتنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا۔ یعنی اگر تم لوگ پیمبر کی مدد نہ کروگے تو کیا پرواہ ہے۔

خدا اونکی مدد اوس وقت کر چکا ہے جبکہ کافرون نے اونہین مکہ سے نکالدیا تہا تو پیمبر اور ایک اور آدمی اونکے ساتھہ غار مین تہے وہان پیمبر نے اپنے ساتھی سے کہا کہ فکر کیون کرتے ہو بیلا شک خدا ہمارے ساتھہ ہے - امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر مین لکھتے ہین کہ گو اس آیت مین صدیق اکبر کا نام نہین ہے مگر اسمین بہی کسی کو جاے کلام نہین کہ یہ رفیق فی الغار ابوبکر ہی تہے - جناب امام موصوف فرماتے ہین کہ یہ ہجرت خداے تعالے کے حکم سے ہوئی تہی اور قبیل ادسکے بہت سے مخلصین حضور نبوی مین حاضر تہے اور سلسلہ نسب مین بہی وہ بہ نسبت ابوبکر کے آنحضرت صلعم سے زیادہ قربت رکہتے تہے اگر ہجرت مین خدا نہ فرمادیتا کہ ابوبکر کو اپنے ساتھہ لیجاؤ تو ایسے خطرناک وقت مین آپ اونہین ہرگز اپنے ہمراہ نہ لیجاتے اور عزیز و قریب آپکے تہے اونمین سے کسی کو شریک راہ کرتے پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا و رسول اونکو سچا اور پکا ایمان دار یقین کرتے تہے - اور اسی لئے اللہ تعالے نے اپنے کلام پاک مین صدیق اکبر کو رسول مکرم کا مصاحب اور رفیق بیان کیا ہے اور ان اللہ معنا سے جو معیت اور حفاظت اور نصرت اور نگہبانی اور اعانت سمجہی جاتی ہے اوسمین رسول مقبول نے اپنے ساتھہ ابوبکر کو بہی شامل کر لیا ہے - فرقان حمید سورہ شعراء پارہ ۱۹ مین حق سبحانہ تعالے فرماتا ہے فلما ترآء الجمعٰن قال اصحٰب موسےٰ انا لمدرکون - قال کلا ان معی ربی سیہدین - یعنی جب موسیٰ اور بنی اسرائیل کا پیچہا فرعون بادشاہ مصر نے کیا اور جب دونون جماعتین باہم ایکدوسرے کو دیکہنے لگین تو موسیٰ کے ساتہیون نے کہا کہ دشمنون نے ہمین آن لیا - حضرت موسیٰ بولے - ہرگز نہین میرا پروردگار میرے ساتھہ ہے وہ ابہی ابہی مجہے مخلصی دیگا - دیکہو یہان جناب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتہیون کو "کلا" کے لفظ سے مخاطب کیا ہے جو زجر و توبیخ کا کلمہ ہے - اور آنحضرت نے اپنے رفیق ابوبکر صدیق کو "لا تحزن" کے لفظ سے مخاطب کیا جو پیار اور تسلی کا کلمہ ہے جناب موسیٰ نے اِن معی ربی مین معیت

خدا کو صرف اپنے ہی ساتھہ مخصوص رکھا اور ان اللہ معنا مین معیت الٰہی آنحضرت اور ابوبکر صدیق دونون کیلئے ہے - لہذا ان دونون آیتون سے جس طرح آنحضرت کی فضیلت جناب موسیٰ پر پائی جاتی ہے - اسی طرح ابوبکر صدیق کا مرتبہ اصحاب موسیٰ سے بڑہا ہوا معلوم ہوتا ہے

مدینہ پہونچنے سے انتقال رسول معظم تک کا ذکر

پہلی یا دوسری یا بارہوین یا تیرہوین ربیع الاول سلہ ہجری روز دوشنبہ کو جناب صدیق اکبر اور حضرت ختمی مآب صلعم مدینہ منورہ پہونچے - بہت سے لوگ مدینہ کے استقبال کرکے دونون صاحبون کو بڑی عزت کے ساتھہ شہر مین لے گئے - آنحضرت نے محلہ قبا مین اور صدیق اکبر نے محلہ سنح مین قیام فرمایا خبیب بن یساف یا خارجہ بن زید ابوبکر کے مہماندار بنے -

جناب امام بخاری باب الہجرۃ مین فرماتے ہین کہ مدینہ پہونچکے جناب رسول صلعم خاموش ایک درخت کے تلے بیٹھہ گئے اور صدیق اکبر لوگون سے گفتگو کرنیکے لئے کھڑے رہے جس نے رسول اللہ کو پہلے نہین دیکہا تہا وہ جناب صدیق کے پاس آکے ٹھر جاتا اور آپ ہی کو رسول اللہ سمجہتا - اتنے مین حضور صلعم پر دہوپ آگئی ابوبکر صدیق نے اپنی چادر آپکے اوپر تان دی اوسوقت لوگ سمجہے کہ رسول اللہ یہ ہین -

ابن خلدون نے لکھا ہے کہ جب عبداللہ بن اریقط مکہ مین واپس آگئے تو عبداللہ بن ابوبکر اور حضرت عائشہ صدیقہ اور اونکی والدہ ماجدہ ام رومان مدینہ چلدین جب یہ تینون وہان پہونچگئے تو ابوبکر صدیق نے محلہ سنح مین بالمستقل سکونت اختیار کرلی -

ابن حجر عسقلانی نے اصابہ مین لکھا ہے کہ مدینہ آکر صدیق اکبر کے پاس ۴۰ ہزار درہم مین سے ۵ ہزار باقی رہگئے تہے اونہین آپ مسکین مسلمانون کی امداد مین خرچ کرینگے - اصحاب صفہ کے کہلانے پلانے مین اونہون نے بڑی کوشش کی - چنانچہ بخاری نے باب علامات النبوۃ مین اور مسلم نے

باب الطعام مین بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

صاحب روضۃ الاحباب فرماتے ہین کہ اسی زمانہ مین رسول صلعم نے مسجد نبوی مین بیٹھکے ۴۵ یا ۵۰ مہاجرین اور ۴۵ یا ۵۰۔ انصار مین بھائی چارہ کرادیا۔ اسمین ابوبکر صدیق اور خارجہ بن زید انصاری بھائی بھائی قرار دئے گئے۔ علاوہ برین ایک اور بھائی چارہ صرف مہاجرین مین قایم کیا گیا تھا جسمین انصار شامل نہ تھے۔ اس اخوت مین ابوبکر صدیق اور عمر فاروق بھائی بنائے گئے تھے۔ ترمذی مین روایت ہے کہ اس بھائی چارہ کیوقت آنحضرت نے علی مرتضیٰ سے فرمایا تھا انت اخی فی الدنیا والآخرۃ۔ یعنی دنیا اور آخرت مین تم میرے بھائی ہو۔

حضرت اسمٰعیل ابوالفدا نے تاریخ المختصر فی اخبار البشر مین روایت کی ہے کہ زمانہ ہجرت سے تاریخ وفات تک جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ۱۹ یا ۲۶ یا ۲۷ لڑائیان کفار سے لڑنی پڑین مگر اون مین سے صرف بدر۔ احد۔ خندق۔ مصطلق۔ قریظہ۔ خیبر۔ فتح مکہ۔ حنین۔ طائف مین سخت جدال وقتال کی نوبت پہونچی تھی۔ جنگ تبوک سب مین پچھلی ہے۔ جنگ بدر نے تو اسلام کو کفار پر غالب کردیا اور فتح مکہ نے مسلمانون کا رعب وداب سارے ملک عرب پر چھادیا ان لڑائیون کی وجہ ملک گیری کی ہوس نہ تھی نہ شمشیر کے زور سے مذہب کی اشاعت منظور تھی بلکہ اپنی حفاظت اور امن قایم رکھنا مقصود تھا۔

۲ سنہ ہجری مین مکہ اور مدینہ کے درمیان وادی صفرا کے قریب مسلمانون اور قریش مکہ سے چشمہ بدر پر لڑائی ہوئی۔ مقام جنگ سے سمندر کے کنارہ تک رات بھر کا راستہ تھا۔ اس خطرناک جنگ مین ابوبکر صدیق کو یہ عزت حاصل ہوئی کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی رائے سے لکڑی کا ایک عریش یعنی سائبان رسول خدا کی نشست کے لیے جو بنایا گیا تھا اوسمین سوائے ابوبکر صدیق کے اور کوئی صحابی نہین آجا سکتا تھا۔ اس لڑائی مین ۷۰ کافر قتل اور اوتنے ہی قیدی

گرفتار ہوکے آئے - قیدیون کے باب مین آنحضرت نے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق ہی سے مشورہ کیا - ابوبکر نے فدیہ لیکر چھوڑ دینے اور حضرت عمر نے مار ڈالنے کی رائے دی - رسول خدا نے دونون کی رائین قابل وقعت سمجھین اور فرمایا کہ ابوبکر مثل ابراہیم اور عیسٰے علیہما السلام کے ہین اور عمر نوح اور موسیٰ علیہما السلام کے مانند ہین چونکہ قیدیون کے باب مین اکثر مسلمان ابوبکر صدیق کی رائے سے متفق تہے اسلئے مشورہ صدیقی ہی پر عمل کیا گیا -

ہجرت کے تیسرے سال مین مدینہ سے چار پانچ میل کے فاصلہ پر جنگ احد ہوئی - ابتدا مین جناب حیدر کرار شیر پروردگار کی شجاعت نے فتح کی صورت صاف نمایان کردی قریب تہا کہ کفار دم دبا کے بہاگین مگر تیر اندازون کی بے اعتدالی نے پہاڑ کی گہاٹی کو کفار کی دست درازی کے لئے بے حفاظت جو چہوڑ دیا تو لشکر اسلام کو بہت مضرت پہونچی اور لڑائی کی ہوا کا رخ بدل گیا - صحیح مسلم کی روایت ہے کہ اس ہل چل مین رسول اللہ صلعم کے پاس صرف سات انصار اور دو قریش رہگئے تہے اور باقی سب صحابہ ادہر اودہر ہوگئے اور رسول معظم زخمی ہوکے ایک غار مین گر پڑے جب اسکی خبر صحابہ کو ملی تو مثل پروانہ کے حضور صلعم کی طرف دوڑ پڑے خصوصاً ابوبکر صدیق بیتابانہ لب غار پر کہڑے تہے اور حضور کے نکالنے کی کوشش مین مصروف تہے چنانچہ ابن ہشام لکہتے ہین ،، فلما عرفوا المسلمون رسول اللہ نهضوا به ونهض معهم نحو الشعب معه ابوبكر الصديق وعمر ابن الخطاب وعلى ابن ابيطالب وطلحة بن عبيد الله والزبير بن العوام والحارث بن الصمه ورهط من المسلمين یعنی جب مسلمانون نے رسول اللہ کو پہچانا تو حضور کو اوٹہایا اور آپ اونکے ساتہہ درہ کوہ کی طرف روانہ ہوئے اوسوقت ابوبکر صدیق - عمر فاروق - علی بن ابی طالب - طلحہ بن عبید اللہ - زبیر بن العوام - حارث بن الصمہ - اور ایک گروہ مسلمانون کا آپکے ساتہہ تہا - لڑائی ہوچکی اور لشکر اسلام مدینہ چلا آیا مگر کفار نے پہر واپس ہونیکا اور مسلمانون پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا اسلئے

آنحضرتؐ نے اونکے تعاقب کرنیکا حکم دیا۔ امام بخاری باب المغازی مین تحریر فرماتے ہین کہ ۷۰ مسلمان جنمین صدیق اکبر بھی شامل تھے اونکا تعاقب کرنیکو گئے۔

غزوہ خندق یعنی جنگ احزاب ۵ھ ہجری مین ہوئی۔ اس لڑائی مین فوج کا ایک دستہ ابو بکر صدیق کے ماتحت تھا جس سے اونہون نے خندق کے ایک سمت کی حفاظت بہت اچھی کی چنانچہ اونکی یادگار مین ایک مسجد وہان ابتک بنی ہوئی ہے۔

اوسی ۵ھ ہجری مین ایک لڑائی بنی مصطلق سے اور دوسری بنی قریظہ سے ہوئی۔ اکثر مورخ کہتے ہین کہ غزوہ بنی مصطلق جنگ خندق سے قبل ہوا تھا۔

صلح حدیبیہ ۶ھ ہجری مین ہوئی۔ حدیبیہ ایک گانون مکہ سے ایک پڑاو کے فاصلہ پر ہے آنحضرت نے ۱۴۰۰ صحابی کے ساتھ حج کا ارادہ کیا تھا جب حدیبیہ مین پہونچے تو قریش مزاحم ہوے اور عروہ بن مسعود کو تفتیش حالات کے لئے بھیجا اوس نے آکے رسول خدا سے سخت کلامی کی اور کہا کہ تم نے اوباشان عرب کو اپنے ساتھ لیلیا ہے۔ اور اونہین اپنے کنبہ کی بربادی کیلئے یہان لائے ہو مگر وہ بھی قریش ہین اپنے بال بچون سمیت چیتون کی کھالین پہنکے اس ارادہ سے نکلے ہین کہ چاہے جانین جاتی رہین مگر تم لوگون کو مکہ مین قدم نہ رکھنے دینگے۔ اور خدا کی قسم کھا کے کہتا ہون کہ یہ بدمعاش کل ہی تمہارا ساتھ چھوڑکے چنپت بنینگے عروہ کی یہ تقریر گستاخانہ سنکے ابو بکر صدیق سے نہ رہا گیا اور غصہ سے بولے امصص بظر اللات انحن ننکشف عنہ یعنی لات کا بظر چوس ہم ایسے لوگ نہین جو رسول اللہ کا ساتھ چھوڑدین۔ اگرچہ صدیق اکبر کا یہ جواب نئے خیالات والون کو خلاف تہذیب معلوم ہو مگر یہ ایک بہت بڑے تجربہ کار اور نبض شناس کے الفاظ ہین جنہون نے ایک طرف تو عروہ اور کفار قریش کو کپکپا دیا اور دوسری طرف مسلمانون کے جوش کو بھڑکایا اور باہم صلح کرادی۔ اس صلح سے پہلے ایک صورت ایسی ہوگئی تھی کہ جس سے

لڑائی اٹل معلوم ہوتی تھی اسلئے آپنے کیکر کے درخت کے نیچے بیٹھکے استقلال اور ثابت قدمی اور عہد پر مضبوط رہنے کیلئے بیعت لی جسے بیعت الرضوان کہتے ہین۔ ابوبکر صدیق بھی اس بیعت مین شامل تھے۔ سورہ فتح پارہ ۲۶ مین اللہ تعالے نے اس بیعت مین شامل ہونے والون کی تعریف یون کی ہے لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبہم فانزل السکینۃ علیہم واثابہم فتحا قریبا یعنی اے پیغمبر جب مسلمان کیکر کے درخت کے تلے تمہارے ساتھ لڑنے مرنیکی بیعت کر رہے تھے خدا یہ دیکھکے مسلمانون سے بہت خوش ہوا اور وہ سمجھ گیا کہ ان مسلمانون کو دلی عقیدت ہے اونکو اطمینان قلب دیا اور اوسکے بدلے مین سردست اونکو فتح دی

غزوہ خیبر ۷ھ ہجری مین ہوا۔ خیبر مدینہ سے آٹھ منزل شام کی جانب ہے۔ اسمین ابوبکر صدیق بھی ایکدن فوج لیکر لڑنیکو گئے تھے اور بہت کوشش سے لڑے مگر فتح نہوئی۔ علی مرتضی نے فتح حاصل کی۔

۸ھ ہجری مین مکہ فتح ہوا۔ دس ہزار آدمیون کے ساتھ آنحضرت صلعم مکہ مین داخل ہوے اور دیکھا کہ عورتین اپنے دوپٹون سے گھوڑون کے منہ کا گرد وغبار پاک کر رہی ہین۔ آپنے ابوبکر صدیق کی طرف دیکھکے فرمایا کہ حسان بن ثابت نے اس موقع پر جو اشعار کہے ہین پڑھکے سناؤ۔ چنانچہ ابوبکر نے یہ شعر سنائے۔

عدمت بنیتی ان لم تروہا	تثیر النقع غایتہا کداء
یبارین الاعنۃ مصعدات	علی اکتافہا الاسل الظماء
تظل جیادنا متمطرات	تلطمہن بالخمر النساء

میری سواریان ہلاک ہون اگر تم اونکو وادی کداء کی انتہا پر غبار اڑاتے نہ دیکھو اور سانڈنیان باگین اوٹھاتے ہوے اور زور کرتی ہوئی اوپر چڑھینگی اونکے کندھون پر خون کے پیاسے برچھے

دھرے ہونگے - ہمارے گھوڑے باہم سبقت کرتے ہوے آگے بڑہینگے اور عورتین اپنے دوپٹون سے اونکے منہ پونچہہ رہی ہونگی - یہ اشعار سنکر آنحضرت نے حکم دیا کہ ہم وہین سے مکہ مین داخل ہونگے جہان سے حسان نے بیان کیا ہے -

ابن ہشام فرماتے ہین وہ جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ مین تشریف لاے تو صدیق اکبر اپنے والد بزرگوار رضی اللہ عنہ کی لکڑی پکڑے ہوے خدمت اقدس نبوی مین حاضر ہوے - آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تمنے انہین اس پیری وضعف مین اتنی دور آنیکی کیون تکلیف دی مجہے انکے پاس کیون طلب نہین کرلیا - ابوبکر نے التماس کی کہ حضور انہین کا یہان آنا اولی تر تہا - یہ سنکے حضور نہایت محظوظ ہوے اور محبت سے ابوقحافہ کو اپنے روبرو بٹہاکے اونکے سینہ مبارک پر اپنا ہاتہہ پہیرا اور وہ صدق دل سے مسلمان ہوے -

مکہ فتح ہونیکے بعد غزوہ حنین ہوا - وادی حنین مکہ اور طائف کے درمیان ہے - اس لڑائی مین ۱۲ ہزار مسلمانون کے مقابل صرف ۴ ہزار کفار تہے مگر قدرت خدا کہ پہلے ہی حملہ مین مسلمان بہاگے اور بڑی نازک حالت ہوگئی - ابوبکر صدیق اور چند صحابہ آنحضرت کے ساتہہ ثابت قدم رہگئے تہے باقی سب بہاگ گئے -

جنگ مذکورۂ بالا کے بعد غزوہ طائف وقوع مین آیا اگرچہ ابوبکر صدیق اسمین شامل تہے مگر کوئی خاص بات ہمکو اونکی بابت نہین کہنا ہے -

شام اور وادی القراء کے درمیان قصبہ تبوک ہے - یہ قصبہ آنحضرت کے زمانہ مین ہرقل شاہ روم کے زیر حکومت تہا - ابوبکر صدیق غزوۂ تبوک مین حضور نبوی کے علم بردار تہے ترمذی مے روایت کی ہے کہ اس غزوہ مین صدیق اکبر مے اپنا کل مال لشکر اسلام مین صرف کرنیکے لیے رسول اللہ کی نذر کردیا - عمر فاروق نے یہ دیکھکے کہا کہ مین نیکی مین ہرگز صدیق پر

غالب نہین آسکتا۔

۹ سنہ ہجری مین آنحضرت صلعم نے حج کا قصد کیا مگر زمانہ جاہلیت کی رسم کے موافق کفار عرب ننگے مادرزاد ہو کے طواف کعبہ کیا کرتے تہے۔ لہذا آپنے اونکے ساتہہ حج کرنیکو معیوب سمجہا اور ابوبکر کو امیر الحاج مقرر فرما کے اپنی طرف سے بیس اونٹ قربانی کے اونکے ساتہہ کر دئے۔ صدیق اکبر تین سو آدمی اور پانچ اونٹ قربانی کے لیئے اپنے لیکر روانہ ہوے۔ جب ذوالحلیفہ کے مقام پر پہونچے ہین تو علی مرتضی اون سے آن ملے۔ اونہین سورہ توبہ کی چند آیات کا اعلان کرنیکے لیئے آنحضرت نے مکہ بہیجا تہا۔ ابوبکر حضور نبوی مین واپس آے اور دریافت کیا یارسول اللہ کیا میری نسبت کوئی نیا حکم خدا کی طرف سے آپکے پاس آیا ہے۔ حضور نے جواب دیا کہ نہین یہ دہوکا تمہین کیون ہوا تم بدستور امیر الحاج ہو۔ علی کو مین نے صرف اسلیئے بہیجا ہے کہ احکام تازہ یا تو مین پہونچا سکتا ہون یا میرا کوئی اور بہت قریبی رشتہ دار۔ تم غار ثور مین میرے رفیق تہے اور حوض کوثر پر میرے ساتہہ ہوگے یہ فضیلت تمہین سب سے بڑہکے حاصل ہے تم کسی بات کا خیال دل مین نلاؤ۔ پس صدیق اکبر خوشی بخوشی حج کو روانہ ہوے اور مکہ مین امیر الحاج بنکے سب کو حج کرایا کفار نے اپنی اوسی رسم جاہلیت کے موافق حج کیا۔ یہان پر علی مرتضی کی روانگی سے صدیق اکبر کی معزولی سمجہ لینا بڑی غلطی کی بات ہے کیونکہ امارت حج اور احکام تازہ الہی کا لوگون کو پہونچانا دو صریح الگ الگ کام ہین ایک کا انصرام ابوبکر نے کیا اور دوسرا علی مرتضی بجالاے۔ رسول خدا کا حکم اسمین کسیکو کیا دخل ہے۔

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید	کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

دسوین سال ہجرت مین حضرت سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ نے آخری حج کیا اسی لیئے اسے حجۃ الوداع کہتے ہین۔ اس سفر مین حضرت صدیق اکبر سایہ کی طرح ہر وقت

اور ہر موقع اور سب مقامات پر رسول اللہ کے ساتھہ رہے اور جو نصیحتین اور وعظ وہان لوگون کو آپنے فرمائے اونہین توجہ کے ساتھہ آپنے سنا۔ آیہ کریمہ الکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی سنکے اوسکا اصل مطلب یعنی رحلت نبوی آپ ہی سمجھکے خوب روے۔ حجۃ الوداع مین رسول مقبول صلعم اور صدیق اکبر کی سواری اور زاد راہ اور سامان سفر ایک ہی جگہہ ملا جلا تھا۔

گیارہوین سال ہجری مین رسول صلعم بیمار ہوے۔ زمانہ مرض مین امامت نماز کا حکم ابوبکر کو ہوا جسکی روایتین بخاری۔ مؤطا۔ نسائی ترمذی۔ ابوداؤد وغیرہ نے بہت صاف صاف لکھی ہین چنانچہ بخاری باب الامامت کی ایک حدیث ابوموسی سے یون ہے مرض النبی فاشتد مرضہ فقال مُروا ابابکر فلیصل بالناس قالت عائشۃ انہ رجل رقیق اذا قام مقامک لم یستطع ان یصلی بالناس قال مُری ابابکر فلیصل بالناس فعادت فقال مُری ابابکر فلیصل فانکن صواحب یوسف فاتاہ الرسول فصلی بالناس فی حیات النبی''

یعنی جب رسول اللہ علیل ہوے اور مرض نے شدت پکڑی تو حکم دیا کہ ابوبکر سے کہدو وہ نماز پڑہا مین۔ عائشہ نے یہ سنکے عرض کی کہ حضور میرے والد ماجد رقیق القلب ہین آپکی جگہہ کھڑے ہوکے نماز نہ پڑہا سکینگے ارشاد ہوا کہ نہین ابوبکر سے نماز پڑہانیکو کہدو جناب صدیقہ نے پھر وہی بات کہی رسول اللہ نے سہ کرر وہی حکم دیا اور فرمایا کہ تم تو حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس بیٹھنے والیان ہو۔ پھر ابوبکر کو بلایا اور اونہون نے آپکی زندگی مین لوگون کو نماز پڑہائی۔ اب آفتاب عالمتاب رسالت غروب ہوگیا اور جناب صدیق اکبر خلیفہ ہوے چنانچہ یہ سب حال بالتفصیل حصہ اول مین لکھا جاچکا ہے۔ یہان مجملاً موقع کے مناسب سمجھکر لکھدیا ہے۔

حضرت صدیق اکبر کے بعض دیگر فضائل

بخاری نے ابی الدرداء سے روایت کی ہے کہ اونہون نے فرمایا۔ مین حضور نبوی مین

حاضر تہا- اتفاقاً ابوبکر صدیق اپنے کرتے کا دامن زانو تک اوٹہائے ہوئے آئے - آنحضرت نے یہ حالت دیکھکر پوچھا کہ آج کیا کسی سے لڑکر آئے ہو- جناب صدیق نے عرض کی کہ آج مجہہ مین اور فاروق مین لڑائی ہوگئی ہے مگر حق یہ ہے کہ زیادتی میری ہی تہی - مین اپنی خطا پر نادم ہوکے قصور معاف کرانے اونکے گہر بہی گیا مگر عمر نے مجھے معاف نہ کیا بلکہ اچھی طرح میری بات بہی نہ سنی- ہنوز میرا کلام ناتمام تہا کہ اونہون نے اپنے گہر کے کواڑ بند کر لئے اور اولٹے پائون گہر مین چلے گئے لاچار ہوکر حضور مین حاضر ہوا ہون - للّٰہ میرا قصور عمر سے معاف کرا دیجئے- حضرت نے یہ سنکر تین بار فرمایا یغفر اللہ لک یا ابا بکر اتنے مین جناب فاروق اعظم بہی نادم و خجل ہوکے دربار نبوی مین حاضر ہوئے اور جناب صدیق کو پہلے سے وہان بیٹہا دیکھکر اونکے چہرہ کا رنگ متغیر ہوگیا جسے دیکھکے حضرت صدیق ڈر گئے-
عمر فاروق نے دو دفعہ عرض کی یارسول اللہ واللہ انا اظلم یعنی اے رسول اللہ خدا کی قسم مین نے ہی ان پر ظلم کیا ہے - ایک روایت مین یون ہے کہ جب حضرت عمر رسول اللہ کے سامنے جاکے بیٹہہ گئے تو حضور نے اونکی جانب سے اپنا منہ پہیر لیا- جناب فاروق اوٹہکے پہر آپکے روبرو جا بیٹھے آپنے پہر منہ موڑ لیا- اوسوقت جناب فاروق نے کہڑے ہوکر عرض کی کہ حضور مجہہ سے آزردہ ہین اب میری زندگی کا ٹہکانا نہین مین ایسے جینے پر موت کو ترجیح دیتا ہون - آنحضرت بولے کہ عمر آج تجہہ سے ایک بڑی خطا سرزد ہوئی یعنی ابوبکر تیرے دروازہ پر عذر خواہ بنکے گیا لیکن تو نے اوسکی ایک نہ سنی اور گہر کے کواڑ بند کر لئے- مین اپنے اوس پروردگار عزوجل کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ جسنے مجھے تمہارا پیغمبر بنا کے بہیجا ہے کہ تم سب پہلے میری تکذیب کرتے تہے اور بعد مین ایمان لائے ہو مگر ابوبکر نے میری صورت دیکھتے ہی تصدیق کی- علاوہ تصدیق کے جان و مال سے بہی میری خدمت مین حاضر ہے اور ہمیشہ

خیر خواہ اور سپر اشمشیر رہا مگر تم لوگون سے میری اتنی خاطر نہین ہو سکتی کہ میرے غمگسار کی ایذا رسانی کا خیال اپنے دل مین نہ لاؤ - ابی الدرداء کہتے ہین کہ اوس دن سے کسی کی کیا مجال تھی جو صدیق اکبر کو کسی طرح کی تکلیف پہونچا سکے -

منجملہ اون حدیثون کے جو جامع ترمذی مین حضرت صدیق اکبر کی فضیلت کے باب مین وارد ہین ایک یہ ہے کہ جناب عمر فرماتے ہین "رسول اللہ کی نظر انور مین ابو بکر سب صحابہ سے زیادہ مسرور بر تر و دوست تر تھے" مسند ابی داود مین ابن عمر سے روایت ہے "ہم سب صحابہ زمانہ حیات رسول اللہ مین ابو بکر کو افضل ترین صحابہ کہا کرتے تھے بعد اونکے عمر پھر عثمان پھر علی کو" صحیح بخاری مین عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ صحابہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین ابو بکر کے برابر کسی کو نہین سمجھتے تھے - صحیح مسلم مین محمد حنیفہ ابن علی مرتضی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مین نے اپنے والد ماجد حضرت علی سے پوچھا کہ پیغمبر کے بعد سب آدمیون مین کسکو شرف و فضیلت حاصل ہے جواب دیا ابو بکر کو - مینے پوچھا اونکے بعد کون ہے فرمایا عمر - محمد حنیفہ کہتے ہین یہ جواب سنکر مین ڈرا کہ کہین والد بزرگوار اب عثمان کا نام نہ لیدین اسلئے یہ سوال کیا کہ عمر کے بعد تو آپ ہین - جناب مرتضی نے جواب دیا - نہین - نہین - وہ ایک اور مسلمان ہے -

کتاب فصل الخطاب اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ لوگون نے جناب علی مرتضی سے پوچھا کہ بعد رسول اللہ کے فاضل ترین کون ہے - فرمایا - ابو بکر - پھر پوچھا گیا کہ اونکے بعد - جواب دیا کہ عمر - پھر لوگون نے دریافت کیا کہ عمر کے بعد کون ہے تو کہا اللہ اعلم بالثالث یعنی تیسرے کا علم خدا کو ہے - مزید برآن ایک اور دلیل قوی اس بات کی موجود ہے کہ جناب امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضرات ابو بکر و عمر کو اپنے سے افضل و اشرف سمجھتے تھے - شرح اسکی یہ ہے کہ لوگون نے جناب امیر سے کہا آپ آنحضرت سے فاطمہ کی

خواستگاری کرین - حضرت علی مرتضی نے جوابدیا جب رسول اللہ نے ابوبکر وعمر کی درخواست رد کردی
تو مین کس شمار وقطار مین ہون -

مفسرین قرآن مجید نے بالاتفاق لکہا ہے کہ یہ آیت وسیجنبھا الاتقی الذی یوتی
مالہ یتزکی وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزی الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلی"۔
یعنی اور قریب ہے کہ ایسے پرہیزگار خدا ترس کو جو اتقا مین سب سے بڑہا ہوا ہے اور توجہ غیر خدا
اور آلایش تعلقات دنیا سے پاک ہونیکے لئے اپنا مال دیتا ہے اور اوسکی یہ سخاوت اور
عطا محض خوشنودی اور رضاے خدا کیواسطے ہے ہم آتش دوزخ سے بچا لینگے اور قریب ہے
کہ وہ اپنے مالک کو راضی اور خوش کرے - سخاوت صدیقی کے بارہ مین نازل ہوئی ہے -

باوجود ان اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ کے جناب صدیق اکبر شجاعت مین بہی اپنی نظیر
آپ ہی تہے - جناب امیر المومنین علی مرتضی شیر خدا نہایت شجاع اور بہادر مشہور ہین وہ خود ایکدن
مجمع اصحاب مین منبر پر جا کہڑے ہوے اور باواز بلند فرمایا - لوگو بتاو کہ اصحاب رسول مین سب سے
زیادہ بہادر کون ہے - سب بالاتفاق بول اوٹہے کہ یا امیر آپ - فرمایا - نہین نہین ابوبکر ہم سب سے
زیادہ بہادر ہین - بدر کے دن مسلمان نہایت ضعیف تہے اور کفار قوی - آنحضرت نے یہ دعا
کی کہ یا الٰہی مجہے ایسے آدمی کی ضرورت ہے جو پاس بیٹہکے میری حفاظت کرے اور اگر کفار
مجہپر حملہ آور ہون تو اونہین دفعہ کر سکے - جناب صدیق نے گذارش کی کہ "یا رسول برحق مین خوشی سے
اس خدمت کو بجالاؤنگا" یہ کہکے شمشیر آبدار اپنے نیام سے باہر نکال لی اور خیمہ نبوی کے گرد پہرنے
لگے کفار ناہنجار نے چند حملے بہی کئے تاکہ رسول معظم کو مضرت پہونچائین مگر صدیق اکبر کے سامنے
نہ آسکے اور بے تحاشا اولٹے قدم بہاگے -

روایت ہے کہ جناب صدیق اکبر کو ایکدن کہین ایک چڑیا نظر آگئی جو کسی درخت پر بیٹہی ہوئی تہی

فرمایا۔ اے چڑیا تجھے خوشخبری ہو تو اوڑتی ہے اور جس پیڑ پر چاہتی ہے بیٹھ جاتی ہے اور جہان سے چاہتی ہے پہل کہا لیتی ہے اور دانہ چگتی ہے نہ تیرے لیے حساب ہے نہ عذاب کا کھٹکا۔ میں بہی تیرے مثل ہوتا۔ والد میں بہ نسبت اپنی اس حالت کے درخت ہوتا پسند کرتا ہون کہ میں کسی رہگذر پر لگا ہوتا اور کوئی اونٹ آکے مجھے چبا جاتا اگر آدمی نہوتا تو اچھا تھا۔ غرضکہ خوف خدا آپ پر ایسا غالب تھا کہ منہ سے بُھنے ہوے جگر کی بو آتی تہی۔ کہاتا کہانیکے بعد اگر کوئی شبہ پیدا ہوتا تو قے کر کے اوس کہانیکو نکالدیتے اور استغفار کرتے تہے۔ حکم چلانے اور سوال کرنے سے یہان تک نفرت تھی کہ چاہے کتنے ہی آدمی ہمراہ ہوتے اور اونٹ کی مہار سواری کی حالت مین آپکے ہاتہہ سے گر جاتی تو اوتر کے خود اوٹھاتے تہے تاکہ کسی سے سوال یا کسی پر حکومت نہ کرنی پڑے۔

جناب امام محمد باقر بن زین العابدین بن حسین رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت علی مرتضیٰ سے دریافت کیا کہ مین نے خطبہ مین آپکو یہ دعا کرتے سنا ہے اللھم اصلحنا بما اصلحت بہ الخلفاء الراشدین فمن ھم یعنی یا اللہ ہمکو ویسا ہی درست کردے جیسا کہ تو نے خلفاے راشدین کو درست کر دیا تہا پس یا حضرت یہ خلفاے راشدین کون کون سے لوگ ہین آپکی آنکھین یہ سنکر ڈبڈبا آئین اور رونیکو ضبط کر کے فرمایا ھما حبیبای ابوبکر و عمر اماما الھدی وشیخا الاسلام ورجلا قریش والمقتدی بھما بعد رسول اللہ من اقتدی بھما عصم ومن اتبع اثارھما ھدی الی صراط المستقیم ومن تمسک بھما فھو من حزب اللہ وحزب اللہ ھم المفلحون یعنی وہ دونون میرے محبوب ابوبکر و عمر ہین۔ دونون امام ہدیٰ۔ دونون شیخ الاسلام۔ دونون قریش تھے۔ وہ ایسے ہین کہ بعد رسول خدا اونکی اقتدا کیجاے جو اونکے نقش قدم پر چلا اوسنے راہ راست پائی اور جسنے اونکا سہارا پکڑا وہ اللہ والون مین سے ہے اور اللہ والے بیشک نجات پائینگے۔

روایت ہے کہ جناب شیر خدا سے کہا گیا کہ لوگ ابوبکر اور عمر کو برا کہتے ہین اگر آپ وہ امور
نہ چہپاتے جنہین وہ بیان کرتے ہین تو لوگون کو ایسا کہنے کی جراءت نہوتی۔ جناب علی مرتضیٰ نے
فوراً اوس کہنے والے کا ہاتہہ پکڑ لیا اور اوسے مسجد مین گسیٹ لائے۔ پہر حکم دیا کہ لوگ جمع ہون
اور خود منبر پر تشریف لے گئے اور اپنی سفید نورانی ڈاڑہی پر ہاتہہ پہیرا۔ اوسوقت اشکون کی جہڑی
ریش مبارک پر لگ رہی تہی اور آپ منتظر تہے کہ لوگ فراہم ہون جب آدمی مجتمع ہو گئے تو آپنے ایک
خطبہ بلیغہ پڑہا جسکا مضمون یہ تہا کہ افسوس ہے اوس قوم پر جو رسول خدا کے دو بہائیون کو برائی
کے ساتہہ یاد کرتے ہین۔ اور ایک روایت مین یون فرمایا تہا کہ افسوس ہے اوس قوم کے
حال پر جو رسول اللہ کے دو مصاحب اور قریش کے دو سردارون اور مسلمانون کے ماباپ کو
برا کہتے ہین۔ مین ایسی باتون سے بالکل ناراض ہون۔ ایسے شخص پر عذاب ہوگا۔ اون دونون
حضرات نے رسول اللہ کی صحبت اختیار کی تہی۔ کوشش اور وفاداری سے امر و نہی کرتے
اور فیصلے دیتے اور سزا کرتے تہے۔ رسول اللہ اونکی راے کے برابر کسیکی راے کو نہین سمجہتے
تہے اور جتنی محبت اونسے کرتے تہے دوسرے سے نہ تہی اور وجہ اسکی یہ تہی کہ اونکی ہمت
اور آمادگی خدا کے کامون مین کامل اور وفا کے ساتہہ تہی رسول اللہ نے دنیا سے جب انتقال
فرمایا اون سے راضی تہے اور سب مسلمان اون سے راضی رہے حکم و اخلاق مین طریق رسول اللہ
سے اونہون نے کبہی تجاوز نہین کیا اور اسی پر دونون مرے اللہ اون پر رحمت کرے۔ قسم ہے
اوسکی جو دانہ سے درخت نکالتا ہے اور روح پیدا کرتا ہے ایمان والا ضرور ابوبکر و عمر کو دوست رکہیگا
اور صاحب علم و فضل اور ایماندار اون سے کبہی بغض نہ کریگا نہ اون سے مخالفت رکہیگا۔ اور جو
کوئی ایسا کرتا ہے وہ بدبخت اور بے دین ہے۔ اون دونون کی محبت عبادت ہے اور
بغض اونکا دین سے نکلجاتا ہے۔ رسول اللہ نے ابوبکر کو امامت نماز پر مامور کیا حالانکہ مین

جیتا جاگتا موجود تھا۔ مجھے یہ خبر نہیں کہ کون اونسے بغض رکھتا ہے ورنہ مین اوسپر حد افترا جاری کرتا

روایت ہے کہ جناب علی مرتضیٰ کو خبر دی گئی کہ فلان شخص ابو بکر و عمر کو برا کہتا ہے آپنے اوسے

بلا کے پوچھا وہ انکار کر گیا آپنے فرمایا کہ اگر تو میرے سامنے اقرار کر لیتا تو مین تجھے سخت سزا دیتا

ایسے ہی آپکو ایک اور شخص کا حال معلوم ہوا کہ وہ شیخین رضی کو برا کہتا ہے وہ بھی آپکے سامنے آکے

مکر گیا۔ آپنے اوسے مداین کی طرف جلا وطن کر دیا۔

ادہر ابو بکر صدیق نے آنحضرت سے یہ حدیث نقل کی ہے النظر الی علی عبادۃ،،

یعنی علی کی طرف دیکھہ لینا ہی عبادت ہے۔ حضرت صدیق اکبر جناب علی مرتضیٰ و عمر و عثمان کو اپنی

آنکھون سے الگ نہونے دیتے تہے اور بڑی محبت و تکریم سے اپنے پاس رکھتے تہے تمام کاروبار

خلافت اور نظم و نسق مملکت انہین تینون صاحبون کے مشورے سے ہوتا تہا۔ بخاری نے

ابو بکر صدیق سے روایت کی ہے اَنَّہٗ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَرَابَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ

اَنْ اَصِلَ فِیْ قَرَابَتِیْ،، یعنی قسم ہے اوس خدا کی جسکے اختیار مین میری جان

ہے البتہ قرابت رسول اللہ کی مجھے محبوب تر ہے اس سے کہ مین اپنے اقربا کی خبر گیری کرون

اکثر یہ فرمایا کرتے تہے اَیُّھَا النَّاسُ فَضْلٌ وَ شَرَفٌ الخ یعنی مرتبہ اور ولایت اور ذریت رسول اللہ

کیلئے ہی ہیا تسے معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ اونکے مداح تہے تو وہ ان کے وصّاف غرضکہ۔ عہ

دونون طرف تھی آگ برابر لگی ہوئی

از فرط الفت وارد طپیدن		آنجا دل اواین جا دل من

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روانگی شام کی طرف

علماء سیر فرماتے ہین کہ جب آفتاب رسالت غروب ہو گیا اور سبھون نے بالاتفاق جناب صدیق اکبر

رضی اللہ تعالی عنہ سے بیعت کرلی۔ اوسکے چھہ دن کے بعد ہی ممالک عرب مین عجیب ہڑبونگ مچگیا جسکے مختلف باعث تہے۔

اول یہ کہ آنحضرت صلعم کی حیات ہی مین مسیلمہ کذاب نے سر اوٹھایا تھا حضور نے اوسکی سرکوبی کا ارادہ کیا ہی تہا کہ موت نے فرصت نہ دی اور وہ فتنہ ویسے ہی رہا آپکی وفات نے اوسپر تیل کا کام کرنا شروع کیا اور وہ دن بدن قوت پکڑتا گیا۔

دوسرے اسود عنسی کا غدر جسکی چنگاریان چارون طرف ابہی تک سلگتی ہوئی رہگئی تہین گو اسود مارا جاچکا تہا۔

تیسرے سجاح اور طلیحہ کا دعوی نبوت اور اونکے بہکانے کا بداثر۔

چوتہے وہ منافق اور ضعیف الاعتقاد مکار جو مال کی طمع یا خوف جان سے خوشامد پر جہکے ہوے تہے اور ظاہر مین کلمہ طیبہ کو اپنی پناہ بنائے ہوے تہے اب میدان خالی سمجہکے کہل کہیلے۔

پانچوین جن لوگون کے باپ دادا اور رشتہ دار لڑائیون مین مسلمانون کے ہاتہہ سے مارے گئے اور مال واہل وعیال لٹ لٹا کے خود بہزار خرابی بچ رہے تہے اور مجبوری سے دین اسلام اختیار کرکے انتقام وکینہ کشی کی تجویز مین لگے ہوے تہے جب اونہون نے چارون طرف کی یہ بغاوت دیکہی تو عمدہ موقع سمجہکے باغیون مین شامل ہو گئے۔

چہٹے آپ جانتے ہین کہ حیوان خصائل بیوقوف لوگ ہر جگہہ ہوا کرتے ہین اونہون نے جدہر غل غپاڑا دیکہا اودہر ہی شامل ہو گئے مثل مشہور ہے کہ دیوانہ را ہوے بس است۔ ایسے لوگون نے اور بہی دشمنان اسلام کی تعداد بڑہادی۔

ساتوین ایک تہوڑی سی مدت یعنی صرف دس برس مین مذہب اسلام نے

آنحضرت صلعم کی زندگی مین مدینہ سے طلوع ہو کر عرب کے چارون طرف اپنی چمک اور چکاچوندہ پہیلا دی تہی بحیرۂ قلزم سے لگاکے یمن کے کنارہ تک - اور کنارۂ یمن سے لیکے خلیج فارس کے دہانہ تک اور فرات سے شروع ہو کے ملک شام کے کنارہ کنارہ ہوتا ہوا بحیرۂ قلزم تک تمام ملک اسلام سے معمور ہو گیا تہا - غور کا مقام ہے کہ تہوڑی مدت مین اتنا پہیلجانا کسقدر موجب حیرت ہے اسپر وفات نبوی کی بجلی نے یکایک گر کے سبکو چونکا دیا اور چارون طرف گڑبڑ مچگئی

ادہر مدعیان نبوت شورش مچا رہے تہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر پہیلتے ہی حوالی مدینہ مین ارتداد کا جوش عام ہو گیا - مکہ مدینہ اور بحرین کے شہر جواثی کے سوا اکثر قبائل عرب مرتد ہو گئے - اگرچہ وقت بڑا نازک تہا کہ سارے عرب مین فتنہ و فساد کے شعلے بہڑکتے دکہائی دیتے تہے - باد مخالف کے جہونکے اور ارتداد کی کالی گہٹائین چارون طرف سے اُنڈی چلی آتی تہین - غریب مسلمانون کی تعداد قلیل ہی ایسے ہولناک وقت مین حیران و پریشان اور مضمحل ہو گئی تہی - مگر شاباش ہے حضرت صدیق اکبر کی ہمت مردانہ اور استقلال کو کہ اسلام کے ڈگمگاتے ہوے جہاز مین اپنی جان پر کہیل کے کندہا لگا دیا اور مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوتے ہی حکم دیا کہ اسامہ بن زید کا لشکر اسی وقت ملک شام کیطرف روانہ ہو - عمائد مہاجرین و انصار خلیفۃ المسلمین کی جناب مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ اے امیر المومنین چارون طرف فتنہ و فساد کی آگ روشن ہو چکی ہے ایسے نازک موقع پر اتنے بڑے لشکر سے دار السلطنت مدینہ کو خالی کر دینا مصلحت نہین - ابو بکر صدیق نے جوابدیا کہ تم لوگ مدینہ کے ہاتہہ سے نکلجانے کا خوف کرتے ہو اگر اس لشکر کے جانے سے مدینہ اتنا خالی ہو جاے کہ درندے آکے مجہے پہاڑ ڈالین تو بہی مین اوس حکم کو منسوخ نہ کرونگا جو رسول اللہ دے چکے ہین - خبردار - اون لوگون مین سے ایک بہی مدینہ کے اندر نہ رہے جو حضور صلعم کے

سامنے اسامہ کے ساتھہ جانیکو متعین ہوے تھے - یہ استقلال دیکھکے لوگ چپ چاپ چلے گئے - دولتمآب صبحی پاشا فرماتے ہین کہ اکثر صنادید انصار اسامہ کی سپہ سالاری سے راضی نہ تھے اونہون نے جناب فاروق اعظم سے کہا کہ اسامہ کم سن ہین انہین ایسا جلیل القدر عہدہ زیب نہین دیتا آپ خلیفہ رسول اللہ سے جاکر کہین اور کسی مُسن آدمی کو اس جگہہ مقرر کرائین جناب عمر ابن الخطاب ابوبکر صدیق کے پاس آے اور لوگون کی درخواست پیش کی حضرت صدیق اکبر ایکبارگی چونک کر اپنی جگہہ سے اوٹھہ کھڑے ہوے اور جسطرح موسیٰ علیہ السلام نے طور سے واپس آکے بنی اسرائیل کی بے اعتدالیون کے باعث اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کی ڈاڑھی پکڑ کے عتاب فرمایا تھا اوسی طرح حضرت عمر کی ریش مبارک پکڑ لی اور فرمایا - اے عمر - تو نے کس طرح ٹھنڈے دل سے اون لوگون کی بات سنلی جو رسول خدا کے انتظام پر اعتراض کرتے ہین - اسامہ کو آنحضرت امیر جیش کر چکے اب وہ اپنی جگہہ سے ڈگ نہین سکتے خبردار پھر ایسی بات میرے سامنے منہ سے نہ نکالنا - جناب فاروق یہ معقول جواب سنکے خاموش ہو رہے اور صدیق اکبر اپنی جگہہ پر جا بیٹھے - اسکے بعد صدیق اکبر اور فاروق اعظم دونون ساتھہ ساتھہ مقام جرف مین تشریف لاے جہان روانگی کا حکم پاکر لشکر اسلام نے آکے قیام کیا تھا اور اسامہ سے ملاقات کی اور لشکر کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اے شیران اسلام - جہان پہونچنا وہان کے خوردسال بچون - عورتون - بڈھے آدمیون اور اون لوگون کو ہرگز نہ ستانا جو عبادتخانون مین عبادت کر رہے ہین ایسے لوگون کی خاطر اور دلجوئی تمہین واجب ولازم ہے - یاد رکھو کہ کسی حلال جانور کی مادہ کو ذبح نہ کرنا جب تک کہ بھوک سے تمہاری جان لبون پر نہ آجاے سبز درختون کو نہ کاٹنا نہ جلانا - میرے احکام کی بجاآوری ہر وقت اور ہر حال مین کرنا - پھر اسامہ کی طرف مخاطب ہوکے ارشاد کیا کہ اے اسامہ - جو احکام رسول کریم نے تمہین

دئے ہین اونکی بجاآوری مین سرمو تجاوز نہ کرنا- اسکے بعد اسامہ کو سوار کرایا اور لشکر اسلام کو روانگی کا حکم دیا- خود پیادہ پا لشکر کے ہمراہ ہوے- خلیفہ کو پیادہ دیکھکے اسامہ شرمندہ ہوے اور عرض کی کہ حضور بہی سوار ہولین ورنہ مین اوترا پڑتا ہون آپ حکم عدولی کا ملزم مجہے نہ ٹہیرائین مجہسے یہ گستاخی دیکہی نہین جاتی کہ آپ پاپیادہ میری رکاب تہامے چلین اور مین سوار رہون صدیق اکبر نے جوابدیا کہ اسے اسامہ- ہرگز ایسا نہ کرنا ورنہ باعث میرے ملال کا ہوگا کیا تم نہین چاہتے کہ مین راہ خدا مین چار قدم بہی تمہارے ساتہہ چلکے ثواب مین داخل ہون- غرض دور تک پاپیادہ لشکر کے ساتہہ رہے اور پہر اسامہ سے اجازت لیکر واپسی کا ارادہ کیا اور رخصت ہوتے وقت سب لشکر سے یہ فرمایا کہ اسے برادران اسلام مجہے اپنے سے دور نہ سمجہنا- ابوبکر کی جان ہر وقت تمہارے ساتہہ ہے- اچہا سدہارو تمہین خدا کو سونپا- اتنا کہکے آبدیدہ ہوے اور مدینہ کی طرف معاودت فرمائی- اسامہ لشکر اسلام کو ساتہہ لئے قطع مراحل وطے منازل کرتے ہوے صدیق اکبر کی ہدایت کے بموجب پہلے قبائل قضاعہ مین پہونچے- اون لوگون نے جی کہولکے مسلمانون کا مقابلہ کیا مگر شکست کہائی- بہت سا مال غنیمت مسلمانون کے ہاتہہ آیا اور ملک قضاعہ تاخت وتاراج ہوا- روایت ہے کہ حضرت اسامہ اس سفر مین اوس موضع تک پہونچگئے تہے جہان اونکے پدر بزرگوار شہید ہوے تہے وہان آپنے اپنے باپ کے قاتلون سے انتقام لیا- اور ایک روایت یون بہی ہے کہ اس سفر مین ہزبران اسلام کے خوف سے کوئی اونکے سامنے نہ پڑا جہان لشکر جاتا تہا لوگ اطاعت قبول کرلیتے تہے یا اپنے اپنے گہر چہوڑکے بہاگ جاتے تہے لہذا لشکر اسلام صحیح وسلامت مدینہ مین آگیا-

مدینہ پر مرتدون کا حملہ

لشکر اسامہ کی روانگی سے جیسا کہ سوچا گیا تہا مدینہ کے قرب وجوار کے مرتدین کا جوش

اور ہی زیادہ ہوگیا اور اونکو یہان تک جراوت ہوئی کہ میدان خالی پاکے مدینہ کو آگھیرا اور کئی
دن تک محاصرہ کئے ہوے پڑے رہے۔ تہوڑے سے لوگ جو لشکر اسامہ سے بچ رہے
تہے اونہین کو جناب صدیق اکبر نے مسلح ہونیکا حکم دیا اور فرمایا۔ دن رات برابر تیار رہو جسوقت
منادی کی آواز کان مین پہونچے فوراً اپنے اپنے گہرون سے نکل کے ایک جگہہ جمع ہوجانا
چنانچہ ایکدن موقع پاکر صدیق اکبر نے علی الصباح دشمنون پر حملہ کرکے اونہین منتشر کردیا۔
اونمین سے بہتیرے مقتول اور کچہہ قید اور باقی چلتے پہرتے نظر آئے۔ ادہر سے فراریون کا
پیچہا بہی بڑے استقلال اور خدومد سے کیا گیا۔ صحرانشین لوگ مسلمانون کے اس زور وشور
سے بہت ڈر گئے اور اسلام کا خوف نئے سرے سے پہر اونکے دلونمین جاگزین ہوگیا۔

حضرت اسامہ مظفر ومنصور ہوکے ستر یا چالیس دن کے بعد واپس آگئے۔ یہان
مرتدون نے مدینہ پر جو حملہ کیا تہا وہ بہی بسہولت رفع دفع کردیا گیا۔ اب جناب صدیق اکبر
کی یہ رائے ہوئی کہ مدعیان نبوت اور مرتدین اسلام اور منکرین زکواۃ کا قلع وقمع کیا جائے
صحابہ مین بحث ہونے لگی۔ ابوبکر صدیق منکرین زکواۃ کو کافرون کی طرح قتل کرنا چاہتے تہے
اور دیگر صحابہ کو اونکی رائے سے اتفاق نہ تہا وہ کہتے تہے کہ اہل قبلہ سے جہاد جائز ہی نہین ہے
خصوصاً عمر فاروق فرماتے تہے کہ رسول خدا کا ارشاد یہ ہے۔ لا الہ الا اللہ کہنے والے سے
جہاد کرنا درست نہین اور ہر ایک کے اندرونی حالات خدا ہی جانتا ہے پہر آپ مانعین
زکواۃ کو کیسے قتل کرسکتے ہین۔ اسکے جواب مین صدیق اکبر نے فرمایا کہ واللہ جب تک میرے
دم مین دم ہے مین اون لوگون سے لڑنے مین کوتاہی نہ کرونگا جو نماز اور زکواۃ مین ذراسی بہی
کوتاہی کرینگے کیونکہ زکواۃ مال کا حق ہے اور حق تلفی کے عوض مین قتل کا حکم ہے جو لوگ
رسول اللہ کے عہد مین ایک بکری کا بچہ بطور زکواۃ دیتے تہے اگر اب نہ دینگے تو مین اونسکے

ندینے پر بھی اون سے جہاد کرونگا۔ یہ سنکر جناب عمر نے ابوبکر صدیق سے التجا کی کہ ایسے لوگون سے آپ بنرمی پیش آئین اور اسلام کے ساتھہ لوگون کو مالوف کرین۔ یہ لوگ وحشی جانورون کے مانند ہین ان پر ایک ساتھہ سختی روا نہ رکھیئے۔ یہ سنکر ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ اے عمر مجھکو تم سے مدد کی امید تھی اور تم مجھے ذلیل کرتے ہو۔ تم اب مسلمان ہوکر کاہل و سست ہو گئے حالانکہ زمانہ جاہلیت مین بڑے چست و چالاک اور بہادر تھے۔ بتاؤ تو سہی کہ مین لوگون کو شعر طبعزاد سے اسلام کی طرف راغب کرون یا سحر مفتری سیکھون۔ افسوس رسول کریم کا سایہ ہمارے سرون پر سے اوٹھہ گیا اور وحی کی آمد منقطع ہوگئی مگر خدا کی قسم جب تک یہ تلوار میرے ہاتھہ مین ہے مین منکرین زکواۃ کیساتھہ ایک عقال کی کمی کیواسطے بھی جہاد کرونگا۔ اوسوقت جناب فاروق اعظم کی آنکھین بھی کھل گیئن۔ صدیق اکبر کی رائے کی عمدگی معلوم ہوگئی اور دل و جان سے اونکے ساتھہ اتفاق کیا۔ باقی صحابہ نے بھی ان دونون صاحبون سے اتفاق رائے کیا۔ اسلیئے جو لوٹ مدینہ پر حملہ کرنیوالے مرتدین سے ہاتھہ آئی تھی اور جو مال اسامہ بن زید روم سے لائے تھے دونون کو ملا کے مرتدون پر حملہ کرنیکا ساز و سامان درست کیا گیا۔ اسوقت فوج کی تعداد صرف آٹھہ ہزار کے قریب رہگئی تھی اوسکے گیارہ حصہ کرکے ہر حصہ پر ایک امیر مقرر کردیا اور اس طرح روانہ فرمایا۔

۱۔ حضرت خالد بن ولید کو پہلے طلیحہ اسدی پر اور اوسکے بعد مالک بن نویرہ پر حملہ کرنے کے لیئے بہیجا۔

۲۔ حضرت عکرمہ بن ابی جہل کو مسیلمہ کذاب کی گوشمالی کے لیئے۔

۳۔ عکرمہ بن ابی جہل کی مدد کو جناب شرجبیل بن حسنہ کو روانہ کیا۔

۴۔ حضرت مہاجر بن ابی امیہ کو اسود عنسی کے لشکر اور کندہ و حضرموت پر۔

۵- خالد بن سعید کو شام روانہ کیا۔

۶- حضرت عمرو بن عاص کو قبیلہ قضاعہ پر۔

۷- حذیفہ بن محصن کو عمان پر۔

۸- عرفجہ بن ہرثمہ کو مہرہ پر۔

ان دونوں اصحاب مذکورۂ بالا کو باہم ملکر کارروائی کرنیکا حکم دیا گیا تھا۔

۹- معن بن حاجز کو بنی سلیم اور ہوازن پر۔

۱۰- سوید بن مقرن کو تہامہ یمن پر۔

۱۱- علاء بن حضرمی کو بحرین پر۔

ہر امیر کو اوسکی تقرری کا فرمان لکھدیا گیا جسمین اوسکے فرائض اور کارروائی متعلقہ کا بھی ذکر تھا۔ سب مرتدین کے نام بھی ایک ہی مضمون کے فرمان الگ الگ سفیرون کے ہاتھ بھیجے گئے۔

جناب صدیق اکبر کے عہد خلافت مین عمر فاروق وزیر اعظم اور قاضی القضات تھے اور علی مرتضی۔ عثمان بن عفان۔ زید بن ثابت۔ اور عبداللہ بن ارقم صاحب قلمدان اور وزیر سلطنت تھے۔ اور ضرورت کے وقت جو سامنے آجاتا تھا اوسی سے لکھنے کا کام لے لیا جاتا تھا۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح بیت المال کے داروغہ تھے۔

عہد صدیقی مین اثاث یا (عتاب) بن اسید حاکم مکہ تھے جنکا انتقال اوسی دن ہوا جسدن صدیق اکبر نے وفات پائی۔

عثمان بن ابی العاص حاکم طائف۔ ابو موسیٰ حاکم زبید و زمع۔ مہاجر بن ابی امیہ حاکم صنعا۔ زیاد ابن لبید انصاری حاکم حضرموت۔ عیاض بن غنم حاکم دومۃ الجندل۔ یعلی ابن امیہ حاکم خولان۔ معاذ ابن جبل حاکم جند۔ جریر بن عبداللہ حاکم نجران علاء بن حضرمی حاکم بحرین اور عبداللہ بن ثور حاکم

جرش تہے حضرت صدیق اکبر کی انگوٹھی پر (نعم القادر اللہ) یا (عبد ذلیل لرب جلیل) کندہ تہا۔

اپنے عہد خلافت مین ابوبکر صدیق محض کثرت راے کے مطیع رہے۔ عمر فاروق بحث کیوقت جلسہ مسلمانان کے سر پنچ ہوتے تہے اور جو بات مسلمانون کی کثرت راے سے قرار پاتی تہی اوس سے باہر کبہی ابوبکر نے قدم نہین رکہا البتہ ایکدفعہ اونہون نے صرف اپنے ہی راے سے کام کیا ہے اور ایک ہی مرتبہ خالد بن ولید کے باب مین عمر ابن الخطاب سے اختلاف کیا ہے۔

جناب عمر فاروق جب تک زندہ رہے ہمیشہ یہی فرمایا کرتے تہے کہ ابوبکر نے ہجرت مدینہ کیوقت رسول خدا کا ساتہہ دیا۔ اللہ اکبر۔ وہ بڑا نازک وقت تہا۔ اور اپنی خلافت کے ابتدا مین جس مستقل مزاجی سے کام لیا وہ دوسرے کا کام نہ تہا قسم ہے خدا کی اونکے یہ دونون کام میری زندگی بہر کے سارے اعمال سے بہتر ہین۔

روایت ہے کہ جس زمانہ مین اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ دارون اور بلقای مین رومیون سے لڑ رہے تہے۔ پے در پے عرب کے مرتد ہونیکی خبرین مدینہ آتی تہین۔ قبیلہ قریش وثقیف کے سواے عرب کے کل قبائل کُلّاً یا جزواً باغی ہوگئے تہے مسیلمہ کذاب نے بہت زیادہ قوت حاصل کرلی تہی۔ ایک لاکہہ سے زیادہ آدمی اوسکی نبوت کو ماننے لگے تہے۔ طلیحہ کے پاس ایک عظیم الشان مجمع قبائل طے اور اسد کا ہوگیا غطفان بہی مرتد ہوگئے۔ بنی ہوازن نے اون سے ملکے زکواۃ دینی بند کردی۔ بنی سلیم کے بڑے بڑے لوگ اسلام سے پہر گئے۔ اور اون کی دیکہا دیکہی ہر جگہہ کے لوگ ارتداد کی بلا مین گرفتار ہوگئے یمن یمامہ۔ بنی اسد اور مختلف مقامات کے امراء کے قاصد مدینہ مین آآکے عام طور سے عرب کے مرتد ہونیکی خبرین ابوبکر صدیق کو دیتے تہے اور آپکے کان پر جون بہی نہین رینگتی تہی۔ اللہ رے

ثابت قدمی اور استقلال - آپ نہایت بیفکری سے اُن خبرون کو سنتے تہے جو کسی دوسرے کو کپکپا دیتین - صرف نامون اور خطوط سے باغیون کو تنبہ کرتے رہے اور یہ انتظار تہا کہ اسامہ اصل خیر سے واپس آئین تو ان باغیون کی خبر لون -

قبایل عبس و ذبیان ایسے جوش مردانگی مین آے کہ عبس ابرق مین اور ذبیان ذی القصہ مین آن دہمکے - اونکے ہمراہ کچہہ لوگ بنی اسد اور بنی کنانہ کے بہی تہے اور سب نے متفق ہوکے چند آدمیون کو بطور وفد مدینہ مین خلیفہ رسول اللہ کی خدمت مین بہیجا اور درخواست یہ کی کہ مدینہ کے لوگ معزز ہین اونکے مقابلہ مین ہمکو نمازکی کمی کی اجازت دی جاے اور زکواۃ سے بالکل معاف کیے جائین - صدیق اکبر نے اونکو یہ جواب دیا واللہ اگر وہ ایک عقال یعنی وہ رسّی جس سے اونٹ کے پیر باندہے جاتے ہین پہلے دیتے ہونگے اور اب نہ دینگے تو مین اون پر جہاد کرونگا - اور پانچون وقت کی نمازون مین سے ایک رکعت کی کمی بہی نہین ہوسکتی وفد کے لوگ یہ ٹکا سا جواب سنکر اپنا سا منہ لے واپس آے اور اپنے لوگون سے آکے کہا کہ جواب تو صاف ملا ہے مگر مدینہ مین مسلمانون کی قلت حد سے زیادہ ہے - عبس و ذبیان یہ سنکے مارے خوشی کے جامہ مین نہ سماے - نہ دیکہا آؤ نہ دیکہا تاؤ جہٹ مدینہ پر حملہ کردیا - مگر اونکے حملہ سے پہلے ابو بکر صدیق نے علی مرتضی - زبیر - طلحہ اور عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہم کو مدینہ کی نگرانی کے لیے متعین کردیا تہا - وہ ہر وقت مدینہ کے گرد گشت مین رہتے تہے اور جتنے آدمی مدینہ مین باقی رہگئے تہے اونکو مسجد نبوی کے سامنے جمع کر رکہا تہا - جب مرتدین عبس و ذبیان نے نگرانی کرنے والون یعنی علی مرتضی و زبیر وغیرہ پر حملہ کیا تو جناب صدیق اکبر نے مسلمانان مدینہ کو اونکی اعانت کے لیے بہیجدیا - مرتدین سے غازیان اسلام کا سامنا نہ ہوسکا بدحواس ہوکے بہاگے - بہادران اسلام ذی خشب تک تعاقب کرتے ہوے اونکے پیچہے

لگے چلے گئے۔ دشمنون نے جو دیکھا کہ ان سے پیچھا چھوڑنا مشکل ہے یہ تو بلاے
بے درمان کی طرح اُمڈے چلے آتے ہین چال چلے اور دوسرے راستے سے کترا کے
کھیل تماشے کرتے اور دف و بانسری بجاتے لوٹے۔ پانون زمین پر پٹکتے جاتے تھے
اور عجیب وغریب متوحش حرکتین کرتے تھے۔ اس طوفان بے تمیزی کو دیکھکے مسلمانون کے
اونٹ بھڑک کر بھاگنے لگے۔ غازیون نے اونٹون کو ہرچند سنبھالا مگر وہ مدینہ ہی مین آکے
ٹھیرے۔ مرتدین سمجھے کہ ہمنے مسلمانون کو شکست دی اسلئے باشندگان ذی القصہ کو پیغام
بھیجا کہ تم بھی مدینہ پر حملہ کردو۔ اس ماجرہ کو دیکھکر خود صدیق اکبر مسلح ہوکے چلے۔ میمنہ پر نعمان بن
مقرن کو اور میسرہ پر عبداللہ بن مقرن کو مقرر کیا۔ ساقہ پر سوید بن مقرن تعینات تھے۔ فجر کی
نماز اول وقت پڑھکے دشمنون پر حملہ کیا گیا۔ دوپہر سے پہلے پہلے فتح مسلمانون کے ہاتھ تھی
مرتدین بھاگ گئے۔ بنی اسد مین سے حبال مارا گیا۔ نعمان اور چند مسلمان ظہر کے قریب مال
غنیمت لئے ہوے مدینہ آرہے تھے اور جناب صدیق اکبر مرتدین کے تعاقب مین ذی القصہ
کی طرف بڑھ گئے تھے کہ بنو ذبیان اور عبس کو موقع ملگیا۔ یکایک نعمان پر ٹوٹ پڑے اور مال
غنیمت جو اونکے ساتھ تھا اوسے لوٹ لیا اور بہت سے مسلمانون کو شہید کیا۔ حضرت ابوبکر
صدیق نے واپس آکے یہ اندوہناک حادثہ سنا اور قسم کھائی کہ جتنے مسلمان مرتدین نے
مارے ہین اوتنے ہی آدمی اونکے مارونگا جب مجھے چین آئیگا۔ اسی عرصہ مین ممالک اطراف
وجوانب سے مدینہ مین صدقات آگئے اور حضرت اسامہ بھی مال غنیمت کیساتھ آپہونچے۔
جناب صدیق اکبر نے مدینہ مین اپنی جگہہ اسامہ کو مقرر کیا اور خود چند آدمی اپنے ساتھ لیکے
ذی خشب اور ذی القصہ کی طرف روانہ ہوے۔ ابرق مین عبس وذبیان وبنو بکر وکنانہ وثعلبہ
بن سعد اور اونکے ساتھیون سے ٹکر ہوئی۔ کشتون کے پشتے بند گئے اور مرتدین جان سے

تنگ ہو کے میدان چھوڑ کر بھاگے۔ مسلمانون نے اونکو شمشیر زنیزون کی نوکون پر دہر لیا ایک بڑا گروہ مرتدین کا مارا گیا۔ اسکے بعد صدیق اکبر نے ابرق مین چند روز قیام کیا اور بنو ذبیان کے مقبوضات چہین کے مسلمانون کو دیدئے اور خود مدینہ چلے آئے۔

روایت ہے کہ مرتدین جب مدینہ سے شکست کہا کے بہاگے ہین تو اونکا تعاقب کیا گیا۔ موضع ذوالحسا مین اونکی مدد کے لئے کچہہ مفسد جمع تہے وہان پہر مقابلہ ہوا۔ اور ماہ جمادی الاول مین منکرین زکواۃ نے بالکل شکست پائی۔ قبائل اسد و غطفان و طے و بنی طلیحہ نے مدینہ مین ایک سفارت بہیجی۔ حضرت عباس عم رسول اللہ نے تو سفارت کو منہ نہ لگایا مگر اونہون نے امیر المومنین کے حضور مین حاضر ہو کے درخواست کی کہ نماز تو ہم پڑہینگے مگر زکواۃ دینا نہین چاہتے۔ ارشاد ہوا کہ تم لوگ جو کچہہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین دیتے تہے اوسمین سے ایک کوڑی کم نہین کی جائیگی خاطر جمع رکہو کچہہ چون و چرا کی جگہہ نہین اور جب تک ہمارے تن مین جان ہے ایک ایک حبہ تم سے لینگے اور جب تک تم مان نہ لوگے ہماری تلوار نیام مین نہین رہ سکتی۔ ادہر اصحاب نے بہی اتفاق کرلیا کہ زکواۃ ندینے والون کا پیچہا ہرگز نہ چہوڑنا چاہئے۔ جناب ابوبکر صدیق نے مدینہ مین سنان ضمیری کو اپنی جگہہ چہوڑا اور مرتدون کو شکست دی اور اونکے ملک مسلمانون کے قبضہ مین آئے۔ حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے ہمین اونکے مقبوضات پر تسلط کردیا اب بدخواہون کا قبضہ یہان ہرگز نہ ہونے پائیگا پہر آستانہ نبوی پر حاضر ہو کر اس تہکے ہوئے لشکر کو چہوڑا اور حضرت اسامہ کے ساتہیون کو ہمراہ لیکر ذی القصہ کا ارادہ کیا۔ اوسوقت ننگی تلوار آپکے ہاتہہ مین تہی یہ جلال دیکہکے جناب علی مرتضی نے اونکے اونٹ کی مہار تہام لی اور فرمایا کہ اے خلیفہ رسول اللہ جنگ احد کے دن جناب رسول کریم صلعم کا آپ سے

ارشاد ہوا تھا کہ ابو بکر اپنی تلوار نیام مین کرو اور ہمین اپنی مفارقت کا داغ ندو - مین وہی الفاظ آپ سے
کہتا ہون - للہ آپ مدینہ واپس تشریف لیچلین اور ہمین اپنی جدائی کا داغ ندین - خدا کی قسم اگر آج آپکے
دشمنون کا بال بیکا ہو گیا تو آپکے بعد اسلام کو سنبھالنے والا مجھے کوئی نظر نہین آتا - صدیق اکبر نے
جناب علی مرتضی کے حکم سے تلوار کو غلاف کیا اور مدینہ واپس آے اور فوج کے گیارہ حصہ
کر کے مختلف اطراف کو روانہ کیے جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہین - ہر لشکر کے امیر کو یہ فرمان مرحمت ہوا تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم - ھذا العھد من ابی بکر خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لفلان حین بعثۃ فیمن بعثہ لقتال من رجع عن الاسلام وعھد علیہ ان یتقی اللہ ما
استطاع فی امرہ کل سرہ وجھرہ وامرہ بالجد فی امر اللہ ومجاھدۃ من تولی عنہ و
رجع عن الاسلام الی امانی الشیطان بعد ان یعذر الیھم فیدعوھم بدعایۃ
الاسلام فان اجابوہ امسک عنھم وان لم یجیبوہ شن غارۃ حتی یقروا لہ ثم
ینبئھم بالذی علیھم والذی لھم فیاخذ ما علیھم ویعطیھم الذی لھم لا ینظرھم
ولا یرد المسلمین عن قتال عدوھم فمن اجاب الی امر اللہ عز وجل واقر لہ قبل ذلک منہ
واعانہ الیہ بالمعروف وانما یقاتل من کفر باللہ علی الاقرار بما جاء من عند اللہ -
فاذا اجاب دعوۃ لم یکن علیہ سبیل وکان اللہ حسیبہ بعد فیما استسر بہ ومن لم یجب
الی داعیۃ اللہ قتل وقوتل حیث کان وحیث بلغ مراغمتہ لا یقبل اللہ من احد شیئا مما اعطی الا
الاسلام فمن اجابہ واقر قبل منہ واعانہ ومن ابی قاتلہ فان اظھرہ اللہ علیہ عز وجل قتلھم فیہ کل قتلۃ بالسلاح
والنیران ثم قسم ما افاء اللہ علیہ الا الخمس فانہ یبلغناہ ویمنع اصحابہ العجلۃ والفساد وان لا یدخل
فیھم حشوا حتی یعرفھم ویعلم ما ھم لئلا یکونوا عیونا ولیلا یوتی المسلمون من قبلھم وان یقتصد
بالمسلمین ویرفق بھم فی السیر والمنزل ویتفقدھم ولا یعجل بعضھم عن بعض ویستوصی بالمسلمین فی حسن الصحبۃ ولین القول

ترجمہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ ابوبکر خلیفہ رسول اللہ کا عہد فلان شخص سے ہے جسنے ان کو
اون لوگون کے ساتھہ لڑنیکو بہیجا ہے جو اسلام سے پہر گئے ہین اور ہدایت کی ہے کہ جہانتک
اونکے امکان مین ہو ظاہر و باطن مین جو کام کرین خدا سے ڈرتے رہین تم کو حکم ہے کہ اللہ کے
کامون مین کوشش کرو اور اون سے لڑو جنہون نے اللہ سے منہ پہیر لیا ہے اور اسلام کو چہوڑ
کے شیطان کی امان مین چلے گئے ہین۔ پہلے مرتدین سے قطع حجت کیجاے اور اونہین
اسلام کی طرف بلایا جاے اگر وہ قبول کرلین تو اون سے ہاتہہ روک لیا جاے اور جو اسلام
قبول نہ کرین تو اون پر پے در پے حملے کئے جائین یہانتک کہ وہ اوسکا اقرار کرلین۔ پہر مرتدین
کو اون باتون سے آگاہ کیا جاے جو اون پر فرض ہین اور جو اونہین کرنی چاہئین۔ پہر جو کچہہ اونکو
دینا فرض ہے اون سے لیا جاے اور جو اونکو دینا ہو وہ اونہین دیا جاے۔ اسمین اونکی
رو و رعایت ہرگز نکیجاے اور مسلمان اپنے دشمنون سے لڑنیکو نہ روکے جائین۔ پس جسنے
خداے عز و جل کے حکم کو قبول اور اوسکا اقرار کرلیا اور اچھی طرح اوسکی مدد کی تو یہ بات اوسکی
قبول کرلیجاے اور بیشک اوس سے لڑا جاے جس نے باوجود اقرار ہما جاء من عند اللہ
کے اللہ سے کفر کیا۔ پس جب اوسنے دعوت قبول کرلی تو اوس پر کسی طرح کا الزام نہوگا اور اللہ
اوسکا محاسب ہوگا جس کو اوسنے اسکے بعد چہپایا ہے اور جسنے اللہ کی دعوت نہ قبول کی۔
قتل کیا جاے اور اوس سے لڑا جاے جہان وہ ہو اور جہان بہاگ کے وہ پہونچا ہو۔ اللہ
نہین قبول کریگا کسی سے کوئی چیز سواے اسلام کے پہر چاہے وہ کچہہ ہی کیون نہ دے
پس جس شخص نے اسلام کو قبول کیا اور اوسکا اقرار کرلیا وہ قبول کیا جائیگا اور اوسکی مدد کی جائیگی
اور جو انکار کریگا اوس سے لڑا جائیگا پس اگر حق تعالے جل شانہ تمہین اوس پر غلبہ دے
تو اوسے قتل کرنا اور ہر شخص آلات حرب و آگ سے مارا جاے پہر جو مال سبحانہ تعالی نے

اون سے دلایا ہے وہ تقسیم کیا جاے اور بلا چون وچرا خمس اوسکا ہمارے پاس روانہ کردیا جاے اور ہدایت کیجاتی ہے کہ اپنے ہمراہیون کو جلدی کرنے اور فساد مچانے سے منع کرنا۔ غیرون کو اپنے مین نہ شامل ہونے دینا جب تک کہ نہ پہچان لو اور نہ جان لو کہ وہ کون ہین۔ یا مسلمان اوسکو اپنی طرف سے لائین یا اوس نے مسلمانون سے سلوک کیا ہو۔ غرض اس سے یہ ہے کہ کہین وہ جاسوس نہون۔ روانگی اور قیام مین اون سے نرمی کرنا۔ اور اون پر رحم کرنا۔ اہم معاملات مین جلدی نہ کرنا۔ نشست و برخاست اور کلام مین مسلمانون کے ساتھہ بھلائی کرنا۔

یہ فرمان حضرت صدیق اکبر نے روانگی کیوقت ہر لشکر کے امیر کو دیدیا تھا مگر ان لوگون کے کوچ فرمانے سے پہلے اتمام حجت کے لیے مرتدین کے نام بھی ایک ایک فرمان ایلچیون کے ہاتھہ روانہ کیا گیا تھا تاکہ سرکوبی اور گوشمالی سے پہلے اونہین سوچنے سمجھنے اور نشیب و فراز دیکھہ لینے کی مہلت ملجاے۔ یہ سب فرمان بھی بہ مضمون واحد تھے۔

بسم الله الرحمن الرحیم هذا عهد من ابو بکر خلیفة الرسول الله صلی الله علیه وسلم الی من بلغه کتابی هذا من عامة او خاصة اقام علی الاسلام او رجع عنه سلام علی من اتبع الهدی ولم یرجع الی الضلالة و الهوی فانی احمد الیکم الله الذی لا اله الا هو وحده لا شریك له و اشهد ان محمداً عبده و رسوله و اومن بما جاء به واکفر من ابی واجاهده اما بعد ثم قرر امر النبوة و وفاة رسول الله صلی الله علیه وسلم واطنب فی الموعظة ثم قال وانی قد بعثت الیکم فلانا فی جیش المهاجرین والانصار والتابعین باحسان وامرته الا یقاتل احدا ولا یقتله حتی یدعوه الی داعیة الله فمن استجاب له واقر وکف وعمل صالحا قبل منه واعانه ومن ابی امرته ان یقاتله علی ذلك ثم لا یبقی علی احد منهم قدر علیه۔

فمن اتبعہ فھو خیر لہ ومن ترکہ فلن یعجز اللہ وقد امرت رسولی ان یقرء کتابی فی کل مجمع لکم والداعیۃ الاذان فاذا اذن المسلمون فاذنوا کفوا عنھم وان لم یؤذنوا فاسألوھم ما علیھم فان ابوا عاجلوھم وان اقروا اقبل منھم وحملھم علی ما ینبغی لہم۔

ترجمہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اوس شخص کو جس کے پاس یہ فرمان پہونچے عام ہو یا خاص اسلام پر قایم ہو یا اسلام سے پھر گیا ہو ابوبکر خلیفہ رسول اللہ کی یہ ہدایت ہے۔ سلام ہو اوس پر جسنے مانا ہدایت کو اور گمراہی اور ہوائے نفسانی کی طرف نہ لوٹا۔ بیشک مین تم سے اللہ کی تعریف کرتا ہون جسکے سوا کوئی اور معبود نہین وہ اکیلا ہے کوئی اوسکا شریک نہین۔ مین شہادت دیتا ہون کہ محمد اوسکے بندہ اور رسول ہین اور جو کچھ وہ لیکر آئے ہین اوس پر ایمان لاتا ہون اور جسنے اوسکا انکار کیا اوسے مردود سمجھتا ہون اور اوس سے لڑنے کو تیار ہون۔ بعد اسکے نبوت اور رسول اللہ کی وفات کا ذکر معقول طور سے لکھا گیا تھا اور عمدہ عمدہ نصیحتین فرمائی تھین۔ پھر لکھا تھا کہ بیشک مین نے تمہارے پاس فلان شخص کو لشکر کے ساتھ بھیجا ہے مہاجرین اور انصار اور عمدہ عمدہ تابعین ہمراہ ہین۔ مین نے ان لوگون کو حکم دیدیا ہے کہ جب تک اللہ کی طرف بے دعوت نہ کر لی جائے کسی سے نہ لڑا جائے نہ کوئی مارا جائے۔ پس جس نے اوسکو منظور کر لیا اور اقرار کیا اور باز رہا اور نیک کام کئے تو اوسکی یہ بات قبول کر لی جائیگی اور اوسکی اعانت ہر طور سے کی جائیگی۔ اور جو شخص انکار کریگا اوس سے مین نے لڑنیکا حکم دیا ہے یہان تک کہ مرتدین مین سے کسی مین ارتداد کا اثر باقی نہ رہے۔ پس جسنے اوسکی اطاعت کی اوسکے لئے بہتری ہے اور جس نے اوسے چھوڑ دیا اوس سے اللہ مجبور نہین ہے اور مینے اپنے قاصد کو حکم دیا ہے کہ تمہارے مجمع مین میرے اس نامہ کو باآواز بلند پڑھکے سنا دے اور تمکو بذریعہ اذان کے بلا دے۔ پس جب مسلمانون کی اذان سنو تم بھی اذان دینے لگنا۔

تو مسلمان تم سے رُک جائینگے ۔ اور مین نے اپنے آدمیون کو یہ حکم بہی دیدیا ہے کہ اگر وہ لوگ اذان ندین تو اون سے اسکا سبب دریافت کرنا بس اگر وہ انکار کرین تو اونکے باب مین جلدی کرنا اور اگر اقرار و توبہ کرین تو قبول کر لینا اور وہ لوگ جس بات کے سزاوار ہین وہی اونکے ساتھہ کیجائے

اسی مضمون کے متعدد فرمان چند سفیر لیکر لشکر اسلام کی روانگی سے قبل روانہ کردئے گئے اون کے چلے جانیکے بعد سرداران لشکر اسلام اپنا اپنا اسلامی علم اور اپنے نام کا فرمان لیکر چل نکلے ۔ سب کے پہلے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے طلیحہ و بنی اسد پر حملہ کیا ۔

روایت ہے کہ جسوقت ابوبکر صدیق نے جناب خالد بن ولید کو امیر لشکر مقرر فرمایا ہی تو حاضرین کی طرف مخاطب ہوکے یہ فرمایا تہا انی سمعت رسول اللہ یقول نعم عبداللہ واخو العشیرۃ خالد بن الولید سیف من سیوف اللہ سلہ اللہ لعزوجل علی الکفار و المنافقین ۔۔ ۵

یعنی مین نے رسول اللہ کو کہتے ہوے سنا ہے کہ خالد بن ولید خدا کے بہت اچہے بندہ اور مسلمانون کے بہائی اور خدا کی تلوارون مین سے ایک تلوار ہین خدا ے عزوجل اونہین کفار و منافقین کی سرکوبی کے لئے سلامت رکہے ۔

یہ اچہی طرح سے ثابت ہے کہ مرتدین پر حملہ کرنے سے پہلے اور ہر فوج کشی کے وقت عام ہدایتین جناب صدیق کی لشکر اسلام کو یہ ہوتی تہین کہ جہان پہونچنا وہان پہلے لوگون کو دعوت اسلام کرلینا ۔ اور بغیر سمجہانے بوجہانے کے دفعتاً اون پر دہاڑنہ شروع کردینا ۔ اسامہ بن زید اور خالد بن سعید اور دیگر افسران فوج کو جب شام روانہ کیا ہے تو ہر ایک کو یہ احکام دئے تہے ۔

کوئی عورت یا بڈہا یا لڑکا نہ مارا جاے نہ کسی کے کان ناک کاٹے جائین ۔

نصاریٰ کے عابد و زاہد یعنی راہب نہ قتل ہون نہ اونکے عبادتخانے اوجاڑے جائین ۔

کوئی پہلدار درخت نہ کاٹا جاے نہ کہیتی جلائی جاے نہ کوئی آبادی ویران کی جاے ۔

چوپایون کی کونچین نہ کاٹی جائین اور جو عہد و پیمان غیر مذہب والون سے کرنا اونہین وفا کرنا۔
جو لوگ اطاعت قبول کرلین اونکے جان و مال کی حفاظت ویسے ہی کیجائے جیسے مسلمانون
کے جان و مال کی خبر گیری ہوتی ہو۔
مجوسیون کو قتل کیا جائے میدان جنگ سے کبھی بہاگنا نہین اور مال غنیمت مین کبھی خیانت نکرنا
ان ہدایات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ درجہ کا عدل و انصاف برتا جاتا تہا
اور مقابلہ کے وقت نرم اور نیک بننے کا کمال خیال رکہا گیا تہا اور جتنی ہدایتین تہین اون پر
عمل درآمد بہی شد و مد سے ہوتا تہا جیسا کہ ہماری تاریخ کے پڑہنے والون کو ابتک معلوم ہوا۔
اور آگے معلوم ہوگا غرضکہ کسی مہذب سلطنت مین اس سے زیادہ نہین ہوسکتا۔

اسود عنسی کا حال

اسود کا نام عبہلہ بن کعب بن عوف العنسی ہے۔ ابن اثیر کے قول کے بموجب پہلا
شخص جو رسول خدا کی زندگی مین اسلام سے مرتد ہوا وہ اسود عنسی ہے۔ اس نے یمن کے
قبیلہ مذحج مین نبوت کا دعوےٰ کیا تہا اور شعبدے اور طلسمات دکہا دکہا کے
جاہلون کو اپنے پہندے مین پہانس لیتا تہا۔ شیرین کلام اور سحر گفتار اتنا بڑا تہا کہ جو اوسکی باتین
سنتا اوسی کی سی کہنے لگتا تہا۔ نجران کے لوگون نے عمرو بن خرام اور خالد بن سعید کو جو رسول اللہ
کی طرف سے نجران مین متعین تہے اپنے ہان سے نکالدیا اور اسود سے ملگئے۔ نجران
سے اسود یمن کے دارالسلطنت صنعا مین پہونچا وہان بہی اوسی کی عملداری ہوگئی۔ حاکم
یمن شہر بن باذان کو قتل کر ڈالا اور اوسکی جورو کو اپنے گہر مین ڈالکے سارے ملک یمن کا
حاکم بن بیٹہا۔ آنحضرت صلعم نے معاذ بن جبل اور اونکے ساتھی مسلمانون کو اسود کے قتل کا
حکم بہیجدیا۔ ابن باذان کی بیوی کا چچا فیروز دیلمی اس کام کے لئے مستعد ہوا۔ اور اپنی بہتیجی

سے اسود کی خوابگاہ کا پتا پوچھکے نقب لگائی اور رات کو اوسے قتل کرڈالا۔ جناب سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ایک رات اور ایک دن بعد اسود کے قلع وقمع کی خبر مدینہ پہونچی اور وہ عہد صدیقی تہا لہذا یہ پہلی خوشی جناب صدیق اکبر کو اپنی خلافت مین حاصل ہوئی اور یمن مین مسلمانون کا دوردورہ ہوگیا۔

لیکن جب آنحضرت صلعم کی وفات کی خبر اہل یمن کو ملی تو اور لوگون کی طرح پہر مرتد ہوگئے قالہ جو عنسی کے لشکر مین تہا وہ اوسکے مارے جانیکے بعد نجران اور صنعا کے درمیانی ملک مین لوگون کو اسلام کے خلاف اوبہار ہی رہا تہا۔ ادہر عمرو بن معدیکرب اور قیس بن عبد یغوث بن مکشوح وغیرہ کے باغی ہوجانے سے یمن کی ہوا بالکل بگڑ گئی۔ قیس نے چاہا کہ کسی حیلہ سے فیروز دیلمی کے بیٹے داد ویہ اور خشنش قتل کرڈالے جائین تو مجہے صنعا پر بالکل اختیار حاصل ہوجائے۔ مگر مصلحتاً خود تو کہلے خزانہ میدان مین نہ آیا قالہ سے کہلا بہیجا کہ یہ موقع اچہا ہے اسود کا لشکر لیکر فیروز کے بیٹون پر حملہ کردو مین تمہاری مدد کو تیار ہون اس طرح صنعا بسہولت ہاتہہ آجائیگا۔

قالہ کی مستعدی دیکھکے فیروز نے قیس سے مدد طلب کی۔ مگر اوس نے ظاہراً محبت جتائی اور باطناً دہوکا دیکر قتل کرنا چاہا۔ دعوت کے پیغام سے داد ویہ کو ٹہکانے لگایا مگر فیروز و خشنش اوسکے جال سے چہوٹ کر بہاگ نکلے قیس نے اونکا پیچہا کیا مگر یہ دونون اپنے مامون کے پاس جبل خولان مین جا چہپے۔ قیس نے واپس آکر صنعا پر اپنا قبضہ کرلیا اور قالہ اور عنسی کا لشکر بہی اوس سے آملا۔ فیروز و خشنش نے ابوبکر صدیق کو سارا ماجرا لکہہ بہیجا آپنے فیروز کو بدستور صنعا کی حکومت پر برقرار رکہا اور اوسکی مدد کے لئے طاہر بن ابی ہالہ۔ عکاشہ بن ثور۔ ذی الکلاع سمیفع۔ ذی ظلیم حوشب۔ اور ذی تبان شہر کو متعین کیا اور لکہہ بہیجا کہ

لشکر اسلام بہی تمہاری حمایت کو بہیجا جائیگا - جب طاہر وعکاشہ وغیرہ کے پہونچ جانے سے فیروز کو تقویت ہو گئی تو اونے قیس سے مقابلہ کرنیکا ارادہ کیا - ادہر قیس کو خبر وارون نے اس تمام ماجرہ سے آگاہ کیا - اوسنے پہلے فیروز کے عیال واطفال کے دو گروہ بنائے - ایک کو پانی کی راہ سے عدن روانہ کر دیا اور دوسری جماعت کو خشکی کی راہ سے جنگل وصحرا مین آوارہ ہو جانیکو نکالدیا - پہر لشکر عنسی اور مرتد قبائل کو ہمراہ لیکر فیروز سے لڑنے چلا - فیروز کے نکلنے سے بنی عقیل بن ربیعہ اور عک نے فیروز کے لڑکے بالون کو قیس کے آدمیون سے چہین لیا اور اون آدمیون کو قتل کر کے فیروز سے آن ملے - اور اوسکے ہمراہ ہو کر قیس سے لڑے - صنعا کے باہر ایک کف دست میدان مین یہ جنگ ہوئی اور ایکدن اور ایک رات رہی قیس بدحواس ہو کے وہین جا چہپا جہان خالہ کے ساتہہ تہا - یہان پر عمرو بن معدیکرب بہی اوسے ملگیا - اسود عنسی نے جب نبوت کا دعوی کیا تہا اوسی وقت عمرو بن معدی کرب مرتد ہو گیا تہا - فروہ بن مسیک اور قیس اور عمرو بن معدی کرب قریب قریب ایک ہی زمانہ مین مسلمان ہوے تہے -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیس کو عمرو بن معدی کرب کے مسلمان ہونے سے پہلے صدقات مراد پر مقرر فرمایا تہا - عمرو بن معدیکرب اپنی قوم سعد العشیرہ سے جدا ہو کر زبید کے ساتہہ خدمت نبوی مین حاضر ہو کے مسلمان ہوا - جب اسود عنسی نے بغاوت کی اور بنی مذحج اوسکے ساتہہ ہو گئے تو عمرو بن معدیکرب بہی مرتد ہو کے اونمین مین ملگیا - لیکن فروہ اپنے ہمراہیون سمیت اسلام پر قایم رہا - اسود عنسی نے عمرو بن معدی کرب کو اپنا وزیر بنا لیا - اوسی زمانہ مین بنو کندہ بہی مرتد ہو کر اسود سے آملے -

بنی کندہ کے ارتداد کا باعث بہی سن لیجے کہ زیاد کندی جو اون سے صدقات وصول

کرنے پر مقرر تہے کندہ کے ایک چہوٹے سے قبیلہ بنی عمرو بن معاویہ سے ایکدن صدقات تحصیل کرنے گئے - بنی عمرو بن معاویہ پر اگرچہ صدقات واجب تہے مگر دینے سے انکار کیا - اسپر زیاد کندی نے شیطان بن حجر کے بہائی عداء بن حجر کا اونٹ بار برداری کے لیے پکڑ لیا - تو عداء بن حجر نے غل و شور مچا کے سارے بنی کندہ کو مرتد بنا لیا - زیاد کی مخالفت پر وہ سب مستعد ہو گئے زیاد نے اونپر حملہ کرکے سبکو شکست دی اب سب بنی عمرو بن معاویہ اڑ پکڑ گئے کہ ہم زکواۃ نہ دینگے اگرچہ شراحیل بن اسمط نے اپنی قوم بنی عمرو بن معاویہ کو روکا کہ مرتد نہو اور صدقات دینے سے انکار نہ کرو مگر وہ نہ مانے - اوسوقت شراحیل بن اسمط معہ اپنے اہل و عیال کے زیاد کندی سے آن ملے اور کہا کہ کچہہ سکاسک لوگون اور حضرموت والون اور ابضعہ و جمد و مشرح و مخوس اور اونکی بہن عمردہ نے بنی عمرو بن معاویہ سے سازش کرلی ہے اگر تمنے ایکدن کی بہی دیر لگائی تو اس مہلت مین وہ زور پکڑ جائینگے اور کامیابی مشکل ہو گی - زیاد نے جو یہ بات معلوم کی تو اوسی وقت جیسے بیٹہے تہے اوسی طرح اوٹہہ کے اون پر حملہ کر دیا - سخت خونریز لڑائی ہوئی - گروہ مرتدین تتر بتر ہو گیا - زیاد کندی مال غنیمت اور قیدیون کو ساتہہ لیکر واپس ہوے - راستہ مین اشعث بن قیس اور بنی حرث بن معاویہ ملے قیدیون کی عورتون نے اون سے فریاد کی جس سے اشعث و بنی حرث کو ترس آیا اور غفلت مین زیاد پر حملہ کرکے قیدیون کو چہڑا لیا - پہر سارے بنی معاویہ اور سکاسک اور حضرموت والے متفق ہو کے ارتداد پر قایم و مستقل ہو گئے -

جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلے تو نامہ و پیام بہیجکر پیار و محبت سے مرتدون کو سمجہاتے رہے اور نہ چاہا کہ مہاجرین اور انصار اون کی گوشمالی کو جائین مگر جب وہ نرمی اور آشتی سے نہ مانے اور سر پر چڑہتے ہی لگے تو مکہ مین عتاب بن اسید اور طائف مین عثمان بن ابی العاص کو لکہا کہ مسلمانون کو ساتہہ لیکر اون پر حملہ کر دو -

عتاب بن اسید نے مرتدین مدلج وخزاعہ کے گروہ کو پریشان کر دیا۔ اور عثمان بن ابی العاص نے ازد۔ اور خثعم اور بجیلہ کی جماعت کو منتشر کرنے کے لیے جو شنواۃ مین جمع تھے ایک سریہ بماتحتی عثمان بن ابی ربیعہ روانہ کیا۔ مرتدین کے گروہ کا سردار حمیضہ ابن النعمان تھا۔ خدا کے فضل سے اوس سریہ کو بہی کامیابی ہوئی۔

ان مرتد قبیلون کی دیکھا دیکھی عک اور اشعریون کا ایک گروہ بہی باغی ہو کے راہ ساحل یعنی اعلاب مین اکٹھا ہوا۔ طاہر بن ابی ہالہ اور مسروق عکی اونکی سزادہی کو گئے۔ اعلاب مین سخت لڑائی ہوئی اور فتح مسلمانون کے ہاتھ رہی۔ مرتدین کے گروہ کے گروہ کیت رہے۔ طاہر بن ابی ہالہ نے اس فتح کی خبر جناب صدیق اکبر کو دی اور لکھا کہ مین مع لشکر کے یہین قیام پذیر ہون اب میرے واسطے کیا حکم ہے۔

جب آنحضرت کی وفات کی خبر نجران والون کو پہونچی تو چالیس ہزار آدمیون کی فوج لیکر اونہون نے سر اوٹھایا اور تجدید عہد کے لئے ایک وفد ابو بکر صدیق کی خدمت مین بہیجا۔ حضرت صدیق اکبر نے نیا عہد نامہ لکھکر اونہین دیدیا جسمین یہ بہی مندرج تہا کہ عرب مین دو مذہب ہرگز نہین رہ سکتے۔

اسود عنسی کی سرکوبی کے لیئے آنحضرت صلعم نے جریر بن عبد اللہ۔ اور اقرع۔ اور وبر بن یحنیس کو روانہ کیا تہا۔ وہ عہد صدیقی مین واپس آے تو جناب ابو بکر صدیق نے جریر کو یمن روانہ کیا اور اونکے نام حکم ہوا کہ وہان جو لوگ مسلمان رہے ہون اونہین ساتہہ لیکر مرتدین کی گوشمالی کرنا اور خثعم کو زیر کر کے اسلام کی حفاظت کے لیئے نجران مین قیام کرنا۔ جریر یمن چلے گئے وہان صرف خثعم کے چند آدمیون نے مقابلہ کیا مگر ہارے۔ جریر نے بہتون کو قید کیا اور بہت سے قتل ہوے۔ اسکے بعد جریر حسب الحکم امیر المومنین نجران چلے آے۔ حاکم طائف یعنی عثمان

بن ابی العاص نے اپنے بھائی کے ماتحت بیس آدمی کرکے ابوبکر صدیق کے حکم سے اونہین اہل طائف کے مخالیف کی حفاظت کو متعین کیا۔ مخالیف جمع ہے۔ مخلاف کی مخلاف اوس مقام کو کہتے ہین جہان اہل شہر تبدیل آب وہوا کیواسطے جاتے ہین۔ عتاب بن اسید نے اپنے بھائی کو پانسو آدمی دیکے مکہ اور اعمال مکہ کی نگرانی کے لئے مقرر کردیا۔ اب عثمان بن ابی العاص اور عتاب بن اسید ان انتظامون سے فارغ ہوکے خلیفہ کے حکم کے منتظر ہو بیٹھے۔

اسوقت جب یمن کی گرد بڑا اور شدت ارتداد سر سے اونچی ہوگئی اور کوئی صورت وہان کی اصلاح کی باآشتی نکلتے نہ دیکھی تو جناب صدیق اکبر نے مہاجر بن ابی امیہ کو وہان کی بغاوت کے علاج کے لئے روانہ کیا۔ حضرت مہاجر بن ابی امیہ مکہ مین عتاب بن اسید اور طائف مین عثمان بن ابی العاص سے ملاقات کرتے ہوے خالد بن اسید اور عبد الرحمن بن ابی العاص کے ساتھہ جریر بن عبد اللہ اور عکاشہ بن ثور کے پاس پہونچے اور اونکو بھی اپنے لشکر مین داخل کرکے نجران روانہ ہوے۔ وہان فروہ بن مسیک نے مرتدین کے تمام وکمال حالات سے اونکو خبردار کردیا اور سب نشیب وفراز سمجھا دیا۔ ان لوگون کے نجران مین داخل ہونے سے دوسرے دن عمرو بن معدیکرب وقیس بن مکشوح نے مرتدون کے لشکر کے ساتھہ اونکا سامنا کیا اللہ اکبر۔ یہ لڑائی بڑی خطرناک تھی چارون طرف سے مرتدون کا لشکر مسلمانون کو گھیرے ہوے جی توڑ کے حملے کر رہا تھا۔ تیغ وسنان کے شعلے آنکھین خیرہ کئے دیتے تھے۔ ملک الموت کا بازار گرم تھا۔ باپ کو بیٹے کی۔ بھائی کو بھائی کی خبر نہ تھی۔ نفسا نفسی مین اپنا اور بیگانہ سمجھہ مین نہ آتا تھا۔ سرون کے ڈھیر اور دھڑون کے انبار نے بزدلون اور تھڑ جیون کے بھاگنے کی راہ مسدود کردی تھی۔ خون کی ندیون مین بے سوار گھوڑے تیرتے ہوے اور بھی حواس کھوے دیتے تھے۔ تکبیرون کے نعرے دل ہلاے دیتے تھے۔ ابھی تو سرتن پر تھا کہ ذراسی دیر مین

نیچے نظر آیا۔ عجیب کیفیت تھی۔ یہ حال دیکھکے اور مسلمانون کی بیکسی پر ترس کہا کے اللہ جل شانہ نے رحم فرمایا کہ لشکر اسلام جیتا اور مرتدون کے پیر اوکہڑ گئے۔ بیشمار منکر مارے گئے۔ عمرو بن معدیکرب اور قیس بن مکشوح کو گرفتار کرکے مدینہ مین صدیق اکبر کے پاس بہیجدیا۔ ان دونون نے خلیفہ رسول اللہ کی خدمت مین پہونچکے ارتداد پر لعنت بہیجی اور توبہ کی جب وہ صدق دل سے مسلمان ہو گئے تو ابوبکر صدیق نے اون دونون کو پہر یمن بہیجدیا۔

نجران کے جہگڑے کو طے کرکے مہاجر بن ابی امیہ نے صنعا کا ارادہ کیا۔ وہان پہونچکے بہی مرتدین کی سزا دہی کا ارادہ تہا مگر اوپر والی جنگ نے سب کے ہوش بکہیر دئے تہے۔ اونہین شریرون کو اب اپنے اوپر بہرا ہوا دیکھکے کان دبا گئے اور چپ چپاتے اسلام قبول کرلیا اور جنہون نے ذرا بہی تن فن کی اونکے سر اوڑا دئے گئے۔

جب صنعا بالکل صاف ہو گیا تو حضرت صدیق نے مہاجر بن ابی امیہ کو حکم بہیجا کہ تم عکرمہ بن ابی جہل کی مدد کو کندہ کی طرف چلے جاؤ۔ حضرت عکرمہ بن ابی جہل بڑے شجاع اور تجربہ کار سپاہی تہے۔ اونکے پاس عمان کی طرف سے ایک لشکر کثیر مہرہ اور ازد اور ناجیہ اور عبد القیس کا آگیا تہا اور کچھہ لوگ مالک بن کنانہ اور بنی عنبر وغیرہ کے بہی اون سے آن ملے تہے۔ مہاجر بن ابی امیہ اونکے ساتھہ ہو کے کندہ کی کو شمالی کو چلے۔ مارب اور حضرموت کے درمیان مقام مفازہ مین اونکو زیاد کندی کا خط ملا جسمین لکہا تہا کہ کندہ پر نہایت تیزی سے حملہ کرنے مین ذرا سی دیر بہی نہ کرنا ورنہ پچہتاؤ گے اور ہاتھہ ملتے رہجاؤ گے۔ اتنا پڑہتے ہی حضرت مہاجر بن ابی امیہ نے اپنے بجاے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو لشکر کی سرداری دی اور کچھہ حصہ لشکر اسلام کا اپنے ساتھہ لیکے نہایت سرعت سے زیاد کندی کے پاس پہونچے اور دونون نے ملکر کندہ کو موت کی طرح جا لیا۔ کندہ کا افسر اوس وقت اشعث بن قیس تہا۔ محجر الزرقان مین جنگ ہوئی۔ جس وقت

بہادران اسلام نے اللہ اکبر کا نعرہ مار کے حملہ کیا ہے مرتدین کے پیر اوکھڑ گئے اور گرتے پڑتے
بھاگے ۔ بہت سے اس بدحواسی کی بھاگڑ مین پیرون کے تلے کچل کے مر گئے ۔ اشعث نے
جو یہ ماجرہ دیکھا تو کندہ اور سکاسک اور سکون اور حضرموت کے اون لوگون کو جو قتل ہونے سے
بچ رہے تھے ہمراہ لیکر بخیر کے قلعہ مین چلا گیا ۔ اور ہر طرف سے قلعہ بندی کرلی ۔ اوس قلعہ کا صرف
ایک پہاڑی راستہ تھا جو نہایت دشوار گذار تھا ۔ اسوقت جناب عکرمہ بن ابی جہل بھی غازیان
اسلام کو ساتھ لیئے ہوے آپہونچے ۔ اور اس پہاڑی راہ کو بھی بند کردیا ۔ جسے اشعث نے رسد
کی آمد و رفت کے لیئے کھول رکھا تھا ۔ یہ محاصرہ چند روز تک قایم رہا پھر اشعث نے لاچار ہو کے
قلعہ کا دروازہ کھولدیا ۔ کھولنے سے پہلے یہ شرط کرلی کہ میری قوم کے نو آدمیون اور اونکے
بال بچون اور مال و متاع کو پناہ دی جاے ۔ مہاجر و زیاد اس شرط پر راضی ہوگئے اور قلعہ کا دروازہ
کھولدیا گیا ۔ اسلامی لشکر نے قلعہ کے اندر جاکے مرتدین کو قتل اور قید کرنا آغاز کیا ۔ ایک ہزار
عورتین قید کی گئین مرد انسے زیادہ تھے ۔ جب مسلمانون نے قلعہ کے انتظام سے فرصت پائی
تو اشعث کا وہ خط کھولا گیا جسمین اوس نے اون لوگون کے نام لکھے تھے جنہین وہ امان دلایا
چاہتا تھا ۔ خدا کی قدرت کہ خط لکھتے وقت اوس فہرست مین اپنا نام شامل کرنا بھول گیا تھا ۔
مسلمانون نے فوراً اوسکی مشکین بھی کس لین ۔ اور دیگر گرفتارون کے ساتھ مدینہ کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کی خدمت مین روانہ کردیا ۔ جناب صدیق اکبر نے اوس سے فرمایا کہ تو مرتد ہوگیا اور مسلمانون سے
لڑا ۔ اونہین شہید کیا اسکے بدلہ مین تجھے بھی قتل کرنا لازم ہے ۔ اشعث نے جوابدیا کہ مین نے
خط بھیجکے اپنی قوم کی جان بخشی کرالی ہے ۔ جناب ابوبکر صدیق نے جوابدیا کہ بیشک صلح اور امن
اوسکو ہے جسکا نام تیرے خط مین ہے اور جسکا نام تیری تحریر مین نہین وہ لایق قتل ہے ۔ اشعث یہ
سنکر ندامت سے سر جھکاے خاموش بیٹھا رہا پھر بولا ۔ اے خلیفہ رسول اللہ ۔ مین توبہ کرتا ہون

میرا اسلام حضور مین قبول ہوا اور میری بیوی مجھے ملجاے - ابوبکر صدیق نے اوسکی توبہ منظور فرمائی اور اوسکی بیوی اوسے حوالہ کی اور کہا - بھائی - اب ایسا نہ کرنا آئندہ مجھے تم سے نیکی کی امید ہے - خبردار پھر کوئی ایسا کام نہ کر بیٹھنا جس سے تمہین ندامت اوٹھانی پڑے اب میرے پاس سوائے نیکی کے اور کوئی خبر تمہارے باب مین نہ آے - جاؤ تمہین معاف کیا - اسکے بعد مال غنیمت تقسیم کردیا گیا - اور قیدیون کو بھی فدیہ لیکر رہا کردیا -

اسی زمانہ مین حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ شام سے واپس تشریف لے آے جناب صدیق اکبر نے مدینہ مین اونہین اپنی جگہہ بٹھایا اور خود ربذہ کی طرف گئے اور بنی عبس وذبیان وکنانہ کو ابرق کے مقام پر شکست دیکے صحیح وسالم مدینہ آگئے -

حضرت خالد بن ولید نے طلیحہ پر حملہ کرکے اوسکے لشکر کو درہم برہم کردیا اور اوسے شکست دی اور ام رمل کو قتل کیا

حضور اقدس نبوی کی حیات ہی مین طلیحہ بن خویلد اسدی مرتد ہوگیا تھا جب اوسنے آپکی وفات کی خبر سنی تو نبوت کا دعوی کر بیٹھا - بہت سے احمق اوسکے بہکانے مین آکے مرتد ہوگئے اور اوسکے لشکر کو بڑہا دیا - عیینہ بن حصن بھی اوسکا پیرو کار ہوکر لوگون سے کہنے لگا کہ محمد بنی ہاشم کے پیغمبر تھے اور طلیحہ بنی اسد کا نبی ہے - وہ انتقال کر گئے اور یہ موجود ہے اسلیئے اب اون سے یہ ہمکو نہایت محبوب وعزیز ہے - ایسی ابلہ فریب باتون سے بہت لوگ بہک گئے اور مرتد ہوہو کے اوسکے لشکر مین داخل ہونے لگے جب یہ خبر صدیق اکبر کو پہونچی تو حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو لوگون کے روبراہ کرنے کیلیئے روانہ کیا کچھہ آدمی اونکے سمجھانے بجھانے سے نرم ہوے تھے کہ خلیفہ برحق کا بھیجا ہوا لشکر حضرت خالد بن ولید کے ہمراہ آن پہونچا - طلیحہ بھی لشکر کی آمد سنکے اپنے بھائی

سلیم اور اپنے چند معتقدین کو ساتھہ لیکے آگے بڑہا - اثنائے راہ مین دو آدمی لشکر اسلام کے اوسے ملگئے جنکو اوسنے شہید کرڈالا - استے مین مسلمانون کی فوج وہان پہونچ گئی اور دونون شہیدون کی لاشون کو دیکھکر بہت رنج کیا - اوسیوقت جناب عدی بن حاتم لشکر اسلام مین تشریف لائے اور فرمایا کہ تین دن کی مہلت دو مین انکو سمجھاؤنگا - کچھہ لوگ میرے وعظ و نصیحت سے راستہ پر آگئے ہین شاید اللہ تعالے اونہین ہدایت دے - یہ کہکر عدی بن حاتم پھر اونہین لوگون مین واپس چلے گئے - تین دن مین صرف پانسو آدمیون نے اونکا کہنا مانا - اونکو وہ اپنے ساتھہ لیے ہوے لشکر اسلام مین داخل ہوگئے -

اسکے بعد حضرت خالد بن ولید معہ لشکر مقام بزاخہ مین آگئے اور طلیحہ بھی وہین آن موجود ہوا - صبح ہوتے ہی دونون لشکر آمنے سامنے جمگئے اور صف آرائیان ہونے لگین - طلیحہ وحی کے بہانے سے الگ چادر اوڑہکے جا بیٹھا - اور عینیہ نے صف کارزار مین لڑنا شروع کیا - لڑتے لڑتے بار بار طلیحہ کے پاس آتا تھا اور پوچھتا تھا کہ کہئیے کیا خبر ہے کچھہ وحی آئی یا نہین - طلیحہ ہر بار یہی جوابدیتا تھا کہ نہین ابھی تک نہین آئی - آخر تیسری بار جب عینیہ نے آکر دریافت کیا تو طلیحہ نے جوابدیا کہ ہان جبریل آیا ہے اور کہتا ہے ان لک رحی کرحاہ وحدیثا لاتنساہ ،، - یعنی تیری امید اوسی طرح کی امید ہوگی جیسی فریق ثانی کی ہے اور تجھپر ایسی حالت گذریگی جو تجھے کبھی فراموش نہوگی - عینیہ نے یہ سنا اور مسلمانون کے ہاتھہ صفائی کے اور اونکی تلوارون کے کاٹ اور تیرون کے توڑ دیکھے تو بدحواس ہوگیا اور اپنی قوم فزارہ کو لیکر نو دو گیارہ ہوا - اسکے بعد طلیحہ بھی اپنی بیوی کا ہاتھہ پکڑ کے چنپت ہوا - اور بنی کلاب مین جا چھپا - مگر عینیہ گرفتار کرکے مدینہ لایا گیا اور اوسنے خلیفہ برحق کے حضور مین ارتداد سے توبہ کرکے دوبارہ اسلام قبول کیا - اور بعد ازان نہایت خوبی اور ثابت قدمی سے ایمان پر جما رہا - اس فتح کے بعد اکثر قبیلے ارتداد سے باز آئے اور

نئے سرے سے مسلمان ہوئے۔ اور زکواۃ دینا منظور کی۔ جب اس فتح کی خبر صدیق اکبر کو پہونچی تو سجدۂ شکر بجالائے اور حضرت خالد بن ولید کو لکھا کہ یہ نعمتین جو خدا نے تمہین دی ہین ان سے گو تمہاری خوبیان زیادہ ہوگئی ہین مگر ان پر اترانا نہین اللہ مغرورون سے ناراض ہے خدا سے ڈرتے رہنا اور اوسکے کامون مین کبھی سستی نہ کرنا جس کافر نے کسی مسلمان کو قتل کیا ہو اوسے عذاب سے ہلاک کرنا۔ حضرت خالد بزاخہ مین ایک مہینہ کامل رہے۔ قاتلین مسلمانان کو ڈھونڈہ ڈھونڈہ کے قتل کرتے اور اونکے اہل وعیال کو قید کرتے تھے یہ ماجرا دیکھکے تمام مرتدین لرز گئے۔ پھر جناب خالد نے ام زمل کی طرف کوچ فرمایا۔ یہ بہت ذی عزت عورت تھی ریاست کی طمع سے ایک لشکر جمع کرکے طلیحہ کے ساتھہ ملگئی تھی۔ حضرت خالد سے اوس نے بھی مقابلہ کیا مگر خاک مین ملگئی اور اوسکے بہت سے ساتھی مقتول ومفرور ہوئے۔

طلیحہ نے نماز مین سجدہ کرانا موقوف کرادیا تھا اور کہتا تھا کہ خداے تعالے خاک پر منہ رکھوانیکو ناپسند کرتا ہے اوسکا حکم ہے کہ ہر حال مین میری یاد کرو بیٹھہ کر یا کھڑے ہوکر یا لیٹ کر۔ اوسکے ابتدائی فروغ کی وجہ ہم حصہ اول مین لکھہ چکے ہین۔

خالد بن ولید جب اوس کی گوشمالی کو بھیجے گئے تو اونھون نے قبیلہ طے مین پہونچکے کوہ سلمیٰ اور آجا کے مابین ڈیرے ڈالدئے وہان وہ لوگ بھی اون سے آملے جو اس نواح مین ابتک اسلام پر ثابت قدم رہگئے تھے۔ پہلے حضرت خالد نے اپنا ایلچی طلیحہ کے پاس بھیجا۔ خون ریزی سے اوسے روکنا چاہا اور بہت سمجھایا مگر اوس نے جناب خالد کے پند ونصایح کو کسی طرح نہین سنا۔ جب مسلمان عاجز آگئے اور کسی نصیحت نے بھی اثر نہ کھلایا تو ہار کے لڑائی کی ٹھہری لشکر اسلام کے میمنہ پر عدی بن حاتم طائی۔ میسرہ پر زید الخیل۔ اور جناح پر زبرقان بن بدر متعین ہوئے جناب خالد بن ولید خود قلب لشکر مین رہے۔ طلیحہ قبائل اسد وغطفان وفزارہ کو لیکر سامنے آیا۔

جناب عدی اور زید الخیل نے وہ ڈٹ کے جنگ کی کہ دشمنوں کے چھکے چھوٹ گئے مگر طلیحہ کے لشکر کا امیر عیینہ لڑتا رہا۔ جب اوس نے طلیحہ کے منہ سے وہ وحی سنلی جبکا اوپر ذکر ہو چکا ہے تو بولا کہ ہم سے تم سے بہی وہ ٹہنے گی جسے دنیا فراموش نہ کریگی۔ غرضکہ اپنے نبی کی حالت اور مسلمانوں کی شجاعت دیکہکے پژمردہ ہو گیا اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ جہوٹا نبی ہے قبیلہ فزارہ یہ سنتے ہی بددل ہو گیا اور اوس سے کنارہ کیا۔ اب طلیحہ کے لشکر مین کہلبلی مچگئی۔ وہ اپنی بیوی کو ساتہہ لیکر شام کو چلدیا اور طلیحہ کے سبب سے جو قبیلے مرتد ہو گئے تہے وہ پہر ایمان لائے۔ کچہہ عرصہ کے بعد جب مرتدین کے عفو تقاصیر کا اشتہار دیا گیا تو طلیحہ مدینہ مین آکر مسلمان ہوا۔ اور جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین جنگ نہاوند کے وقت مسلمانوں کے لشکر مین تہا اور اوسی لڑائی مین شہید ہوا۔

روایت ہے کہ طلیحہ عہد نبوی مین مرتد ہو کر مقام سمیرا مین قیام پذیر ہوا چونکہ کاہن تہا نبوت کا دعوے کر بیٹہا۔ چند فرقے بنی اسرائیل کے اسکے مطیع ہو گئے۔ آنحضرت صلعم نے ضرار ابن الازور کو اوسکی سزادہی کے لئے بہیجا اور مسلمانوں کا لشکر اونکے ساتہہ کیا۔ ہنوز طلیحہ کا قلع وقمع ہونے پایا تہا کہ حضرت نبوی نے انتقال فرمایا جس سے وہ اور بہی مضبوط اور مستقل ہو گیا قبائل غطفان و ہوازن و طے اوس کے ساتہہ ہو گئے۔ ضرار اور اونکا لشکر بے نیل و مرام مدینہ واپس آگیا اور وفد غطفان معافی زکواۃ کی درخواست لیکر مدینہ آیا۔ صدیق اکبر نے معافی سے محض انکار کیا اور اون پر حملہ کرنیکے لئے ذی القصہ تشریف لائے اور اونہین شکست دی۔ اس ہزیمت سے دل برداشتہ ہو کر غطفان اور بنی اسد طلیحہ سے آن ملے۔ قبیلہ طے نے بہی اونہین کی تقلید کی۔ جناب خالد بن ولید کو خلیفہ برحق نے اونکی درستی کو روانہ کیا۔ مگر عدی بن حاتم نے اون سے پہلے پہونچکے اپنے قبیلہ طے کو طلیحہ سے برگشتہ کر کے مسلمانوں مین ملا لیا تہا۔ طلیحہ اور عیینہ بن حصن فزاری

مرتدین کالشکر لیئے ہوے بزاخہ مین پڑے ہوے تھے جناب خالد بھی وہین جادھمکے۔ لشکر اسلام سے عکاشہ بن محصن اور ثابت بن اقرم انصاری گردونواح کے گشت اور ادہرادہر کی لگادوکو نکلے تھے اتفاقاً اونکی غفلت مین طلیحہ اور اوسکے بہائی حبال نے اونہین مارڈالا مسلمانون کو اسکا سخت صدمہ ہوا۔ جناب خالد بن ولید نے انصار پر ثابت ابن قیس کو اور قبیلہ طے پر عدی بن حاتم کو مقرر کرکے طلیحہ کا سامنا کیا۔ پہلے لڑائی کی ہوا دونون فریقون کے حق مین خطرناک معلوم ہوتی تہی۔ مگر مسلمانون نے جان پر کہیل کے اور سرون کو ہتیلیون پر رکہہ رکہہ کے حملے کرنے شروع کیئے جس سے مرتدین ہمت ہار گئے۔ عیینہ نے جو اپنی طرف والون کے پیر اوکہڑتے دیکھے بدحواس دوڑا ہوا طلیحہ کے پاس آیا اور پوچہا کہ وحی کیا کہتی ہے طلیحہ نے جواب دیا کہ جبریل مجہہ سے یہ کہہ گئے ہین "جو تیری قسمت مین لکہا ہے وہی ہوگا"۔ عیینہ یہ جواب سنکر بہڑک اوٹہا اور اپنی قوم سے کہا کہ اے بنی فزارہ یہ شخص بالکل جہوٹا ہے مین جاتا ہون اگر تمہین بہی اپنی جانین پیاری ہین تو میرے ساتہہ چلو۔ عیینہ کے منہ سے یہ بات نکلتے ہی مرتدین کے لشکر سے میدان جنگ خالی ہوگیا۔ طلیحہ اور اوسکی بیوی گہوڑے پر سوار ہو شام کی طرف بہاگ گئے اور قبیلہ قضاعہ بنی کلب مین جاکے پناہ لی۔ جب قبائل بنی اسد اور غطفان پہر مسلمان ہوے تو طلیحہ بہی ایمان لے آیا۔ عہد فاروقی مین جب حج کو آیا تو مدینہ مین حاضر ہوکے جناب عمر فاروق کے ہاتہہ پر بیعت کی۔ اور لشکر شام کے ساتہہ رہکر مسلمانون کے لیئے اوس نے بڑی بڑی کامیابیان حاصل کین اور اخیر دم تک اسلام پر فدا رہا۔ سچ تو یہ ہے کہ وہی بڑا قسمت والا ہے جسکا انجام اچہا ہو۔

روایت ہے کہ اس لڑائی مین قبیلہ بنی اسد کے بال بچون کو ذرا بہی نقصان نہین پہونچا کیونکہ اونہون نے لڑائی سے پہلے اپنے اہل وعیال کو محفوظ مقامات مین جاچہپایا تہا۔ جب لڑائی ہوچکی تو آیندہ کے خوف سے سب کے سب مسلمان ہوگئے۔

ہوازن وسلیم وبنی عامر کا بیان

اس زمانہ مین بنی عامر بھی پس وپیش مین آگئے کہ ہم مسلمان رہین یا اسلام سے پھر جائین۔ وہ طلیحہ کے کامون کے انجام اور اسد وغطفان کے حالات کو نظر غور سے دیکھ رہے تھے۔ کعب کا سردار قرۃ بن ہبیرۃ۔ اور کلاب کا سردار علقمہ بن علاثہ تھا۔ علقمہ تو فتح طایف کے بعد ہی آنحضرت صلعم کی حیات مین مرتد ہوکر شام چلا گیا تھا۔ اور وفات نبوی کے بعد اپنی قوم مین چلا آیا۔ جب صدیق اکبر کو یہ خبر ملی تو آپنے ایک سریہ قعقاع بن عمرو کی سرداری مین علقمہ کی گوشمالی کو بھیجا۔ حضرت قعقاع بنو تمیم مین سے تھے۔ وہ علقمہ پر حملہ آور ہوے اور اوسے معہ اہل وعیال کے گرفتار کرکے خلیفہ برحق کے حضور مین لا کھڑا کیا۔ اون سب نے توبہ کی اور مسلمان ہوے۔

قرۃ بن ہبیرہ بھی نہ ادہر مین تھا نہ اودہر مین اور بعد وفات نبی صلعم تو اور بھی زیادہ ڈہلمل یقین ہوگیا۔ اتفاقاً حجۃ الوداع سے مراجعت کے زمانہ مین جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ نے عمرو بن العاص کو عمان بھیجا تھا۔ وہ حضور صلعم کی وفات کے بعد عمان سے لوٹے راہ مین قرۃ سے ملاقات ہوئی۔ قرۃ نے اونکی بڑی آدبھگت کی اور دہوم دہام سے دعوت کھلائی جب اوسکی قوم کے سب لوگ ملاقات کرکے چلے گئے تو اکیلے مین قرۃ نے عمرو بن العاص سے کہا کہ اگر زکواۃ معاف کردی جاے تو بہت مناسب ہوگا کیونکہ عرب نے تمہارا دین خراج دینے کے لیئے نہین قبول کیا ہے۔ عمرو بن العاص نے جب اوسکی یہ بات سنی تو ناراض ہوکے مدینہ چلے آے اور جناب صدیق اکبر سے آکے قرۃ کا حال بیان کیا۔

جب حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے بنی اسد وغطفان کو مار مار کے ٹھیک کرلیا تو ہوازن سلیم وعامر کو بھی عبرت ہوئی اور بنی اسد وغطفان کی حالت دیکھکے عقل ٹھکانے آگئی اونہون نے خود جناب خالد کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوکے ارتداد سے توبہ کی اور پھر مسلمان ہوے

حضرت خالد نے سواے اون چند آدمیون کے جنہون نے اپنے ارتداد کے زمانہ مین مسلمانون کو شہید کیا تہا سب کو خوشی بخوشی معاف کیا مگر قاتلین کو تلاش کر کر کے قتل اور سنگسار کیا۔ روایت ہے کہ خالد بن ولید نے عیینہ بن حصن اور قرۃ بن ہبیرہ کو گرفتار کر کے جناب صدیق اکبر کے پاس مدینہ بہیجدیا تہا وہان ان دونون نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا اس لیئے اونکی گردن ماردیگئی ایک مؤرخ یہ بہی لکہتے ہین کہ جب عیینہ پابجولان مشکین بندہا ہوا مدینہ مین پہونچا ہے تو شہر کے لڑکے اوسکے پیچہے لگے ہوے یہ پکارتے جاتے تہے کہ اے دشمن خدا تو مسلمان ہونیکے بعد پہر کافر ہوگیا تجہے شرم بہی نہ آئی۔ جواب مین وہ کہتا تہا کہ خدا کی قسم مین اپنی زندگی بہر مین کبہی ایکدم کے لیئے بہی مسلمان نہین ہوا تہا نہ اب اسلام قبول کرونگا۔ ابوبکر صدیق نے اوسکی یہ سخت دلی دیکہکے قتل کا حکم دیدیا۔

اسکے بعد قبائل غطفان وسلیم کے کچہہ لوگ جو ہنوز باغی رہگئے تہے حواب مین سلمی بنت مالک بن حذیفہ بن بدر بن ظفر کے پاس پہونچے اور اوس عورت کو اپنا سردار بنایا۔ سلمی آنحضرت صلعم کے پاس قید ہو کے آئی تہی۔ اتفاقاً ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ نے اوسے دیکہلیا اور حضور نبوی سے سفارش کر کے آزاد کرادیا۔ سلمی جب اپنے گہر پہونچی تو مرتد ہو کے اسلام کی جانی دشمن بن بیٹہی اور غطفان وہوازن وسلیم وطے واسد کے لوگون نے اوسے اور بہی دون پر چڑہالیا۔

جناب خالد مرتدین سے لڑتے جہگڑتے اور باغیون سے مسلمانون کے قتل کا بدلہ لیتے اور چارون طرف کا انتظام کرتے ہوے سلمی کی سرزمین پر بہی پہونچے۔ دونون فریق کا سامنا ہوا۔ سلمی خود ایک ناقہ پر سوار ہو کے اپنی فوج کو لڑانے لگی۔ سنو آدمی اوسکے ناقہ کے گرد مارے گئے۔ اور ناقہ زخمی ہو کر گر پڑا۔ سلمی بہی ماریگئی۔ لشکر اوسکا بہاگ گیا اور مسلمان فتحیاب ہوے

بنی سلیم مین سے الفجاءۃ بن عبد یالیل نے صدیق اکبر سے آکے درخواست کی کہ مین مسلمان ہون آپ میری مدد کرین مجھے فوج اور سامان جنگ مرحمت ہو تاکہ مین اسلام کی حمایت مین مرتدون سے لڑون ۔ جناب صدیق نے اوسے سامان جنگ دیکے مرتدین سے لڑنے کا حکم دیا ۔ الفجاءۃ بن عبد یالیل جب جون یا جواء مین پہونچا تو مرتد ہو گیا ۔ اور نجبۃ بن ابی المثنی کو جو بنی شرید مین سے تہا مسلمانان بنی سلیم اور ہوازن پر شبخون مارنیکو بہیجا ۔ ادہر ابو بکر صدیق نے اسکی خبر پاکے طریفہ بن حاجز کو الفجاءۃ اور نجبۃ کی عقل درست کرنیکے واسطے روانہ کیا اور عبد اللہ بن قیس الحاشی کو طریفہ کی مدد کے لیئے متعین فرمایا ۔ زیقین نے جی کہولکے داد شجاعت دی مگر ہزبران اسلام کے سامنے مرتدین کی دال نہ گلنے پائی ۔ نجبۃ تو کہیت رہا اور الفجاءۃ تاب مقاومت نہ لاکر بہاگا ۔ طریفہ رضی اللہ عنہ نے اوسکا پیچہا کرکے گرفتار کر لیا اور اپنے ساتہ صدیق اکبر کے دربار فیض آثار مین لے آئے ۔ جناب صدیق نے مصلی مدینہ مین آگ روشن کراکے الفجاءۃ کو اوسمین جہونکوا دیا ۔ اسکے بعد باقی بنی سلیم اور ابو شجرہ بن عبد العزی ابو الخنساء جو ایک مرتد تہا سب خود بخود خدمت صدیقی مین مجتمع ہوکے حاضر ہوے اور اپنے کیئے سے توبہ کرکے مسلمان ہو گئے ۔

بنی تمیم اور سجاح کے حالات اور مالک بن نویرہ کا قتل ہونا

سجاح بنت حارث بن سوید ایک عربی نصرانیہ بہی دعوی نبوت کرنے لگی اور ایک بڑی فوج ساتہ لیکے مدینہ پر چڑہ آئی ۔ قبیلہ بنی تمیم پر جب اوسکا گذر ہوا تو سجاح نے اونکے سامنے بہی اپنا دعوی نبوت پیش کیا اور کہا کہ تم لوگ بہی میرے دین مین آجاؤ ۔ پس اونمین سے بہت لوگ اور مالک بن نویرہ اوسکے ساتہ ہو گئے ۔ اسی عرصہ مین ان لوگون کو خبر ملی کہ مسیلمہ کذاب نے بہی نبوت کا دعوی کیا ہے ۔ یہ سنکر سجاح کے لشکر مین اختلاف راے پیدا ہو گیا ۔ بعض کہتے تہے کہ پہلے مدینہ سے نبٹ لو اور بعض کی یہ راے تہی کہ نہین پہلے مسیلمہ کا قلع وقمع کر لینا ضرور ہے

آخر رد و بدل اور بحث مین یہی ٹہیری کہ مدینہ کو چھوڑو اور مسیلمہ کے قتل کرنیکے لیے یمامہ پر حملہ کرو
چونکہ مسیلمہ کی اوسوقت مسلمانون سے چشمک رہی تہی اسلیے اس نئے آسمانی گولہ کو اپنے سر پر
پہوٹتے ہوے دیکہکر بہت متفکر ہوا۔ سجاح سے خط و کتابت کرنا شروع کی اور یہ قرار پایا کہ سجاح
اور مسیلمہ کی کسی تخلیہ کے مکان مین ملاقات ہو شاید کوئی صورت صلح دامن کی پیدا ہوجاے
حسب وعدہ دونون پیغمبر اور پیغمبرہ ایک خالی مکان مین ملاقی ہوے۔ مسیلمہ نے بڑی چالاکی
اور ملایم و شیرین باتون سے سجاح کے دلکو لبہالیا۔ عورت موم کی ناک تو ہوتی ہی ہے پہر گئی اور
اوسی وقت وصل کی ٹہیری۔ تین دن تک نہ اوس مکان سے مسیلمہ نکلا نہ سجاح برآمد ہوئی۔
بعد تین دن کے جب وہ اپنی قوم مین پہونچی تو اون سے جا کے کہا کہ میرا نکاح یمامہ کے
پیغمبر سے ہوگیا ہے۔ اوسکے قوم والے بولے کہ تجہسی باعزت و توقیر عورت کا نکاح بغیر مہر ہوجانا
بڑی شرم کی بات ہے۔ جب اوسنے مسیلمہ سے جا کے اپنی قوم کا اعتراض بیان کیا تو مسیلمہ نے
سجاح کی قوم کے لیے دو وقت یا پانچون وقت کی نماز معاف کردی اور موذن کو بلا کے اوسی وقت
اپنے حکم کا اعلان بہی کرا دیا اور کہا کہ کل دنیا کی عورتین بے نکاح تیری قوم کیلیے مباح ہین۔ سجاح
یہ مہر لیکے اپنے لوگون مین چلی آئی اور اوسکی قوم کے لوگ ایسے عمدہ انعامات پا کے نہایت
خوش ہوے۔ جناب خالد بن ولید نے سجاح پر حملہ کیا تو وہ فرار ہو کے بنی ثعلب مین جا چہپی۔
مالک بن نویرہ سجاح کی اس حرکت ناشایستہ سے بہت نادم و خجل ہو کر بطاح چلا گیا
جناب خالد نے بطاح کا محاصرہ کرنا چاہا۔ انصار نے اعتراض کیا کہ آپ یہ کام خلیفہ کے حکم کے
خلاف کرتے ہین۔ حضرت خالد نے جواب دیا کہ مین امیر ہون جو مصلحت دیکہونگا کرونگا۔ یہ کہکر خود
تن تنہا محاصرہ کے لیے روانہ ہوگئے۔ دو دن بعد لشکر اسلام بہی مجبور ہو کر اون سے جا ملا۔ اور
پوری فوج نے بطاح پر حملہ کیا۔ بنی تمیم نے اطاعت قبول کرلی مگر مالک بن نویرہ کے دماغ مین

سرکشی پہری رہی۔ پہر حضرت خالد بن ولید نے افواج قاہرہ کو اطراف وجوانب کے انتظام کے واسطے روانہ کیا۔ اونہین سے کوئی مالک بن نویرہ کو بہی پکڑ کے جناب خالد بن ولید کے پاس لے آیا۔ اب قیدیون کی نسبت لشکر اسلام نے باہم بحث کی اوسمین رایون کا بہت اختلاف ہوا کوئی بات قرار نہ پائی۔ اتنے مین رات ہوگئی موسم سردی کا تہا۔ جناب خالد رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ قیدیون کو گرم کپڑے اوڑہادو مگر جو لفظ آپکی زبان مبارک سے نکلا تہا وہ عربی زبان مین ذو معنی تہا جسکے معنی قتل کے بہی ہو سکتے تہے۔ لشکری سمجہے کہ قتل ہی کا حکم دیا ہے لہذا سب قیدیون کو ایکدم سے مار ڈالا۔ جب بالکل فیصلہ ہی ہو چکا تہا تو جناب خالد کیا کر سکتے تہے سنکے خاموش ہو رہے۔ شکایت اسکی خلیفہ کے دربار مین پہونچی۔ آپنے فوراً جوابدہی کے لئے حضرت خالد کو دربار مین طلب فرمایا۔ عذرات وجوابات سنکے جب اونہین بے قصور پایا تو کچہہ مزاحمت نہ فرمائی الحاصل جناب سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سب مرتدون کو جزیرہ نمائے عرب سے مار مار کے نکالدیا اور چارون طرف اسلام کی روشنی پہیلادی۔

روایت ہے کہ مالک بن نویرہ عالی خاندان۔ شجاع۔ بڑا شہسوار اور نامی شاعر تہا اور جتنی عمدہ صفتین عرب لوگ آدمی مین چاہتے ہین سب اوسمین موجود تہین۔ اوسکی بیوی بھی خوبصورتی کے لئے سارے عرب مین مشہور تہی۔ بعد قتل مالک بن نویرہ کے حضرت خالد بن ولید نے اوسکی بیوی سے نکاح کرلیا۔ جناب خالد بن ولید ساڑہے چار ہزار آدمیون کے ساتھہ مرتدونکی گوشمالی کو روانہ ہوے تہے۔ جناب صدیق اکبر باغی سردار کی صفات اور چال چلن اور قابلیت کا بہت پاس ولحاظ رکہتے تہے اور عمدہ باتین چاہے دشمن ہی مین کیون نہون اونکی قدر ومنزلت کرتے تہے۔ باغیون پر نرمی سے کامیاب ہونا چاہتے تہے اسلئے خالد بن ولید سے روانگی کے وقت فرما دیا گیا تہا کہ اگر مالک بن نویرہ گرفتار ہو جاے تو اوسکی عزت کرنا اور قیدیون پر رحم کرنا

اور سہل ذریعون سے اونہین اسلام مین لاتا جب حضرت سیف اللہ خالد کے رعب و داب نے
تمام ملک مین تہلکہ ڈالدیا اور جہان وہ پہونچے اسلام کا قبضہ ہوگیا تو مالک بن نویرہ اور اوسکی بیوی
بہی گرفتار ہوکے آے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے مالک سے پوچھا کہ تم زکواۃ دینے سے کیون انکار
کرتے ہو۔ مالک نے جوابدیا کہ ہم خدا کی عبادت بغیر خرچ کے بہی کرسکتے ہین۔ یہ سنکر حضرت
خالد کو تاب نہ رہی اور اوسکے قتل کا حکم دیدیا۔ ضرار بن الازور نے اوسے فوراً قتل کر ڈالا۔ جب
یہ خبر مدینہ پہونچی تو جناب عمر فاروق نے ابو بکر صدیق سے کہا کہ یہ ایک مسلمان مارا گیا اسکا
قصاص لینا واجب ہے خالد نے یہ کام کتاب اللہ کے خلاف کیا ہے۔ جناب صدیق اکبر
نے جوابدیا کہ خالد نے اچھا کیا۔ اے عمر مین اوس تلوار کو نیام مین نہین کرسکتا جو خدا نے کافرون
کی گردنون پر کہینچی ہے۔

ایک مورخ یون فرماتے ہین کہ مالک ابن نویرہ مسلمان تہا اوسکی بیوی کے اعلی حسن نے
نعوذ باللہ خالد بن ولید کو اندہا کردیا اسلئے اونہون نے اوسے قتل کیا۔ ابو قتادہ انصاری نے
ابو بکر صدیق کے آگے شہادت دی کہ مالک کے قبیلہ کے لوگ ناحق مقتول ہوے اونکے مسلمانی پر قایم
رہنے اور نماز پڑہنے پر مین نے خود شہادت دی مگر خالد بن ولید نے میری شہادت پر اون اعراب
کی باتون کو ترجیح دی جو مال غنیمت کی طمع مین خون مسلمانان کی پرواہ نکرتے تہے۔ عمر فاروق کو
اصرار تہا کہ خالد کی گردن ماردی جاے مگر صدیق اکبر اونکے سیف اللہ ہونے کو بہولتے نہ تہے۔
آخر خالد بلاے گئے وہ اگرچہ عمر فاروق سے چہپے ہوے مدینہ مین رہے اور ابو بکر سے تخلیہ مین
صفائی کرگئے۔ صدیق اکبر نے اونکے قصور کو اجتہاد کی غلطی پر محمول کیا اور مقتول کے وارثون کو
بیت المال سے دیت دلوادی۔ مالک بن نویرہ کا قتل طلیحہ پر فتح پانیکے بعد اور مسیلمہ کذاب
کے مقابلہ مین روانہ ہونے سے پہلے کا ہے۔ آنحضرت صلعم نے خالد بن ولید کی بہت تعریف

کی تھی مگر اسمین بھی شک نہین کہ خالد کا بے دھڑک قتل کبھی کبھی آنحضرت کو بھی ناراض کردیتا تھا۔ خالد کی نمایان فتوحات نے گو ابوبکر صدیق کو اپنا شیدا بنا رکھا تھا۔ لیکن عمر فاروق کبھی اون سے راضی نہ رہے۔ عمر بن خطاب کے مزاج مین ایک عجیب و غریب انصاف اور اعتدال تھا وہ جتنے مناسب قتل کے حامی تھے اوتنے ہی نامناسب خون ریزیون کے دشمن تھے۔

اسوقت بہت سے مؤرخون کی کتابین ہمارے سامنے موجود ہین۔ کسی نے اس شدومد سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر حملہ نہین کیا۔ ممکن ہے کہ یہ سچ ہو مگر افسوس کہ ہمارے لئیق مورخ نے یہ نہین لکھا کہ مالک ابن نویرہ اور اوسکے قبیلہ کی موافق شہادت دینے مین ابوقتادہ انصاری نے یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ مظلوم مقتول زکوٰۃ دینے کے بھی ہرگز مخالف نہ تھے جسکا اہتمام اسوقت ابوبکر صدیق کو منظور رہے۔ اگر اتنا بھی اون سے اور ثابت ہوجائیگا تو ہم کچھہ اونکے لکھنے پر توجہ کرینگے ورنہ اصل یہ ہے کہ مالک بن نویرہ نے سلطنت اسلام سے ضرور بغاوت کی اور قانون جنگ جس زمانہ مین جاری ہوتا عین حکمت تھا اوس زمانہ مین ابوبکر صدیق کی اتنی چھان بین ہزار ہا ہزار تعریف کے قابل ہے اونہون نے خالد بن ولید کی وہ قدر کی جو آنحضرت کرچکے تھے جسکا اقرار ہمارے مذکورۃ الصدر مورخ کو بھی ہے۔ حق یہ ہے کہ تیرہ سو برس کے بعد اپنے گھر کے امن و چین مین بیٹھے ہوے اون لوگون پر الزام لگانا جو جلتی ہوئی آگ مین کود رہے تھے بہت مشکل ہے۔ ہمارے ناظرین خاطر جمع رکھین کہ اوس دہکتی ہوئی آگ کے شعلون مین بھی جب کہ اندر باہر کچھہ نہین سوجھائی دیتا تھا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کے عشق مین کسی غیر مشکوک آدمی پر دست تعدی دراز نہین کیا اور نہ ابوبکر صدیق نے اوسے جائز رکھا۔ رہا فاروق اعظم کا عدل سو اوسکی اصلی کیفیت آج تک کسی مورخ کو نہین معلوم ہوئی کہ اس معاملہ خاص مین ان تینون قابل التعظیم و قدر صاحبون مین کیا گو مگو ہوگئی جس پر ہم چودہوین صدی

کے مؤرخون کو رائے زنی کرنا عین جہالت ہے جبکہ ہم یہ بھی دیکھتے ہین کہ عمر فاروق نے اپنی خلافت مین سوا ے معزولی امارت کے خالد بن ولید کے ساتھ اور کچھ نہین کیا اور خالد عہد فاروقی مین بھی اوسی خیر خواہی - تن دہی اور زور و شور سے حمایت اسلام مین لڑتے رہے جیسے کہ پہلے لڑتے تھے -

روایت ہے کہ آنحضرت صلعم کی وفات کے وقت آپکے عمال کی تعیناتی اور تقرری بنی تمیم مین اسطرح سے تھی کہ

زبرقان بن بدر رباب - عوف - ابنا مین حکمران تھے -

قیس بن عاصم مقاعس و لبطون مین تھا -

صفوان بن صفوان و سبرہ بن عمرو بنی عمرو مین تھے -

وکیع بن مالک بنی مالک مین مقرر کیا گیا تھا -

مالک بن نویرہ حنظلہ مین تھا -

جب حضور صلعم کے انتقال کی خبر مشہور ہو گئی تو زبرقان رباب و عوف و ابنا کے صدقات اور صفوان بنی عمرو کے صدقات لیکر صدیق اکبر کے پاس مدینہ چلے آے - لیکن قیس بن عاصم نے مقاعس و لبطون مین بغاوت اختیار کی کیونکہ وہ اسی موقع کے انتظار مین تھا صفوان اور زبرقان کے چلے آنے اور قیس کی بغاوت سے بلاد بنی تمیم مین ایک تہلکہ عظیم بپا ہو گیا اور مسلمانون اور مرتدون مین لڑائی ہونے لگی - اسی زمانہ مین سجاح بنت الحرث بن سوید قبیلہ تغلب سے بطن غطفان مین نبوت کا دعوی کر بیٹھی - اور ہذیل بن عمران نے بنی تغلب مین سے عقبہ بن ہلال نے نمر مین سے - سلیل بن قیس نے شیبان مین سے - اور زیاد بن ہلال نے نمر مین سے اوسکا ساتھ دیا - ہذیل بن عمران نے اپنا دین نصرانی چھوڑ کے سجاح کا دین اختیار

کر لیا تہا۔ سجاح یہ لشکر لیکر مدینہ پر چڑہ چلی مگر بنی تمیم مین اختلاف پڑ گیا۔ مالک بن نویرہ بہی سجاح سے
آملا اور اوس سے کہا کہ مدینہ کا خیال چہوڑ کر بطون بنی تمیم پر حملہ کرو۔ اسوقت وکیع بن مالک بہی
انہین باغیون مین ملگیا اور بطون بنی تمیم پر چڑہائی کی گئی۔ بنی تمیم تاب مقاومت نہ لاسکے بہاگے
رباب اور ضبہ ملکر جو دوہر دوڑے تو اونہون نے سجاح کے لشکر کو شکست دیدی اور اوسکے بہت سی
آدمی قید کر لئے اسپر سجاح نے رباب اور ضبہ سے صلح کر لی۔ اب یہ سب متفق ہو کر مدینہ کیطرف
جہکے تہے کہ نباج مین اوس بن خزیمہ ہجیمی نے بنی عمرو کو ساتہہ لیکر اون پر حملہ کر دیا اور بہت ہی
سخت لڑائی ہوئی۔ سجاح کی طرف والون مین سے ہذیل اور عقبہ گرفتار کرلئے گئے۔ اسکے بعد
فریقین مین اس بات پر میل ملاپ ہوگیا کہ اوس بن خزیمہ سجاح کے آدمیون کو چہوڑ دے۔
اور سجاح بلاد اوس مین ہرگز دست اندازی نہ کرے۔ اسکے بعد مالک بن نویرہ اور وکیع بن مالک
سجاح سے الگ ہو کے اپنے وطن چلے آئے۔ سجاح کا لشکر اپنی کمزوری کے باعث اونہین
روک نہ سکا۔ اور اونکی طرف سے نا امید ہو کے بنی حنیفہ کی طرف چلا۔ تو مسیلمہ کذاب کو کہٹکا
پیدا ہوا کہ اگر مین سجاح سے لڑتا ہون تو یمامہ مین ثمامہ بن اثال مجہسے مقابل ہوجائیگا اور پہر
شرجبیل بن حسنہ اور اسلام کا لشکر بہی میرے اوپر شبخون مار یگا۔ اسلئے مسیلمہ نے سجاح کے
پاس بہت سے بیش قیمت تحفے بہیجے اور لکہا کہ پہلے نصف عرب میرا تہا اور نصف قریش کا۔
اب قریش مجہسے الگ ہوگئے ہین اسلئے مین اونکی جگہہ تجہے شامل کرونگا۔ یہ سنکر سجاح خود
اوسکے پاس چلی آئی اور اوس سے صلح کرنا چاہی۔ بالآخر دونون کا نکاح ہوگیا اور جب مہر کے لئے
قوم نے سجاح کو لعنت وملامت کی تو مسیلمہ نے جواب دیا۔ اپنی قوم سے کہدے کہ محمدؐ نے
جو دو نمازین فجر اور عشا کی تمپر فرض کر دی تہین وہ مسیلمہ رسول اللہ نے تمہین معاف کر دین۔
علاوہ اسکے یمامہ کی نصف پیداوار سال بسال تجہے دیا کرونگا۔ یہ مہر زبانی لیکر سجاح نے

مسیلمہ سے صلح کا وعدہ کرالیا اور جزیرہ کو واپس ہوگئی۔ اور ہذیل وعقبہ کو سال آیندہ کی آدہی پیداواری بٹا دینیکے لیے مسیلمہ کے پاس چہوڑ گئی۔ اتفاقاً راستہ مین خالد بن ولید لشکر اسلام کے ساتھہ اوسے ملگئے۔ اور اونہون نے لڑبہڑ کے اوسکے لشکر کو پریشان اور تتر بتر کردیا اور سجاح بہاگ کے جزیرہ مین بنی تغلب کے پاس جاپہچی۔ یہان تک کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قحط سالی کے زمانہ مین اوسے اور اوسکے قبیلہ کو کوفہ مین لا بسایا اور اون سب کو مسلمان کیا۔ سجاح پہر اپنی زندگی بہر سچی مسلمان رہی۔

جب سجاح مسیلمہ کے پاس سے جزیرہ چلی گئی اور بنی تمیم نے پہر اسلام قبول کرلیا۔ اوسوقت تک مالک بن نویرہ مذبذب ہی رہا۔ بطاح مین قبیلہ تمیم اور بنی حنظلہ اوسکے پاس آگئے تہے چونکہ وہ خود پریشان اور ڈہلمل یقین ہورہا تہا اسلئے اوسنے اون لوگون کے مال و اسباب کو حفاظت سے محفوظ جگہہ رکہوادیا اور اون سے کہدیا کہ یہ وقت بہت تاریک ہے اسمین لڑو مت خالد بن ولید نے جو سنا کہ بطاح مین مالک بن نویرہ کے پاس تمیم اور حنظلہ جمع ہین اوسکی طرف جہک پڑے پہلے انصار نے خالد سے مخالفت کی اور یہ کہا کہ جب تک خلیفہ کا حکم نہ آئیگا ہم آگے نہین بڑہینگے مگر پہر یہ سوچے کہ اگر وہ مسلمان جو خالد کے ساتھہ جانے کو تیار ہین مالک بن نویرہ پر غالب آگئے تو ہم نیکنامی اور ثواب سے محروم رہینگے اور اگر یہ ناکام رہے اور مارے گئے تو ہم پر انکی حمایت اور مدد نہ کرنیکا الزام لگایا جائیگا اسلئے سب ساتھہ ہوگئے۔

حضرت سیف اللہ الغالب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بطاح مین قدم رکہتے ہی ایک لشکر روانہ کیا اور حسب ارشاد خلیفہ برحق اوسے نہایت تاکید کے ساتھہ ہدایت کردی کہ پہلے لوگون کو چمکار پچکار کے اسلام کی طرف بلانا اور آشتی و نرمی سے کام لینا جب بالکل نہ مانین اور کسی طرح راہ پر نہ آئین تو ہمارے پاس پکڑ لانا ہم اونہین سمجہائینگے اگر نہ مانینگے تو قتل کئے جائینگے

پس غازیان نامدار اور دیران شیر شکار کا یہ گروہ گیا اور مالک بن نویرہ کو معہ چند آدمیون بنی ثعلبہ بن یربوع کے گرفتار کر کے لے آیا۔ لوگون نے جناب سیف اللہ کے سامنے ان قیدیون کے باب مین جو شہادتین دین اونمین بہت اختلاف واقع ہوا۔ اکثرون نے تو یہ بیان کیا کہ مالک بن نویرہ اور اوسکے آدمیون نے ہمارے سامنے نماز پڑہی اور اذان اونکی ہمنے سنی۔ ایسا کہنے والون مین ابو قتادہ بہی شامل تہے۔ بہتون نے یہ کہا کہ ہمنے نہ انکی اذان سنی نہ نماز دیکہی۔ ایسی متناقض شہادت سے جناب خالد کوئی فیصلہ نہ کر سکے۔ مجبور و لاچار ہو کر سب قیدیون کو حضرت ضرار بن الازور کے سپرد کر دیا۔ شب کیوقت منادی نے ندا کی دافئوا اسراکم۔ بنی کنانہ کے محاورہ مین یہ قتل کا کنایہ تہا اور جناب ضرار کنانی تہے اس آواز کے سنتے ہی اوٹہ کہڑے ہوے اور سب قیدیون کے سر قلم کر دئے۔ خالد بن ولید یہ ہنگامہ دیکہکے اور شور و غل سنکے اوٹہے اور منع کرنے کو آگے بڑہے۔ مگر اب کیا ہو سکتا تہا سب قیدیون کے جسم بے سر زمین پر پڑے ہوے تہے۔ ابو قتادہ اور خالد مین اسی پر بک جہک ہو گئی اور وہ ناراض ہو کے خدمت صدیقی مین چلے آئے۔ جناب صدیق اکبر نے جوابدہی کے لئے خالد بن ولید کو مدینہ طلب کیا۔ جناب فاروق اعظم کی یہ رائے ہوئی کہ خالد معزول کئے جائین اور اون سے قصاص لیا جائے۔ حضرت صدیق اکبر نے کہا اے عمر مین اوس تلوار کو زنگ نہین لگانا چاہتا ہون جسے حق سبحانہ تعالےٰ نے کفار کے گلون کے لئے سان پر رکہا ہو۔ اتنا کہا اور مالک اور اوسکے ساتہیون کا خون بہا اوسی وقت بیت المال سے دلوا دیا۔ اور فوراً خالد کو اونکے کام اور عہدہ پر روانہ کر دیا۔

پس جس مؤرخ سے پوچہتے ہین وہ یہی کہتا ہے کہ خالد بن ولید نے ایک خوبصورت عورت کے عشق مین مالک بن نویرہ کا سر تن سے جدا نہین کیا اور کتب تواریخ کے دیکہنے سے یہ بہی منکشف ہوتا ہے کہ جب مالک حضرت سیف اللہ کے پاس پابزنجیر آیا اور لوگون نے

اوسکی اذان ونماز کے بابت اختلاف کیا تو جناب خالد رضی اللہ عنہ خود اوسکے حالات کی تفتیش کے لیئے گرد ونواح کے گانون مین تشریف لیے گئے تو معلوم ہوا کہ جسوقت مالک بن نویرہ نے آنحضرت صلعم کی وفات کی خبر سنی - جامہ مین پھولا نہ سمایا اور بڑی دہوم دہام سے ایک جشن کیا جس سے اوسکے ارتداد قطعی مین ذرا شبہ نہین رہتا - غرضکہ جس پہلو سے دیکھیے مالک گردن زدنی معلوم ہوتا ہے - پھر یہ بہی ثابت ہے کہ مالک کو قتل کرتے ہی خالد نے اوسکی بیوی سے نکاح نہین کرلیا اور اگر ایسا فرض بہی کرلو تو اوسی کے ساتھہ یہ بہی مسلم ہے کہ مالک اپنے قتل سے بہت دن پہلے اپنی بیوی کو طلاق دیچکا تہا اور رسم جاہلیت کے مطابق اوسے اپنے گہر مین قید کر رکہا تہا اور اوسکو بہت تنگ کرتا تہا پس جب اوس عورت نے مالک کے قتل کی خبر سنی تو خوش ہوگئی اور حضرت خالد کے پاس پیام نکاح بہیجا آپنے اوس سے عقد کرلیا اس صورت مین میعاد عدت کے انتظار کی بہی کچہہ ضرورت نہ تہی - ابن خلدون نے تو اس واقعہ کی خبر تک نہین لی - ادہر ہم نے روضتہ الصفا کو دیکہا تو اوسمین مالک کے قصہ کا نام ونشان تک نہین - لوگ صاحب روضتہ الصفا کو شیعہ بتاتے ہین اگر ذرا بہی پانی مرتا ہوتا تو وہ ضرور لکہتے -

روایت ہے کہ مالک بن نویرہ قبیلہ بنی تمیم کا رئیس تہا - ریاست بطاح جہان بنی یربوع رہتے تہے آنحضرت نے اوسکے سپرد کردی تہی - اور صدقات بنی یربوع بہی وہی لیتا تہا جب عرب مین آتش ارتداد مشتعل ہوئی تو مالک بن نویرہ نے زکواۃ دینے سے بالکل انکار کردیا - اور وہ اور بنی ثعلبہ بن یربوع کے چند آدمی گرفتار ہوکے خالد بن ولید کے سامنے لاے گئے تو لوگون نے اونکی اذان واقامت کے باب مین شہادت دینے مین نہایت ہی اختلاف کیا - جناب خالد بن ولید نے حفاظت کے لیئے قیدیون کو ضرار بن ازور کے سپرد کردیا - جاڑون کی رات تہی منادی نے ندا کی دافئوا اسراکم - یعنی اپنے قیدیون کو گرم کپڑے اوڑہادو - ضرار بنی کنانہ

مین سے تھے اپنے محاورہ کے بموجب یہ سمجھے کہ قیدیون کے قتل کا حکم ہوتا ہے اس لئے
سب قیدیون کو مار ڈالا۔ اکثر مورخون نے یون لکھا ہے کہ جب حضرت خالد نے مالک بن
نویرہ کو جواب دہی کے لئے اپنے سامنے طلب فرمایا تو اثناے گفتگو مین مالک نے یون کہدیا
ما اخال صاحبکم الا قال کذا وکذا یعنی مین نہین خیال کرتا کہ تمہارے صاحب نے
ایسی بات کہی ہو صاحب سے یہان پر اوسکی مراد آنحضرتؐ سے تہی۔ یہ سنتے ہی حضرت خالدؓ
بہڑک اوٹھے اور فرمایا یہ کیا کہا کیا وہ ہمارے ہی صاحب تھے تیرے نہ تھے۔ چونکہ وہ وقت
شورش وفساد وغدر کا تھا اس قسم کے الفاظ محض کفر وارتداد سمجھے جاتے تھے۔ جناب خالد نے
اوسے مرتد جانکے قتل کرا دیا۔

مالک بن نویرہ کی بیوی ام تمیم نہایت خوبصورت تہی اوسنے اپنا نکاح خالد سے کر لیا۔
ابو قتادہ انصاری خالد سے ناراض ہو کے مدینہ چلے آے اور خالد بن ولید کی شکایت کی اور کہا
کہ اونہون نے میری ایک نہ سنی اور بادیہ نشینون کی شہادت پر اعتماد کیا جنکا مطلب مال غنیمت
حاصل کرنا تہا۔ ادہر مالک کا بہائی متمم بن نویرہ واویلا مچاتا ہوا مدینہ آپہونچا اور اپنے بہائی کے
قصاص کا دعویدار ہوا۔ اور درخواست کی کہ ہمارے قیدی ہمین واپس ملین۔ فاروق اعظم
رضی اللہ عنہ متمم کے مددگار بنگئے اور صدیق اکبر سے آکر کہا۔ یہ کیا غضب ہے کہ خالد کی تلوار
مسلمانون کے گلون پر چل رہی ہے۔ لازم ہے کہ خالد سے قصاص لیا جاے۔ ابوبکر صدیق
بہی اس چارون طرف کی لے دے سے گہبرا گئے اور خالد کو لکہا کہ جیسے بیٹھے ہو ویسے ہی تن تنہا
میرے پاس چلے آؤ۔ حضرت خالد مدینہ آے۔ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اعانت سے
تخلیہ مین خلیفہ سے ملاقات کی۔ اور اپنے عذرات پیش کئے۔ صدیق اکبر نے اونکی معقول
گفتگو سنکر اونہین اونکے کام پر واپس کر دیا۔ اور حکم دیا کہ اب اپنے لشکر کو بہی راضی رکہنا اور

سید ہے سیلمہ کذاب کی گوشمالی کو چلے جاؤ۔ پھر مالک کا خون بہا بیت المال سے دلوادیا۔ اوراوسکی قوم کے قیدی متمم کے حوالہ کردئے۔

مالک کے ارتداد اور اسلام کی نسبت ارباب سیر کی گواہی مختلف ہے۔ ابن عبدالبر مغربی جو امام اپنے وقت کے تھے استیعاب مین فرماتے ہین کہ مالک بن نویرہ مرتد تہا۔ اوسکے الفاظ یہ ہین امرہ ابو بکر الصدیق علی الجیوش ففتح اللہ علیہ الیمامۃ وغیرھا و قتل علی یدیہ اکثر اھل الردۃ منھم مسیلمۃ و مالک بن نویرۃ یعنی ابو بکر صدیق نے خالد بن ولید کو لشکر کا حاکم کیا پس اللہ جل شانہ نے خالد کے ہاتھون سے یمامہ وغیرہ ملک فتح کرائے اور اونہون نے اکثر مرتدون کو قتل کیا جنمین مسیلمہ اور مالک بن نویرہ شامل ہین۔

مسیلمہ پر لشکرکشی اور اوسکا مقتول ہونا

حضرت عکرمہ بن ابی جہل اور جناب شرجبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہما بنی حنیفہ اور مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کو روانہ کئے گئے تھے۔ اثنائے راہ مین اونہین تحقیق ہوا کہ ہمارے دشمنون کی فوج اور قوت ہم سے بدرجہا زیادہ ہے اسلیئے وہ جناب خالد کی مدد کے انتظار مین جہان تھے وہین رہگئے جب خالد اونکے پاس پہونچگئے تو نبے ملکر کوچ کیا اور سرحد یمامہ پر جا ٹہیرے۔ مسیلمہ بہی اپنی چالیس ہزار فوج ساتھ لئے سامنے آڈٹا۔ دونون طرف صف آرائیان ہونیلگین۔ لشکر اسلام مین حذیفہ جانب راست۔ زید بن خطاب جانب چپ اور عکرمہ مقدمۃ الجیش مین مقرر کئے گئے۔ اوسوقت مجاعہ بن مرارہ مسیلمہ کی حکم سے چالیس یا ساٹھہ آدمی ہمراہ لیکر بنی تمیم و بنی عامر سے انتقام لینے گیا ہوا تہا۔ واپسی کیوقت اسلامی طلیعہ اور مجاعہ کی مڈبھیڑ ہوگئی۔ بہادران اسلام نے مردانہ حملہ کرکے مجاعہ اور اوسکے ساتھیون کو گرفتار کرلیا جناب خالد نے کسی مصلحت سے مجاعہ کو قید رکہا مگر اوسکے سب ہمراہیون کو قتل کرادیا۔ اور خود ایک بلند ٹیکرے پر جا کھڑے ہوے۔ مہاجرین کا علم سالم کو عنایت فرمایا اور انصار کا نشان ثابت ابن قیس کو

مرحمت ہوا۔ اب لڑائی شروع ہوگئی۔ پہلے کفار و مرتدین نے جان پر کھیل کے وہ وہ سخت حملے
کئے کہ مسلمانون کے حواس بکھر گئے۔ یہان تک کہ بنی حنیفہ جناب خالد کے خیمہ مبارک مین
آن گھسے اور اونکی بیوی کو قتل کرنا چاہا۔ مگر مجاعہ کی سفارش و کوشش سے وہ بچگئین۔
جب نوبت باینجا رسید تو اصحاب رسول اللہ کی رگون مین اسلامی خون نے جوش مارا اور
شمشیرین خون آشام ہاتھون مین تول تول کے اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے ہوے گروہ مرتدین پر جھک
پڑے۔ ثابت ابن قیس نے یہ حال دیکھکے فوراً کفن پہن لیا اور حنوط لگا کے جناب باری مین
التجا کی اُے رب علیم و بصیر مین نے وہ کام نہین کیا ہے جو ان بھگوڑون نے کیا ہے تو نے
دیکھا ہوگا کہ مین ان سے الگ تھا میرا قصور معاف ہو"۔ پھر جناب خالد کی طرف متوجہ ہو کر آواز دی
کہ اے امیر ہمین ایسے لوگون سے الگ رکھئے جنکے ساتھ آپنے ہمین کر دیا ہے ہم جناب
رسالت مآب کے تعلیم یافتہ ہین ہمین جینے سے کیا کام سر کٹانا ہماری معراج ہے ہر وقت
حریف قتال اور مشتاق شہادت رہتے ہین ہماری بھگوڑون سے نہین نبھے گی۔ جناب
خالد یہ سنکر مسکرائے اور سمجھگئے کہ انکا مطلب کیا ہے۔ اوسی وقت مہاجرین اور انصار کو
اور لوگون سے جدا کر لیا۔ اور ہر گروہ اپنے اپنے نشان لئے ہوے برسر میدان آیا۔

اسوقت اصحاب رسول کریم اور نظر کردہ رب رحیم بکمال غیظ و غضب سے للکارنے
لگے کہ اے بہادران تامدار اور اے شجاعان عالی وقار تمنے رسول کردگار کی صحبت مین تعلیم
و تربیت پائی ہے تمہاری ہر ادا خالق ارض و سما کو دل سے بھائی ہے اسلام کا بول بالا تمہین نے
کیا ہے اشداء علی الکفار کا خطاب حقتعالے سے تمہین نے لیا ہے۔ آج ان مرتدین
سے اسلام کو پیٹھ دکھانے کا بدلہ لو۔ اور اپنے خدا کو راضی اور رسول کو خوش کرو۔ تم جانتے
بھی ہو کہ یہ لوگ کون ہین۔ یہ وہ ہین جنہون نے رسول اللہ کی وفات سے فائدہ اوٹھانیکو تمہین

اپنے پیرون کے تلے روندنا چاہا ہے آج اگران حاسدین کا بیج بھی زمین پر رہگیا توکل خدا ورسول کوکیا منہہ دکھاؤگے اوراگرآج کے دن تمنے دوبارہ اسلام کوزمین کے پردہ پر قایم کرلیا توکل بہشت کی سلطنت اسکے صلہ مین خداسے پاؤگے ۔ اے حاملان سورہ بقرا اور اے جراران ظفر پیکر۔

ایک ہوجاؤ تم خدا کے لئے	جان دو دین مصطفٰے کے لئے

اے میرے شیرو بڑہو بڑہو حق کی مدد کرو اپنے نبی برحق کی حمایت لو۔ اس ندانے بگڑی ہوئی ہوا کا رخ پھیر دیا۔ اوسدن مہاجرین وانصار جتنا دل کھول کھول کے لڑے ہین آج تک کبھی نہ لڑے تہے۔ یہان تک کہ ساڑھے چارسو حافظان قرآن شہید ہوے۔ ثابت بن قیس علمدار بھی لڑتے لڑتے جنت کوسدہارے۔ دوسرے علمبردار حضرت سالم کا دایان ہاتہہ بالکل الگ ہوکے دورجاپڑا لیکن اونہون نے علم کوبچہوڑا بایئن ہاتہہ سے سنبہالے رہے۔ جب تیغ ستم نے بایئن کوبھی نہ رکھا تونشان کوچہاتی سے لگالیا اوراسلامی امانت کوزمین نہ دیکہنے دی جب بالکل ٹہنڈے ہوگئے توحضرت زید نے علم کولپک لیا اورداد شجاعت دیکے شہید ہوے۔ اب نشان سالم رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ حضرت حذیفہ صف اعدا کوچیرکر لشکر کفار مین غایب ہوگئے اور لڑتے لڑتے اپنی جان اسلام پرسے قربان کردی۔ غرضکہ اسی طرح ہرایک شیر دلاوری سے جان توکہودیتا تہا مگر قدم پیچھے نہ ہٹاتا تہا۔ بپھرے ہوے اسلامی شیرون کا یہ حال تہا کہ۔

اودہر جاپڑے اور ادہر آپڑے	کیا حشر برپا جدہر جاپڑے

حضرت خالد بن ولید نے اسوقت براء بن مالک سے للکارکے کہا کہ کہڑے کیا دیکھہ رہے ہو تم بھی آج کچھہ اپنے جوہر دکہادو۔ جناب براء یہ سنتے ہی جرات وہمت کے جوش مین آکے تہرا گئے۔ گھوڑے پرکودکے جابیٹہے اور فرمایا کہ اے مدینہ والو۔ معلوم ہوتا ہے کہ آج تم مدینہ کو

اپنی بغل مین سمجھے ہوے ہو گویا یہان سے بہاگ کے مدینہ مین جا ہی تو چہپو گے خبر نہ اڑاؤ۔ قیامت پاس ہے۔ ہمین تو اپنے خداے قادر و توانا سے پناہ لینا ہے دیکھو ہم وہین جاتے ہین۔ اتنا کہکے فوج اعدا مین درّاے ہوے چلے گئے۔ انصار اونکا جگر خراش کلام سنکے آپے سے باہر ہوگئے اور سب اصحاب نے براء رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔ یہ وقت وہ تہا کہ فولاد کا جگر بہی پانی ہوتا تہا۔ گہوڑون کی ٹاپون سے میدان کی گرد اوڑ اوڑکے آسمان پر مثل ابر چہا گئی تہی اوسمین تیغ شرربار کی بجلیان چمک چمک کے مرتدون اور یزدیون کے دل دہلاے دیتی تہین۔ مسلمانون کے کوہ شکن گرزون کی ضرب سوارون کے سر چور کرکے گہوڑون کی ہڈی پسلیان تک لچکا دیتی تہین۔ شمشیر خارا شگاف کے ہاتھ ایک کے دو اور دو کے چار کرتے تہے۔ جناب سیف اللہ خالد بن ولید بہی تیغ اژدہا پیکر ہاتھ مین لئے ہوے جدہر جہک پڑتے تہے پرے کے پرے اور صفین کی صفین اولٹی نظر آتی تہین۔ جدہر کو منہ کرکے آپ نے انا عائر و رید خالد بن ولید، یعنی مین رگ جان کا کاٹدینے والا خالد بن ولید ہون کہدیا شیرون کے پتّے پانی ہوگئے۔ یہان تک کہ حضرت خالد نے مارتے مارتے ستہراؤ کردیا اور مسیلمہ کے پاس پہونچ گئے اور للکار کے کہا کہ اے مردود نابکار اسلام پر ایمان لا اور اپنی مکاریان چہوڑ۔ اوس سے سامنے نہ رہا گیا سر پر پیر رکہکے بدحواس بہاگا اور اپنے قلعہ مین جا چہپا۔ غازیان شیر دم نے قلعہ کو جا گہیرا۔ جناب براء سے اپنی بے چینی کے باعث نہ رہا گیا فرمایا کہ ہم نہین مانتے ہمین اوٹہا کے جسطرح ہوسکے اس قلعہ مین پہینکدو ورنہ پتہرے سر پہوڑ کر ابہی خودکشی کئے لیتا ہون۔ لوگون نے دیکہا کہ اب شجاعت کا سمندر اُمڈا ہوا رُکنا مشکل ہے اس دار و گیر مین جبکہ ہمین اپنا سنبہالنا دوبہر پڑا ہے انکی نگہداشت کیسے کرینگے اون سے کہا۔ حضور خودکشی سے باز رہین ہم آپ کو قلعہ مین اوتار دینے کی تدبیر کرتے ہین۔

مسیلمہ والے توجی ہارے ہی ہوے تہے اونہون نے قلعہ کو جا بجا سے بے حفاظت چہوڑ دیا تہا مسلمانون نے ادہر ادوہر خالی موقع دیکہکر جناب براء کو ڈہال مین بٹہا قلعہ مین اوتار دیا حضرت براء نے اندر پہونچتے ہی دربانون کو قتل کر کے پہاٹک کہولدیا۔ مسلمان تو قدرت خدا کے منتظر تہے پہاٹک کہلا دیکہہ کے تلوارین ہاتہہ مین لیکر لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہتے ہوے قلعہ مین گہس گئے اور اندر والون کو شمشیرون کی دہار پر رکہہ لیا۔ مسیلمہ کو وہان بہی جب چین نہ ملا تو بہاگا۔ وحشی قاتل جناب سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہین دیکہہ پایا۔ بڑہکے جو نیزہ مارا تو مسیلمہ نیزے مین چہد کے چارون خانے چت زمین پر تہا۔ سماک نے یہ ماجرا دیکہکر لپک کے اپنی تلوار اوسکا سر ناپاک تن سے اوتار لیا۔ اس لڑائی مین حضرت براء کے جسم پر نوے زخم لگے اور پانسو چہہ سو مسلمان شہید ہوے۔ چالیس ہزار کفار مین سے ۲۱ ہزار مارے گئے۔ قلعہ مین عورتین اور لڑکے بہی تہے اون سے کچہہ تعرض نہین کیا گیا۔ مجاعہ نے جناب سیف اللہ کی خدمت مین گذارش کی کہ اے امیر اگر مجہے ارشاد ہو تو مین قلعہ مین جا کے مصالحت کرا دون چونکہ فوج اسلام لڑتی مارتی شل ہو گئی تہی حضرت خالد نے اسکو غنیمت سمجہا۔ مجاعہ نے قلعہ مین جا کی چال چلی یعنی عورتون کو مردانہ لباس پہنا پہنا کے چارون طرف قلعہ کی فصیل پر کہڑا کر دیا اور باہر آکے کہا کہ حضرت یہ لوگ لڑنے کو موجود ہین کہتے ہین کہ مسلمان کچہہ ہمین دین تو صلح کرین خالد نے اپنے آدمیون کو تہکا ماندہ جو دیکہا تو کچہہ مال دیکے صلح کر لی۔ پیچہے یہ بات کہلی تو مجاعہ کو بلا کے باز پرس ہوئی۔ اوس نے جواب دیا کہ اے امیر نامدار ہمارے سب مرد اپنی شامت اعمال سے مارے گئے اور مال غارت ہو گیا۔ صرف عورتین اور چہوٹے چہوٹے معصوم بچے باقی ہین انکی پرورش کے لئے مین نے یہ ترکیب کی سوائے اسکے اور کوئی غرض میری نہ تہی جناب خالد نے اوسے معاف کیا۔ اور مجاعہ نے یہ الطاف خسروانہ دیکہکے اپنی لڑکی کا عقد

حضرت خالد سے کردیا جب اس فتح مبین کی خبر جناب امیر المومنین ابوبکر صدیق کو پہونچی تو فوراً سجدۂ شکر کے لیے زمین پر گر پڑے اور جناب خالد کو تحریر فرمایا کہ افسوس تم عیش و عشرت مین مشغول ہو اور سینکڑون مسلمان بے گور و کفن تمھارے خیمہ کے گرد پڑے ہین۔ تم اسی وقت عراق کی طرف روانہ ہو۔ اس فرمان کے پہونچتے ہی جناب خالد نے عراق کیجانب کوچ کردیا۔ بنی حنیفہ اور قبائل عرب توبہ کرکے پھر مسلمان ہوے اور تمام ملک عرب فرمانبردار اور مطیع ہوگیا

اوپر لکھا جاچکا ہے کہ صدیق اکبر نے گیارہ لشکر مرتدین عرب کی گوشمالی کے لیے مختلف اطراف کو روانہ کیئے تھے۔ اونمین سے جناب عکرمہ بن ابی جہل کو اوس لشکر کا امیر مقرر فرمایا تھا جو مسیلمہ کذاب کی تنبیہ کو روانہ ہوا تھا۔ اسکے بعد شرحبیل بن حسنہ بھی اونہین کی مدد کو روانہ کیئے گئے۔ شرحبیل پہونچنے بھی نہ پاے تھے کہ حضرت عکرمہ نے بڑے زور شور کے ساتھ مسیلمہ سے لڑنا شروع کردیا تھا۔ مگر عکرمہ کو شکست ہوئی۔ جب یہ خبر صدیق اکبر کو ملی تو اونھون نے عکرمہ کو لکھا کہ تم خود تو اوستاد ہو نہین اور شاگردی کو عیب گنتے ہو تمنے خود کیون لڑنا شروع کردیا شرحبیل کو کیون نہین پہونچنے دیا۔ خیر اب تک جو کچھ ہوا سو ہوا مگر خبردار ہاری ہوئی فوج کو لیکر مدینہ کی طرف ہرگز رخ نہ کرنا۔ حذیفہ اور عرفجہ کے پاس مہرہ اور عمان چلے جاؤ وہان اونکی ماتحتی مین کام کرنا جب وہان سے فرصت ملجاے تو یمن اور حضر موت کی طرف معہ اپنی فوج کے مہاجر بن ابی امیہ کے پاس چلے جانا۔ اور شرحبیل کے نام حکم پہونچا کہ تم خالد بن ولید کے پاس پہونچو جب وہان کی لڑائی مین خدا کامیابی دے تو قضاعہ کی طرف جانا اور عمرو بن العاص سے ملکر مرتدون سے لڑنا۔ اسی وقت خالد بن ولید بطاح سے فرصت پاکر مدینہ طلب کیئے گئے اور ابوبکر صدیق اونکے عذرات معقول سنکر بہت خوش ہوے۔ خالد کو مسیلمہ کی سزادہی کے لیئے روانہ کردیا اور کافی فوج اونکے ماتحت کی۔ مہاجرین کے نگران حال ابوحذیفہ

اور زیر تھے - انصار پر ثابت بن قیس اور براء بن عازب کو مقرر کردیا تھا - جناب خالد روانگی
کا حکم پاتے ہی لشکر کے انتظار مین لبطاح آٹھیرے اور جب لشکر وہان پہونچگیا تو اوسے لیکر یمامہ
روانہ ہوے - بنی حنیفہ اوس زمانہ مین زور دن پر تھے چالیس ہزار جنگجو اور تجربہ کار سپاہی
یمامہ کے دیہات اور وادیون مین جمع تھے - عکرمہ کی طرح شرجبیل نے بہی نہ دیکھا آو نہ دیکھا
تاو جلدی سے لڑائی شروع کردی اور زک اوٹھائی - اب خالد پہونچ گئے اور اونہون نے جلدی
کرنے پر شرجبیل کو بہت ملامت کی - لڑائی نہین شروع ہوئی تھی کہ ابوبکر صدیق نے احتیاطاً اور
لشکر خالد کی مدد کو بہیجدیا -

ادہر خود مسیلمہ کے پاس فوج کی بڑی کثرت تھی اور اس پر طرہ یہ ہوا کہ سجاح کی بچی کچی
فوج بہی اوسکے پاس آگئی - رجال بن عنفوہ نے جسکا عرف نہار تہا اور شرفاے بنی حنیفہ مین
سے تہا مسیلمہ کی نبوت کی شہادت دی اور لوگون کو یقین دلایا کہ آنحضرت صلعم نے مسیلمہ
کو اپنا شریک حکومت کرلیا ہے - رجال ہجرت کرکے حضور اقدس نبوی مین چلا گیا تہا اور آپکے
پاس رہکے قران واحکام دین کی تعلیم پائی تھی اسلئے لوگون کو اوسکے کہنے کا زیادہ اعتبار
ہوا - اور پھر یہ بہی ہوا کہ جب مسیلمہ مرتد ہوگیا تو آنحضرت نے رجال ہی کو اہل یمامہ کی تعلیم اور
مسیلمہ کے راہ پر لانیکو بہیجا تہا مگر اوسنے طمع دنیوی سے ان سب باتون کو بالاے طاق
رکھکے مسیلمہ کی اطاعت قبول کرلی اور وہی مثل ہوگئی -

	گلیم بخت کسے راکہ بافتند سیاہ	با آب زمزم وکوثر سفید نتوان کرد

مسیلمہ کے پاس پہونچکر رجال اوسی کی اذان دینے لگا اور کہنے لگا کہ بعد آنحضرت صلعم کے
مسیلمہ نبی اور اونکا قایم مقام ہے - مسیلمہ گڑہ گڑہ کے بہت سے فقرہ بناتا اور لوگون سے
کہتا تہا کہ یہ قران میرے اوپر نازل ہوتا ہے - اور چند شعبدے خلاف عادت دکہا کے

فریب دیتا تہا کہ یہ میرے معجزات ہین - جسوقت بنی حنیفہ کو اور اوسے خبر لگی کہ خالد بن الولید
جو تا ہاتہہ مین لئے ہوے سر پر آپہونچے تو گہبراے اور یمامہ سے باہر نکلکے اپنی فوج کے پرے
جمانے لگے - جب فوج ظفر موج اسلام اور لشکر مرتدین مین ایک منزل کا فاصلہ رہگیا تو حضرت
خالد نے جناب شرحبیل کو مقدمۃ الجیش پر متعین کرکے آگے بڑہا دیا - اتفاقاً بوقت شب مجاعہ
سے ٹکر ہوگئی جو ۴۰ یا ۶۰ آدمیون کے ساتھہ بلاد بنی عامر و بنی تمیم پر شبخون مارنے چلا تہا - شرحبیل
نے سب کو گرفتار کرکے قتل کرادیا صرف مجاعہ کو باقی رکھا - پہر حضرت خالد بہی تشریف لے آے -
مسیلمہ و بنی حنیفہ بہی سامنے آگئے - اسوقت ۴۰ ہزار فوج سے مسلمانون کا مقابلہ پڑا تہا -
جسکا مقدمہ رجال کے قبضہ مین تہا - اور جسکو زید بن الخطاب نے قتل کرڈالا - مسلمانون کا لشکر
تعداد مین صرف ۱۳ ہزار تہا - لڑائی نہایت سختی سے ہونے لگی جس سے معلوم ہوتا تہا کہ طرفین
کی قسمت کا فیصلہ اسی پر منحصر ہے - پہلے ہی حملہ مین بنی حنیفہ لڑتے لڑتے جناب خالد کے خیمہ
تک پہونچگئے اور وہین مجاعہ بہی موجود تہا - ام متمم یا ام تمیم حضرت خالد کی بیوی بہی اوسی خیمہ مین
تہین - مجاعہ اگرچہ قید تہا مگر نہایت دلاوری سے اوٹہا اور مرتدین کو خیمہ سے بہگادیا - پہر لشکر اسلام
بہی اللہ اکبر کے نعرہ مارتا ہوا بنو حنیفہ پر ٹوٹ پڑا اور بنی حنیفہ بدحواس ہوکر بہاگے - محکم بن طفیل
نے جو لشکر مرتدین کے میسرہ پر تہا بنی حنیفہ سے کہا کہ تم حدیقہ مین چلے جاؤ مین تمہاری حفاظت
کرونگا - پس بنی حنیفہ اوسکے کہنے سے حدیقہ مین جا داخل ہوے اور محکم بن طفیل سپہ سالار
تہوڑی دیر تک دل کہولکے لڑتا رہا مگر عبدالرحمن بن ابی بکر نے اوسے مارڈالا - غازیان اسلام
نے پانون جماکے نہایت تن دہی کے ساتھہ لڑنا شروع کیا - ثابت بن قیس علمدار شہید
ہوگئے تو رایت ظفر آیت اسلام زید بن الخطاب کے ہاتہہ آیا پہر ابو حذیفہ پہر اونکے آزاد غلام
سالم پہر اوس بن مالک کے بہائی براء علمبردار بنے - جب کئی علمبردار اسلام یکے بعد دیگرے

شہید ہو چکے تو خداوند کریم نے مرتدون کو شکست دی اور مسلمان مارتے مارتے حدیقہ تک پہونچ گئے۔ یہ ایک باغ یمامہ کے دروازہ پر حدیقۃ الرحمٰن کے نام سے مشہور تہا۔ مسیلمہ کا خیمہ اوسی مین نصب کیا گیا تہا۔ تہوڑی دیر تک باغ کے دروازہ پر جنگ ہوا کی۔ آخر مسلمان باغ کی دیوارین اور دروازہ توڑ کے اندر چلے گئے اور مسیلمہ سے جا کے کہا کہ وہ تیرا وعدہ کہان ہے جو تیرے خدا نے تجہسے کیا تہا۔ مسیلمہ نے جہلا کے جوابدیا کہ یہ موقع ایسی گفتگو اور اوسکے جواب دینے کا نہین ہے اسوقت ہر شخص کو اپنے اہل وعیال کے لئے لڑنا لازم ہے۔ یہ کہکر خود وزرہ پہنی اور گہوڑے پر سوار ہو گیا اور ایک گروہ کے ساتہہ لڑتا ہوا باغ سے نکلا۔ وحشی کی نظر جو پڑی تو ایک تیر تاک کے ایسا مارا کہ پہر مسیلمہ نے ہلکے پانی بہی نہین مانگا۔ اوسوقت مرتدین کے رہے سہے ہوش بالکل جاتے رہے۔ سترہ ہزار جنگ آزمودہ اور تجربہ کار بنی حنیفہ مارے گئے لڑائی ختم ہونیکے بعد جناب سیف اللہ مجاعہ کے ساتہہ مرتدون کی لاشون کے انبار کیطرف سے گذرے۔ حضرت خالد نے محکم کی لاش کی طرف اشارہ کر کے مجاعہ سے پوچہا کہ مسیلمہ یہی ہے۔ مجاعہ نے جوابدیا نہین بلکہ یہ شخص مسیلمہ سے اچہا تہا۔ پہر آپنے مسیلمہ و رجل دمیم۔ اخنس کی لاشون کو دکہا کے پوچہا کیا تیرے سردار یہی لوگ تہے اور انہین کے زیر حکومت تو کام کرتا تہا۔ مجاعہ نے کہا ہان مسیلمہ یہی ہے اور یہ لوگ ایسے ہی تہے مگر تم ان لوگون کے مارنے پر کیا فخر کرتے ہو ان سے بڑے بڑے جنگجو ابہی قلعہ مین موجود ہین جو ایک سے ایک بڑہکر ہے اونکے زیر کرنیکے لئے ایک مدت مدید درکار ہے۔ آپ مجہے رہا کردین اور میری قوم سے صلح کر لین تو مین اونکو صلح کے لئے راضی کردون چونکہ خالد بن ولید کچہہ مال غنیمت بہی جمع کر چکے تہے اور فوج کو کمرین کہولنے کا حکم دیدیا تہا اس لئے مجاعہ کو چہوڑ دیا اور کہا کہ اب فوج تہکی ماندی ہے اسے کیا تکلیف دین اچہا تم جاؤ اور قلعہ والون کو

صلح پر آمادہ کردو۔ مین اون سے فقط اونہین کی ذات کے لیئے صلح کرونگا۔ مجاعہ نے قلعہ مین اہل یمامہ کی عورتون کو مردانہ بہیس کراکے فصیل پر چڑہادیا اور جناب خالد سے آکے کہا کہ قلعہ والے محض اپنی جانین بچانے کے لیئے تو صلح کرنا منظور نہین کرتے۔ حضرت سیف اللہ نے یمامہ کی فصیل کی طرف جو دیکہا تو چارون طرف ہتیارہی ہتیار چمکتے نظر آئے۔ یہان تین سو ساٹہہ انصار شہید ہوچکے تہے اور اتنے ہی مہاجرین اور اسی قدر تابعین جنت کو سدہار چکے تہے اور جو باقی رہے تہے اونمین زخمیون کی تعداد بڑہی تہی۔ بدین وجہ جناب سیف اللہ نے مجاعہ سے نصف مال واسباب وزمین مزروعہ اور غیر مزروعہ و باغات اور قیدیون پر صلح کرلینے کو کہا۔ جب اون لوگون نے یہ بھی نہ مانی تو تین ربع سب کا اونہین دیا اور صلح پر راضی کرلیا۔ جب صلحنامہ کی تکمیل ہوچکی اور قلعہ کہولا گیا تو اندر سوا ے عورتون اور بچون کے کچہہ نہ تہا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مجاعہ کو بلایا اور کہا کہ تمنے ہمارے ساتہہ دغا کی۔ مجاعہ نے دست بستہ عرض کی کہ اے امیر عالی جاہ اگر مین یہ فریب نہ کرتا تو میری قوم ہوکی مرجاتی اور یہ معصوم چہوٹے چہوٹے بچے اور بیکس عورتین کس کے ہوکے رہتے۔ امیدوار ہون کہ معاف کیا جاؤن۔ مین نے دربدر بہیک مانگنے کی رسوائی کے ڈر سے ایسا کیا ہے۔ خالد آسمان کی طرف دیکہکے خاموش ہورہے۔ اور جسطرح صلحنامہ ہوگیا تہا اوسی طرح قایم رکہا لیکن اہل قلعہ مین سے سلمہ بن عمیر نے کہا کہ ہم اہل قلعہ کو پہر لڑائی پر آمادہ کیئے لیتے ہین اس صلح کو منظور نہین کرتے۔ مگر مجاعہ بگڑ گیا اور کہنے لگا کہ مین نے تم لوگون کے لیئے بے ایمانی تک کی تم اب بہی اپنی شرارت سے باز نہین آتے معلوم ہوتا ہے کہ ابہی کمبختی تمہاری سرون پر کہیلتی ہے ادبار تمہارا پورا نہین ہوا۔ مجاعہ کی یہ باتین سنکر اوس قوم کے سات آدمی جناب خالد کی خدمت مین حاضر ہوے اور سیف اللہ کے ہاتہہ پر بیعت کرلی۔ اور اقرار کیا

کہ ہم اپنے پہلے خیالات سے توبہ کرکے سچے دل سے مسلمان ہوتے ہین - مگر سلمہ بن عمیر
کے دل مین جناب خالد کی دشمنی چھپی رہی اوس نے اونکے ساتھ دغا کرنی چاہی لیکن سلمہ
کے ساتھیون نے اوسکے کہنے سے حضرت خالد کو مطلع کردیا - پس سلمہ قید کرلیا گیا - لیکن
وہ قید سے نکلکے بھاگا مگر گرفتار ہوکے قتل کرڈالا گیا -

اسی زمانہ مین سلمہ بن وقش ابوبکر صدیق کا فرمان لیکر جناب خالد بن ولید کے پاس آئے
جسکا مضمون یہ تھا " اگر حق جل شانہ تمھین مرتدین پر فتحیاب کرے تو حنیفہ مین سے جو بالغ
ہووے ہرگز زندہ نچھوڑنا اور نئی عمر کے لڑکون اور عورتون کو گرفتار کرلینا " مگر یہان اس فرمان
کے صادر ہونے سے پہلے صلح ہوچکی تھی - اس لئے خلیفہ کے فرمان پر عمل نہین کیا گیا اور
اونمین سے ایک جماعت کو بطور وفد کے اپنا خط دیکر خالد بن ولید نے صدیق اکبر کے دربار
فیض آثار مین روانہ کیا - اپنے خط مین اونھون نے مسیلمہ کذاب کے مارے جانے اور
اہل یمامہ پر فتح پانے اور صلح کا سارا حال لکھدیا تھا - پھر لکھا تھا کہ حضور خاطر جمع رکھین یہان
کے سب لوگ اب پکے مسلمان ہوگئے ہین - جب یہ وفد خلیفہ برحق کے سامنے پہونچا تو
آپنے کمال احترام اور عزت سے اوس سے ملاقات فرمائی - اور اون لوگون سے مسیلمہ کے
بناے ہوے فقرات وحی دریافت کرکے سُنے اور کہا کہ واللہ یہ خدا کا کلام نہین ہے پاک ہے
وہ اللہ جسکے گمراہ کئے ہوے کو کوئی راہ راست پر نہین لاسکتا - اور اوسکے راہ راست پر لگاے
ہوے کو کوئی گمراہ نہین کرسکتا - جاؤ اور اپنی قوم مین رہو اور اسلام پر ثابت قدم رہنا تاکہ اللہ اور
اوسکا رسول تم سے راضی رہین -

رافع بن خدیمہ انصاری فرماتے ہین کہ مسیلمہ کذاب کے مقابلہ کے دن مین نے
اپنی آنکھ سے دیکھا کہ بنی حنیفہ نے بیس دفعہ سے زیادہ لشکر اسلام کے پانوءن اوکھاڑ دئے

جب مسلمانون کے استقلال نے نہ مانا اور بعد بہت سی کوشش کے مرتدین کو ہزیمت دی تو مسیلمہ باغ سے نکلا ہوا بھاگا جاتا تھا کہ ایک انصاری نے اوسے پہچان کے وحشی قاتل عم رسول اللہ کو پکارا کہ وحشی خبردار لینا تیرے پاس سے مسیلمہ نکلا جاتا ہے کہین یہ سلامت بھاگ نہ جاوے - وحشی نے وہی حربہ جس سے امیر حمزہ کو شہید کیا تھا اوسکے پیٹ مین بھونکدیا جو دو زرہون کو توڑ کے پشت سے باہر نکل آیا اور مسیلمہ وہین ٹھنڈا ہو کے گر پڑا - وحشی نے پکار کے آواز دی کہ مین وحشی جبیر ابن مطعم کا غلام ہون - اس جنگ مین مسلمانون کا شعار "وامحمداہ" تھا مجاعہ بن فرار کی تجویز سے بنی حنیفہ سے صلح کر لی گئی - جسقدر درہم و دینار اور مال و اسباب قلعون مین تھا وہ سب اور تیسرا حصہ مویشی اور چوتھائی زراعت لیکر حضرت خالد نے صلح کر لی صلح کرانے مین جو فریب مجاعہ نے کیا تھا وہ کھل گیا اسپر بھی معاہدہ قایم رہا مگر مجاعہ کو اپنے فریب کی سزا بھگتنی پڑی جنگ کے ختم پر شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ بارہ سو صحابہ اور سات سو حافظان قرآن شہید ہوے -

صوبہ یمامہ بحر احمر اور بحیرۂ فارس کے درمیان ہے وہ سب مسیلمہ کے قبضہ مین آگیا تھا اور بنی تمیم کی بہت بڑی شاعرہ ملکہ سجاع زوجہ ابو قحصلہ شہر سبا کی ملکہ مسیلمہ کو دیکھنے آئی جیسے کہ بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کا جاہ و حشم دیکھنے آئی تھی - آتے ہی مسیلمہ پر مرمٹی اور اوس سے نکاح کر لیا - یہ بات مسیلمہ کے لشکر والون کو ناگوار ہوئی اور اونہون نے اوس سے بگڑ کے سپہ سالار لشکر یعنی مالک بن نویرہ کو اپنا سردار بنا لیا - ملکہ سجاع نے مسیلمہ سے پیشین گوئی کرنا بھی سیکھی اور اوسکا مذہب اختیار کر لیا اور اوسکے بدلہ مین مسیلمہ کو شاعری کی تعلیم دی - چنانچہ مسیلمہ صاحب بیوی کی شفقت سے بڑے شاعر بنگئے تھے - یمامہ کے قریب مقام عقربہ پر مسیلمہ ایک لاکھ آدمیون سے خالد بن ولید کے سامنے آیا جنکے پاس صرف دس ہی ہزار

آدمی تہے - پہلے باغیون کو فتح ہوئی - پہر جناب خالد نے استقلال کے ساتہہ سخت حملہ کرکے
دشمنون کو پامال کیا اور مسیلمہ وحشی کے ہاتہہ سے قتل ہوا - دس ہزار باغی مارےگئے - اور بارہ سو
مسلمان شہید ہوسے - حضرت خالد نے ایسے مشکل کے وقت مین بڑی بڑی جنگی کارروائیان
کین جو اونہین کا حصہ تہین - اسی کے ساتہہ اور مسلمان سردارون کو بہی مدد دیتے رہے جو
اطراف وجوانب کی بغاوت دفع کرنے مین سرگرم تہے - یہ صرف خالد ہی کی تیزی اور چستی اور
شجاعت تہی جسنے صدیق اکبر کی خلافت کے پہلے ہی سال مین سلطنت اسلام کو تسلط کے
ساتہہ ملک عرب مین قایم کردیا -

جناب دولتمآب صبحی پاشا تحریر فرماتے ہین کہ جسوقت وحشی نے مسیلمہ کو مارا ہے
چارون طرف یہ شور بلند تہا قتلہ الاسود یعنی اوسکو ایک کالے آدمی نے مارلیا - اسکے بعد
دشمن بالکل ناتوان ہوکے بہاگے - دلاوران اسلام صمصام خون آشام ہاتہون مین لیے ہوے
اونکے پیچہے لگے اور یہان تک مارا کہ صرف جنگ آوران بنی حنیفہ کی کہوپڑیان بیس ہزار سے
زیادہ میدان کارزار مین خاک ادبار پر پائی گئین - العظمۃ للہ - چونکہ اس بار دار وگیر مین طرفین
نے بڑے ثبات اور استقلال سے پیکار کی تہی اسلیے سات سو مہاجرین وانصار شہید
ہوسے - اور تابعین وحافظان قرآن مین سے بہی بہت سے اعلیٰ علیین کو سدہارے -

جناب پاشاے موصوف دام اقبالہم فرماتے ہین کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالےٰ عنہ
کو اس زمانہ مین ایک جگہہ قرار نہ تہا سحاب رحمت کی طرح کبہی یہان برس پڑتے تہے اور کبہی
وہان جہا جاتے تہے کوئی مقام ایسا نہ تہا جہان اونکی تلوار کی بجلی چکا چوندہ نہ ڈالتی ہو - بہت
سے مرتد خوشی بخوشی اونکے مطیع ہوسے اور قاتلان مسلمانان کے علاوہ باقی مرتد اونہین کی سفارش
سے معاف کیے گئے - اونہون نے تہوڑی ہی مدت مین اسلام کا بول بالا تمام ملک عرب

اوراوسکے اطراف واکناف مین کردیا اور سارے ملک مین کوئی گردن کش اور کان ہلانے والا
نہ رکھا ۔ چارون طرف جابجا اسلام کے عامل بیٹھہ گئے اور بیت المال کی باقی کی کوڑی کوڑی
مدینہ بھجوادی ۔ قصہ مختصر یہ ہے کہ یار غار شفیق یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ اور اونکے
ماتحتون نے دین مبین کی ایسی اچھی خدمتین کین کہ اسلام از سر نو زندہ ہوگیا ۔

حطم اور بحرین کے مرتدون کا سزا پانا

جب بحرین کے مرتدون نے حد سے زیادہ اودہم مچایا تو حضرت امیر المومنین صدیق اکبر
نے علاء بن حضرمی کو امیر لشکر مقرر کر کے بحرین کی طرف روانہ فرمایا ۔ راہ مین ایک عجیب واقعہ پیش
آیا یعنی ایک منزل پر ٹہیرے ہوے تہے کہ سارے جانور سواری اور بار برداری کے بھڑک اوٹھے
ہرچند روکا تہاما ۔ مگر کسی سے کچھہ نہو سکا جانور اوچھل کود اور زور کر کے اگاڑیان پچھاڑیان توڑ ا
جنگل کو بھاگے ایک نہ رہا کسی کے سمجھہ مین نہ آیا کہ یہ کیا بات تہی ۔ لشکر لاچار اور پریشان رہگیا
لڑائی کا سامنا اور پردیس ایسے وقت مین یون ہی ہر کام مشکل ہوجاتا ہے اب پیادہ پائی اور
اسباب کا لیجلنا اور دوبھر ہوگیا لوگ نہایت متردد و حیران ہوے ۔ جناب علاء رضی اللہ عنہ
نے سب لشکر کو جمع کر کے بہت سی تسلی اور تشفی کی باتین کین اور کہا اے اہل حق تم مسلمان ہو
تمھین اتنا اضطراب زیبا نہین مرضی مولا از ہمہ اولی اگر اوسکو یہی منظور ہے تو کیا تم اوسکی مرضی پر
راضی نہ ہوگے ۔ تمنے جناب رسالتمآب کی صحبت مین تعلیم پائی ہے تم راہ خدا مین حصول
ثواب کے لئے نکلے ہو پھر اس قدر بدحواس اور ہراسان کیون ہوتے ہو اطمینان رکھو وہ اپنے
فرمانبردارون کو بیجا اور بیفائدہ تکلیف نہین دیتا معلوم نہین یہ کیا بات تہی اور اسمین اوسنے کیا
مصلحت سوچی ہے ۔ مین جانتا ہون کہ تم مین سے بہتون کے اسباب بھی جانورون پر
لدے ہوے تہے اور وہ معہ اسباب کے گم ہوگئے ہین مگر پھر اس سے کیا جو کچھہ ہمارے

پاس ہے وہ ہمارا ہے ہمین اوسکے لیئے واہب العطیات کا شکر ادا کرنا چاہیئے اور جو ہمارے پاس نہ رہا وہ ہمارا کاہیکو تھا جس نے دیا تھا اوسنے لیلیا تم رنج کرنے والے کون۔ غرضکہ اسی طرح کی تسلی بخش باتین کر کے سب کی آنکھین کھولدین اور مسلمانون کو مطمئن کر دیا۔ نماز صبح کے بعد دعا مین مشغول ہوے۔ آفتاب طلوع ہوتے ہی کیا دیکھتے ہین کہ ایک چشمہ شیرین کیطرف سے سب جانور چلے آتے ہین اور اسباب جون کا تون اون پر لدا ہے کسی کا ایک تنکا تک ضایع نہین ہوا۔ مجاہدین نے بہی اوس چشمہ سے پانی پیا اور اپنے اپنے جانور پکڑ لیے۔

جب لشکر اسلام مرتدین کے قریب پہونچگیا تو ایک مناسب مقام دیکھکے قیام کیا۔ رات بہر چوکیداری کرنی پڑی۔ صبح ہوتے ہی مرتدون کی طرف سے ایک غل غپاڑہ سنائی دیا۔ جناب علاء رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ دریافت کرو یہ کیا بات ہے۔ معلوم ہوا کہ سب شراب پی پی کے مست ہین لشکر اسلام نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور ایکدم سے حملہ کیا اور دشمنون کا مار مار کے سویرا کر دیا۔ کچھہ لوگ بچکے بہاگے اور کشتیون مین بیٹھکے موضع دارین پہونچے۔ حضرت علاء نے اونکا پیچھا کرنا چاہا مگر دریا درمیان مین حائل تھا اور طغیانی بہی اوسمین بہت ہو رہی تھی۔ آپنے دریا مین گھوڑا ڈالدیا اور اپنے لشکر والون سے بہی کہا کہ جو دعا مین پڑہ رہا ہون یہی پڑہتے ہوے تم بہی میرے قدم بقدم چلے آؤ۔ وہ دعا یہ ہے یا رحمن یا رحیم یا کریم یا احد یا صمد یا محی یا حی یا قیوم لا الہ الا انت یا ربنا انا عبیدک و فی سبیلک اجعل لنا السبیل علیہم چڑہا ہوا دریا دم زدن مین اوتر گیا یہ بہی تو نہ معلوم ہوا کہ اوس پانی کو زمین جذب کر گئی یا آسمان پر ابخرے بنکے اوڑ گیا جانورون کے کم کم پانی تھا سارا لشکر اسلام بسہولت پار پہونچگیا اور ایکدن رات کی مسافت تھوڑی دیر مین طے ہو گئی غرضکہ ہزبران اسلام نے اپنے شکار کو جالیا یعنی دشمنون کے سرون پر پہونچ گئے اور اونکے قتل و قید کے بعد مال غنیمت لیکے جیسے گئے تہے ویسے ہی اپنے جاے قیام پر واپس آگئے

یہ سب کچھ ایک ہی دن مین ہوگیا - اس عجیب وغریب واقعہ کو دیکھکے ایک رہبان مسلمان ہوا -

جناب خالد بن الولید نے یمامہ سے فرصت پاکے یمامکی اوس وادی کا قصد کیا جہان عبد القیس اور بکر بن وائل وغیرہ بطون ربیعہ مین جمع ہورہے تھے اور بعد وفات رسول اللہ انھون نے بھی ارتداد وبغاوت اختیار کی تھی - منذر بن ساوی بھی کھل کھیلا تھا - عبد القیس کو جارود بن المعلی نے سمجھا بوجھا کے پھر مسلمان کرلیا -

ابوبکر صدیق نے علاء بن الحضرمی کو منذر کی گوشمالی کے لیے بھیجا کیونکہ آنحضرت کے انتقال کے بعد بطون ربیعہ نے مرتد ہوکے منذر بن النعمان بن منذر کو جو مغرور کے نام سے مشہور تھا اپنا حاکم بنالیا تھا جیسا کہ اوسکی قوم نے حیرہ مین کیا تھا - پس عبد القیس تو جارود بن المعلی کی وجہ سے مسلمان بنے رہے مگر بکر بن وایل مرتد ہوگئے - ادہر بنو قیس بن ثعلبہ کے بہائی حطم بن ربیعہ نے لڑائی کا سامان کرکے غطیف اور ہجر کے درمیان اپنا عملہ دخلہ کرلیا اور چند آدمیون کو عبد القیس کے پاس دارین روانہ کیا تاکہ اونہین اسلام سے برگشتہ کرین - جب عبد القیس نے اسلام سے پھرنے سے انکار کیا تو حطم بن ربیعہ نے مغرور بن سوید کو جُواثی کی طرف یہ وعدہ کرکے روانہ کیا کہ اگر تو مسلمانون پر غالب آگیا تو مین تجھکو بحرین کا بادشاہ کردونگا جیسے نعمان حیرہ کا بادشاہ ہے - پس مغرور بن سوید نے جواثی مین مسلمانون کو چارون طرف سے گھیر لیا - اسی زمانہ مین حضرت علاء بن الحضرمی مرتدون کی گوشمالی کے لیے بحرین پہونچگئے اور جارود بن المعلی سے کہلا بھیجا کہ جلدی سے عبد القیس کو اپنے ہمراہ لیکر حطم اور قوم اوس پر حملہ کردو - اس خبر کے سنتے ہی سب مسلمان حضرت علاء کے پاس آکے جمع ہوگئے اور سوائے اہل دارین کے سب مشرکین حطم کے پاس آگئے اور اپنے اردگرد چارون طرف خندق کہود کے لڑائی جاری کردی - مہینہ بھر تک متواتر جنگ ہوا کی کوئی کسی پر غالب نہ آتا تھا - اتفاقاً ایکدن بوقت شب غل شور

ہونے لگا۔ علاء بن الحضرمی نے کان لگا کے جو سنا تو اوس غل غپاڑے مین گانے بجانے۔
باہمی لڑائی اور پھکڑ لڑنے اور گالی گلوچ کی آواز آئی۔ حضرت علاء تھوڑی دیر تک خاموش لیٹے
ہوئے سنا کیے جب طبیعت نے نہ مانا تو کسی کو اسکی خبر لینے کے لئے بھیجا۔ اوسنے آکر بیان
کیا کہ مخالفت کا کل لشکر شراب پی پی کر بدمست ہے۔ جناب علاء نے اوسی وقت فوج اسلام کو
تیار کر کے حملہ کر دیا۔ شیران اسلام خندق پھاند پھاند کے دوسری طرف جا پہونچے۔ مرتدین حالت
نشہ مین سنبھل نہ سکے نہ گھوڑون کو تیار کر سکے یون ہی ننگے پیر کھلے سر بھاگے۔ مسلمانون نے
باڑھ پر رکھلیا اور ایسا مارا کہ خدا کی پناہ۔ بہت سے مرتد قتل ہوئے۔ بہت سے قید مین پڑے اور
کچھ کشتیون پر سوار ہو دارین جا پہونچے۔ بعض اپنی قوم مین جا ملے۔ حطم بن ربیعہ جو مرتدین کا سردار
تھا اپنے کو سنبھالکے گھوڑے پر سوار ہو رہا تھا کہ قیس بن عاصم نے اوس پر وار کر کے اوسکا
ایک پیر الگ اوڑا دیا اتنے مین جابر بن بجیر نے آکے قیس پر حملہ کیا۔ قیس نے اوسکا وار خالی دیکے
ایک ہاتھ ایسا مارا کہ اوسکا سر بٹا سا الگ جا رہا جابر کو ٹھنڈا کر کے قیس نے حطم بن ربیعہ کا
خاتمہ کر دیا۔ ادہر عفیف بن منذر نے مغرور بن سوید کو گرفتار کر لیا۔ غرضکہ ساری رات سے دیکا
بازار گرم رہا۔ صبح ہوتے ہی میدان دشمنون سے خالی ہوگیا۔ پھر جناب علاء نے مغرور کو قتل
کرا کے مال غنیمت بانٹنا شروع کیا اور خصفہ تمیمی۔ مثنیٰ بن حارثہ اور ادن لوگون کو جو بنی بکر مین
اسلام پر قایم رہے تھے مرتدون کی گوشمالی کو لکھا مگر اس تحریر کے پہونچنے سے پہلے مرتدین
دارین مین داخل ہوگئے تھے۔ بکر بن وائل کے مسلمانون نے اس امر کی خبر جناب علاء کو دی
اور خود بھی دارین پر حملہ کرنیکو چلے۔ اوہر علاء بن الحضرمی بھی اونکے پیچھے پیچھے دارین روانہ ہوئے
اثنائے راہ مین دریا حائل ہوا کشتی کے نہ ملنے سے لشکر اسلام رکا حضرت علاء نے گھوڑے
سے اوترکر جماعت کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی اور سب کے ساتھ ملکے یہ دعا مانگی۔

یا ارحم الراحمین یا کریم یا حلیم یا احد یا صمد یا حی یا محی الموتی یا حی یا قیوم

لا الہ انت یا ربنا،، اختتام دعا کے بعد جناب علاء نے گھوڑے پر سوار ہوا ہر طرح جو دیکھا

تو گھوڑا دریا مین تہا یہ دیکہکے سارا لشکر دریا مین نظر آیا - اللہ جل جلالہ نے جو یہ ہمت دیکھی تو دریا کو

پایاب کر دیا - سچ ہے جو لوگ اپنی مدد آپ کرتے ہین خدا اونکی مدد کرتا ہے - تمام فوج خیر و عافیت

سے پار ہو گئی اور کسی کے گھوڑے کا ٹانگ بہی تر نہ ہوا - قیامت کی طرح دشمنون کے سرون

پر جا دہمکے اور تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا - برابر ایکدن رات لڑائی ہوتی رہی - آخرش مرتدین جن لوگ لگئے

چھہ ہزار سوار اور دو ہزار پیادے اونکے کام آے باقی جتنے رہے سب کے سب گرفتار ہو گئے

اس فتح نمایان کے بعد جناب علاء بحرین مین واپس آگئے اور لشکر اسلام کو حرانہ مین قیام کا حکم دیا

اتنے مین بدمعاشون نے یہ مشہور کر دیا کہ ابو شیبان اور ثعلبہ اور حر شیبانیون کو مرتد ہونیکی

ترغیب دے رہے ہین اور کہتے ہین کہ مسلمانون سے لڑو - مگر برخلاف اوسکے شیبانی اہل اسلام

کی مدد کو تیار ہو رہے تہے - جب حضرت علاء اون مفسدون کے کہنے سے ابو شیبان وغیرہ

پر حملہ آور ہوئے تو اصل حال واضح ہوا اور وہ نادم ہو کے اپنی قیامگاہ پر آگئے اور دربار صدیقی

مین اطلاع کی کہ حضور کے اقبال پر اجلال سے ہمنے اہل خندق کو نیچا دکھایا اور حطم مارا گیا -

صدیق اکبر نے اس بات سے خوش ہو کر جناب علاء کو بحرین کا مستقل حاکم کر دیا - پہر ثمامہ

بن اثال کچھہ آدمیون کو اپنے ساتھہ لیکے لڑنے کو آمادہ ہوا کہ اثنائے راہ مین اوسکو قیس بن

ثعلبہ بن بکر بن وائل سے ملگئے - اونکے پاس حطم بن ربیعہ کی سیاہ چادر تہی لوگون نے کہا کہ حطم

کو اسی نے قتل کیا ہے - قیس نے ہر چند واویلا مچائی کہ مین نے اوسے ہرگز نہین مارا مجھے تو

یہ چادر امیر نے دی ہے مگر لوگون نے ایک نہ مانی - اونہین شہید کر ڈالا -

بحرین کے لوگ عہد نبوی مین مسلمان ہوئے تہے - آنحضرت صلعم نے علاء بن الحضرمی

کو دعوت اسلام کے لیئے وہان روانہ کیا تہا۔ چنانچہ سنہ ہجری مین حضور صلعم نے وصول صدقات کے لیئے اپنے عامل چارون طرف بہیجے تو علاء رضی اللہ عنہ کو بحرین کا عامل کر دیا۔ وہ بحرین ہی مین تہے کہ جناب رسالتمآب صلعم کے انتقال کی خبر مشہور ہوئی۔ اسکے بعد ہی منذر بن ساوی حاکم بحرین جو مسلمان تہا مر گیا اوسکا مرنا تہا کہ بحرین والے مرتد ہو گئے۔

بحرین مین بنی عبد القیس اور بنی بکر دو تہوک تہے۔ بنی عبد القیس تو اسلام سے نہ پہرے مسلمان ہی رہے مگر بنی بکر اپنی قسمت کی شامتون سے مرتد ہو گئے۔ اس لئے دونون مین لڑائی کی ٹہیری۔ اور قدیمی بغض و عداوت نے اس پر اور بہی تیل کا اثر کیا۔ بنی بکر نے عجم کے بادشاہ کسریٰ سے مدد مانگی۔ اور بنی عبد القیس نے جناب صدیق اکبر سے اعانت کی درخواست کی۔ فریقین مین جی کہول کے لڑائی ہونے لگی۔ پہلے لشکر کفار نے شکست کہائی مگر آخر ش بنی بکر کو غلبہ حاصل ہو گیا اور بنی عبد القیس منہزم ہو کے قلعہ جوائی مین چلے گئے۔ کفار بہت دنون تک اونہین گہیرے پڑے رہے۔ جب قلعہ والون کے پاس کہانے پینے کو نہ رہا تو اونہین سے ایک نے یہ اشعار لکہکے قاصد کے ہاتہہ مدینہ بہیجے۔

الا ابلغ ابا بکر رسولا	وفیتان المدینۃ اجمعینا
فہل لکم الی قوم کرام	قعود فی جوائی محصرینا
کان دمائہم فی کل فج	شعاع الشمس تغشی الناظرینا
توکلنا علی الرحمن انا	وجدنا النصر للمتوکلینا

یعنی اے قاصد ابو بکر صدیق اور مدینہ کے سب جوانون کو خبر کر دے کہ جو لوگ جوائی مین محصور ہین اونکا تمہین کچہہ خیال ہے کہ نہین۔ اونکا خون سورج کی شعاعون کی طرح سارے راستون مین پہیلا ہوا دیکہنے والونکی نظرون کو چوندہیا رہا ہے۔ ہم خدا پر تکیہ کئے بیٹہے ہین اور اوسی پر

توکل کرنیوالون کو مدد ملتی ہے۔

جناب صدیق اکبر ان اشعار کو پڑہتے ہی درد دل سے آنکھون مین آنسو بہر لاے اور اوسی وقت علاء بن الحضرمی کو بلا کے حکم دیا کہ فوراً لشکر ظفر پیکر ہمراہ لیکے جوانی والون کی حمایت کو جلدی پہونچو۔ اثناے راہ مین جو قبیلہ ملے اوس سے آدمی اپنے لشکر مین اور بہرتی کرتے چلے جانا راہ روی مین کچہہ آدمی مختلف قبیلون مین سے اس لشکر کے ہمراہ ہو لیے۔ بحرین مین داخل ہو کے جب انکے آنیکی خبر قلعہ والون کو ہوئی تو اونہون نے مسلمانون کو مطلع کیا کہ مخالفون کی کثرت تم سے بہت زیادہ ہے۔ جناب علاء نے اونکے پاس جواب بہیجدیا کہ تم مطمئن رہو ہم رات کو اون پر حملہ کرینگے جسوقت نہ مرتدون کو مسلمانون کی قلت محسوس ہوگی نہ مسلمانون کو اونکی کثرت معلوم پڑیگی۔ تمکو جب ہمارے نعرہ ہاے اللہ اکبر کی صدا سنائی دے اوسی وقت قلعہ سے نکلکے ہمارے ہمراہ ہو جانا۔ پس رات ہی کو جناب علاء نے حملہ کا حکم دیا۔ تکبیرون کی آواز سنکے قلعہ والے بہی آگئے اور کفار کو شکست فاش دی۔ گو بہت سے مسلمان بہی شہید ہوے مگر کفار بے انتہا مارے گئے۔ مال غنیمت اس کثرت سے ہاتہہ لگا کہ خمس نکالنے کے بعد ہر ایک سوار کے حصہ مین چہہ ہزار درہم اور ہر پیادہ کو دو ہزار درہم ملے پہر قلعہ اردم پر چڑہائی کی گئی جسمین بنی بکر کے لوگ اور شاہ عجم کا امیر فوج منذر بن نعمان تہا۔ اب بہی خداوند کریم کے فضل سے لشکر اسلام ہی غالب رہا۔ بنی بکر اور لشکر فارس کے لوگ کثرت سے مارے گئے۔ جو باقی رہے وہ روتے پیٹتے سر پر خاک اوڑاتے شکست کی خبر دینے کسریٰ کے پاس پہونچے۔ لیکن منذر بن نعمان مسلمان ہوگیا۔

مرتدان عمان ومہرہ

عمان اور مہرہ اور یمن وغیرہ مین جو فساد اور غدر رچا ہوا تہا اوسکا بندوبست جناب صدیق اکبر نے

یون کیا کہ حذیفہ بن محصن حمیری کو عمان روانہ کیا اور عرفجہ کو مہرہ اور مہاجر بن ابی امیہ کو یمن جانیکا حکم صادر ہوا۔ زیاد کو بنی کندہ کا بندوبست سپرد ہوا۔ جناب حذیفہ اور عرفجہ سے ارشاد ہوا کہ تم دونون ملکر پہلے عمان جاؤ۔ اور جیسا پہلے لکھا جا چکا ہے کہ حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نام فرمان خلافت صادر ہوا کہ افسوس تمنے جنگ یمامہ مین ہمارے امتثال امر مین گونہ کوتاہی کی اوسکا نتیجہ بہگتا اب ہم تمہارا امتحان کرتے ہین۔ تم حذیفہ اور عرفجہ کی مدد کے لیئے عمان روانہ ہو جاؤ تم مین سے ہر ایک بجاے خود امیر لشکر ہے مگر جب عمان پہونچو تو تمہین حذیفہ کی ماتحتی مین کام کرنا ہوگا۔ جب مہم عمان سے فرصت ملے تو تینون شیر و شکر کی طرح ملے جلے معہ اپنے اپنے لشکرون کے مہرہ آجانا اور وہان سے نبٹ کے برق جہندہ کی طرح یمن پر جا پڑنا۔ اوسکے بعد حضرموت کا انتظام کیا جاے۔ پہر مہاجر بن ابی امیہ کا ساتھہ دینا“ جناب عکرمہ یہ حکم واجب العمل پاتے ہی حذیفہ اور عرفجہ کے پاس پہونچے۔ عمان مین لقیط بن مالک ذو التاج پیمبر بن بیٹھا تہا اور دبا دار الحکومت عمان مین اوسنے ایک زبردست لشکر کثرت کے ساتھہ جمع کر لیا تہا۔ اپنے سارے لشکر کے زن و فرزند اور بال بچے ساتھہ رکہے تہے۔ جسوقت مسلمانون سے لڑنے کے لیئے صف آرائی کرنے لگا تو لشکر والون کے جورو بچون کو پیچہے فوج کے جما دیا تاکہ سپاہ اپنے بال بچون کی خاطر سے جان لڑا دے اور اگر بہاگنے کا قصد بہی ہو تو اہل و عیال شرم دلا کے پیچہے ہٹنے سے روکین۔ اسوقت غازیان روئین تن کا مجمع موضع صحار تک آ پہونچا۔ دونون لشکرون کی مڈبہیڑ ہو گئی دونون طرف کے دلاور اور من چلے میدان رزم مین آنے اور اپنا اپنا ہنر دکہانے لگے۔ یہ جنگ کچہہ ایسی جانکاہ اور خونخوار تہی کہ اسے دیکہکے مسلمانون کے حوصلے پست ہو چلے تہے اور سب حسرت و یاس کی نگاہون سے آسمان کو تکتے تہے کہ یکایک بگڑی ہوئی

ہوا بنگئی اور اوکھڑی ہوئی ساکہہ جمی - رب العالمین نے اسلام کی بات رکھلی اور عین مصیبت
اور بیکسی مین مدد فرمائی یعنی بنی ناجیہ اور بنی عبد القیس کے سردار اپنی اپنی فوجین ساتھہ لئے
ہوے عین ہنگامہ گیرودار مین مسلمانون کی مدد کو آن پہونچے - انکے آنے سے کفار پر عذاب
آلہی نازل ہوا - دلیر غازی آگے بڑہے اور تیغ و سنان سے مرتدین کو سرکشی کی سزا ملنے
لگی حتے کہ کفار کے پانون اوکھڑے اور مسلمان اونکے پیچھے لگے - دس ہزار مرتد تہ تیغ ہوے
اونکے بال بچے اور مال و اسباب غازیان اسلام کے ہاتھہ آے - لقیط بن مالک جسکے
دماغ مین ہواے نبوت سمائی ہوئی تہی مارا گیا - حق و باطل کا فرق سبکی سمجھہ مین آگیا -

پھر موضع مہرہ پر چڑہائی کی گئی - وہان دو گروہ تہے جنمین سے زبردست جماعت کا
سردار مسیح محازلی اور زیردست کا سرگروہ شخرب تہا - ان دونون جماعتون مین پہلے سے
دشمنی چلی آتی تہی - حضرت عکرمہ کے سمجھانے بجھانے سے شخرب اور اوسکا گروہ مسلمان
ہوگیا اور سب کے سب مسلمانون کے مددگار بنگئے - اور مسیح سے بڑی سخت لڑائی ہوئی -
یہ جنگ دبا کی لڑائی سے بدرجہا خطرناک تھی - اللہ ہی اپنے سچے غلامون کا حامی اور
مددگار تہا اس لئے میدان اونہین کے ہاتھہ رہا - مسیح مارا گیا اور اوسکی فوج کچھہ تو جان لیکے
بہاگی اور باقی شمشیر آبدار کے گہاٹ پار اوتری - مال غنیمت مین صرف دو ہزار عربی گھوڑے
ہی تہے مال و اسباب کا کچھہ حساب ہی نہ تہا - حضرت عکرمہ نے خمس نکال کے باقی
تقسیم کردیا اور خمس کو شخرب کے ساتھہ مدینہ بہیجدیا -

زیاد بن لبید مرتدین کندہ کی سرکوبی کو گئے اور ایک ایسا شبخون مارا کہ مرتدین کے چار
سردار مارے گئے اور سب گروہ مرتدین پریشان اور ذلیل و خوار ہو کے منتشر ہوگیا -

عمان اور مہرہ کے لوگ بہی حضرت صلعم کے زمانہ مین ایمان لا چکے تہے مگر بعد وفات

نبوی اپنی شامت اعمال سے منحرف ہو گئے - جیفر اور عبد کو جناب رسالت مآب نے یہانکا
حاکم کردیا تھا وہ دونوں بھاگ کے ایک پہاڑ مین جا چھپے اور قاصد کی معرفت اس غدر کی
اطلاع صدیق اکبر کو کردی - جناب ابو بکر صدیق نے حذیفہ بن محصن اسدی کو عمان - اور عرفجہ
بارقی کو مہرہ کی طرف روانہ کیا - عکرمہ بن ابی جہل فتح یمامہ سے ابھی واپس نہین ہوے تھے کہ
اونہین حکم بھیجدیا - تم حذیفہ اور عرفجہ کی مدد کو چلے جاؤ - پہلے عمان پر حملہ کیا گیا وہان لقیط بن مالک
ازدی پیغمبر بنا بیٹھا تھا اور اپنی دار الحکومت دبا مین اوسنے بہت فوج اکٹھی کر رکھی تھی - بڑی
خوفناک لڑائی کے بعد اسلام کی فتح ہوئی - دس ہزار کافر معہ لقیط مارے گئے اور بہت سی
غنیمت مسلمانون کے ہاتھہ آئی -

جس فوج نے مہرہ پر حملہ کیا اوسکے سپہ سالار عکرمہ بن ابی جہل تھے ایک زبردست
خونخوار لڑائی کے بعد مسیح مجازلی سردار کفار مارا گیا -

زمانہ جاہلیت مین لقیط بن ملک کا خاندان حاکم عمان تھا مگر انقلاب زمانہ سے حکومت
اوس خاندان سے منتقل ہوکے جیفر و عبد پسران جلندی کے پاس آگئی تھی - آنحضرت صلعم
کے انتقال کے بعد اہل عمان و مہرہ مرتد ہو گئے تو لقیط بھی موقع دیکھکے نبوت کا دعوے کرنے
لگا اور جیفر و عبد کو عمان سے نکالدیا - جیفر نے اس بات کی اطلاع خلیفہ رسول اللہ کو مدینہ روانہ
کردی - ابو بکر صدیق نے حذیفہ بن محصن ضمیری کو عمان اور عرفجہ بارقی کو مہرہ مین تسلط بٹھانیکو
بھیجا - روانگی کے وقت حذیفہ سے یہ کہا گیا کہ عمان والون کی درستی کے بعد تم مہرہ جاکر
عرفجہ کی اعانت کرنا اور دونون آدمی جیفر کی رائے پر کاربند رہنا - ادہر عکرمہ بن ابی جہل کو فرمان
پہونچا کہ حذیفہ اور عرفجہ کے ساتھہ ہوکر اہل عمان و مہرہ سے لڑنا - اور وہان سے فارغ ہوکے
یمن چلے جانا - پس عمان مین پہلے تو عکرمہ پہونچے پھر حذیفہ اور عرفجہ داخل ہوے - اور

جیفر وعبد کو اپنے آجانے سے مطلع کیا وہ دونون معہ اپنی باقی ماندہ فوج کے لشکر اسلام سے آن ملے۔ اس سب لشکر کے خیمے صحراے عمان مین استادہ ہو گئے۔ اودہر لقیط بہی شہر دبا مین چوکنا ہو گیا۔

لشکر اسلام کے مقدمتہ الجیش پر عکرمہ۔ میمنہ پر حذیفہ۔ اور میسرہ پر عرفجہ تہے۔ رئیسان عمان جو ابتک مسلمان رہے تہے معہ جیفر وعبد کے قلب لشکر مین تہے۔ فجر کی نماز کے بعد لڑائی شروع ہوئی۔ فریقین نے اپنے حتی المقدور کوئی دقیقہ مردانگی مین باقی نہین رکہا جی توڑ کے لڑے۔ مسلمانون کا لشکر نشیب مین اور کفار بلند مقام پر تہے۔ اسپر بہی مسلمان اپنے سر ہتیلیون پر دہرے ہوے آگے بڑہے چلے جاتے تہے۔ اس خونخوار اور خونریز لڑائی مین ہمارے بہادرون نے ایک قدم بہی پیچہے نہین رکہا۔ لقیط نے یہ دیکہکر اپنی فوج کو ایک ڈانٹ بتائی اور آگے بڑہایا۔ اور خود گہوڑے کو لڑ دیکے ایک ہاتہ مین علم اور دوسرے مین نیزہ لئے ہوے مسلمانون کی طرف لپکا۔ قریب تہا کہ اس ناگہانی اور مجموعی حملہ سے مسلمان گہبرا کر بہاگ کہڑے ہون اور لقیط فتحمند ہو جاے کہ بنی ناجیہ کا ایک گروہ اوسی وقت اونکی مدد کو آگیا اونکے ساتہہ حریث بن راشد اور کچہہ لوگ بنی عبد القیس کے بہی تہے جنکا سردار بخار بن صرصار تہا۔ اس غیبی مدد نے مسلمانون کی ہمتین بڑہا دین اور سب نے اللہ اکبر کہکے ایکدم سے کفار پر حملہ کر دیا۔ دشمنان اسلام گرتے پڑتے بہاگے۔ دس ہزار مرتد مارے گئے۔ قیدیون کی کثرت اس سے معلوم ہو سکتی ہے کہ تقسیم مال کے بعد جو خمس مدینہ بہیجی گئی اوسمین آٹہہ سو قیدی تہے۔

لڑائی ختم ہونے کے بعد حذیفہ عمان مین رہگئے۔ اور عکرمہ مہرہ کی طرف گئے۔
واضح ہو کہ وہان کچہہ لوگ عمان کے ہزیمت خوردہ اور کچہہ لوگ بنی ازد اور بنی عبد القیس

اور بنی سعید کے بہی جاکر شامل ہوگئے تہے - اور مہرہ مین دو گروہ ہوکر وہان کی حکومت
و ریاست کے لیئے لڑنے لگے تہے - عکرمہ نے وہان پہونچتے ہی دونون سے کہا کہ
تمہارے حق مین یہی بہتر ہے کہ مسلمان ہوجاؤ - ایک جماعت تو مسلمان ہوگئی مگر دوسری
جماعت جنکا سردار مسیح تہا کافر ہی رہی ۔ مسلمان جماعت نے عکرمہ کے ساتہہ ملکر کفار پر حملہ کیا
اور اونکا سردار مسیح (مصبح) مارا گیا - اور بہت سا مال و اسباب لوٹ لیا - اس واقعہ سے
اسلام کو ایک بڑی مدد یہ ملی کہ اسکے بعد ہی گرد و نواح کے سب باشندے خود بخود مسلمان ہوگئے
یعنی نجد - روضہ - ساحل - جزائر - مرلسان - اہل جیرہ - ظہور الشحر - فرات - ذات الخیم - فرہ
بالاتفاق مسلمان ہوے - عکرمہ نے ان حالات کی اطلاع ابوبکر صدیق کو دی اور خود مین کو
مہاجر بن ابی امیہ کے پاس چلے گئے جیسا کہ اونہین حکم تہا -

ارتداد حضرموت اور کندہ والون کا

جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلواۃ نے اپنے سامنے زیاد بن لبید انصاری
کو کندہ اور حضرموت کے صدقات وصول کرنیکو متعین فرمایا تہا - حضور صلعم کی حیات مین
وہ وہین رہے - جب آپ انتقال فرما گئے تو اشعث بن قیس جو اوس نواح مین نامی
گرامی تہا معہ اپنی قوم کے مرتد ہوگیا اور زیاد بن لبید سے خوب لڑا - زیاد وہان سے کنارہ
کرکے مدینہ چلے آے - جناب صدیق اکبر نے اونہین بہت سی فوج دیکے وہان کے لوگون
کی گوشمالی کو لوٹا دیا - کفار مسلمانون سے کئی دفعہ سخت لڑائیان لڑے مگر جنگ کا نتیجہ یکسو
نہوتا تہا کبھی یہ غالب آجاتے تہے - کبھی وہ - جب مدت تک قطعی فیصلہ نہوا تو حضرت
صدیق اکبر نے عکرمہ بن ابی جہل اور مہاجر بن ابی امیہ کو لکھا کہ آپ دونون صاحب زیاد
بن لبید کی مدد جاکے کرین - ان دونون بزرگوارون کے پہونچنے کے بعد بہی چند لڑائیان

ہوئین آخرش ابن قیس نے اپنے تئین ایک قلعہ مین بند کرلیا اور مدت تک وہین بیٹھا فتنہ وفساد برپا کرتا رہا۔ بعد بہت سی کوششون کے اشعث گرفتار کرکے مدینہ بھیجا گیا اور دربار صدیقی مین ارتداد سے توبہ کرکے مسلمان ہوگیا۔ گو ہمارے فاروق اعظم مصر تھے کہ اشعث قتل ہی کیا جاے مگر حضور صدیق اوسکی شجاعت اور جوانمردی کی قدر فرماتے تھے۔ ادہر صدق دل سے اوسنے اسلام بھی قبول کرلیا تھا اس لیئے اونہون نے اوسکی جان بخشی کردی اور اوسکی درخواست پر اپنی بہن ام فردہ کا نکاح اوس سے کردیا۔ جناب صدیق کی مردم شناسی نے بڑا کام کیا کیونکہ جنگ عراق مین اشعث سے کارنمایان ظہور مین آے۔

اب خلافت صدیقی کا ایک سال تمام ہوگیا اس سال مین سارا عرب ارتداد کی نجاست اور سرکشی کی ظلمت سے پاک وصاف ہوگیا اور کسی فرد بشر کو مجال بغاوت نہ رہی جو تھا وہ مطیع وفرمانبردار تھا یا ذمی یا جزیہ گذار۔ آپ سمجھین کہ گو ہمنے اسمین جا بجا مختلف سرخیان قایم کرکے جدا جدا لڑائیان کردی ہین مگر یہ ایک ہی غدر تھا جسنے وفات نبوی کے باعث تمام ملک مین شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک شعلے بھڑکا دیئے تھے۔ ہم اسے ایک ہی لڑائی گھر کی کہتے ہین چاہے اور مؤرخون کی راے ہم سے الگ ہو۔ مخالفین سب کے سب ایک ہی مرض ارتداد مین گرفتار اور وہی لوگ تھے جنکے منہ مین آنحضرت صلعم کی نبوت پر پانی بھر آیا تھا یا اسلام کی روز افزون ترقی پر حسد کرتے تھے پس جس چراغ کو خدا نے اپنے ہاتھ سے روشن کرکے سر راہ خلق کی ہدایت کے لیئے رکھا تھا اوسے اپنی پہونک سے نہ تو نبوت پر رال ٹپکانے والے نہ حاسد بجھا سکے اور خواہ مخواہ گستاخیان کرنے کی پاداش مین یہ عذاب بھگتا کہ ایک ارتداد کے وبا مین پچاس ہزار سے زیادہ مرتد تیغ خون آشام کے گھاٹ کیت رہے اور حق سبحانہ تعالے نے اپنی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ کا نمونہ پورا پورا اس ارتداد

کی لڑائی مین ظاہر فرمایا۔ گو بظاہر اس لڑائی مین مسلمانون پر بہی بہت سی مصیبتین پڑین مگر حقیقت مین وہ موجب رحمت اور باعث ترقی وتقویت اہل اسلام ہوئین۔

اول تو نمکحرام اور فریبی منافق جو نہ ادہر مین تہے نہ ادہر مین اللہ کے خالص بندون سے جدا ہوکر ذلیل وخوار ہوے اب کوئی ایسا نہ رہا جو ظاہر مین مسلمان ہو اور باطن مین اسلام کی جڑ کہودتا ہو۔ رکابی مذہبون کا خاتمہ ہوگیا۔

دوسرے ان لڑائیون نے سورج سے زیادہ روشن کردیا کہ اسلام صرف خدا کی مدد سے اوسکے ضعیف عبادتگذار فرمانبردارون کی سعی کے باعث مستحکم اور غالب ہوا۔ اب سبکو اطمینان ہوگیا کہ کوئی اسلام کا بال بیکا نہین کرسکتا۔ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون یعنی اللہ اپنا نور پورا کرنیوالا ہے چاہے کافر اوس سے کراہت کیا کرین۔ اگر خاص خدا کا یہ وعدہ نہوتا تو جو وقت آفتاب نبوت غروب ہوگیا تہا اور یہ تمام قبیلے اور پیرون کے تلے کی چینٹی تک بہی مسلمانون کی دشمن ہوگئی تہی اسلام باقی نہین رہ سکتا تہا۔ بیشک یہی ہوا کہ جسے اللہ رکہے اوسے کون چکہے۔

تیسرے سب دیکہنے والون کو ثابت ہوگیا کہ اصحاب محمدؐ جیسے آنحضرت صلعم کی زندگی مین قوی دل اور ثابت قدم تہے ویسے ہی اونکے بعد ہین بلکہ اونکے پیچہے اونکی ہیبت اور عظمت اور جلال زیادہ ہوگیا ہے۔ اور بالکل یہی معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت آنحضرت زندہ بیٹہے ہوے ہین۔

چوتہے اسلام اللہ کا دین ہے یہ کسی کے ہونے یا نہونے سے مٹ نہین سکتا۔

پانچوین آپنے دیکہہ لیا ہوگا اور اگر نہ دیکہا ہو تو اب آنحضرت صلعم کی وفات سے لگاکے یہانتک بغور پہر اس کتاب کو دیکہہ لیجئے کہ لڑائی کا صرف ایک ہی باعث سب جگہہ

کے غدر مین مشترک تہا یعنی وفات آنحضرت گویا لوگ ظاہر مین اسلام قبول کیے ہوے باطنا یہ راستہ دیکہہ رہے تہے کہ حضور صلعم کی حیات نے جو ہم پر سحر کر کے ہمین بیدست و پا کر دیا ہے یہ اپنی آنکہہ بند کرین تو ہم اپنا اپنا راستہ لین۔ لوگون کے اس عندیہ کو ابوبکر و عمر جیسے سمجھے ہوے تہے ویسا آنحضرت کے پس ماندون مین سے کسی نے نہین سمجہا تہا اسی لئے ان دونون بزرگوارون نے حضور کے جنازہ کو رکہا رہنے دیا اور پہلے خلافت کا بندوبست کر لیا صرف چند گہنٹے رسول اللہ کی جگہہ خالی رہنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی مسلمان باقی نہ تہا ہوا کا رخ ہی بدل گیا۔ اگر تکلف کے مارے "نہین حضور آپ۔ نہین حضور آپ" مین دو چار دن گذر جاتے یا دعویداران خلافت مین باہمی مین مین تو تو ہو پڑتی تو اتنے مسلمان بہی مدینہ ہی کے مدینہ مین ختم ہو جاتے جتنون نے مرتدین کے دانت کہٹے کئے ہین۔ پس ہم پس ماندہ مسلمانون کی گردنین احسان کے بوجہہ سے ابوبکر و عمر کے سامنے ہرگز نہ اوٹہنا چاہئیین چہٹے اسلام کی سلطنت جتنی اور جیسی کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین قایم ہوئی تہی اونے حضور کی مفارقت گوارا نہ کی وہ آپ ہی کے ساتہہ قبر مین جا سوئی۔ اب اپنی خلافت کے پہلے سال مین اپنے استقلال اور اپنی عرقریزی سے جو نئے سرے سے اسلام کو سنبہال لیا وہ ابوبکر کی قوت بازو سے اوسمین کسی کی حق تلفی کی بحث کا کیا ذکر ہے اپنی جان آگ مین جہونکی آپ خلافت کی۔ اگر اونہین خلافت کی لیاقت نہ تہی تو کیا مین نے خلیفہ کا کام دیا تہا

خلافت حقہ کا دوسرا سال یعنی سنہ ۱۲ھ

فوج ظفر موج اسلام نے عراق کا رخ کیا

جب اسلام کے شیر باغیون اور مرتدون کا قلع و قمع کر چکے اور خلافت صدیقی کی دہائی تمام ملک عرب مین ہونے لگی تو اسلام کو اپنے جنم بہوم مین اطمینان کامل حاصل ہو گیا اور

باہر پیر نکالے۔ اسوقت سارا عرب ایمان اور امان سے معمور اور کلمہ توحید سے از سر نو پر نور ہے
اب ہمت عالی اور خاطر متعالی جناب امیر المومنین خلیفہ سید المرسلین کی اسطرف رجوع ہے
کہ جسطرح مجاہدین شیر دل شام کی تاریکی کو نور اسلام سے منور کر رہے ہین اور صلیب پرستون
سے مقابلہ ہو رہا ہے اوسی طرح ایک لشکر صف شکن تسخیر عراق و فارس کے لئے روانہ کیا جائے
تاکہ آتش پرستون کی گوشمالی بہی ہو پس خلیفہ رسول اللہ نے ابو سعید خدری کو بلا کے جناب
خالد بن ولید کے نام فرمان روانہ کیا جسکا مضمون یہ تہا "آپ اپنی فوج ظفر موج کو ساتھ لئے
ہوے فارس تشریف لیجائین اور اہل فارس کو غرور و فساد و سرکشی کا مزہ چکہائین۔ وہان سے
ایلہ پر جسے فرج الہند بہی کہتے ہین چڑہائی کرین۔ اتنا ملحوظ خاطر رہے کہ جسکی خوشی ہو وہ ساتھ
جاے اور جو نہ جانا چاہتا ہو وہ مجبور نہ کیا جاے۔ راضی برضا کا سودا کیئے۔ اور یہ بہی خیال
رہے کہ اون نو مسلمون سے بہی کوئی فرد بشر آپ کے لشکر ظفر پیکر مین نہو جو مرتد ہو گئے تہے اور
اب ہماری تیغ دودم نے اونکو دوبارہ مسلمان کیا ہے۔ تمہاری فوج مین اللہ و رسول کے سچے
غلام اور ثابت قدم خادم ہونے چاہئین"

پس جناب سیف اللہ خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت صدیقی کے دوسرے
سال ماہ محرم مین یمامہ ہوتے ہوے عراق تشریف لیچلے۔ اسپر بہی اونکی فوج کے علاوہ مدینہ
منورہ سے متواتر لشکر روانہ ہوتے رہتے تہے اور فارسیون کے ملک کو فتح کرتے ہوے آگے
بڑہتے چلے جاتے تہے۔ شاہ ایران کی طرف سے کوفہ کا حاکم اوس زمانہ مین ابن صلونا تہا
وہ میدان مین نکلکے مقابل ہوا مگر زک اوٹھائی اوسکی کیا مجال تھی کہ اللہ کے شیرون کا سامنا
کرکے ثابت قدم رہتا۔ جب زچ ہوا اور کچھہ بن نہ آئی تو ایک کرور درم یا دیتار نذر کرکے صلح
کرلی اور مواضعات بارسا اور نافقیا وغیرہ پر مسلمانون کا قبضہ ہوگیا پھر حیرہ کی طرف گئے۔

وہان کے ناظم قبیصہ بن ایاس نے جزیہ دینا قبول کیا اور نوے ہزار درم دیکے اپنی جان و مال کو بچایا۔ ایک اور سردار عمرو بن عبد المسیح جو نصارا ے عرب مین تہا اوسنے دولاکہہ نوی ہزار درم دیکے صلح کرلی۔ وہان سے حضرت خالد نے شاہ فارس کو یہ نامہ لکہا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خالد بن ولید کی طرف سے شاہ فارس کو معلوم ہو کہ حمد و ثنا اوس خالق ارض و سما کو سزاوار ہے جسنے قوت شرک کو ضعیف اور گروہ کفر کو ذلیل اور درہم و برہم کردیا اور اپنے خاص تابعدار خادمون کو سلطنت اور فتح مرحمت فرمائی جو کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑہے اور ہمارا ذبیحہ کہاے وہ مسلمان اور ہمارا پیارا بہائی ہے۔ تمکو چاہیئے کہ نامہ ہذا کو دیکہتے ہی مسلمان ہوجاؤ یا جزیہ دینا قبول کرو تو ہماری خون کی پیاسی تلوارون سے محفوظ رہوگے ورنہ خوب سمجہے رہنا کہ وہ وہ غازی شیر افگن اور دلیران صف شکن تمہاری عقل کو ٹہکانے پر لانے کے لئے بہیجونگا جو موت کو حیات سے بدرجہا افضل و برتر سمجہتے ہین۔ میدان رزم اونکی آنکہون کے آگے بالکل بزم ہے اونکی تلوارون سے جان بچانا محال ہے۔ کان کہولدینا ہمارا کام تہا اور ماننا نہ ماننا تمہارے اختیار مین ہے۔ جیسا کروگے ویسا بہگتوگے۔

یہ خوفناک اور پر جلال مضمون سنکر امراے فارس کانپگئے اور بکمال غیظ و غضب سے ہونٹ کاٹنے لگے۔ مجبور و لاچار ہوکے شرماشرمی سامان جنگ مہیا کرنا شروع کردیا۔ ادہر خالد بن ولید نے اپنے لشکر کے تین حصہ کئے۔ ایک حصہ کو مثنی بن حارثہ کی ماتحتی مین آگے روانہ کردیا ایک آدمی جسکا نام ظفر تہا وہ اون لوگون کو راستہ بتاتا جاتا تہا۔ دوسرے حصہ کے سردار عدی بن حاتم تہے۔ مالک رہنمائی کیواسطے اونکے ساتہہ تہا۔ پہر عاصم بن عمر و تیسری جماعت کو لیکر مسلم کی رہبری مین روانہ ہوے۔ تینون جماعتون کو حکم تہا کہ تم ایلہ پر پہونچکے جمع ہوجاؤ پہر جناب سیف اللہ خود پورا لشکر ہمراہ لیکر روانہ ہوے۔ حضرت رافع اس فوج کے راہبر تہے

ایلہ کا حاکم شاہ ایران یعنی ہرمز کے حکم سے ایک بہت بڑا اور زبردست لشکر مسلمانون سے لڑنیکے واسطے فراہم کر چکا تہا۔ جب مسلمان وہان داخل ہو گئے تو حاکم ایلہ نے اپنے لشکر کا میسرہ انوشجان اور میمنہ قباد کو سپرد کیا۔ یہ دونون بڑے بہادر سردار اور نامی شہسوار شاہی خاندان سے تہے۔ غرضکہ ایلہ مین فارس والون کا بے شمار لشکر مسلمانون کے سامنے آیا۔ انوشجان اور قباد نے باہم مشورہ کرکے اپنی فوج کے بہادر اور کڑے سپاہیونکے پیرون مین ایک کشادہ اور لمبی زنجیر اسطرح بندہوادی کہ اونکو لڑنے اور پینترے بدلنے مین تو کچہہ دقت نہو مگر وہ بہاگ نہ سکین تاکہ میدان مین مصیبت کے وقت بہاگنے کی ذلت نہ سہنی پڑے۔

ادہر تو ایسے مستحکم سامان اور ارادے اور آدمیون کا بن اور ٹیڑی دل تہا اور اودہر لشکر اسلام مین صرف اٹہارہ ہزار غازی تہے اوسپر یہ اور غضب تہا کہ پانی پر پہلے ہی سے کفار کا قبضہ تہا کیونکہ وہ اپنے گہر کے گہر مین تہے اور مسلمان مسافت بعید طے کرکے ابہی وہان پہونچے تہے۔ پہر گہر والون کو جتنی زیادہ سہولیتین حاصل ہون وہ تہوڑی ہین۔ مسلمان پیاس کی تکلیف سے جب ہلکان ہوے تو اونہون نے جناب خالد سے فریاد کی۔ سیف اللہ نے جواب دیا۔ اے میرے بہادر شیرو تمہین اور پانی کی کمی۔ یہ کیا مشکل بات ہے دس بیس قدم بڑہکے یا تو شربت شہادت نوشجان کرو یا دشمنون کو ہٹا کے پانی پر قبضہ کرلو اور جتنا چاہو پیو۔ پانی آج اوسی لشکر کو ملیگا جو دونون لشکرون مین زیادہ صابر اور بہادر ہوگا۔ سبحان اللہ کیا رحمت خدا کی اپنے اون خاص الخاص بندون پر تہی کہ ابہی گہوڑون سے اہل اسلام اوترنے نہ پائے تہے کہ ناگہان ایک ابر غلیظ اوٹہا اور اوسنے جل تہل بہر دئے جہیلین لبریز اور گڑہے موج خیز ہو گئے۔ جانور سیراب اور ظروف پر آب کر لئے گئے۔ لوگون نے خوب پانی پیا نہائے۔ دہوے اور پانی کی کچہہ پرواہ نہ رہی۔

غرضکہ دونون لشکر آمنے سامنے ڈٹ گئے۔ کفار کی طرف سے طبل جنگ بجا اور آوازئے بلند ہوئی۔ ہمارے بہادرون کے نعرہ ہائے تکبیر سے دشت وجبل گونج اوٹھے پہلے ہرمز میدان جنگ مین آیا اور کہا کہ ہے کوئی ایسا جو مجھسے مقابل ہو۔ جناب خالد اوسکی یہ بے باکی دیکھکے غصہ سے لال ہو گئے۔ گھوڑے سے کودکے صف فوج سے باہر آئے اب دونون طرف سے تلوارین نکل پڑین اور نیزے باہم گتھہ گئے دونون دیر تک اپنے اپنے جوہر دکہاتے رہے۔ اپنے مقابل کو آزماتے رہے۔ آخر کو ہمارے امیر جرار نے اپنا زور بازو دکہایا۔ ہرمز نے اپنے تئین شیر کے قبضہ مین پایا۔ فارسیون نے اپنے بادشاہ کو زخ جو دیکھا تو ایکبارگی ٹیڑیون کی طرح کشت اسلام پر جہک پڑے۔ اودہر سے قعقاع بن عمرو تمیمی اسلامی لشکر کو لیکر آگے بڑہے۔ دشمنون کو خالد بن ولید کیطرف جانے ندیا حضرت سیف اللہ نے ہرمز کے نقش ہستی کو صفحہ دنیا سے مٹادیا۔ ایرانی بیدل ہوکے بہاگے۔ زنجیر والے کہان جاسکتے تہے غازیون کا شکار ہوے۔ ۳۰ ہزار فارسی مارے گئے اور ایک گروہ دریا مین غرق ہوگیا۔ انوشجان اور قباد کا پتا نہ چلا۔ حضرت خالد نے لشکر اسلام کو بصرے جا اوترنے کا حکم دیا اور اس فتح کی اطلاع دربار صدیقی مین روانہ کردی۔ ہرمز کا تاج جسمین ایک لاکہہ جواہر ٹکے تہے اور اوسکی سواری کا ہاتہی مدینہ والون کے دیکہنے کو بہیجدیا۔ زنان مدینہ ہاتہی دیکہکے متحیر رہگئین جناب امیر المومنین نے وہ تاج اور ہاتہی معہ سامان زرین کے خالد بن ولید کو عطا فرمایا۔ پہر لشکر اسلام کے حصہ کر کے مختلف اطراف کو بہیجے اور متعدد قلعے صلح اور جنگ سے ہاتہہ آئے جنگ آور جہان ملتے قتل کئے جاتے مگر فرمانبردار رعایا سے کہین تعرض نہوتا تہا اس عمدہ تدبیر نے وہ نتیجہ دکہلایا کہ لاکہون مطیع اور ہزارون باجگذار ہوگئے۔

روایت ہے کہ محرم سنہ ۱۲ھ مین جناب خالد بن الولید نے یمامہ کو فتح کرلیا اوسوقت

صدیق اکبر نے اونہین لکھا کہ آپ ایلہ ہوتے ہوے جائین اور عراق پر حملہ کرین - ایلہ بصرہ کے پاس شمال کی طرف بحر فارس کی انتہا پر ہے اور ہدایت فرمائی کہ ہر وقت تالیف قلوب کو مد نظر رکہنا اور جو لوگ اوس ملک مین غیر مذہب وملت کے آباد ہون اون سے بہی اچہی طرح پیش آنا ایسا نہو کہ غیر ملک کے لوگ تم سے ناراض ہو کے آتش پرستون کے قوت بازو بن جائین -

اکثر مؤرخین یون کہتے ہین کہ خالد یمامہ سے ہبٹ کے مدینہ آ گئے تہے - مدینہ سے عراق بہیجے گئے - بانقیا اور برسوما کے حاکم جابان اور صلوبا نے خدمت خالدی مین باریاب ہو کے دس ہزار دینار پر صلح کر لی - پہر لشکر اسلام حیرہ پہونچا - وہان کے امیر نعمان بن منذر کے بعد ایاس بن قبیصہ طائی مقرر ہوے تہے چنانچہ ایاس اور شرفاے حیرہ جناب خالد کی خدمت مین حاضر ہوے - خالد نے اون سے کہا کہ ہمنے محض اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر یہان تک آنیکی تکلیف گوارا کی ہے آپ لوگ مسلمان ہون یا مطیع اسلام ہو کے جزیہ دینا قبول کرین تو ہم تمہاری جان ومال کے محافظ ہین ورنہ جب تک زندہ ہین تم سے لڑینگے - حیرہ کے سردارون نے اطاعت اسلام قبول کر کی نوے ہزار درہم سالانہ جزیہ پر صلح کر لی یہ پہلا جزیہ ملک فارس سے لیا گیا -

اس زمانہ جہالت اور پر آشوب مین لوگون کے کان جزیہ کا لفظ سنکر ذرا کہڑے ہو جاتے ہین - یہ انگریزی کتابون کی فریب دہی ہے اور کچہہ بہی نہین لہذا ہمپر لازم ہوا کہ ہم اسلامی جزیہ کی پوری پوری ماہیت اپنے ناظرین کی خدمت مین ظاہر کردین جس سے بخوبی واضح ہو جائیگا کہ اسلام کو ہمیشہ دوسرون کا مال لینے سے عار ہے اور جو کچہہ بقدر قلیل لیا بہی ہے وہ صرف سلطنت کی زندگی برقرار رکہنے کے لیئے لیا ہے نہ اپنا گہر روشن کرنیکے واسطے - اسلام شیر صورت اور بہیڑ سیرت ہے نہ کہ اوسکا عکس کبہی اوسکی رعیت روٹی سے محتاج اور قحط زدہ اور مفلس نہین رہی - ایک ظالم مسلمان بادشاہ کی رعیت کو آپ ٹٹول کے دیکہہ لین -

واضح ہو کہ اسلام اپنی سلطنت مین جو غیر مذاہب والون کی جان اور مال کی حفاظت کرتا ہے اوسکی مزدوری مین ایک ٹیکس لیتا ہے جسے جزیہ کہتے ہین - یہ واجبی اور ایماندارانہ ٹیکس لینا اسلام نے نوشیروان عادل سے سیکھا ہے کیونکہ یہ عربی لفظ جزیہ معرب ہے فارسی لفظ گزیہ کا - جزیہ کی تعداد زیادہ سے زیادہ آدمی پیچھے بیس روپیہ سالانہ اور کم سے کم چھ روپیہ اور تین روپیہ سالانہ تھی - اشخاص ذیل سے کبھی جزیہ نہین لیا گیا -

۱- بیس برس سے کم عمر کا آدمی -

۲- پچاس برس سے زیادہ عمر کا آدمی -

۳- عورت -

۴- مفلوج -

۵- اپاہج بیکار -

۶- اندہا -

۷- مجنون و فاتر العقل -

۸- مفلس جسکے پاس دو سو درہم سے کم ہون -

اسکی بابت متعصب ہٹ دہرم ایک مغالطہ اور دیا کرتے ہین وہ یہ ہے کہ جزیہ مذاہب غیر ہی سے لیا جاتا تھا مسلمانون سے کوئی مواخذہ نہ تھا - حضرات! جب سلطنت اسلام نے مسلمانون کی جانین اس معافی جزیہ کے بدلہ مین خرید لی تہین تو جزیہ وہ کیون دیتے - ہر مسلمان لشکر اسلام کا سپاہی تہا آدہی رات کو جب چاہتے اوسے آتش جنگ مین جہونک سکتے تہے مگر غیر مذہب والون کو حاکم اسلام فوج مین شامل ہی نہین کر سکتا تہا - ضرورت کیوقت مسلح ہو کے میدان جنگ مین سر کٹانا مسلمان پر فرض تہا - اسپر بہی کیا آپکا انصاف یہ چاہتا ہے

کہ مسلمان جان جوکھون مین بہی رہین اور ایک خفیف سا ٹیکس جزیہ کا بہی اونہین معاف نہ کیا جاے اور غیر مذہب والے کوڑی ٹیکس کی بہی نہ دین اور مزے سے عیش کے ساتھہ گھر مین سویا کرین پہر علاوہ اس جان فروشی کے مسلمانون پر جزیہ سے بہاری ٹیکس زکواۃ کا پہلے سے مقرر تہا اگر مسلمان زکواۃ کے دینے مین ذرا بہی کان ہلاتے تو اونکا قتل کر ڈالنا جائز تہا چنانچہ یہ سال بہر کی طول طویل جنگ مرتدین کے ساتھہ اسی زکواۃ کے ٹیکس نہ دینے پر ہوئی تہی جو بہ نسبت جزیہ کی بہت بہاری تہا۔ پہر جزیہ کے موجد مسلمان نہ تہے بلکہ اون سے پہلے نوشیروان عادل شاہ ایران اوسے جاری کر چکا تہا۔

حضرت خالد بن ولید نے جزیہ کے بابت جو معاہدہ کیا اوس دستاویز کا مضمون یہ تہا "یہ دستاویز لکہدی ہے خالد بن ولید نے صلوبا بن نسطونا اور اوسکی قوم کو کہ جزیہ کے عوض مین تمہاری حفاظت کرینگے اور جب تک ہم تمہارے محافظ رہین ہمکو تمسے جزیہ لینے کا حق ہے اور جو نہ کرین تو ہم تمسے جزیہ نہین لے سکتے۔ تحریر ماہ صفر سنہ ۱۲ھ" پس ان باتون کے دیکہنے سے ثابت ہے کہ اس جزیہ کے خفیف ٹیکس سے مسلمانون کا بری رہنا کوئی قومی یا مذہبی رعایت نہ تہی اور مخالفین اسلام کا جزیہ کے باعث کاٹنے کو دوڑنا مقتضاے طبیعت ہے اور کچھہ نہین۔

بعض ارباب سیر فرماتے ہین کہ جناب صدیق اکبر نے سیف اللہ کو ایلہ کی طرف سے اسفل عراق مین داخل ہونیکا حکم دیا تہا۔ اور عیاض بن غنم کو فرمان لکہا کہ تم اعلی عراق سے داخل ہو کے مضیح مین لڑنا شروع کرو اور اسی طرح آگے بڑہتے بڑہتے خالد بن ولید سے جا ملنا۔ اس سے پہلے مثنی بن حارثہ شیبانی کو صدیق اکبر عراق بہیج چکے تہے اور اونہون نے حضرت خالد بن ولید کے پہونچنے سے قبل جنگ شروع کر دی تہی۔ جب خالد عراق پہونچے تو مثنی بن حارثہ اور حرملہ اور مذعور (معذور) اور سلمان ایلہ مین حضرت خالد کے لشکر سے آملے۔ عراق عرب آج کل اعلی حضرت جناب امیر المومنین غازی عبد الحمید خان ثانی خلد اللہ ملکہ کے قبضہ مین ہے مگر جناب ابوبکر صدیق

کے عہد مین کسریٰ شاہ فارس یا ایران کی حکومت مین تہا اور شاہ ایران کی سلطنت اوس زمانہ مین عراق عرب - عراق عجم - فارس - خراسان - ماژندران - کرمان پر تہی -

دس ہزار جرار سپاہی جناب خالد کے ساتھ تہے اور آٹھ ہزار حضرت مثنیٰ بن حارثہ کے پاس تہے - خالد بن ولید نے اپنے دس ہزار آدمیون کے تین حصہ کر کے پہلے حصہ پر مثنیٰ بن حارثہ کو اور درمیانی پر عدی بن حاتم کو متعین کیا - اور پچہلے پر خود رہے - تینون جماعتون کو اسطرح روانہ کیا کہ ہر حصہ مین ایک منزل کا فاصلہ رہے - مثنیٰ بن حارثہ اور عدی بن حاتم سے کہدیا کہ جب حفیر مین پہونچو تو وہین جمع رہنا تاکہ دشمنان دین سے لڑائی شروع کی جاسے - اس صوبہ کا حاکم شاہ ایران کی طرف سے ایک نہایت شجاع و دلیر اور آزمودہ کار آدمی ہرمز نامی خاندان شاہی مین سے تہا جو خشکی کی طرف عرب سے اور سمندر کی جانب ہندوستان والون سے لڑتا رہتا تہا - ہرمز نے جناب سیف اللہ کی آمد جو سنی تو شاہ فارس کو اطلاع دیکے بہت جلدی ایک فوج جمع کی اور حفیر پر آن موجود ہوا - اوسکے مقدمۃ الجیش پر قباد و انوشجان تہے جو آردشیر اکبر کی اولاد مین سے تہے ان لوگون نے اپنی فوج کو چارون طرف سے زنجیرون سے گہیر لیا تہا تاکہ فوج بہاگ نہ سکے - ایک میدان مین حفیر کے سامنے طرفین کے لشکر آجمے - خالد لشکر اسلام سی باہر نکلے اور للکارے کہ میرے سامنے کوئی آسے - مخالفین سہم گئے کسی کی ہمت نہ پڑی کہ بہرے ہوے شیر کے سامنے آسے - مجبور ہوکے ہرمز بذات خود لڑنے نکلا - اور دونون اپنے اپنے گہوڑون سے نیچے اوتر پڑے پہلے سیف اللہ نے ہرمز پر وار کیا - ہرمز پیچہے ہٹ کے خالی دیگیا اور پہر سنبہل کے جناب خالد پر حملہ آور ہوا - حضرت سیف اللہ نے اوسکی تلوار چہین لی - اور جلدی سے جہپٹ کے اوسکی کمر پکڑ زمین پر دے پٹکا - لشکر مخالف یہ دیکہکے جہنجہلایا اور سب نے ایکبارگی حملہ کردیا مگر خالد بن ولید نے اون کے پہونچنے سے پہلے ہرمز کا خاتمہ کردیا تہا - ادہر قعقاع بن عمرو نے لشکر مخالف

کی یہ حالت دیکھکے ہرمزان اسلام کو للکارا کہ اے جوانمردو کیا دیکھتے ہو دشمنونکا سردار مارا گیا۔ ایسا نہو کہ تمہارے امیر پر آنچ آجاوے پھر تمہین منہ دکہانے کو جگہہ نہ رہیگی۔ یہ سنکر غازیان اسلام دہر لپکے اور دشمنون کو خالد کے پاس نہ پہونچنے دیا راستہ ہی مین تلوارون کی باڑہ پر رکھلیا۔ چن چن کے اونکے سردارون اور من چلون کو تہ تیغ کیا جس نے دون کی لی اوسکا نام و نشان صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا جو اکڑ کے سامنے آیا اوسے باقی نچھوڑا۔ یہانتک کہ کفار بلبلا اوٹھے اور بدحواس ہوکے بہاگے۔ ہمارے دلاورون نے اونکا پیچھا کیا۔ جو ہاتہہ لگا طعمہ اجل ہوا۔ اس جنگ کو ذات السلاسل کہتے ہین۔

ہرمز کے سلاح حرب اور اسباب جناب سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے قبضہ مین آے بعد اختتام جنگ خمس غنیمت اور مژدہ فتح حضرت ابوبکر کو روانہ کرکے خالد بن ولید حفیرہ سے موضع جسر اعظم یعنی بصرہ مین چلے آے اور مثنی بن حارثہ کو کفار کے پیچھے روانہ کیا۔ مثنی نے حصن المراۃ کو فتح کرلیا اور حاکم قلعہ کی بیوی نے مسلمان ہوکے مثنی سے عقد کرلیا۔ اسی زمانہ مین خالد نے معقل بن مقرن کو ایلہ بہیجا تہا مگر ایلہ کو جناب فاروق اعظم کی خلافت مین عتبہ بن غزوان نے ۱۴ سنہ ھ مین فتح کیا۔

روایت ہے کہ جب ابوبکر صدیق نے اپنی خلافت کے پہلے سال مین مدعیان نبوت کی بغاوت اور مرتدین کی سرکشی سے ملک عرب کو بالکل پاک و صاف کرلیا اور اندرونی غدر بالکل فرو ہوگیا تو دوسرے سال کے شروع مین وہ خیالات تازہ ہوے جنکی ہدایت رسول مقبول صلعم نے اپنی زندگی مین کی تہی۔ آپ فرما چکے تہے کہ وہ زمانہ عنقریب آنیوالا ہے جبکہ آفتاب اسلام کی شعاعین مین۔ شام اور ایران کو روشن کرینگی۔ اس پیشین گوئی کی تصدیق کے لئے صدیق اکبر نے سب سے پہلے عراق عرب پر قبضہ کرنا چاہا جو ایران کی عملداری مین تہا۔

بنیاد اس جنگ کی یون پڑی کہ مثنیٰ ابن حارث شیبانی شاہ فارس کی اجازت سے معہ اپنی قوم کے نواح عراق مین رہتے تھے۔ ابو بکر صدیق کے عہد مین لشکر عجم نے مثنیٰ کو تنگ کرنا شروع کیا۔ وہ مدینہ آکے مسلمان ہو گئے اور کوفہ پر چڑھائی کرنیکی خواہش صدیق اکبر سے بیان کی جناب امیر المومنین نے اونہین عالی خاندان اور لایق وفایق پاکے کوفہ پر حملہ کرنیکی اجازت دیدی۔ مثنیٰ کی قوم کے اور گردونواح کے آدمی سلاطین ایران کے بہت سے ظلم برداشت کر چکے تھے اپنی تکالیف کا انتقام لینے کے لیئے مثنیٰ کی مدد کو مستعد ہو گئے اور سب نے اکٹھا ہو کے نواح کوفہ مین غدر بپا کردیا شاہ ایران نے مثنیٰ کے ٹھیک کرنیکے لیئے ایک زبردست فوج بھیجی۔ ابو بکر صدیق نے یہ حالت سنکے عمر فاروق سے مشورہ کیا اور خالد بن ولید کو یمامہ لکھہ بھیجا کہ تم کو فارس اور حیرہ اور کوفہ کی لڑائی کا انتظام سپرد کیا جاتا ہے۔ تم سیدہے عراق چلے جاؤ۔ جب مقامات مذکورہ بالا مین اپنا تسلط بخوبی کرلو تو ایلہ کی طرف بڑہجانا۔ اسکے بعد مثنیٰ کو لکہدیا گیا کہ گہبرانا نہین ہمنے خالد بن الولید کو تمہاری مدد کو روانہ کردیا ہے جب وہ تمہارے پاس پہونچ جائین تو اونکو اپنا امیر سمجھنا اور اونکی اطاعت کرنا جناب سیف اللہ کی روانگی کے وقت ابن صلونا سواد کوفہ کا حاکم قبیصہ بن ذویب طائی حاکم حیرہ تھا ان دونون نے زر کثیر سالانہ جزیہ دینا قبول کر کے خالد رضی اللہ عنہ سے صلح کرلی۔ اسکے بعد خالد نے ایلہ جا کے ہرمز وہان کے حاکم کو قتل کیا۔ جب اس جنگ کی اطلاع قارن حاکم اہواز کو پہونچی جو کسریٰ کی طرف سے مقرر تہا تو وہ پچاس ہزار کی جمعیت سے حضرت خالد کے مقابلہ کو نکلا۔ یہ لڑائی نہایت خونخوار تھی اسمین تیس ہزار کافر مارے گئے اور مال کثیر غنیمت مین ملا۔ جب خمس مدینہ مین پہونچی تو وہان کے لوگ نہایت خوش ہوئے اور حضرت خالد کے حق مین دعاء خیر کی۔ اس مال کے ساتھہ چند قیدی تھے جنمین حسن بصریؒ کے والد بہی شامل تھے۔

اسکے بعد شاہ فارس نے کچہہ فوج قارن کی مدد کو بہیجی اوسکا مقابلہ مسلمانون سے ولجہ اور

لیس مین ہوا - دونون مقام پر مسلمان ہی جیتے - لیس مین اتنے کافر مقتول ہوئے کہ خون کے دریا بہگئے - پھر انبار - عین التمر - دومتہ الجندل اور چند مشہور قلعے اور مفتوح ہوئے - اسی زمانہ مین ایران کے بادشاہ کسریٰ آردشیر کے مرنے سے حالات عجم مین بہت کچھہ انقلاب اور خلل عظیم پیدا ہو گیا

حضرت خالد بن ولید کا نامہ پڑہکے اور مسلمانون کی فتوحات سنکے شاہ ایران یعنی کسریٰ بہت گہبرایا اور نہایت جرأت کر کے ایک لشکر خالد سے لڑنیکے لئے بہیجا مگر اسوقت خالد بن ولید شام پر حملہ کرنیکو چلے گئے تہے -

ہندوستان - مصر - ایران یہ تین ملک ایسے ہین جنہون نے مؤرخون کو بہت گڑبڑا رکہا ہے اور یہ فیصلہ ہونا بہت مشکل ہے کہ ان تینون مین سے پہلے پہل تہذیب و شایستگی اور ترقی کہان سے شروع ہوئی ہان اتنا کہا جا سکتا ہے کہ انہین مین سے کوئی ملک شایستگی اور تہذیب کا باپ ہے اور ایران بہت ہی پرانی سلطنت تہی - عرب کے لوگ ایران کو عجم اور وہان کے باشندون کو عجمی کہتے تہے - تاریخ سے ثابت ہے کہ جناب ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ تک ایران مین کبہی دوسرے ملک اور غیر قوم کی سلطنت نہ ہوئی تہی - سکندر اعظم کے وقت مین برائے نام جہونٹ مونٹ یونانیون نے ایران مین کچھہ دخل و معقولات کیا تہا مگر وہ ایک حملہ کی موجین تہین کہ ادہر آئین اور ادہر چلی گئین جسطرح تاریخ کی کتابون مین سکندر کو ہندوستان کے بادشاہون مین کسی نے نہین گنا ہے اوسی طرح وہ فارس یعنی ایران کا بادشاہ بہی نہین کہلا سکتا کیونکہ یونانیون کو ہندوستان اور ایران پر سلطنت کرنا نصیب نہین ہوا - اپنی ترقی کے زمانہ مین رومی بہی ایران پر مسلط نہو سکے ترکون اور ایرانیون سے ہمیشہ کھینچا تانی تو رہی اور اخیر مین سرحدی نزاعین بہی ہوئین مگر ترک بہی ایران کو مغلوب نہ کر سکے ہمیشہ افغانستان نے ایران کو خراج دیا ہے - غرضکہ یہ بہت پرانی سلطنت کچھہ ایسی رعب دار اور زبردست تہی کہ لوگ اسکا نام لینے سے کانپ جاتے تھے اور یہ بات کسی کے خیال

مین بہی نہین سما سکتی تہی کہ بدویان عرب ایران مین سلطنت کر سکتے ہین - یہ اسلام ہی کی برکت اور جاہ وجلال کی خوبی تہی کہ ایران کی ایک پیش نہ گئی اور وہ آج تک اسلام کے سامنے سر جہکا ے ہے - الحمد للہ علےٰ احسانہٖ -

ایران کے شمال مین ترکستان اور بحیرۂ خضر یعنی کیسپین سی - جنوب مین خلیج فارس خلیج عمان اور بحر عرب - مشرق مین افغانستان و بلوچستان - مغرب مین عراق وعرب ہے - طرفہ اسپر یہ ہے کہ جب اسلام نے ایران کا رخ کیا ہے تو اوسوقت خود عرب بہی شاہ ایران کا ذلیل اور دست نگر تہا بلکہ سرسری طور سے تو ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ عرب اور عراق دونون ایران کے تحت مین تہے اور بغداد کے قریب مدائن دار السلطنت ایران تہا - اب ایران کی سلطنت کو ترکی اور روسی سلطنتون نے بہت تہوڑی سی جگہہ مین محدود کر دیا ہے - جناب صدیق اکبر کے عہد خلافت مین ایران کی عملداری بہت وسیع تہی عراق عرب - عراق عجم - فارس - خراسان - مازندران - کرمان پورے پورے ایرانیون کے تہے - ایران مین آتش پرستون کا مذہب جاری تہا اور وہان کے بادشاہ کسریٰ کے لقب سے مشہور تہے - آنحضرت صلعم کے زمانہ مین ایرانیون اور عیسائیان شام سے کچہہ کہٹ پٹ ہوئی تہی - اوسمین پہلے تو ایرانی غالب ہوے پہر شامی جیتے - دو ٹکڑے عرب کے بہی ایسے تہے جن پر کچہے ایرانی قابض رہے ہین - یعنی ایک تو یمن جو سرور کائنات صلعم کے سامنے ہی مسلمانون کے قبضہ مین آگیا تہا دوسرے عراق عرب جہان خالد بن ولید نے اب دخل دیدیا ہے مسلمانون نے اصل ایران پر فاروق اعظم کی خلافت مین حملہ کیا تہا -

شام اور مصر کی سلطنتین بہی حضرت فاروق کے ہی وقت مین اسلام کے قبضہ مین آئین -

واضح ہو کہ روم جدا چیز ہے قسطنطنیہ الگ ہے - اور شام کی چہوٹی چہوٹی نیم خود مختار یا باجگذار ریاستین اور شے ہین - مگر مورخین اسلام ان تمام عیسائیون کو رومی لکہتے ہین اور اونکے

مقابلہ کو رومیون کا مقابلہ کہتے ہین - وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ تمام قومین اوس زبردست
عیسائی سلطنت کے اجزا تہین جو کسی زمانہ مین روما الکبریٰ یا روم مین راج کرتی تہی اور مذہبی
قانون اور جزو معاشرت اور اخلاق خلاصہ یہ کہ تمام امور مین اون رومیون کی اقتدا کرتے تہے
جنکا زمانہ تاریخ مین مشہور و معروف ہے - غرضکہ خلافت صدیقی مین مسلمانون کی اوس سلطنت
کی نیو رکہدی گئی جسکے آگے دنیا کی سب نامی گرامی سلطنتین گرد تہین اور وہ عہد فاروقی مین
اپنے اوج کو پہونچگئی - پس **ابوبکر** اور **عمر** یہ دو نام ایسے ہین جنہین تاریخ اسلام مین آب زر اور
جلی قلم سے لکہنا چاہئیے -

روایت ہے کہ جب عرب کے غدر اور بغاوت سے فرصت حاصل ہو چکی تو ابوبکر صدیق
نے رسول خدا صلعم کے حکم کی تعمیل کرنا چاہی اور ارادہ کیا کہ تمام دنیا مین اسلام خواہ تالیف
قلوب سے یا لڑ بہڑ کے پہیلانا چاہئیے - وہ خوفناک لڑائیان مدت سے ختم ہو چکی تہین جو
ایران اور روم مین ہوئین مگر اون کے اثر سے جو ضعف ان دونون قوی اور زبردست ملکون
مین آگیا تہا ابہی تک باقی تہا جس سے سرحدین اون ملکون کی حملہ کے قابل ہو گئی تہین اسلئے
ابوبکر صدیق نے اپنے زمانہ کے دوسرے سال مین ایران اور شام کے فتح کا مصمم قصد کر لیا -
جناب دولتمآب صبحی پاشا فرماتے ہین کہ حضرت خالد بن ولید نے مدینہ سے چلکے بانقیا
کے امیر وسوما جابان سے دس ہزار دینار سالانہ پر صلح کر لی اور زر مذکور اوس سے لیکے حیرہ
کی طرف چلے تو حیرہ کے امیر قبیصۃ الطائی نے استقبال کر کے نوے ہزار درہم جزیہ پر صلح کی
اب خالد ایلہ کی طرف متوجہ ہوے اور مثنیٰ اور دیگر امراے اسلام کو حکم روانہ کر دئیے کہ ہم سے
مقام حفیر مین آملنا - ایلہ مین اردشیر شاہ ایران کی طرف سے ہرمز حاکم تہا اوسنے خالد رضی اللہ عنہ
کی آمد سنکے حفیر پر پہلے ہی قبضہ کر رکہا تہا اسلئے خالد نے کاظمہ کا رخ کیا - علی الصباح ہرمز سے

لڑائی شروع ہوگئی۔ خالد نے ہرمز کو گرفتار کرلیا اگرچہ اونکی عادت مین داخل تھا کہ دشمن کو گرفتار کرکے ایک لمحہ بھی نہین چھوڑتے تھے مگر اسوقت کچھہ اونکے دل مین آگئی کہ وہ ہرمز کو قتل کرنا نہین چاہتے تھے الاموت اوسکے سر پر کھیل رہی تھی اوسکی کمبختی سے لشکر مخالف نے ایک ساتھہ حملہ کردیا۔ اونہون نے یہ نازک موقع دیکھکے فوراً اوسکے گلے پر تلوار پھیردی۔ اور دشمنون نے راہ گریز اختیار کی۔ فراریون کے ساتھہ امراے لشکر ایرانی مین سے قباد اور انوشجان بھی تھے۔ اونھین اثناے راہ مین وہ فوج ملی جسے اردشیر نے ہرمز کی مدد کو بھیجا تھا۔ اوسکو ساتھہ لیکے وہ دوبارہ مسلمانون کے مقابلہ مین آگئے۔ جناب سیف اللہ نے جو حقیقت حال سے آگاہی پائی تو پھر اونکی گوشمالی کو تیار ہوے اور قباد اور انوشجان کو قتل کرکے لشکر ایران کو شکست پر شکست دی۔ بموجب حکم خلیفہ برحق کے کسانون اور پیشہ ورون سے کچھہ تعرض نکیا گیا بلکہ لڑائی کے بعد اونپر جزیہ مقرر کرکے ذمۂ اسلام مین لیلیا۔ رعیت کو اوسکے حال پر آزاد کردیا۔

اسکے بعد شاہ ایران نے پھر بہت سا لشکر فراہم کرکے بہمن کو اوسکا سپہ سالار کیا اور خالد بن ولید سے لڑنے کو بھیجا۔ نصرانیان عرب کے قبیلے جو عراق مین رہتے تھے اونھین بھی مسلمانون سے لڑنے پر آمادہ کرلیا اور ایک اور فوج ترتیب دیکے بازان کو اوسکا امیر بنایا اور بہمن کی مدد کو روانہ کیا۔ خالد کو جو یہ خبر لگی تو بہمن اور بازان کے بیچ مین پڑگئے اور جنگ شروع کردی۔ ایک عرب سردار مالک بن قیس جو ایرانیون کا طرفدار تھا گرفتار ہوکے مارا گیا۔ طرفین کے دلاور میدان حرب مین ایسی ثابت قدمی سے لڑے کہ فارسیون اور اونکے حمایتی عربون مین سے ستر ہزار آدمی مارے گئے۔ آخرش لشکر ایران بالکل پراگندہ اور پریشان ہوکے غارت ہوگیا۔ مجروح لاشین جو میدان صاف کرنیکے لیئے دریا مین ڈالدی گئین اون سے دریا کا پانی سرخ ہوگیا تھا اسلیئے اس لڑائی کا نام نہر الدم رکھا گیا ہے۔ اسکے بعد شہر امعیشیا تاخت و تاراج کیا گیا۔

آخرش جب شہر حیرہ بسہولت فتح ہوگیا اور لشکر ایران اور ستنغسرہ عرب بہی مغلوب ومجروح ہوے تو اہل عراق کے اعصاب مین ضعف اور نفاق سماگیا چاروناچار فروتنی اختیار کرکے جزیہ گذار بن بیٹھے ۔ اسی زمانہ مین اردشیر سوم شاہ ایران مرگیا ۔ چونکہ شاہون کی اولاد مین کوئی شخص لائق تخت وتاج نہ مل سکا اسلیئے ایران مین ایک شورش عظیم برپا ہوئی اور سب نے ملکے ایک عورت کو جسکا نام فرخزاد تہا تخت پر بٹہایا ۔ اس طوفان بے تمیزی مین جب خالد کا کوئی روک ٹوک کرنیوالا نرہا تو اونہون نے پچاس ہی دن کے عرصہ مین سارے اطراف انبار اور عین التمر اور حیرہ بلکہ تمام عراق کو فتح کرلیا اور چارون طرف اپنے عامل کاردان اور تجربہ کار باج وخراج تحصیل کرنیکے لیئے مقرر کردئے اور سب واقعات کی خبر حضرت ابوبکر صدیق کو دی ۔ جسوقت جناب امیر المومنین نے خالد کا نامہ پڑہا سجدہ شکر ادا کیا اور فرمایا کہ عورتین ہرگز ہرگز خالد کا سا بیٹا نہین جن سکتین ۔

ایک طرف سے لشکر اسلام ملک ایران کو دباتا چلا آتا تہا اور مدائن دار السلطنت ایران جکا پرانا نام تیسفون ہے اوس سے تہوڑی ہی دور رہگیا تہا اور دوسری طرف امراے ایران اپنے ذاتی نفع کے لیئے تبدیل سلطنت کے خیال مین غافل اور مست تہے ۔ چنانچہ دولت اسلامیہ کے ظہور سے اسوقت تک ۲۰ سال سے زیادہ نہین گذرنے پاے تہے کہ قتل یزدجرد سے لگا کے ایران پر حکومت اسلام قایم ہوجانے تک چودہ بادشاہ تخت ایران پر بیٹہہ چکے تہے اور دولت وملت ایران کو ان خودغرض دشمنون نے ایسا پامال کرایا کہ آج تک اوسکو چین نصیب نہوا گو اوسی نکبت اور نحوسی کے زمانہ مین خیرخواہان دوراندیش اور خردمندان صداقت کیش نے اس نفاق اور خودغرضی کے بدنتائج سے ایرانیون کو آگاہ کیا اور بہت کچہہ اونکی آنکہین کہولین اور سمجہایا بجہایا مگر کچہہ فایدہ نہوا ۔ بیشک جب کوئی سلطنت ودولت اوج اقبال سے حضیض مذلت کی طرف گرنا شروع کرتی ہے تو اقوال حکما وہان کے لوگون کے کانون مین آواز خرسی ہی

کم رتبہ معلوم ہوتے ہین اور خوشامدیون اور چغل خورون اور بدمعاشون کی باتون سے وہ لوگ خوش ہوجاتے ہین - وہان کے بادشاہ اور امرا عیش پسند پست ہمت اور سفلہ پرست اور کمینہ طبیعت بنکے ورطۂ ہلاکت مین جاپڑتے ہین - وہان کے نظام اور انتظام و قوانین و آئین مین اختلال ہوجاتا ہے اور وہ لوگ اپنے عیش چندروزہ کے لیئے اپنی قوم اپنے ملک اپنی سلطنت کو خاک سیاہ کرکے خود ہی اپنے کیئے کی سزا دینا اور عقبیٰ مین پاتے ہین چنانچہ جس زمانہ کا ہم ذکر لکھہ رہے ہین اوسمین ایران کا بعینہ یہی حال تہا جس کی نحوست سے نام و نشان اوسکا مٹ گیا

رئیس فرقہ اسلام عیاض بن غنم دومۃ الجندل کی طرف تہے اونہون نے حضرت سیف اللہ کو لکہا کہ مستنصرہ عرب نے نقض عہد کیا ہے - خالد بن ولید یہ سنتے ہی دومۃ الجندل تشریف لے گیئے - ایک طرف سے حضرت عیاض نے اور دوسری طرف سے خالد نے دومۃ الجندل کو جا دبایا - حال یہان کا یہ تہا کہ دو شخصون اکیدر اور جودی نے دومۃ الجندل اور اوسکے اطراف و نواح کو باہم تقسیم کرکے وہان فتنہ و فساد شروع کردیا تہا - لشکر اسلام نے دونون کو اونکے اعمال کی ٹہیک سزا دی - اکیدر نے اپنی کردار سے پشیمان ہوکر امیر خالد کے حضور مین کچہہ عذر بہی کیئے مگر قبول نہوے اور اکیدر دومۃ الجندل کے باہر اور جودی اندر قتل کیا گیا اور آتش فساد بخوبی بجہگئی - حضرت خالد کو ابہی دومۃ الجندل کے انتظام سے فرصت نہ ملی تہی - ناگاہ خبر آئی کہ ایرانیون اور عربون نے عراق مین پہر بغاوت پر کمر باندہی ہے اور شتابی سے لڑنا شروع کردیا ہی یہ سنتے ہی جناب خالد برق خاطف کیطرح عراق پر جاپہنچے اور بار بار کے ایرانیون اور عربونکو پریشان اور پراگندہ کردیا - اسوقت حضرت خالد بغیر اجازت خلیفہ کے پوشیدہ زیارت کعبہ کو چلے گیئے تہے جب واپس آے اور جناب امیر المومنین کو اسکی اطلاع ہوئی تو جناب خالد معتوب ہوے اور اونکے نام حکم صادر ہوا کہ بر شام کی طرف رومی مسلمانون سے لڑ رہے ہین

تم ہی ادہر جا پہونچو - خود رومیون کے قبیلے اور متنصرہ عرب جو بر شام مین رہتے تہے اونہون نے
فوج جمع کر کے مسلمانون کو دق کرنا شروع کر دیا تہا - خالد بن ولید نے جلدی سے وہان پہونچکے اونکی
گوشمالی جاری کر دی اور فتح حاصل کر کے خلیفہ رسول اللہ کو مطلع کیا - جناب صدیق اکبر کے
حکم سے رومیون کے اوس لشکر کو بہی شکست فاش دی جسکا سردار باہان تہا اور خلیفہ کو لکہا کہ
مخالفونکا لشکر تعداد مین بیرون از قیاس ہے مدد روانہ کی جاوے - اتفاقاً اسی وقت وہ لشکر
جو یمن مین رومیون سے لڑنیکے لئے تیار ہو کے آیا تہا مدینہ مین پہونچا پس عکرمہ بن ابو جہل
کو اونکے لشکر کے ساتہہ اور ذو الکلاع حمیری کو فوج حمیریون کے ہمراہ اور دیگر سرداران فوج کو اونکے
لشکرون کے ساتہہ جناب خالد کی مدد کو روانہ کیا -

فتح مدار او جنگ ولیجہ اور قتل ہونا قباد اور انوشجان کا

ایسر خالد کا نامہ پڑہکے جسکا ذکر ہم کر آئے ہین شاہ ایران آپے سے باہر ہوگیا اور قارن
کو بلا کے حکم دیا کہ تم فوج جرار لیکر جاؤ اور ان بدوی عربون کو جو ہمیشہ ہماری سلطنت کے آگے
سر جہکاتے رہے ہین سزا دو خبر دار انکی ذرا بہی رعایت نہ کرنا اور ایسی زک دینا کہ آئندہ سر
نہ اوٹہائین - قارن فوج لیکے روانہ ہوا - اثنائے راہ مین اوسے ہرمز کی ہزیمت خوردہ فوج ملی
ان دونون لشکرون نے از سر نو لڑنے مرنے پر کمر باندہی - جناب خالد بہی اس قصد کی بو پاتے
ہی قارن کی طرف جہک پڑے - انوشجان اور قباد قارن کے لشکر کے میمنہ اور میسرہ پر تہے -
موضع مدار مین کفر و اسلام کے حمایتیون کے خیمے استادہ ہوے - دوسرے دن سورج کے
برآمد ہونے سے پہلے غازیان اسلام نے نمازین پڑہین اور میدان جنگ مین اپنی صفین جما دین
سامنے ایرانی سپاہ نے شیرون سے مقابل ہونیکا سامان درست کیا - دونون طرف سے
جوانان ذی ہمت و جانباز اور پہلوانان صاحب جرأت و سرفراز سر میدان آتے تہے اور اپنی اپنی

دلیری اور بہادری کے جوہر دکہاتے تھے۔ تیرون اور نیزون کی سائین سائین اور تلوارون کی جہنکار سے فولاد کے کلیجے پانی ہوتے تہے۔ بہادرون کے نعرون اور شجاعون کی کڑک نے قیامت برپا کر رکہی تہی۔ قارن یہ دیکہکے جہنجہلایا اور ہمت باندہکے اپنی فوج کے آگے آکہڑا ہوا اور پکارا۔ جسے مرنا ہو میرے سامنے آئے اور جو اپنی زندگی سے سیر ہوگیا ہو میرے دست سفاک کی ضربین کہائے۔ قباد اور انوشجان کو بہی قارن کی یہ شجاعت دیکہکے شرم آئی وہ بہی بپہر کے سامنے آکہڑے ہوے اور للکارے کہ اے مسلمانو! تم مین جسے حوصلہ ہو ہمسے لڑنے کو باہر نکلے قارن اور قباد اور انوشجان نے اتنا کہا اور اپنے اپنے گہوڑے مسلمانون کی طرف ڈپٹا دئے۔ جناب خالد نے اونکی یہ گستاخیان معاینہ فرماکے چاہا کہ خود بنفس نفیس اون منہ زور تہرجیون کو مزا چکہائین اور بازوے اسلام اور زور توحید کا مزا دکہائین کہ سرداران فوج نے بڑہکے اونہین روکا اور عرض کی کہ پہلے ہم اور ہماری فوج آپکے قدمون پر جان قربان کریگی جب آپ میدان مین جانے پائینگے۔ اتنے مین اور غازی لپک کے ان تینون سے بہڑ گئے۔ اور طرفین سے وار چلنے لگے معقل بن اساس نے قارن کا سامنا کیا۔ حاتم طائی کے گہر کے چراغ یعنی عدی رضی اللہ عنہ نے قباد کو جالیا۔ اور عاصم نے انوشجان کی مزاج پرسی اختیار کی گو قارن وقباد وانوشجان دیلوزاد پہلتن اور شمشیرکش تہے مگر ان اللہ کے شیرون نے اونہین جہنجہوڑ جہنجہوڑ کے خوب ہی زچ کیا۔ اونکی زور آزمایئون کے جواب ایسے دئے کہ تینون کے تینون ہونٹ چاٹتے تہے اتنے ہر وار کو حضرت معقل وعدی وعاصم رضی اللہ عنہم ایک اشارہ مین کاٹتے تہے۔ آخرش ایران کے وہ تینون نامی سردار ہزبران اسلام کے شکار ہوگئے۔ ایران کی فوج بے سر ہوگئی۔ ہزارون دریا سے خون مین نہاتے بہت سے بہاگے۔ سینکڑون دریا مین ڈوب مرے۔ پہر جو بہادران اسلام نے اون بہگوڑون کو اپنے اسلحہ کے منہ پر دہر لیا تو چارون طرف ستہراؤ نظر آیا اور لشکر اسلام نے بڑہکے موضع مذار پر

اپنا قبضہ کرلیا - بیشمار عورتین اور بچے اسیر ہوے - رعیت نے باجگذار بنکے امن و آسایش حاصل کی اور ماہ صفر مین یہ صلحنامہ مکمل ہوگیا - اموال خمس دارالنبوت بہیجدئے گئے - وہان کے لشکر کے سردار سعد بن نعمان اور جزیہ تحصیل کرنے پر سوید بن مقرن متعین ہوے - چارون طرف مخبر روانہ کیئے گئے کہ آنکہین کہولکے دشمنون کی حرکات و سکنات دیکہتے رہین اگر کسی طرف ابتابہی بیوقت کہڑکے تو فوراً ہمین مطلع کرین تاکہ بیخبری کی وجہ سے کوئی موقع ہاتہہ سے نکلنے نہ پاے -

غرضکہ اردشیر شاہ ایران مسلمانون کی اس ہمت خداداد - مستعدی - ذی ہوشی اور لیاقت سے حیران ہوگیا اور ایک حبشی النسب سردار ابزدعر کو فوج تجربہ کار کے ساتہہ روانہ کیا - ایک بڑا نامی گرامی امیر جس جادویہ اوسکی مدد کیواسطے متعین ہوا - یہ دونون فوجین موضع ولیجہ مین آن پڑین سپہ سالار نامدار خالد نے ایک بیدار مغز معتمد کو تو اپنی جگہہ مدار مین چہوڑا اور خود باز تیز پرواز کی طرح اس چڑیا کے شکار کو دہر لپکے - جسدن فوج قاہرہ اسلام ولیجہ کے سامنے پہونچی ہے رات بہر آرام کیا - آفتاب نکلتے ہی خون شجاعت دلیران اسلام کی رگون مین جوش مارنے لگا - طرفین کے لشکر نے میدان کارزار مین اپنی اپنی صفین آراستہ کین دونون فوجین باقاعدہ آگے بڑہائی گئین تلوارون کی آب - برچہیون کی تاب - تیرون کی جہلک - بہادرون کی کڑک نے چارون طرف ایک دہوم مچادی - تیرون کی بوچہار اور گہوڑون کی تیزی رفتار نے دنیا سے سدہارنے کی خبر سنادی - ادہر تو میدان کی گرد آسمان کی خبر لارہی تہی - اودہر سیلاب خون کی ندی لہرون سے اوچہلتی جارہی تہی - ایک طرف کوس و قرنا کی نفیر - دوسری طرف نعرہ ہاے تکبیر ہوش اوڑاے دیتے تہے - جوان مردمرنے پر مستعد اور زندگی سے ہاتہہ دہو کے صفون سے باہر نکل آے - نامردون بزدلون کے کلیجے دہل کر سینہ مین نہ سماے - جناب خالد نامدار

شیر خدا کی طرح بار بار صف جنگ سے باہر نکلکے ایرانیون سے اپنا مقابل طلب فرماتے تھے جو آگے بڑہتا اونکی تلوار کا نوالہ ہوجاتا تھا۔ غرضکہ اوسدن قیامت بپا تھی کشتون کے پشتے لگ گئے۔ سرون کے مینہ برسنے لگے۔

لڑائی سے پہلے جناب خالد رضی اللہ تعالے عنہ نے مسلمانون کے دو گروہ الگ کرکے ایک پوشیدہ مقام مین تیار کھڑے کر رکھے تھے۔ جب لڑائی کے شعلے آسمان تک پہونچے اور خون کی ندیان بہ نکلین تو ان دونون چھپی ہوئی جماعتون کے آنے مین دیر لگی۔ خالد نامدار متحیر ہوکے چارون طرف دیکھنے لگے کہ ناگاہ وہ دونون فوجین قضاے مبرم کی طرح دشمنون پر آن پڑین اور آتے ہی اعدا کو دو طرف سے گھیر لیا۔ اب فوج عجم کے ہاتھون کے طوطے اوڑ گئے۔ منہ پر ہوائیان اوڑنے لگین۔ ہوش و حواس ففروا ہوسے۔ چونکہ یہ دونون دستے تازہ دم و تیز قدم تھے اونہون نے حریف کی فوج کو خوب ہی آڑے ہاتھون لیا جدہر جا پڑے صفایا بول دیا آندہی کے آمون کی طرح سر دہڑا دہڑ گرنے لگے ملک الموت قبض ارواح کے لئے چارون طرف پہرنے لگے۔ ایک کو جیتا نچھوڑا۔ ستر ہزار کافرون نے چار و ناچار دنیا سے منہ موڑا۔ ابدزدع بہاگ کے بچ تو گیا مگر پیاس نے اوسے جانبر نہونے دیا العطش العطش پکارتا ہوا سیدہا جہنم مین جا داخل ہوا۔ اس خداداد فتح کے بعد جناب خالد نے سجدۂ شکر درگاہ رب بے نیاز مین ادا کیا اور فوج اسلام کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے غازیان جانباز یہ سب عنایتین پروردگار عالم کی ہین ورنہ ہم کسی طرح ایسی زبردست قوم سے عہدہ برآ نہوتے۔ نہ اونکے دشوار گذار ملک مین داخل ہوسکتے تمکو چاہئے کہ محض رضاے الٰہی و رونق دین رسالت پناہی کے لئے تیار و کمربستہ رہو اور خودی و خودستائی چھوڑ دو خدا تمہاری مدد کریگا۔ خمس جناب امیر المومنین خلیفہ حبیب رب العالمین کے حضور مین روانہ کرکے باقی مال انصار دین پر تقسیم کردیا اور انصاف

والطاف سے رعیت پر خراج مقرر کر کے سلامتی وامن کا مژدہ سنایا اور سلطنت ایران کے ظلموں سے بچایا۔

لیس کی فتح

اب بکر بن وائل کے قبیلے جو نسب کی طرف سے عربی اور مذہباً عیسائی تھے کان کھڑے کرنے لگے اور سمجھے کہ ہم آتش پرستوں کی حمایت کے باعث اسلام کی تلواروں کا شکار ہو چکے ہیں۔ اسکا بدلہ مسلمان ہم سے ضرور لینگے۔ اس ڈر سے جمع ہونے لگے اور ایک فوج کثیر ترتیب دیکے آمادہ پیکار ہوے۔ عبد ابن سود کا بیٹا مسلمانوں کے ہاتھوں سے قتل ہو گیا تھا چونکہ باپ کو بیٹے کی مفارقت میں زمانہ سیاہ معلوم ہوتا تھا اسلئے اوسنے اون عیسائی قبائل عرب کی سرداری قبول کر کے سپاہ ایران سے مدد مانگی۔ اردشیر نے جابان کو فوج دیکے عبد ابن سود کی حمایت کو بہیجا اور ایک فوج زاید از قیاس مقام لیس پر آکے خیمہ زن ہوئی۔ مخبروں نے فوراً اسکی اطلاع جناب سیف اللہ کو کر دی۔ لشکر اسلام بہی لیس کی طرف متوجہ ہوا۔ جس دن لشکر مخالف میں ایک بڑی دعوت کا سامان تہا اور انواع واقسام کے طعام لذیذ دسترخوانوں پر چنے ہوے تہے اوسدن مسلمانوں کی فوج بہی وہاں جا پہونچی۔ بعضوں کی راے یہ ہوئی کہ کہانیکو الگ کر کے اہل اسلام سے پہلے نبٹ لو۔ کچہہ بول اوٹہے۔ میاں جان ہے تو جہان ہے پہلے کہانے چکہہ لو پہر مکروہات کی طرف منہ کرنا۔ استنے میں جناب خالد نے قلب سپاہ سے سمند تیز گام کو آگے بڑہایا اور للکار کے فرمایا کہ اے ستمنسرہ عرب تم میں جسے اپنی جان دبال ہو میرے سامنے آے۔ تمہارے نامی جرار کدہر ہیں۔ میں اونکی تلوار کا کاٹ تیر کا توڑ دیکہوں۔ پہر اونمیں سے ایک ایک کا نام لیکے پکارا کہ اے کم ہمتو۔ بزدلو۔ سامنے کیوں نہیں آتے۔ یہ سنتے ہی لشکر مقابل پر رعب عظیم چہا گیا سبکو ایک ساتہہ سانپ سونگہہ گیا۔ کسی نے دم نہ مارا۔ آخر ش مالک بن قیس

تیوری چڑہاے منہ تھتھاسے باہر نکلا۔ جناب سیف اللہ نے جھڑک کے فرمایا کہ اے حبشی نابکار تجھے بھی یہ حوصلہ ہوا کہ ہمارا سامنا کرے۔ اچھا ہے یہ تیری گستاخی کی سزا ہے۔ یہ کہکر ایک ہاتھ جھلا کے جو دیتے ہین تو ایک ٹکڑا ادہر تہا اور ایک اودہر۔ یہ ماجرا دیکھکے فوج عجم مین حشر بپا ہوگیا کیسا کہانا اور کہان کی بہوک۔ جانین سنبہالنا مشکل ہوگئین۔ سب سردآہین بھر بھر کے ہتیار سنبہالنے لگے۔ ایک طول طویل لڑائی خوب جمکے ہوئی طرفین نے اپنے اپنے کرتب دکہاے۔ عجمیون کو مدد کا انتظار تہا مگر خدا کے دشمنون کو کون بچاے خواہ مخواہ کسے غرض تہی کہ پراے پھٹے مین پانون پہنساے۔ دلیران اسلام نے ہاتھون کو تول تول کے وہ وہ سخت حملے کیے کہ بڑے بڑے منچلے کفار کے چھکے چھوڑا دئے۔ یہانتک کہ دشمن بیدست وپا اور بدحواس ہوکے دلیران اسلام کے ہاتھون مین گرفتار ہوگئے۔ لوگ اونکی مشکین کس کس کے خالد کے حضور مین لاتے جو توبہ کرکے ایمان لاتا چھوڑدیا جاتا اور جو اسلام سے انکار کرتا تہا اپنی جان گنواتا چنانچہ تین دن تک یہی ہنگامہ رہا۔ اس مین بہی ساٹھہ ستر ہزار سے کم آدمی مسلمانون کے ہاتھون سے نہین مارے گئے۔ یہی جنگ نہرالدم کے نام سے مشہور ہے۔

پہر جناب خالدبن ولید موضع خورنق مین آکے فرکش ہوے اور گردونواح مین امن وامان قایم کرنیکے لئے چارون طرف لشکر بہیجے اور سب سے کہدیا کہ تم لوگ رعیت ہوکے کیون سلطنت کی شامت اعمال مین شامل ہوتے ہو ہمین جزیہ دو اور چین سے پڑے سوتے رہو۔ اگر جزیہ دینا منظور نہین تو اسلام پر ایمان لاکے ہمارے بہائی بن جاؤ۔ غرضکہ صلح پسند رعیت کی ہر پہلو سے خاطر ومدارات کی جاتی تہی۔

اسکے بعد نواح حیرہ کے بعض مقام تو جنگ سے اور بعض صلح سے مفتوح ہوے۔ نصاراے عرب کے حاکم عمروبن عبدالمسیح کے پاس جب وہ خالد سے صلح کرنے آیا تہا ایک تہیلی تہی سیف اللہ

سنے دریافت کیاکہ اس تھیلی مین کیا ہے - اوسنے جواب دیا - زہر قاتل ہے - یہ اسلیئے ساتھہ
لایا ہون کہ اگر میری بات نامنظور ہوئی اور مین نے اپنی قوم کی ہتک ہوتے ہوے دیکھی تو فوراً
کہا لونگا - حضرت خالد یہ سنکے مسکرائے اور فرمایا کہ ذرا مجھے دکھانا - عمرو نے تھیلی اونکے ہاتھہ مین
دیدی - آپنے اوسمین سے بہت سا نکال کے اپنی ہتیلی پر رکھا اور فرمایا بسم اللہ خیر الاسماء
رب الارض والسماء الذی لیس یضر مع اسمہ داء الرحمن الرحیم پہر فوراً اوس سم قاتل کو پہانک گئے
امراے اسلام ہین ہین کر کے ادہر اودہر سے لپکے بہی مگر کیا ہوتا تہا اوسے تو آپ حلق سے نیچے
اوتار چکے تہے - عمرو یہ حال دیکہکے گہبرا گیا اور لشکر اسلام کی طرف متوجہ ہو کے پکارا کہ اے عرب و -
تمہارا کوکب بخت اوج اقبال پر ہے اب تمہارے سامنے کسی کی پیش نہین جا سکتی تم مین سے
اگر ایک آدمی چاہے تو اکیلا ایک ملک کو فتح کر سکتا ہے مین دیکھتا ہون کہ وہ زہر جو زبان سے
لگتے ہی آدمی کا کام تمام کر دیتا ہے اوسنے حلق سے اوترکے بہی تمہارے سردار کا بال بیکا نہین کیا
اب ایسے سردار سے مقابل ہو کے اپنی آبرو کہونا بے سود ہے - پہر حیرہ والون کی طرف متوجہ ہو کے
بولا کہ مین تو خالد بن ولید کے اقبال کا لوہا مان گیا تمہاری خیر اسی مین ہے کہ جزیہ دو اور صلح کر لو -
غرضکہ چار لاکھہ درہم سالانہ تقدیر پر مصالحت ہو گئی -

روایت ہے کہ ایک صحابی تہے حضرت شریک رضی اللہ عنہ - اون سے ایک دن جناب
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مکانات حیرہ کے کنگورے ایسے سفید ہین جیسے
کتون کے دانت - تم لوگ اوسے جلدی فتح کر لوگے - جناب شریک نے التماس کی کہ یا رسول
کریم جب حضور حیرہ فتح کریں تو نفیلہ کی بیٹی مجھے مرحمت ہو - ارشاد ہوا کہ اچھا پس جب حیرہ پر
اسلامی قبضہ ہو گیا تو حضرت شریک نے خالد بن ولید سے آکے دعویٰ کیا کہ اپنے نبی کا وعدہ
وفا کیجیے بہت سے صحابہ نے شہادت دی کہ شریک کا بیان صحیح ہے - اسلیئے شرائط صلح مین

یہ بہی داخل کیا گیا کہ کریمہ بنت نفیلہ شریک کو دی جاے۔ مگر اوسکی عمر اسوقت اسّی سال کی ہو چکی تہی اوسنے ایک ہزار درہم دیکے شریک سے آزادی حاصل کرلی۔ اب خالد بن ولید نے یہان قیام کر کے چارون طرف کا انتظام کیا۔

فتح انبار

اسوقت ایرانیون نے شیرویہ اور اردشیر کو قتل کر کے فرخ خان الملقب بہ شہریار کو تخت سلطنت پر بٹہا دیا تہا اور اقبال کیانی مین عجیب انقلاب اور ادبار آگیا تہا۔ حضرت سیف اللہ نے اطراف وجوانب کے سردارون کو لکہا کہ تمہاری جان کی خیر اسی مین ہے کہ اسلام مین داخل ہو تو امان پاؤگے ورنہ جزیہ ہی دیکے اپنا پیچہا چہوڑاؤ نہین تو وہ بہادران تجربہ کار اور شجاعان خنجر گذار تمہاری سرکوبی کو بہیجونگا جو رضاے الٰہی اور رونق دین رسالت پناہی کے لئے مرنیکو جینے سے بہتر سمجہتے ہین۔ اور خود موضع انبار کی طرف عنان عزیمت منعطف کی۔ شیرزاد وہان کے حاکم نے قلعہ مین بیٹہکے دروازے بند کر لئے۔ گرد و نواح کے دیہاتی وقصباتی مجتمع ہو کے مارنے مرنے پر مستعد ہو گئے۔ مگر عوام مین اگر جوش بہی ہوا تو استقلال کہان ایک ہی حملہ مین چلتے پہرتے نظر آے فوج شیران اسلام قلعہ کی کہائی تک جا پہونچی۔ قلعہ والون نے تیر پہینکنا شروع کئے۔ ادہر سے بہی تیرون کا جواب تیرون ہی سے دیا جانے لگا۔ تیر اندازان اسلام نے وہ تاک تاک کے تیر لگاے کہ ہر تیر سے کسی نہ کسی کافر تیرہ باطن کی آنکہہ پہوٹ جاتی تہی۔ ہزارون کی آنکہون پر جہاڑو پہر گئی اسلئے فصیل والے جیون سے ہار بیٹہے۔ اس لڑائی کا نام ذات العیون رکہا گیا تہا۔ شیرزاد نے صلح کا پیغام دیا مگر استقرار شرایط مین حجت وتکرار ہونیکے باعث لڑائی بدستور قایم رہی۔ جناب خالد کو غصہ جو آیا تو حکم دیدیا کہ اونٹون کو ذبح کر کر کے خندق کو پاٹ دو اور قلعہ پر چڑہ چلو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور شجاعان اسلام قلعہ تک جا پہونچے۔ شیرزاد کے ہوش وحواس سفر کر گئے اور شرایط صلح

مین بحث کرنے سے دست بردار ہوکے قلعہ چھوڑ کسی طرف چلتا بنا۔ چند روز لشکر اسلام نے انبار مین قیام کرکے دم لیا اور وہین کے آدمیون سے مسلمانون نے لکہنا سیکھا۔ زبرقان بن بدر کو خالد بن ولید وہان کا حاکم کرکے عین التمر کی طرف روانہ ہوئے۔

عین التمر پر قبضہ کرنا

وہان کا حاکم مہران بن بہرام تہا۔ عین التمر کے عربون نے مہران سے کہا کہ ہم اور حملہ آور مسلمان ہم قوم ہین اونکے داؤن۔ گہات اور ہتکنڈون کو ہمین خوب سمجھ سکتے ہین اون سے لڑنیکو ہمین بہیجو اور تم ہماری مدد کے لئے کمربستہ اور مستعد رہو تو دیکھو کہ ہم کیسا کٹ کٹ کے لڑتے ہین۔ یہ بات مہران کی سمجھ مین آگئی اور خوش ہوکے بولا۔ اچھا ہمین منظور ہے تم شوق سے اونکا مقابلہ کرو اور جس چیز کی ضرورت ہو ہم سے لو۔ اون عربون کا سردار عقبہ تہا وہ نہایت اکڑ اور اینٹھ سے مسلمانون کے سامنے آیا۔ جناب خالد نے جو یہ ہوا دیکہی تو سمجھ گئے کہ ترکیب تو اچھی کی ہے طوفان بے تمیزی ہی جو ٹہیرا۔ اپنی فوج کے سردارون سے کہا کہ اپنے اپنے مورچون سے ہوشیار رہنا ہم اونکے قلب لشکر پر حملہ کرتے ہین۔ پہر اپنے ساتھ والون سے کہا کہ تم ساری فوج کی پشت پر جا کھڑے ہو۔ اوسوقت عقبہ اپنے لشکر کو ترتیب سے جما رہا تہا کہ خالد نے آگے بڑھکے اون پر حملہ کردیا اور جاتے ہی عقبہ کو گرفتار کرلیا۔ سپاہ اوسکی بہاگ گئی۔ مہران بہی یہ معاملہ دیکھکے کسی طرف چلدیا۔ قلعہ کے گرد جو عرب تہے اونہون نے قلعہ خالی دیکھ اوس پر قبضہ کرلیا لیکن مسلمانون نے قلعہ کو گہیر لیا۔ عربون نے لاچار ہوکے صلح کرنا چاہی۔ جناب خالد نے جوابدیا کہ اس شرط سے صلح قبول ہوگی کہ تم اپنے ہتیار ہمین دیدو اور نہتے ہوکر ہمارے پاس چلے آؤ ہمارے دل مین جو کچھ آویگا تمہارے ساتھ کرینگے۔ وہ تو جیون سے ہارے ہوے تہے ہتیار دیکے نکل آئے۔ خالد نے چن چن کے اونکے نامی جنگجویون کو قتل کیا اور باقیون کو

چھوڑدیا - اونکے ایک عبادتخانہ سے چالیس انجیل خوان لڑکون کو گرفتار کرلیا - بشیر بن سعد اسی لڑائی مین شہید ہوے - خمس غنیمت اور سارے حالات کی عرضداشت خلیفہ کے حضور مین روانہ کی گئی -

جنگ دومۃ الجندل

وہان کی فتح کے لئے حضرت عیاض بن غنم بہیجے گئے تہے - دومۃ الجندل والون نے اونکی راہین بند کردین اور چارون طرف سے گہیر لیا - عیاض نے ولید بن عقبہ سے مشورہ کیا - ولید نے جواب دیا کہ حضرت خالد یہان سے قریب ہین اب سواے اسکے اور کوئی تدبیر نہین کہ اونکو اس حالت کی اطلاع کیجاے چنانچہ فوراً آدمی کسی نہ کسی طرح اونکی خدمت مین بہیجا گیا - جناب خالد نے جواب دیا کہ جاکے کہدو کہ ہرگز نہ گہبرائین مین آتا ہون - جناب خالد ابہی عین التمر کی فتح سے فارغ ہی ہوے تہے کہ اونہون نے عویم کاہن کو وہان کا حاکم کیا اور آپ بہت جلد عیاض کے پاس پہونچے - دشمنون نے جو یہ حالت دیکہی تو اپنے گردونواح کے قبائل اور عربون کو بہی جمع کرلیا - جبلہ بن ایہم بہی اونکی مدد کو آن پہونچا -

دو سردار نامی اکیدر اور جودی دومۃ الجندل مین تہے - اکیدر نے راے دی کہ مین خالد کے زور شمشیر اور زبردست تدبیر سے خوب واقف ہون تم لوگ اون سے نہ جیت سکوگے تمہارے حق مین بہتر یہی ہے کہ مسلمانون سے صلح کرلو - لوگون نے اوسکی باتون پر بہت ناک بہوین سکوڑین اور اوسکی ایک نہ مانی - اکیدر ناراض ہوکے چلدیا - یہ بات حضرت خالد کو جو معلوم ہوئی تو عاصم بن عمرو کو بہیجکے اکیدر کو گرفتار کرالیا - عاصم نے اوسے مار ڈالا -

یہ شخص اکیدر وہی ہے جسکی گرفتاری کے لئے آنحضرت صلعم نے خالد بن ولید کو تبوک بہیجا تہا - گورخر کا شکار کرنے مین اکیدر مشغول تہا کہ خالد نے اوسے جا پکڑا اور حضور نبوی مین

لے آئے۔ بعض مؤرخ یون کہتے ہین کہ اکیدر جزیہ قبول کرنے کے بعد رہا ہوا۔ بعضون کا یہ قول ہے کہ مسلمان ہوگیا تھا۔ آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد مرتد ہوگیا۔

جب جودی کو خالد کے آنیکی خبر ملی تو قبایل عرب کو ہمراہ لیکر مسلمانون سے لڑنے آیا۔ اوس پر ایک طرف سے عیاض اور دوسری طرف سے خالد نے اپنا زور ڈالا اور جودی گرفتار ہوگیا۔ مخالفون کے ایک سردار ودیعہ کو اقرع بن حابس نے اسیر کرلیا۔ فوج جا کے قلعہ مین بند ہو رہی چونکہ قلعہ نہایت مختصر تھا اور لشکر بہت۔ سب اندر نہ سما سکے۔ جتنے اندر چلے گئے تھے وہ تو اندر رہے اور باہر والے بھاگ گئے۔ لشکر اسلام نے محاصرہ کرکے اندر والون کو بھی قید کرلیا۔ سردار اونکے مار ڈالے گئے۔ عاصم اور اقرع نے بنی کلب کے قیدیون کو اپنی سفارش سے بچا لیا۔ جودی کے لڑکے جو نہایت حسین تھے حضرت خالد نے خرید لئے۔ پھر اقرع کو انبار بھیجا اور خود دومۃ الجندل کا بندوبست کرنیکو ٹھیر گئے۔ بعد انتظام ہو چکنے کے حیرہ تشریف لیگئے۔

ایرانیون کا دوسرا قصد

اس عرصہ مین فارسیون نے پھر اطمینان کے ساتھ لشکر تیار کرلیا اور جزایر سے بھی فوجین بلوا کے ایک انبوہ کثیر اور جم غفیر اکٹھا کرلیا۔ ارادہ تھا کہ انبار پر پھر لشکر کشی کرین۔ زبرقان نے اونکے اس عزم سے حیرہ مین قعقاع کو مطلع کیا۔ اتنے مین امیر جرار حضرت خالد بھی حیرہ مین اس قصد سے پہونچے کہ مداین دارالسلطنت ایران پر چڑھائی کرین۔ مگر اسکی بابت ابوبکر صدیق کا کوئی حکم اونکے پاس نہین آیا تھا نہ اوپر کے خرخشون سے ابھی فرصت ملی تھی اسلئے مقتضائے وقت یہ معلوم ہوا کہ مداین کا حملہ ملتوی رکھا جائے۔ پھر قعقاع کو حصید پر بھیجدیا۔ روزبہ سپہ سالار عجم اون سے لڑنے آیا۔ حصید کے میدان مین دونون لشکر مقابل ہوئے۔ صبح کو صف بندی کے بعد بازار جدال و قتال گرم ہوا۔ آخرکار عجمی مسلمانون کے لوہے کو مان گئے اور بھاگے۔ جناب

قعقاع نے روزمہر کو قتل کیا اور عصمہ نے روزبہ کو مار ڈالا - فراری کرفنا حس مین جانا چاہتے تھے کہ ابولیلی عدی کی فوج کو سامنے سے آتے ہوے دیکھکے اودہر سے بھی پھرے اور موضع نصیح مین ٹھیرے - حضرت خالد نے اون پر شبخون مارا جس سے وہ سب کے سب تہ تیغ ہوے - پھر موضع ثنی اور ذمیل پر دوڑ گئی وہان بھی کسی کو زندہ نہ چھوڑا - ان فتوحات کے بعد فوج اسلام سرحد عراق وشام پر مقام فراض مین آپڑی - رمضان المبارک کا مہینہ وہین گذرا -

جنگ فراض

رومیون نے گھبرا کے قبائل تغلب اور نمر اور ایاد کو جمع کیا اور ماہ ذیقعدہ مین فراض کے سامنے آپڑے - دریاے فرات دونون لشکرون کے درمیان تہا - رومیون نے کہلا بھیجا کہ لڑائی کے ارادے ہین تو دریا پیر کے ادہر آجاؤ - حضرت خالد نے جوابدیا ہمین اودہر جانیکی کچھہ ضرورت نہین ہے جسے غرض ہو خود یہان چلا آے - ہان ہم یہ وعدہ کرتے ہین کہ عبور دریا کے اثنا مین تم سے کچھہ تعرض نہ کرینگے - پس رومی عبور کر کے اس پار آگئے اور دونون فوجین آمنے سامنے جمگئین - مردان دلاور آگے بڑھ بڑھکے اپنے کرتب دکہانے لگے - شمشیرون اور نیزون نے خوب خوب کارسازیان کین دونون طرف کے جانبازون نے اپنے اپنے سر ہتیلیون پر رکھکے حملے کئے آخر ش شکست نے رومیون کا ساتھہ دیا - لاکھہ آدمیون کے قریب اونکے ٹھکانے لگے - پھر خالد نامدار نے چند روز وہان فوج کو آرام دیکے ۲۵ ذیقعدہ کو حیرہ کا ارادہ کیا - اثنا ے راہ مین کچھہ دل مین جو سمائی تو عاصم بن عمرو کو لشکر کی سرداری سپرد کر کے خود بدولت خفیہ طور سے چند رفقا کے ساتھہ مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور ایک نہایت دشوار گذار اور خوفناک راستہ اختیار کیا اور حج کر کے بہت ہی جلد واپس آگئے - جب حاجیون کا قافلہ مدینہ پہونچا تو لوگون نے مکہ مین خالد کے آنے اور فوراً واپس چلے جانیکا حال جناب صدیق اکبر سے بیان کیا - آپکو خالد کی یہ حرکت پسند نہ آئی اور انتظام سلطنت

سے کے لحاظ سے ایک فرمان پرعتاب خالدبن ولیدکو روانہ کیاکہ اس خودرائی کی سزامین تمہاری تبدیلی عراق سے شام کو کی جاتی ہے فوراً ادہرجاکے اپنے قصور کی تلافی کرو۔ اسلئے جناب خالد لشکر عراق مثنی ابن حارثہ کو سپرد کرکے شام چلے گئے۔

مثنی بن حارثہ کی شجاعت

حضرت مثنی نے لشکر اسلام کی قلت دیکھکے ارادہ کیاکہ جب تک مدینہ سے مدد نہ آجاے حیرہ سے باہر نکلکے دریا کے کنارہ قیام کرین۔ ادہر شاہ عجم نے لکھاکہ مین اب تم سے لڑنے کے لئے ایسے کمینے لوگ بھیجونگا جو مرغیان اور سؤر چراتے ہین۔ جناب مثنی نے اوسکا جواب دندان شکن یون دیا "اگر تونے جھونٹ لکھا ہے تو عذاب خدامین گرفتار ہوگا اور اگر تو سچ کہتا ہے تو بڑی خوشی کی بات ہے کہ تم لوگ اب ایسے عاجز ولاچار ہوگئے ہو کہ سؤر اور مرغیون کے چرانیوالون سے مدد لینے لگے۔ اللہ نے تمہارا غرور ڈہا دیا۔ ہمارے نزدیک تو سب کافر برابر ہین" شاہ ایران نے اس جواب سے بہت پیچ وتاب کہا ہے۔ تمام شہر نے بھی اوسکے حق مین تھڑ تھڑ ا کی۔ ادہر جناب مثنی نے حیرہ سے بابل کا قصد کیا۔ یکم ربیع الاول کو دونون فوجون مین مقابلہ ہوا۔ عجمیون نے عربی گھوڑون اور سواران غازی کو پریشان کرنیکے لئے ایک مست ہاتھی فوج اسلام کی طرف بھگادیا۔ حضرت مثنی نے جو یہ حال دیکھا تو فوراً شیر نر کی طرح بپھر کے اوس فیل مست کے سامنے آگئے اور ایک ہاتھہ تلوار کا اس زور سے اوسکی سونڈ پر مارا کہ وہ چنگھاڑ مارکے پیچھے بھاگا۔ مثنی بھی مارتے اور رگیدتے ہوے اوسکے پیچھے چلے گئے۔ آخرش آپکی تلوارون ہی سے وہ ہاتھی کٹکے گرپڑا اور عجمیون کی فرعونیت خاک مین ملگئی۔ میدان خالی پاکر تمام لشکر اسلام نے دہاوا کردیا۔ میدان جنگ کو لاشون سے بھردیا۔ مسلمان فتحیاب ہوے۔ بھاگے ہوے عجمی سپاہی روتے پیٹتے سر پر خاک اوڑاتے مداین مین داخل ہوے۔

یہان ایرانی شہریار کو بہی خاک مین ملا چکے تہے اور ایک لڑکی کو تخت سلطنت پر بٹھایا تہا۔
اگرچہ یہ موقع مداین پر قابض ہو جانیکا اچھا تہا لیکن شام مین ہلچل مچ چکی تہی مدینہ سے لشکر پر لشکر
شام کی طرف جارہے تھے اسلئے ادہر مدینہ آسکی اور یہ مہم ناتمام رہی۔ حضرت مثنیٰ بہی عراق مین
بشر بن خصاصہ کو اپنا نائب کرکے مدینہ چلے آے مگر وہ صدیق اکبر کا اخیر زمانہ تہا اسلئے آپنے
فاروق اعظم کو وصیت کی کہ میرے بعد تمہاری خلافت کا پہلا کام یہ ہونا چاہئے کہ مثنیٰ کو فارس
بہیجدینا ذرا بہی دیر نہ لگانا اور فتح شام کے بعد خالد کو بھی عراق روانہ کردینا کیونکہ عجمیون کی کل اونہین
کے ہاتہہ مین خوب آگئی ہے وہی اونکے اینچ پینچ اچھی طرح جانتے ہین۔

روایت ہے کہ ہرمز نے خالد بن ولید کے آنے کی اطلاع عرضداشت جو اردشیر کو روانہ
کی تہی جب اردشیر کے ہاتہہ مین پہونچی تو وہ غش کہا کے گر پڑا اور کہانا پینا چھوڑدیا۔ لوگون کے
سمجھانے اور بہت پند ہانے سے قارن بن قریانس کو بہت سی فوج دیکر خالد کے مقابلہ کو روانہ کیا
اور حکم دیا کہ ہرمز کا ہاتہہ بٹاؤ اور جیسی کہ چاہئے اوسے جاکر مدد دو۔ یہ لوگ ہرمز تک پہونچنے بہی
نہین پاے تہے کہ وہان غازیان جرار اور نہر ان پروردگار نے ہرمز کو عدم کا سیدہا راستہ بتادیا تہا۔
اوسکی بہاگی ہوئی فوج قارن کو اثناے راہ مین ملی اونمین سے جسکو وہ اپنے ساتہہ واپس چلنے کو
کہتا تہا اوسے ہی سانپ سونگہہ جاتا تہا۔ ڈر کے مارے واپس ہونا نہین چاہتا تہا۔ بہت سی
لوگون نے یہ بہی کہا کہ ہم ایسے لوگون کا سامنا نہین کرسکتے جو لڑائی مین شیرون سے زیادہ ہیبت
ناک ہو جاتے ہین اور پیچھے قدم رکہنا جانتے ہی نہین۔ ہم آدمیون سے لڑ سکتے ہین نہ کہ خدا کے
غضب سے لیکن قارن نے دم دلاسون اور حیلے بہانون سے بڑی دقت کے ساتہہ مرد
بنایا اور کہا کہ یہ ہرمز کی ناتجربہ کاری بلکہ بزدلی تھی جس نے تم سے دلاورون کے نامون کو داغ
لگایا مگر اب ایسا نہین ہوسکتا تم لوگ میرے ساتہہ چلو۔ دیکہو کہ مسلمان تمہاری صورتون سے

کانپ جاتے ہین یا نہین - غرضکہ آدمی کا شیطان آدمی ہی ہوا کرتا ہے فراری قارن کے وم دبا گون
مین آگئے اور اولٹے پیرون پہرے - موت سرون پر منڈلا رہی تہی کشان کشان یہ کہکے مقتل
مین پہر کہینچ لائی کہ اسے کمبختو جاتے کدہر ہو تمہاری مٹی تو ادہر کی ہے - غرضکہ موضع مدار اسے
قارن اونہین ساتھ لیئے ہوے نہر پر آٹہیرا - خالد رضی اللہ عنہ نے بہی لشکر اسلام کو اونکے سامنے
لا جہنپایا اور جیسا اس لڑائی کا مضمون آپ اوپر معاینہ فرما چکے ہین بڑی ہیبت ناک اور سخت لڑائی
ہوئی جس مین قارن بن قریانس کو معقل بن الاعشی بن النباش نے اور انوشجان کو عاصم نے
اور قباد کو عدی بن حاتم نے ایک ایک ہی وار مین مار ڈالا - دونون طرف کے لوگ دیکہتے تہے کہ
ابہی تینون سامنے صحیح و سالم کہڑے تہے اور چشم زدن مین غایب - انکے ہلاک ہوتے ہی تلاطم
مچگیا - ایرانی فوج بہاگی - مین تیرے اوپر اور تلواروسکے اوپر کسی کو کسی کی خبر نہ تہی عجیب زلزلہ تہا - علاوہ
اون لوگون کے جو وقت دار وگیر نہر مین ڈوبے تین ہزار سپاہی ایرانیون کے مسلمانون کی تلوارون
کے شکار ہوے - جو باقی رہے وہ جزیہ دینا قبول کرکے ذمی بنے - مال و اسباب بیحد مسلمانون
کو ملا - اس لڑائی کے بعد فارس والون مین پہر کبہی اتنی قوت نہین ہوئی کہ اس زور شور سے
لڑتے - اسکو جنگ ثنی یعنی نہر کہتے ہین -

اس شکست کے بعد اردشیر نے اندرزغر کو خالد کے منہ لگنے کے لیئے بہیجا - یہ شخص
سواد کا باشندہ اور بہت بڑا شہسوار تہا - اوسکے متعاقب ہی بہمن جاذویہ کو بہت بڑے لشکر کے
ہمراہ روانہ کیا - اندرزغر نے اردشیر کے حکم سے عرب ضاحیہ اور دہقانون کے ایک بہت بڑے
گروہ کو بہی حیرہ اور کسکر کے درمیانی ملک سے اپنے ساتھ لیلیا تہا اور ولجہ مین پہونچکے میدان
جنگ مین جا جما - نہر سے اوترکے سیف اللہ بہی سامنے آگئے - لڑائی سے پہلے خالد نے
اپنی فوج کے بہت سے آدمی تو کمین گاہ مین چہپا دئیے اور تہوڑی سی فوج لیکے دشمنون کے آگے

رکھدی۔ ایران کی فوج خوش ہوکے اونپر دہر لگی۔ وہ سکھاے پڑہاے ہوے تو تھے ہی اسطرح پیچھے دبتے چلے گئے گویا کہ لشکر ایران کے زور سے پچکے چلے جاتے ہین۔ جب اوس کمین گاہ سے جہان فوج اسلام پوشیدہ تھی پیچھے ہٹتے ہٹتے بہت دور نکلگئے تو موقع پاکے ادہر سے آگے والون نے اور پیچھے سے کمینگاہ کی فوج نے مارنا شروع کیا۔ حضرت خالد جو لشکر کا ایک حصہ اپنے ساتھ لیکر الگ ہوگئے تھے دو ڈہائی میل کا پھیر کہا کے داہنی طرف سے لشکر کفار پر آپڑے جس سے تین طرف سے مار پڑنے لگی۔ بیشمار آدمی فوج ایران کے مارے گئے اور اندرزغر پانی پانی پکارتا ہوا پیاس سے خود مرگیا۔ جو باقی رہے اون سے جزیہ لیکر خالد نے چھوڑ دیا۔

جنگ مذکورۂ بالا مین دو عیسائی سردار مسلمانون نے قید کرلیے تھے۔ ایک تو بنی وائل مین سے جابر بن بجیر تہا اور دوسرا قبیلہ عجل مین سے ابن عبد الاسود۔ اسلیئے بنی وائل کے عیسائی مسلمانون سے ناراض ہوگئے اور لیس مین عبد الاسود عجلی کو اپنا سردار بناکے ارادہ کیا کہ خالد سے مقابل ہون۔ اردشیر نے بہی اون سے مدد کا وعدہ کیا اور لکھا کہ جب تک جابان مرزبان تمہارے پاس نہ پہونچ جاے اوسوقت تک ابتداے جنگ نہو۔ عیسائیون کے پاس اردشیر کا یہ پیام لیکر ہزیمت خوردہ بہمن جاذویہ گیا تہا وہ پہر کسی مشورہ کے لئے اردشیر کے پاس آیا مگر یہان اردشیر ہزیمتون کے رنجون اور روز کی فکرون سے بیمار پڑگیا تہا لہذا بہمن جلدی سے عیسائیون کی مدد کو واپس نہ جاسکا البتہ جابان لیس مین آگیا جہان عرب اور بنی عجل اور تیم اللات اور عرب الضاحیہ کے عیسائی مسلمانون سے لڑنے کو جمع تھے۔ ادہر سے حضرت خالد بن الولید اونکی طرف جہکے مگر اونہین جابان مرزبان کے آنیکی خبر نہ تہی اسلیئے لیس مین داخل ہوتے ہی اشتہار جنگ دے دیا اور خود میدان جنگ مین آگئے۔ آکے اپنا مقابل طلب کیا۔ مالک

بن قیس نے مخالفون کی طرف سے اونکا سامنا کیا مگر خالد نے اوسے دم لینے کی بہی فرصت ندی ذراسی دیر مین زمین کا پیوند کردیا۔ عربی عیسائی لڑتے جاتے تہے اور چارون طرف آنکہین پہاڑ پہاڑ کے بہمن کو دیکہتے جاتے تہے کہ اب بہی آجاے۔ اب بہی آجاے مگر مدد آنا قسمت مین نہ تہی البتہ موت سرپر آچلی تھی۔ منہ کے بل ایکدوسرے پر گرتے پڑتے بہاگے مسلمانون نے اونکی مشکین کسنا شروع کین اور ایک جم غفیر کو مقید کرلیا۔ خالد بن ولید نے قیدیون کے قتل کا حکم دیدیا۔ اتنے آدمی قتل ہوے کہ خون کی ندیان بہگئین اسی لئے اس جنگ کو نہر الدم کہتے ہین اسمین ستر ہزار کے سرتن سے اوتارے گئے تہے۔ مال غنیمت اس کثرت سے ہاتہہ لگا کہ کوئی صحیح اندازہ نہین ہوسکتا۔ مسلمان اسوقت دن بہر کے بہوکے پیاسے تہے عجمیون کے دعوت کے کہانون پر جو جا ڈٹے تو خوب ہی تن تن کے کہایا۔ یہ جنگ ماہ صفر مین ہوئی تہی۔

اسکے بعد جناب خالد نامدار اپنا لشکر جرار لئے ہوے امغیشیا کے اوپر جا چکے اور اس تیزی سے اوسپر حملہ کیا کہ وہان والے اپنے ہوش وحواس بہی درست نہ کرسکے آخر کار ناچار ہوکے اطاعت قبول کی۔

یہان سے فارغ ہوکے جناب خالد نے لشکر اور اسباب کو کشتیون پر بار کرکے پار اوترنے اور حیرہ کے فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ وہان کا مرزبان ابن زیان ازادیہ کو اپنے ساتہہ لیکر غریین مین آگیا اور وہان آکے میدان مین اپنی فوج جمع کردی۔ بہت سا لشکر اپنے بیٹے کیساتہہ بہیجا کہ خبردار مسلمانون کو دریا سے اوترنے نہ دینا۔ سبکو بیچا بیچ دہار مین غرق کردینا۔ خالد کا اور اوسکا مقابلہ فرات بادقلا پر ہوگیا اور مرزبان حیرہ کا بیٹا معہ اپنے لشکر کے مارا گیا۔ مرزبان اپنے بیٹے کا قتل اور اردشیر کی موت سنکر خود بخود حیرہ چہوڑکر بہاگا اور خالد غریین مین آگئے۔ مسلمانون نے

حیرہ کے قصرون کا محاصرہ کیا۔ محاصرہ ہی کے زمانہ مین دیلو رکو بزور شمشیر فتح کرلیا۔ یہ محاصرہ اتنا طول طویل تہا کہ مخالف لوگ بہوکے پیاسے مرنے لگے اور اونکے قسیسون اور رہبانون نے اہل قصور کو گالیان دینی شروع کردین۔ پہر قصر ابیض سے ایاس بن قبیصہ نے اور قصور حیرہ سے عمرو بن عبد المسیح بن قیس بن حیان بن الحرث نے نکلکے خالد سے گفتگو کی۔ خالد نے حیرہ کی کثرت آبادی سے متحیر ہوکے وہان کا حال دریافت کیا۔ عمرو بن عبد المسیح نے جواب دیا کہ آپ حیرہ کی آبادی پر کیا تعجب کرتے ہین مین نے حیرہ و دمشق کے درمیان ایسے قریب قریب قصبات و دیہات دیکہے ہین کہ ایک عورت بے ساز و سامان ان دونون شہرون کے درمیان بے کہٹکے سفر کرسکتی ہے۔ پہر ان لوگون نے ایک لاکہہ نوے ہزار یا دو لاکہہ نوی ہزار درہم سالانہ خراج پر صلح کرلی۔ کرامت بنت عبد المسیح کو بہی مسلمانون کو دیدیا۔ آنحضرتؐ نے بطور پیشین گوئی کے شویل سے وعدہ کیا تہا کہ بعد فتح حیرہ کرامت تمہین دیجائیگی۔ چنانچہ خالد نے اس وعدہ کو وفا کیا۔ کرامت نے شویل کو ایک ہزار درہم دیکے آزادی حاصل کرلی۔ ربیع الاول سنہ ۱۲ھ کا یہ حال ہے۔

گرد و نواح کے قصبات و دیہات اور چہوٹے چہوٹے شہر والے حیرہ کے انجام کا انتظار کررہے تہے جب اونہون نے حیرہ کی یہ درگت دیکہلی تو چپ چپاتے بغیر کان ہلائے خالد بن ولید کے پاس آکے اسلام کی رعیت ہوگئے۔ حیرہ سے فلالیج تک جو کچہہ تہا مسلمانی عملداری بنگیا۔ اسکے بعد جناب خالد بن ولید رضی اللہ تعالے عنہ نے ضرار بن الازور۔ ضرار بن الخطاب قعقاع بن عمرو۔ مثنی بن حارثہ۔ اور عتیبہ بن الشماس کو اطراف حیرہ مین یہ حکم دیکر بہیجا کہ اگر وہانکے لوگ مسلمان ہوجائین یا جزیہ دینے لگین تو اون کے سامنے ذرا بہی کان نہ ہلانا اور ان دونون باتون مین سے اگر وہ ایک بہی نہ کرین تو پہر قتل و غارت سے کام لینا اور سرکوبی مین کوئی بات

اوٹھا نہ رکھنا - پس بزرگواران موصوفہ بالا نے حیرہ سے لگا کے شط دجلہ تک فتح کرلیا -
اگرچہ اس زمانہ مین اردشیر کی موت کے سبب سے عجمی سب اپنی اپنی راہ ہو رہے تھے اور
طوائف الملوکی کی گرم بازاری تھی مگر مسلمانون کی مخالفت کے لیئے سب یکدل و یکجان تھے
اور بہمن جاذویہ کو ایک لشکر عظیم الشان کے ساتھہ خالد کے مقابلہ کو بہیجدیا تہا - شام پر حملہ کرنے
سے پہلے ایک سال کامل حضرت خالد بن ولید حیرہ مین رہے - کبھی تو حیرہ کے بالائی ملک
کو اور کبھی زیرین ملک کو فتح کرنیکی تدبیر کرتے تھے - اہل فارس اونکے مقابلہ کو گروہ در گروہ جاتے
مگر اونکو کوئی ایسا نظر نہ آتا تہا جسے سب ملکے اپنا بادشاہ بنا لیتے اور اوسکے زیر حکومت ہوکے
سب بالاتفاق خالد سے لڑتے - سیرین نے بہرام کی تمام نسل کو مار ڈالا تہا اور اون مین سے
کوئی بادشاہت کے لایق نہ رہا تہا پس خاندان کسریٰ کی عورتون نے فرخزاد بن بندوان کو
اس بات کا اختیار دیا کہ وہ ایسے آدمی کو بادشاہ بنائے جس کی فرمانبرداری کو تمام آل کسریٰ
اپنے اوپر واجب و لازم کرلے -

حیرہ کی فتح کے بعد خالد نے انبار پر حملہ کرنیکا قصد کیا - اقرع بن حابس مقدمۃ الجیش
پر متعین تھے - انبار کے لشکر کا سردار شیرزاد والی ساباط تہا - اوسنے مسلمانون کی نقل و حرکت
کی خبر دینے کے لیئے جاسوسون کو مقرر کیا - حضرت خالد نے پہونچتے ہی انبار کا محاصرہ کرلیا
اور شہر پناہ کے مقابلہ مین مٹی کے دمدمے باندھے اونکے اوپر سے تیر اندازی شروع کردی
اور ہزارون آدمیون کی آنکھین پہوڑ ڈالین اسی سے اس لڑائی کو ذات العیون کہتے ہین شہرزاد
نے صلح کا پیام دیا اور بلا اسباب جنگ اور آلات حرب اور ہتیارون کے اپنے خاص
لوگون کو لیکر قلعہ سے باہر چلا گیا - صرف تین دن کا کہانا اپنے ہمراہ لیا اور بہمن جاذویہ سے
جا ملا - خالد انبار مین داخل ہو گئے اور زبرقان بن بدر کو وہان کا حاکم کردیا -

مہران بن بہرام چوبین عین التمر کا حاکم تھا ایک بڑا لشکر عجمیونکا اوسکے پاس تھا علاوہ بریں عقبہ بن ابی عقبہ عرابون کے ایک مجمع غفیر کیساتھ وہان موجود تھا اور قرب وجوار بنی نمر اور تغلب اور ایاد وغیرہ قبائل عرب کے بہت سے لوگ اوسکے مدد ومعاون تھے۔ عرب مذکور مسلمانون سے لڑے مگر منہ کی کھائی مسلمانون نے قامہ کے عبادتخانہ مین سے چالیس نوعمر جوان گرفتار کئے جو وہان انجیل کا درس لوگون کو دیا کرتے تھے۔ اونمین مین سیرین ابو محمد۔ نصیر ابو موسیٰ۔ حمران مولیٰ عثمان وغیرہ تھے اس لڑائی مین عمیر بن رباب سہمی جو مہاجرین حبشہ مین سے تھے اور بشیر بن سعد انصاری اور ابو نعمان شہید ہوئے۔

عیاض بن غنم اس وقت دومۃ الجندل کی طرف عرب کے نصرانیون اور مشرکین سے لڑ رہے تھے۔ اونکے مخالفون مین قبائل بہرا۔ کلب۔ غسان۔ تنوخ اور ضجاعم کے لوگ شامل تھے۔ عیاض نے ان لوگون سے تنگ ہوکر خالد سے مدد طلب کی۔ حضرت خالد کا لشکر گو دن اور رات کی لڑائی سے شل ہو رہا تھا مگر جوش اسلامی نے چپ نہونے دیا خالد بن ولید نے فوراً تیاری کا حکم دیا۔ لوگ اوسی وقت چلنے کو مستعد ہوگئے اور خود مسلح ہوکے دومۃ الجندل کیطرف چلے۔ واضح ہو کہ جب لوگ ایسے مستعد تھے تو اسلام کی ہر طرف بن جاتی تھی۔ عیاض بن غنم دومۃ الجندل کی شرقی طرف لڑ رہے تھے۔ جودی کچھ فوج لیکر دوسری طرف خالد کے مقابلہ مین آگیا۔ خالد نے پہلے ہی وار مین اوسے گرفتار کرلیا اور مسلمانون نے ایکبارگی حملہ کرکے اوسکے ساتھیون کو زیر وزبر کردیا۔ عیاض نے خالد کے آنے سے جو تقویت پائی تو اپنے مقابل والون کو ہزیمت دی۔ فوج کفار دونون طرف سے زک اوٹھا کے قلعہ مین داخل ہوگئی اور دروازہ بند کرلیا۔ حضرت خالد نے اون لوگون کو ہرچند سمجھایا مگر وہ تمانی مقابلہ پر اڑے رہے۔ خالد نے اونکے سامنے جودی کو کھڑا کرکے مار ڈالا اور ایکدم سے قلعہ پر دھاوا کرکے تلوار کے زور سے اوسے فتح کیا۔ جتنے آدمی

قلعہ مین سے لڑنے کے قابل دستیاب ہوے اونہین مار ڈالا اور عورتون اور لڑکون کو لونڈی غلام بنالیا۔ بنی تمیم نے خالد سے کہا کہ ہمنے قبیلہ کلاب کے لوگون کو امان دی ہے وہ ہمارے حلیف ہین اسلیئے قلعہ والون مین سے وہی قتل سے بچگئے۔

ایرانیون کو جب خبر لگی کہ خالد دومتہ الجندل چلے گئے ہین تو اونہون نے حیرہ لیلینے کی پہر کوشش کی۔ حیرہ کے عربون نے بہی عقبہ کے قتل سے ناراض ہو کے اہل فارس کو اور بہی ورغلایا اسلیئے ایران کے دو نامی سپہ سالار زرمہر اور روزبہ انبار کی طرف جانیکے ارادہ سے لشکر فراوان ساتھہ لیکر چلے اور حصید اور خنافس تک پہونچگئے۔ خالد بن ولید قعقاع بن عمرو کو حیرہ مین اپنا نایب کر گئے تہے۔ قعقاع نے حیرہ سے دو فوجین ایرانیون سے مقابلہ کرنیکو روانہ کین۔ وہ ریفت پہونچکے زرمہر اور روزبہ کے درمیان پڑگیئن۔ قضارا خالد مداین پر حملہ کرنیکے لیئے حیرہ آتے تہے اونکے پہونچنے سے پہلے حصید مین قعقاع اور ابولیلی ایرانیون سے لڑنے لگے ایک بڑی خوفناک اور خونریز لڑائی کے بعد دونون ایرانی سپہ سالارون کو مار ڈالا اور فتح حاصل کرلی۔ اس جنگ مین بڑی فوج ایرانیون کی کام آگئی باقی لے بہاگ کے خنافس پہونچی۔ وہان ایک مشہور اور بہادر شہسوار ایرانیون کا بہوذان بہت سی فوج لیئے ہوے پڑا تہا۔ ابولیلی فراریون کی دم کے پیچہے لگے ہوے جو وہان پہونچے تو بہوذان اور یہ فراری خنافس سے مضیخ بہاگ گئے۔ وہان ہذیل بن عمران اور ربیعہ بن بجیر جزیرہ کے عربون کا ایک گروہ کثیر لیئے ہوے حصید والون کی مدد کیواسطے آگئے تہے۔ جب خالد نے یہ سب باتین معلوم کین تو قعقاع اور ابولیلی کو لکہا کہ تم ایک وقت اور دن مقررہ پر مضیخ کے پاس جمع ہوجانا پس اوسی وقت اور دن کو قعقاع اور ابولیلی اور خالد نے مضیخ پہونچکے تین طرف سے کفار پر حملہ کردیا۔ اونمین سے اتنے آدمیونکو گہاس کی طرح کاٹ ڈالا جنکا شمار اور حساب نہین ہوسکتا۔ ہذیل چند آدمیون کو لیکے بہاگ گیا

اوسکے ساتھہ مفیخ مین اوس مناۃ کے عبد العزیز بن ابی رہم اور لبید بن جریر بھی تہے جو مسلمان ہو چکے تہے۔ اس معرکہ جنگ مین وہ بہی مارے گئے۔ ابوبکر صدیق نے اون کا خون بہا دیا۔ اور فاروق اعظم سے مرنے کیوقت وصیت کی کہ اونکی اولاد سے ہمیشہ نیک سلوک کرتے رہنا اسی لیئے ابوبکر صدیق اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جو کوئی مشرکون کے ساتھہ رہیگا اوسکا بھی حال ہوگا۔ عمر فاروق جیسے مالک بن نویرہ کے مارے جانیکے باعث خالد سے ناراض تھے ویسے ہی عبد العزیز اور لبید کے قتل سے خفا ہو گئے۔ غرضکہ ٥ جنکے رتبے ہین سوا اونکو سوا مشکل ہے۔ بیچارہ خالد کیا کرے۔

اس ماجرہ کے بعد ہذیل عتاب بن اسید کے پاس مقام بشر مین چلا گیا۔ جناب خالد رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے قعقاع کو ایک راستہ سے اور ابولیلی کو دوسری راہ سے ربیعہ بن بجیر تغلبی پر حملہ کرنے کے لیئے روانہ کیا اور خود ایک الگ راستہ سے چلے۔ اون دونون صاحبون کو ہدایت کردی کہ فلان دن اور فلان وقت اور فلان مقام پر اکٹھا ہو جانا۔ رصافہ کے پورب کی طرف مقام ثنی مین ربیعہ بن بجیر تغلبی ایرانیون کی مدد کے لیئے ٹھیرا ہوا تہا۔ اوسکے ہمراہ بہی عربون کی کثرت تھی۔ وہان پہونچکے حضرت خالد نے اپنے لشکر کے تین حصہ کرکے تین طرف سے ربیعہ پر حملہ کرنیکا حکم دیا۔ مخالفین اپنے آپ کو سنبہال بہی نہ سکے کہ مسلمانون نے اونہین گہاس بہوس کی طرح کاٹ چھانٹ کے رکہدیا کوئی اونمین سے نہ بچا البتہ عورتین اور بچے رہگئے جنہین مسلمانون نے اپنا لونڈی غلام بنایا۔

خالد بن ولید کو ربیعہ کے حال کی ابہی خبر بہی نہونے پائی تھی کہ وہ بڑی تیزی کے ساتھہ بشر مین عتاب بن اسید کے سر پر جا دہمکے اور چارون طرف سے محاصرہ کرکے ایک ایک کو مار ڈالا۔ پہر رصافہ کی طرف جہکے مگر وہان پہونچنے بہی نہ پائے تھے کہ ہلال بن عقبہ اور اوسکے

ہمراہی اونکے ڈر کے مارے پہلے ہی سے بہاگ گئے۔ لڑائی کی نوبت ہی نہین آئی۔

رصافہ سے خالد رضاب اور فراض کو گئے۔ یہ دونون مقام جزیرہ اور شام اور عراق کی سرحد پر ہین۔ یہان ایرانیون اور جزیرہ کے عربون کی مدد کو رومی لشکر اور قبائل تغلب اور نمر اور ایاد کی ایک بہت بڑی جماعت موجود تہی۔

حضرت خالد بن ولید کو فراض پہونچکے بہت سی لڑائیان متواتر لڑنی پڑین اسلئے آپ نے رمضان المبارک مین روزے نرکہے۔ رومی لشکر فرات کو اسفل کی جانب سے عبور کر کے مسلمانون کے سامنے آیا۔ بڑی سخت اور خوفناک لڑائی ہوئی۔ رومی اور مسلمان جی توڑ کے لڑ رہے تہے کہ آج ہی ادہر یا ادہر ہو جاے۔ مسلمان اگرچہ دن اور رات لڑتے لڑتے شل ہو رہے تہے مگر اللہ اکبر کے نعرے خون کو اونکی رگون مین جوش دیدیتے تہے اور تکبیر کو سن کے اس طیش سے وار کرتے تہے کہ بڑے بڑے من چلون کو اونکے سامنے پڑنے کی جرأت نہوتی تہی آخرش پے درپے حملون کے بعد رومی تاب مقاومت نہ لاسکے اور میدان جنگ سے بہاگے رومیون کے دیکہا دیکہی اور لوگون نے بھی پیٹھہ دکہائی۔ اس لڑائی اور بہاگڑ اور تعاقب مین ایک لاکہہ سے زیادہ آدمی دشمنون کے کام آے۔ آخر ماہ ذیقعدہ تک خالد فراض مین رہے۔ پانچ راتین ماہ مذکور کی باقی رہگئی تہین کہ خالد نے اپنے لشکر کو حیرہ چلنے کا حکم دیا۔ ساقہ کے ساتہہ شجرہ بن الاغر کو بہیجکے خود فراض سے ہی چند آدمیون کو اپنے ہمراہ لیا اور چہپکے حج کر نیگئے اور اس سرعت سے واپس آے کہ اسلامی لشکر سے پہلے حیرہ مین پہونچگئے۔ جنکو پہلے سے معلوم تہا وہ تو جانتے تہے مگر اونکے سواے کسی کو اونکے مکہ جانے اور آنیکا حال معلوم ہی نہوا۔ ابوبکر صدیق نے اس سے ناراض ہو کے اونکی تبدیلی شام کی کردی۔ حالانکہ اسی مہینہ مین خود حضرت ابوبکر حضرت عثمان بن عفان کو اپنی جگہہ مقرر کر کے حج کو گئے تہے۔

حج سے آکے جناب خالدبن ولید نے سوق بغداد - قطربل - عقرقوما - سکن - بادروبا پر
شبخون مارے اور اونہین فتح کرلیا -

خلافت کا تیسرا سال ۱۳ھ

فوج کشی شام پر

عراق کے جھگڑون سے جب ایک گونہ فرصت ہوتی ہوئی معلوم ہونی لگی تو جناب صدیق اکبر نے ۱۳ھ ہجری مین رومیون کی طرف توجہ کی - مگراس زمانہ مین ہمارے بھائی مسلمان رومیون سے حضرت سلطان المعظم خلیفۂ مکرم امیرالمومنین جناب غازی عبدالحمید خان ثانی خلداللہ ملکہ کی رعیت مراد لیتے ہین لیکن صدیق اکبر کے مبارک عہد مین رومیون کے مصداق وہ عیسائی تھے جنھین اب ہم یونانی کہتے ہین - اوس زمانہ مین شہر روم واقع ملک اٹلی یعنی اطالیہ اوس عیسائی سلطنت کا پایہ تخت تھا - باہمی خانہ جنگیون اور گھریلو نفاق نے اوس سلطنت زبردست کے دو حصہ مغربی اور مشرقی کردئے تھے - مغربی حصہ کا دارالخلافہ بدستور شہر روم رہا - مشرقی حصہ کا دارالسلطنت قسطنطنیہ تھا جو ابتک حضرت سلطان روم کا پایہ تخت ہے - خدا ہمیشہ اونکا سایہ ہمارے سرون پر قائم رکھے - آمین ثم آمین -

حضرت امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اصحاب مندرجہ ذیل کو نیچے لکھے ہوے مقامات کی فتح کو روانہ کیا - اور حکم دیا کہ جب تم چارون اتفاقاً ایک ہی جگہہ مجتمع ہوجاؤ تو حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ تمہارے امیرالامرا ہونگے تم تینون اپنے کو اونکا ماتحت سمجھنا اور اونکا حکم بسروچشم ماننا - جب الگ ہوجاؤ تو تم مین سے ہر ایک اپنے اپنے علاقہ کا مستقل امیر رہے - کلھم اجمعین صرف سات ہزار آدمی اس عظیم الشان فتح کے لئے اور اتنے دور و دراز سفر کیواسطے اون چارون کیساتھہ گئے جو کسیطرح کافی نہین خیال کئے جاسکتے ہین -

۱- ابو عبیدہ بن الجراح کو حمص فتح کرنیکا اختیار ملا۔

۲- عمرو بن عاص کو فلسطین پر قبضہ کرنیکا حکم دیا۔

۳- شرجیل بن حسنہ کو اُردن روانہ کیا۔

۴- یزید بن ابی سفیان کو دمشق بھیجا۔

حضرت عمرو بن عاص کو فلسطین پہونچکے خبر لگی کہ ہرقل شاہ روم نے تھیوڈور یعنی تدارق اپنے بھائی کو پچاس یا ستر ہزار کی جمعیت کے ساتھہ مسلمانون کے مقابلہ کو بھیجا ہے اور خود انطاکیہ مین آکے لشکر اور سامان حرب و ضرب فراہم و تیار کر رہا ہے۔ عمرو بن عاص نے فوراً اسکی اطلاع صدیق اکبر کو دی اور لکھا کہ مدد بہت جلد روانہ فرمائیے۔ جناب ابوبکر نے سعد بن وقاص کے بھتیجہ ہاشم کو تین ہزار آدمیون کے ساتھہ بھیجدیا۔ پھر ہر روز تازہ مدد روانہ کرتے رہے۔ اسی کے ساتھہ خالد بن ولید کو فرمان گیا کہ تم عراق کی حکومت مثنیٰ بن حارث کے سپرد کردو اور فوج یمامہ کو ساتھہ لئے ہوے فوراً بخط مستقیم شام چلے جاؤ اور وہان پہونچکے ابو عبیدہ بن الجراح سے سپہ سالاری کا کام اپنے ہاتھہ مین لیلو۔ پس خداے تعالے کی رضامندی اور خوشنودی اور مقاتلہ دشمنان دین کی طرف جلدی کرو اور ان لوگون مین شامل ہو جاؤ جو راہ خدا مین حق جہاد ادا کرتے ہین۔ تحقیق مین نے تمکو ابو عبیدہ بن الجراح اور اونکے ساتھہ والون کا سردار اور امیر مقرر کردیا۔ یا ایہا الذین امنوا هل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم۔ اے ایمان والو کیا مین تمکو اوس تجارت کی ہدایت کرون جو تمھین عذاب دردناک سے بچائیگی۔

خالد بن ولید کی روانگی عراق سے شام کو

خلیفہ سید المرسلین کا فرمان عالی شان دیکھتے ہی جناب خالد بن ولید نے عراق عرب کی حکومت کی باگ مثنیٰ بن حارث کے ہاتھہ مین دی اور خود فوج یمامہ کو ساتھہ لے فوراً شام روانہ ہوگئے

اثنائے راہ مین بہی چند قلعے فتح کئے اور موضع بصری مین حضرت ابو عبیدہ بن الجراح سے جا ملے بصری اور اوسکے گرد و نواح کے لوگون نے مسلمانون کی جمعیت اور لشکر اسلام کی شان و شوکت دیکھکے صلح کر لی اور جزیہ دینا قبول کیا۔ فتوحات دیار شام مین مؤرخ اسے پہلا شہر بتاتے ہین۔ پہر عمرو بن عاص کی کمک کی طرف توجہ مبذول کی گئی۔

جب رومیون کو تحقیق ہوگیا کہ عمرو بن عاص معہ اپنی فوج کے فلسطین مین آگئے ہین تو اونہون نے بڑی دہوم دہام سے اپنے لشکر کے جماؤ اجنادین مین ڈالے۔ یہین مسلمانون اور رومیون مین بڑی گہسان کی لڑائی ہوئی اور سخت جدال و قتال کی نوبت پہونچی۔ تاریخون سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانون کی فوج چہتیس ہزار اور رومیون کا لشکر ستر ہزار یا اس سے بہی زیادہ تہا۔ خالد بن ولید کے حکم سے اہل اسلام نے ایکدم سے حملہ کر دیا اور اس جرأت و شجاعت سے لڑے کہ مخالفین کی ہوش و حواس جاتے رہے تین ہزار کفار مقتول ہوے اور بہت سے بہاگ گئے۔ اس لڑائی مین بیشمار سامان جنگ اور زر نقد اور سونا چاندی مسلمانون کے ہاتہہ لگا۔ فتح کی اطلاع جب مدینہ پہونچی تو شاعرون نے اسکی تہنیت مین قصیدے اور پرزور ضحنامے لکہے۔

اسکے بعد خالد نے اون قلعون پر حملہ کرنیکا قصد کیا کہ جہان اجنادین کے فراریون نے جا جا کے پناہ لی تہی۔ دمشق کے محاصرہ سے ابتدا کی گئی اور از بس احتیاط سے مورچہ بندی ہوئی۔ چنانچہ

باب جابیہ پر لڑنیکو حضرت ابو عبیدہ بن الجراح متعین ہوے۔

باب فرادیس پر عمرو بن معدی کرب۔

باب کیسان پر قیس بن ہبیرہ۔

باب توما پر جناب شرجیل بن حسنہ مقرر تہے۔

باب شرقی سے ایک میل کے فاصلہ پر خالد نے خود اپنے ڈیرے ڈالے۔

باب صغیر پر یزید بن ابی سفیان تہے۔

غرضکہ اس طریقہ سے دمشق کے اندر والون کو ایسا تنگ کیا کہ اونکا دم ناک مین آگیا۔ اونہین کوئی صورت کامیابی کی نظر نہ آتی تہی ہر طرف سے راستے بند تہے نہ کوئی اندر سے باہر جا سکتا تہا

نہ باہر والا اندر آسکتا تھا۔ اونہین اتنی جرأت وہمت ہی نہ تھی کہ شہر سے باہر نکلکے مسلمانون کامقابلہ
کرین اسی زمانہ مین جاسوسون نے آکے خالد رضی اللہ عنہ کی خدمت مین یہ عرض کی کہ ہرقل نے
بیس ہزار سپاہی دمشقیون کی مدد کو بھیجے ہین اور یہ فوج قریب پہونچگئی ہے۔ یہ سنتے ہی خالد نا گہان
دہر لپکے اور اون لوگون کو مرج الصفر مین جالیا۔ وہ خوب جمکے لڑے مگر خالد کے سامنے اونکی
کچھہ پیش نہ گئی اور آخر شکست کھائی۔ اونمین سے پانسو آدمی لڑائی مین قتل ہوے اور پانسو ہی
بھاگتے مین مارے گئے۔ جناب خالد جرار اونکا قلع وقمع کرکے پھر اپنے مقام پر محاصرہ مین آموجود
ہوے۔ اہل سیر نے اس حال کو جناب صدیق اکبر کی وفات سے چار دن پہلے کا بتایا ہے
روایت ہے کہ جب اجنادین کی لڑائی کا حال ہرقل کو معلوم ہوا تو اپنا سر پیٹ لیا اور
جہلا کے تین لاکھہ آدمی مسلمانون سے لڑنے کو مجتمع کئے۔ خالد کے کانون مین جو یہ بات پڑی
تو دمشق کا محاصرہ چھوڑ چھاڑ اس طرف جھک پڑے۔ اور مقام یرموک پر دونون فوجون کی ٹکر ہوگئی
واضح ہو کہ اکثر مورخ اجنادین کی لڑائی کو جنگ یرموک سے پہلے بتاتے ہین اور بعضے
کہتے ہین کہ یرموک کی لڑائی پہلے ہوئی اور اجنادین کی پیچھے۔ اکثر نے دونون کو ایک ہی بتایا ہے
بعضون نے ان دونون لڑائیون کو خلافت فاروقی کی ابتدا مین بیان کیا ہے۔
وادی یرموک دونون لشکرون کے درمیان بطور خندق بنگئی تھی۔ لشکر اسلام کی تعداد
۳۶ ہزار اور بقول بعض ۴۰ ہزار تھی۔ کسی شخص نے حضرت خالد سے عرض کی کہ مسلمان بہت
ہی کم ہین اور کافرون کی تعداد حد سے زیادہ ہے۔ خالد کڑک کر بولے۔ نہین۔ نہین۔ مسلمان
بہت زیادہ ہین اور کفار مٹھی بھر بھی نہین کیونکہ فتح وشکست خدا کی عنایت پر موقوف ہے کچھہ
کثرت وقلت پر نہین۔ یہ کہکے ایک ہزار مسلمانون کو جنہون نے رسول خدا کی صحبت پائی
تھی چھانٹ کے آگے کیا۔ سو آدمی جو فقراے مہاجرین اور انصار مین سے تھے اور جنگ بدر

مین شامل ہونے کا شرف حاصل کر چکے تھے الگ کر کے اون سے کہا کہ ہم تمہین لڑانا نہین چاہتے بلکہ تم خدا سے بمنت والحاح مسلمانون کی فتح کی دعا مانگو۔

یہان تو فوج کا انتظام اور مقابلہ کی تیاریان ہو رہی تہین کہ ناگاہ مدینہ سے قاصد بہاگا ہوا آیا اور اوس نے جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ کے انتقال پر ملال کی خبر خالد کے کان مین چپکے سے سنا دی۔ خالد نے اوسکو اسوقت مشتہر کرنا مناسب نہ سمجھا اور قاصد سے تاکید کر دی کہ خبردار اسکو منہ سے باہر نہ نکالنا۔ پہر پوچہا کہ خلیفہ کون ہوا۔ قاصد نے جوابدیا کہ عمر فاروق۔ یہ سنتے ہی خالد بول اوٹہے کہ ضرور اس نامہ مین میری معزولی کا بھی حکم ہوگا۔ قاصد نے کہا۔ سچ ہے آپ معزول کئے گئے اور ابو عبیدہ بن الجراح امیر الامرا مقرر ہوے ہین۔ یہ خبرین سنکے خالد کی پیشانی پر چین بھی نہین آئی نہ تیور بدلے بلکہ یہ فرمایا کہ کچہہ پرواہ نہین خلیفہ کا حکم سر آنکھون پر۔ مین خدا کے خوش کرنیکو جہاد کرتا ہون نہ کہ امیر بننے کی خاطر۔ اتنا کہا اور غضب الہی کی طرح لشکر کفار پر جا پڑے میمنہ سے عمرو بن عاص تہے اور میسرہ سے یزید بن ابی سفیان نے مدد کی۔ کئی دفعہ مسلمانون کو فتح و شکست ہوئی مگر آخر ش کفار کے پانؤن اوکہڑ گئے اور بدحواس ہو کے بہاگے۔ مسلمانون نے اونکا پیچہا کیا۔ ایک لاکہہ بیس ہزار کافر مارے گئے اور تیس ہزار مسلمان شہید ہوے۔ جنمین علاوہ اور اصحاب کبار کے حضرت عکرمہ بن ابی جہل بہی جنت کو سدہارے مگر بعض اہل سیر نے اونہین اخیر عہد فاروقی تک زندہ لکہا ہے۔ یہ معاملہ رجب سنہ ۱۳ھ کا ہے۔ مال غنیمت مین تیس ہزار خیمے دیبا سے رومی کے اور اتنے ہی مکلف سراپردے اور لاانتہا زر نقد اور جواہرات اور دیگر قیمتی مال ہاتہہ آیا۔

جب لڑائی سے فرصت ہوئی اور تقسیم مال کا وقت آیا تو حضرت سیف اللہ رضی اللہ تعالے عنہ نے جناب ابو عبیدہ بن الجراح کو بلا کے جناب صدیق اکبر کی وفات اور عمر فاروق کے

خلیفہ ہونے اور اپنی معزولی کی خبر سنائی اور فوج سے کہا کہ سب بدل وجان ابو عبیدہ کی فرمانبرداری کرو اور خود عام سپاہیوں کی طرح فوج مین داخل ہو گئے۔ لوگ اونکے اس چال چلن سے نہایت خوش ہوے۔ افسوس۔ خالدبن ولید کے سے مستقل مزاج اور خیرخواہ اسلام پیدا نہین ہوے

عراق مین حضرت مثنیٰ کیا کر رہے ہین

عراق سے خالدبن ولید کے روانہ ہونے کے بعد شاہان ایران کی حالت نہایت ردی ہوگئی۔ اردشیر مرگیا اور اوسکا بیٹا بازان بادشاہ ہوا۔ اوسنے ایک زبردست فوج تیس ہزار آدمیون کی ہرمز جاذویہ کے ساتھہ عراق پر حملہ کرنیکو بہیجی جسکے ہمراہ ہاتھیون کی بہی کثرت تہی۔ مثنیٰ بن حارث شیبانی نے بہی اوسکے مقابلہ کے لئے لشکر آراستہ کیا اور بڑی مستعدی اور تیزی سے اون سے لڑنیکو نکلے۔ دونون لشکرون نے جمکے دہوم دہام کی لڑائی لڑی۔ ایرانی لشکر نے دیوار کی طرح ہاتہیون کو اپنے آگے کہڑا کر لیا تہا حضرت مثنیٰ نے حکم دیا کہ ان ہاتہیون پر تیر برسانا شروع کردو۔ قضارا ایک ہاتہی کی آنکہہ مین ایسا تیر لگا کہ وہ بیتاب ہو کے پیچہے بہاگا اوسکا بہاگنا تہا کہ اور ہاتھی بھی اوسکے ساتہہ ہو لئے اور لشکر فارس کو کچلتے ہوے چلے گئے غرضکہ اپنی ترکیب نے آپ شکست دیدی۔ بہت سے ہاتہیون کے پیرون کے تلے مرے اور باقیون کو مسلمانون نے تلوارون پر دہر لیا اور کسی کو زندہ نہ چہوڑا۔ باذان کے مرنیکے بعد اس شکست کی خبر پایہ تخت ایران مین پہونچی۔ اب سلطنت کی باگ عورتون اور بچون کے ہاتہہ مین تہی پس بدانتظامی کے باعث پھر کسی نے ایرانیون کی طرف سے عراق پر حملہ نہین کیا۔ عراق۔ حیرہ۔ اور کوفہ اور اوسکے متعلقات بلا مداخلت غیرے مثنیٰ کے پاس رہے۔

معزولی کے حکم کے ساتھہ جناب فاروق اعظم کا یہ حکم تہا کہ خالدبن ولید کے پاس جتنا مال ہو اوسمین سے نصف مال لیکے بیت المال مین جمع کیا جاے چنانچہ اس حکم کے موجب

چالیس ہزار درہم بلا عذر جناب خالد نے ابو عبیدہ بن الجراح کے سپرد کردئے - حضرت خالد کے پاس اتنا ہونا کچھہ تعجب کی بات نہین کیونکہ دستور تہا کہ مقتول کا گھوڑا اور ہتیار اور کپڑے قاتل کو ملتے تہے اگر اسی ایک مد کا حساب کیا جاے تو خالد کے پاس بہت ہی کچھہ ہونا چاہیئے - خالد کے تلوار کے شکارون کی گنتی کس سے ہوسکتی ہے - پہر مال غنیمت جمع کرکے خمس بیت المال مین جاتا تہا اور جو باقی رہتا اوسکا خمس سپہ سالار لیکے باقی کو بحصہ رسد فوج پر تقسیم کردیتا تہا یون بہی خالد کو بہت ہی کچھہ ملا ہوگا مگر خلیفہ کے حکم سے خالد نے اپنے قوت بازو کی کمائی بھی بیت المال مین شامل کردی - دل پر میل بہی نہ لاے - اور جس کوشش اور شوق سے وہ اسوقت تک فوجی کام کرتے رہے تہے اوس سے دوگنی تن دہی سے اونہون نے معزول ہونے کے بعد اپنے مرتے دم تک کام کیا - فوجی معاملات مین ابو عبیدہ بھی خالد کی راے کو اپنی راے سے افضل سمجھتے تہے - تمام فوج ہمیشہ خالد کی وہی عزت کرتی رہی جو اونکی سپہ سالاری کے زمانہ مین کی جاتی تہی - آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد جو اسلام کی خیر خواہی خالد نے کی وہ کسی سے ظہور مین نہین آئی اگر اونکی سوانح عمری اور حالات جنگ کوئی بالتفصیل لکہے تو بیشک ناول سے کم مزا نہ آوے - اونہین اگرچہ عمرؓ سے بیدار مغز اور عادل خلیفہ نے کچھہ اپنی دانست مین معتوب کیا تو ہماری دانست مین ابوبکر سے متقی و پرہیزگار خلیفہ نے سر بھی چڑہا لیا اسلئے بحیثیت مورخ کوئی اعتراض کرنا مورخ کے درجہ سے آگے بڑہکے عالم الغیب کے درجہ کا دعوی کرنا ہے -

روایت ہے کہ ۱۲ھ مین جناب صدیق اکبر نے اس مضمون کے نامے ریگستانی عرب اور حجاز عرب کے سردارون کے نام روانہ کئے "ہمارا ارادہ شام کی طرف مسلمانون کا ایک لشکر روانہ کرنیکا ہے تاکہ وہان کے کفار سے ملک کو نجات ملے - یاد رکھو کہ سچے دین کیلئے لڑنا خدا کی اطاعت کرنا ہے" اس نامہ کے پہونچتے ہی جس عرب کے پاس ایک گھوڑا یا ایک

اونٹ یا ایک تلوار تھی وہ بھی بہا گاہوا مدینہ چلا آیا۔ ہر روز ایک جنگجو قوم معہ اپنے سردار کے مدینہ مین
مین حاضر ہو کے اپنے ڈیرے خیمہ ڈالدیتی تھی۔ تھوڑے ہی دنون مین یہ حال ہو گیا کہ مدینہ کے
گرد دور دور تک تل رکھنے کو جگہہ نہ رہی جدہر دیکھو آدمی ہی آدمی نظر آتے تہے۔ جب کچھہ دن یونہی
پڑے پڑے گذر گئے تو لوگون نے بیکار اور سست پڑے رہنے کی شکایت خلیفہ کے حضور
مین کی اور یہ بہی کہا کہ مدینہ اور اوسکے نواح کو ہمارے کہلانے پلانے کی وسعت نہین اسلئے ہمکو جلدی
روانگی کا حکم دیا جاے۔ بس زیدبن ابی سفیان اس فوج کے امیر کئے گئے اور حکم ہوا کہ اچھا
تمہاری درخواست منظور کی جاتی ہے تم شام روانہ ہو۔ جناب صدیق اکبر نے ایک پہاڑی پر
جلوہ افروز ہو کے اس لشکر کا معائنہ فرمایا۔ جسوقت آپنے لشکر کے ہجوم اور اونکے چمکتے ہوے ہتیار
اور اونکے سوارون کے رسالے اور اونکے اونٹون کی قطارین دیکھین تو سجدے مین گر پڑے
اور مناجات کی کہ یا اله العالمین یہ تیرا ہی فضل ہے کہ تونے اپنے دین اسلام کو اس درجہ پر پہونچایا ہے
آنحضرت صلعم کے جہنڈے کے نیچے کتنی قلیل فوج تھی اور اب کسقدر ہے جب معدودہ چند تہے
اور اب اونکے خلیفہ کی پکار سے ہزارون آن موجود ہوے۔ اے مالک ارض وسما جب تونے
یہ احسان کیا ہے تو اپنے ان رضا جو بندون کو مظفر و منصور بھی کر۔ صدیق اکبر نے یہ دعا کر کے
فوج کو روانگی کا حکم دیا۔ خود بھی ایک منزل تک پیادہ پا فوج کے ساتھہ رہے۔ سردارون نے اوتر اوتر
کے اپنے گہوڑے دینے چاہے۔ آپنے اونکی درخواستین منظور نہ کین اور فرمایا کہ تم اللہ کی راہ
مین چلے ہو تمہین سوار رہو اور مجہے اوس ثواب سے محروم نہ کرو جو تمہارے ساتھہ پیدل چلنے
سے ہر ہر قدم پر مجہے ملتا ہے۔ آخری نصیحتین آپکی زیدبن ابی سفیان کو یہ تہین کہ تم اپنے ساتھہ
والون کا ہر وقت پاس و لحاظ رکہنا۔ ہمیشہ اونپر مہربان رہنا۔ معاملات مین انصاف سے درگذر
نہ کرنا۔ جو کام کرنا باہمی مشورہ اور راے سے کرنا۔ دلیری سے لڑنا اور دشمن کو کبھی پیٹھہ نہ دکہانا۔

جب فتحیاب ہو بڈہوں نکو تکلیف نہ دینا اور عورتوں اور بچون کی حفاظت کرنا۔ پھلدار درختون کو برباد نہ کرنا۔ کھلیانون مین آگ نہ لگانا۔ کھانیکے سوا اور کسی لئے جانورون کو نہ مارنا۔ سب لوگون کی جو کسی عبادتخانہ مین رہتے ہون عزت کرنا۔ اور پرانی عمارتون کو ضرر نہ پہونچانا۔ مگر جو کافر تراشیدہ ٹوپی پہنتے ہین اور بدذات یہودیون کے عبادتخانون سے علاقہ رکھتے ہین وہ جہان تمہین ملین اونکے سر کاٹو یہان تک کہ وہ اسلام لائین یا جزیہ دین۔

پھر جناب صدیق اکبر مدینہ چلے آے۔ سرحد شام پر ایک لشکر ہرقل کا بھیجا ہوا یزید بن ابی سفیان کو ملا مسلمانون نے اوسے شکست دی اور فوج کفار کا سردار معہ بارہ سو آدمیون کے مارا گیا۔ اسکے بعد بھی کئی لڑائیون مین یزید بن ابی سفیان کامیاب ہوے۔ اور پہلے پہل جو مال غنیمت شام سے مدینہ مین آیا وہ یزید بن ابی سفیان ہی کا بھیجا ہوا تہا۔

جب اس کامیابی کی خبر مکہ اور عرب کے اطراف مین پہونچی تو مسلمانون کے حوصلے بڑہے اور سب کے سب کمرین چست باندہکے اشاعت دین اسلام اور فتوحات پر جہک پڑے اور فوراً دوسرا لشکر سعید بن خالد کی ماتحتی مین روانہ کیا گیا۔ مدینہ والون کو عمر فاروق کی راے پر بہت وثوق تہا اور فاروق اعظم سعید بن خالد کی تقرری سے ناراض تھے اس لئے حضرت عایشہ صدیقہ نے اپنے والد بزرگوار سے عرض کی کہ آپ سعید کو واپس بلالین اونکی جگہہ عمرو بن العاص کو روانہ فرمائین۔ اوس زمانہ مین اگلے مسلمان ایسے بے نفس اور خیر خواہ اسلام تھے کہ سعید بن خالد کو اپنی معزولی کا حکم ذرا بھی ناگوار نہ معلوم ہوا۔ اوسی لشکر مین آپنے بطور عام سپاہی کی رہنا قبول کر لیا روانگی کے وقت حضرت صدیق نے عمرو بن العاص سے فرمایا کہ اے ابن عاص۔ راستبازی سے رہنا گویا کہ خدا کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ سمجھے رہنا کہ تم فنا ہونیوالے ہو تمہاری امارت کے متعلق جو کچھہ واقع ہوگا اوسکا حساب تمہین خدا کو دینا پڑیگا۔ خبردار دوسرون کے خانگی

معاملات مین کبھی دست اندازی نہ کرنا۔ اپنے آدمیون کو مذہبی تکرار سے بہ نسبت واقعات یا مسائل ایام جہالت باز رکہنا اور سبکو روز قرآن پڑہنے کی تاکید کرتے رہنا کیونکہ اوسمین وہ ضروری احکام موجود ہین جنکا جاننا آدمی پر فرض ہے۔

اسکے بعد ملک شام سے کچھہ اچھی خبرین نہین آئین اور لوگون کے جوش مسرت مین کمی آنے لگی اسکی وجہ یہ ہوئی کہ جناب ابو عبیدہ بن الجراح جنکو ملک شام کی عام حکومت سپرد کی گئی تہی حملہ آورون کی سی بیباکی اور چستی وچالاکی نہین رکہتے تہے دوسرے شکست کہانے سے اونکا دل میلا ہوجاتا تہا جب اونہون نے یہ سنا کہ ہرقل شاہ روم نے ایک زبردست اور بے تعداد فوج مسلمانون سے لڑنے کے لئے تیار کی ہے تو نہایت اضطراب اور پراگندگی سے ابوبکر صدیق کو نامہ لکہا۔ یہان ابوبکر صدیق کے دل اور دماغ مین خالد ہی خالد بس رہے تہے اور سینہ مین اونکی فتوحات جوش مارتی تہین حضرت ابو عبیدہ کی طرف سے کچھہ دلتنگی ہوئی غور سے جو دیکہا تو خالد کے قدمون سے فتح لگی پائی اور ابو عبیدہ کو حفاظت خود اختیاری ہی مین مشغول دیکہا پس ابو عبیدہ کی حالت پر تاسف فرمایا اور کہہ اسکے خالد کو لکہا کہ اسی وقت شام پہ چلے جاؤ۔ کہانا یہان کہاؤ تو پانی وہان جا کے پینا۔ خالد فرمان خلیفہ پاتے ہی پندرہ سو سوار اپنے ساتہہ لے عراق سے شام سدہارے۔

شامی زبان مین بصریٰ کے معنی برج محفوظ کے ہین یہ ایک شہر سرحد شام پر اسباب تجارت سے پُر تہا۔ عرب کے قافلے ہر سال یہان آیا کرتے تہے یہ مضبوط فصیلون سے گہرا ہوا تہا۔ بارہ ہزار مسلح جنگی سپاہی ہر وقت اوسکی حفاظت کرتے تہے۔ بصریٰ پر حملہ کرنیکے لئے ابو عبیدہ نے شرجیل بن حسنہ کو دس ہزار سوارون کے ساتہہ بہیجا۔ مسلمانون کی شجاعت اور دلیری کے کارنامے سنکر رومنس وہان کا حاکم پہلے ہی سے ڈر گیا تہا چاہتا تہا کہ جزیہ قبول کر کے صلح کرلے

مگراوسکے آدمیون نے جو نہایت قوی دل تہے اوسے سمجہا کے مرد بنایا۔ جناب شرجبیل نے
بصریٰ کے قریب پہونچکے خداوند کریم سے فتح کی دعا مانگی۔ شہر کے اندر سے لشکر پر لشکر نکلکے مسلمانون
پر حملے کرنے لگے اور بڑی خونریزی ہوئی۔ لشکر اسلام پریشان ہوگیا۔ قریب تہا کہ شرجبیل واپسی کا
حکم دین کہ دور سے ایک غبار اوڑتا نظر آیا۔ فریقین اوس غبار کو دیکہکے گم سم کہڑے رہگئے۔ ناگاہ
اللہ اکبر کی صدائین کانون مین آنے لگین اور سیف اللہ خالد بن ولید کا جہنڈا آسمان پر ہوا سے لہرین
لیتا دکہائی دیا۔ خالد غبار مین لپٹے ہوے اور دور و دراز کے سفر سے تہکے ماندے ہی میدان
جنگ مین کو د پڑے اور اوسی اپنی معمولی لاپروائی اور جرأت کے ساتہہ حملے کیئے۔ گویا کوئی
نئی بات نہین ہے۔ مخالفین کو مارتے مارتے شہر کے اندر کردیا اور اپنا جہنڈا فصیل کے
نیچے جاکے گاڑدیا۔ شرجبیل بن حسنہ نے لڑائی ختم ہونیکے بعد خالد سے بغلگیر ہونا چاہا۔
سیف اللہ نے اونہین ملامت کی کہ تمہین کیا سوجہا تہا جو اس قلیل جماعت سے ایسے مضبوط
اور محفوظ شہر پر حملہ آور ہوے جسمین مسلح جنگجو اور اسباب تجارت بہرا ہوا ہے۔ شرجبیل نے
جوابدیا کہ ابوعبیدہ نے مجہے ایسا ہی حکم دیا تہا۔ خالد نے جوابدیا کہ گو ابوعبیدہ نہایت لایق آدمی
ہین مگر لڑائی کے ڈہنگون سے کم واقف ہین۔ شام کی فوج نے اوسی وقت سے دونون سردارون
کا فرق سمجہہ لیا۔ خالد کی فوج سفر کی تکان اور لڑائی کی تہکن سے جلدی جلدی کچہہ کہا پی کے
زمین پر پڑ کے سو رہی۔ مگر خالد کی آنکہون مین نیند کہان سنئے گہوڑے پر سوار ہو کے رات بہر
شہر کے گرد پہرے۔ صبح ہوتے ہی سبکو نماز کیواسطے اوٹہا بٹہایا۔ سب نے خالد کے پیچہے
نماز پڑہی اور ہتیار بدنون پر سج سجا کے پہر تیار ہوگئے۔ اور گہوڑون کی طرف چلے۔ اتنے مین
بصریٰ کے دروازہ سے چند سوار نکلتے ہوے دکہائی دیئے۔ خالد کی آنکہین بہلا کب غلطی
کرسکتی تہین اپنے آدمیون سے کہا۔ خبردار۔ کچہہ کہٹکا ہے شاید اونہون نے ہمین تہکا ماندہ

سمجھا ہے جو اتنے سویرے لڑائی کی سوجھی - انشاءاللہ تو میرا نام خالد کہ گھبراندون - بھائیو-
اللہ کی رحمت تمھارے ساتھ ہے بسم اللہ کرکے لڑائی کے لئے آگے بڑھو دیکھو وہ دشمنون
کے سوار آتے ہین -

جب دونون لشکر آمنے سامنے ہوے - رونس نے آگے بڑھکے کہا کہ مین تنہا تمھارے
سردار سے لڑنا چاہتا ہون - خالد سامنے ہوے - رونس نے بجاے لڑنیکے گفتگوے صلح
شروع کی اور بیان کیا کہ مین باطن مین مسلمان ہون اور بصری والون کو جزیہ دینے کے لئے سمجھاتا ہون
مین آپ سے وعدہ کرتا ہون کہ مسلمان ہوجاؤنگا اور واپس جاکے شہر والونکو مطیع کرادونگا - خالد نے
بھی چپکے سے کہا کہ مین تیرا کہنا منظور کرتا ہون مگر چند ہلکے ہلکے زخم اپنے ضرور لگوالو تاکہ ہماری
تمھاری سازش نہ معلوم ہو - رونس راضی ہوگیا - خالد نے اپنے قوی بازو سے ایسی ضرب لگائی
کہ اگر دہار کی طرف سے پڑتی تو رونس کے دو ہوجاتے - رونس نے آہستہ سے آہ بھر کے
کہا کہ یہ تمھارا ہلکا ساہاتھہ ہے یا تم مجھے مارڈالنا چاہتے ہو - خالد بولے کہ گھبراتے کیون ہو زخم
ایسا تو ہونا چاہئے کہ سچا معلوم ہو تاکہ لوگ شبہہ نہ کرین - رونس وہ زخم کھا کے یون ہی جھونٹ
موٹ زمین پر گرکے لوٹنے لگا اور پھر خوشی بخوشی اوٹھکے اپنی فوج کی طرف بھاگا - وہان پہونچکے خالد
کی شجاعت اور طاقت خداداد کی نہایت تعریف کی اور اہل شہر کو صلح اور اطاعت کا مشورہ دیا -
شہر والون نے اوسکی بزدلی پر لعنت ملامت کی اور قید کرکے دوسرا سردار اپنے شہر کے لئے مقرر کرلیا
یہ دوسرا سردار وہ تھا جسے ہرقل نے کمک کی فوج کے ساتھہ بھیجا تھا - اب یہ نیا سردار میدان جنگ مین
آیا اور اپنا مقابل طلب کیا - حضرت عبدالرحمن ابوبکر صدیق کے لخت جگر جو ہونہار جوان تھے فوراً
سامنے آے اور خالد سے اجازت مانگی - حضرت سیف اللہ نے فرمایا بسم اللہ تشریف لیجائیے
باپ کی گدی کی حمایت سے مین آپکو روک نہین سکتا خدا تمھاری مدد کرے - صاحبزادے

بلند اقبال اشہب تیز گام پر جلوہ افروز ہو میدان مین آسے اور وہ وہ زور بازو دکھاسے کہ دونون طرف والے کھڑے عش عش کر رہے تہے - رومی سردار آخر ش اونکی رعب دار صورت - متین گفتگو اور ہتیار بندی دیکھکے خوف کھا گیا اور پہلے ہی وار کے زخم مین ہوش وحواس کہو بیٹھا - گھوڑے کی باگ موڑ چاہتا تہا کہ بہاگے کہ صاحبزادے اوسکے پیچھے تھے - دونون کے گھوڑے ہواسے باتین کرتے چشم زدن مین دشمنون کی فوج کے اندر نظر آنے لگے - اوسوقت خالد کے بھی ہوش جاتے رہے اور کہا - افسوس مین نے کیا غلطی کی جو لڑکے کو اجازت دیدی - پھر گھبرا کے پکارے - اے مسلمانون بہشت تمہارے سامنے ہے اور دوزخ پیچھے عام حملہ کردو اگر خدانخواستہ شہزادے کا بال بھی بیکا ہو گیا تو مدینہ مین جا کے منہ دکھانے کی جگہہ نرہیگی خالد کا اتنا کہنا تہا کہ تمام لشکر ظفر پیکر فوج مخالف کے سر پر تہا - مار مار کی صدا سے گھوڑے پر گھوڑا اور آدمی پر آدمی تہا - صاحبزادے کو جو دیکھتے ہین تو ذرا تیور پر بل تہین - ننگی شمشیر لئے کبھی داہئن اور کبھی بائین جھک پڑتے ہین اور جدہر جاتے ہین فوج عدو کائی کی طرح پھٹ جاتی ہے خالد کے تلوؤن سے لگی ہوئی تہی لڑائی وغیرہ کچھہ سوجھتی نہ تہی اونکے سامنے جا کے فرمایا - عبد الرحمن مین تمہین حکم دیتا ہون کہ اب تمہارا ہاتھہ نہ اوٹھے - واہ رے فرمان پذیری کہ یہ آواز سنتے ہی صاحبزادہ کا جتنا ہاتہہ اوٹہا تہا اوتنا ہی رہگیا - خالد نے اوسی وقت اپنے آدمیون کی حفاظت مین اونہین پیچھے بہیجدیا اور اب لڑنے کی سوجھی -

شہر والون نے فصیل کے اوپر سے اس سخت لڑائی کو اچھی طرح سے دیکھا تہا اس لئے تمام شہر مین کھلبلی پڑگئی - گرجون مین عیسائی گھنٹے بجانے لگے - عورتون اور لڑکون کی گریہ وزاری عابدون کی مناجاتین ہر گلی اور کوچہ مین سنائی دیتی تہین - مسلمان بہی لڑائی مین خضوع وخشوع کے ساتہہ درگاہ رب ذو الجلال والاکرام مین اپنی فتح کی دعائین کر رہے تہے - آخر بصریٰ کا

لشکر بھاگ کے شہر میں جا چھپا اور ہرقل سے مدد طلب کی گئی۔
اب رات ہو گئی۔ فصیل کے باہر شہر پناہ کے دروازہ کے سامنے حضرت عبدالرحمن بن صدیق اکبر کا خیمہ نصب تھا۔ صاحبزادہ کے کچھ دل میں جو آئی تو رات کو خیمہ سے نکلکے شہر کی فصیل کے نیچے بے غل و غش ٹہلنا شروع کیا۔ دیکھتے کیا ہیں کہ کوئی معزز آدمی عمدہ لباس پہنے شہر سے باہر نکلا ہے۔ اوسکو دیکھتے ہی شاہزادہ والا جاہ نے اپنا نیزہ اوسکے سینہ کی طرف تانا مگر آنے والے نے کہا کہ میں رومنس ہوں خالد کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ آپکو معلوم نہ تہا کہ خالد میں اور اوسمیں کیا معاملہ ہے اس لیئے فرمایا کہ اچھا ہتیار اپنے مجھے سپرد کردو میں تمہیں خالد کے پاس پہونچادونگا۔ اوسنے ہتیار بلا تامل دیدئے۔ صاحبزادہ نے اوسے خالد کے سامنے جا کھڑا کیا اور اوسکے ہتیار بھی اونکے سامنے رکھکے خیمہ سے باہر چلے آئے اوس نے خالد سے کہا کہ اہل شہر نے میرا کہنا نہیں مانا اور مجھے میرے گھر میں قید کردیا ہے جسکا نتیجہ اونہوں نے بھگتا۔ لیکن میرا مکان بالکل شہر پناہ سے ملحق ہے۔ میں فصیل میں نقب لگا کے باہر نکل آیا ہوں۔ آپ میرے ساتھ اپنے آدمی کردیں میں بسہولت اونہیں اپنے گھر میں داخل کرلونگا وہ شہر کا دروازہ چاہیں تو کھول سکتے ہیں۔ آپنے عبدالرحمن کی مستعدی دیکھکے اونہیں بلایا اور حکم دیا کہ جب تمہیں مجھسے بھی زیادہ فکر ہے اور رات کو بھی خیمہ میں نہیں بیٹھہ سکتے تو جاؤ اس کارروائی کو بھی تمہیں کرلو۔ حضرت عبدالرحمن خوشی بخوشی چند جرار بہادروں کو ہمراہ لیکر رومنس کے گھر میں داخل ہوے۔ سب نے اپنا لباس بدلکے قلعہ والوں کی وردی پہن لی۔ حضرت عبدالرحمن کے ساتھہ سو آدمی تھے اونہوں نے اوسکے چار گروہ بنائے۔ تین کو شہر کے مختلف اطراف میں روانہ کیا اور کہدیا کہ جب ہماری تکبیر کی آواز سننا فوراً اللہ اکبر کے نعرے مارتے ہوے ہماری طرف دوڑنا۔ چوتھے گروہ کو اپنے ہمراہ رکھا۔ پھر

رومنس سے کہا کہ ہمین اوس سردار کے رہنے کا مقام بتادو جو آج میرے مقابلہ سے شہر مین
بھاگ آیا ہے۔ رومنس کی رہنمائی سے حضرت عبدالرحمن اور اونکے پچیسون ساتھی اوس سردار
کے مکان پر پہونچے۔ رومنس پہلے اندر داخل ہوا اور دربانون سے کہا کہ ہم تمہارے دوست
ہین حاکم شہر سے کچھہ مشورہ کیا چاہتے ہین مگر رومی سردار اوسوقت جاگتا تھا پوچھا کہ کون ہے
رومنس نے جوابدیا کہ وہی تمہارا دن والا دوست عبدالرحمن تمہارا سر کاٹنے آیا ہے۔ رومی سردار
بدحواس ہوکے بھاگا۔ عبدالرحمن نے اتنا تو کہا کہ اب دوبارہ مجھسے کب بچ سکتا ہے اور لپک
کے ایک ہاتھہ جو دیتے ہین تو دو تھا۔ اوسکا کام تمام ہوتے ہی حضرت عبدالرحمن کے ساتھیون
نے اللہ اکبر کے نعرے مارنے شروع کئے جنکے سنتے ہی باقی تینون گروہ تکبیر دن کی صدائین بلند
کرتے ہوے اونکی طرف دوڑے۔ تمام شہر اللہ اکبر کی آوازون سے گونج اوٹھا اور سوہی آدمیون
سے یہ معلوم ہوا کہ تمام شہر مسلمانون سے بھر گیا ہے۔ اہل شہر سٹ پٹا گئے۔ اسی اثنا مین کسی
نے بڑہکے شہر کا پھاٹک کھولدیا۔ خالد بن ولید اور شرجیل بن حسنہ لشکر لیکے اندر گھس پڑے
اور مار مار مچادی۔ سخت خونریزی کے بعد شہر فتح ہوگیا جب امن ہوا تو شہر والون نے دریافت
کیا کہ ہمین یہ بتادو کہ تم لوگ شہر مین کیسے آگئے۔ حضرت خالد نے رومنس کی کارروائی کا
اظہار کرنے سے تامل کیا مگر رومنس نے خود اپنے منہ سی تمام حال بیان کردیا اور سبکے سامنے اپنے
پہلے مذہب سے انکار کرکے مسلمان ہوگیا۔ جناب خالد نے اوسکو مال غنیمت کا محافظ کردیا۔
چونکہ حضرت خالد کو شام کے کل لشکر کی سرداری مل چکی تھی اس لئے اونہون نے ابوعبیدہ
ابن الجراح کو لکھا کہ اپنے ۳۷ ہزار آدمی ساتھہ لئے ہوے میرے پاس چلے آؤ مین دمشق
پر حملہ کرنے والا ہون۔ پس وہ بھی خالد سے آن ملے۔ اہل عرب جنہون نے عمر بھر ریگستان
کے سوا کچھہ ندیکھا تھا دمشق کی زرخیز زمین دیکھکے حیران رہگئے۔ اوسوقت شام کا دارالسلطنت

انطاکیہ تہا اور ہرقل وہین موجود تہا - اوسنے خالد کے لشکر کو قزاقون کی ایک جماعت سمجھکر اپنے ملک کی کچھہ حفاظت نہین کی تہی - بعلبک بہی دمشق اپنی مضبوطی اور کثرت لشکر کیواسطے دور دور مشہور تہا - ہرقل نے لاپروائی سے کیلوس کو پانچ ہزار آدمیون کے ساتہہ دمشق والون کی مدد کو روانہ کردیا - اثنائے راہ مین کیلوس نے عجیب ہڑبونگ مچا ہوا پایا - دیکہا کہ چارون طرف سے لوگ بہاگ بہاگ کے محفوظ مقامات اور برجون اور قلعون کو چلے جاتے ہین -

جب وہ بعلبک پہونچا تو چند عورتین پریشان بال کئے ہوے تباہ حال اوسکے پاس آئین اور بیان کیا کہ افسوس عربون نے تمہارے سارے ملک کو لیلیا اور تمسے کچھہ اونکا نہو سکا - واقعہ سکنہ ہم اور بصری سب اونکے قبضہ مین آگئے - اب دمشق کو کون بچائیگا - کیلوس نے حملہ آور فوج کی تعداد دریافت کی - وہ عورتین صرف خالد کے لشکر کی تعداد جانتی تہین بولین کہ صرف ڈیڑہ ہزار سوار ہین - کیلوس خوش ہوکے بولا - اچہا - تم گہبراؤ نہین ہم جب واپس ہوکے یہان آئینگے تو ہمارے ساتہہ خالد کا سر ہوگا تم خاطر جمع رکہو اوسے دیکہنے ضرور آنا - لشکر اسلام دمشق نہین پہونچنے پایا تہا کہ کیلوس وہان داخل ہوگیا - اپنی حکومت کے گہمنڈ مین دمشق کے پہلے حاکم عزرائیل کو شہر بدر کردیا مگر عزرائیل ہر دل عزیز اور بڑا بہادر سپاہی تہا - پس باہم نفاق ہونا شروع ہوگیا اور بجائے اسکے کہ سب ایک دل اور ایک جان ہوکر مسلمانون کا مقابلہ کرتے وہان خانہ جنگیان ہونے لگین - چاہے کچھہ ہو مگر ہماری یہ نصیحت ہمیشہ یاد رکہو کہ وہی جماعت غالب رہتی ہے جس مین اتفاق ہو - اسی باہمی تہکا فضیحتی مین جناب خالد چالیس ہزار آدمیون کی جماعت سے میدان مین دکہائی دئے - جب نوبت باینجا رسید تو دونون حاکم ایک ہوکے لڑائی کا سامان کرنے لگے - دونون لشکرون نے آمنے سامنے اپنی صفین جمائین - خالد مسلمانون کے لشکر مین سب سے آگے تہے اور ضرار ابن الازور اونکی بغل مین - دونون صاحب

عربی خاصے گھوڑون پر سوار ہاتھون مین برچھے لئے ۔ رعب دار صورتین ۔ تجربہ کار لگا ہین ۔ نہایت
عظمت و جلال سے دائین بائین دیکھتے بھالتے میدان مصاف مین آکھڑے ہوئے اقبال
کا نقیب پکارا کہ حضور کا غلام ہون اور فتح و ظفر نے ندادی کہ دونون لونڈیان ملکس رانی کو حاضر ہین
حضرت خالد نے فرمایا کہ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہیگا کریگا ہم مسلمان لوگ سوائے
اوسکے کسی کی مدد نہین چاہتے ۔ جناب خالد نے ضرار سے کہا کہ کچھہ آدمی ساتھہ لیکے جاؤ اور
دیکھو کہ قوت مخالف کسقدر ہے ۔ اے ضرار ۔ یہی وقت شجاعت و مردانگی دکھانیکا ہے
اپنے والد ماجد کا نام نامی روشن کردو تاکہ دشمنون کی آنکھین چندھیا جائین ۔ ضرار بن الازور کو بھلا
اتنا سننے کی تاب کہان تھی اپنا نیزہ سیدھا کئے ہوئے تھوڑی سی جماعت کے ساتھہ دڑاتے
ہوئے دشمن کی فوج کے بیچ مین سے کائی کی طرح چیرتے پھاڑتے ادہر سے اودہر
نکل گئے ۔ اون لوگون نے اتنا تو دیکھا کہ ایک بجلی ادہر سے اودہر تڑپ گئی پھر نہ معلوم ہوا کہ
کیا ہوگیا ۔ جب یہ لوگ دور تک فوج مخالف کے پیچھے جا پہونچے تو غل مچا کہ لینا ۔ پکڑنا ۔ جانے
نہ پائین ۔ مسلمان ہین ۔ یہ سنکر جناب ضرار واپس ہوئے اور چاہا کہ اوسی طرح پھر نکلجائین مگر مخالف
سنبھل بیٹھے تھے ۔ ضرار اور اونکے ساتھیون کو نرغہ مین لیلیا اور ہر سمت سے وار کرنے لگے
ضرار نے پہلے ہی حملہ مین چار سوارون کو چت کردیا ۔ جب پیادون پر آئے تو اونمین سے چھہ کے
اپنے ہی ہاتھہ سے ڈھیر لگا دئے ۔ اونکے ساتھیون نے فوج مخالف مین ایک زلزلہ ڈالدیا ۔ بہتون
کو اپنے تیز گام گھوڑون کی ٹاپون سے سرسہ سا کردیا اور دشمنون مین برہمی ڈالدی اور وہ تھوڑے
اوس جماعت کثیر مین سے ایسے نکلے چلے گئے جیسے دودھہ مین سے مکھی الگ ہوجاتی ہے
مسلمانون کے لشکر مین اونکے بخیریت آجانے سے کمال خوشی ہوئی ضرار اور اونکے ساتھیون نے
آکے پوری فوج مخالف کا اندازہ اور طاقت بتادی ۔

اسوقت بہی عبدالرحمن بن ابی بکر نے بڑی شجاعت ظاہر فرمائی - اونکے رسالہ کے مقابلہ مین پیادون کا ایک بڑا لشکر آگیا تہا جنکے ہاتہون مین بڑے لمبے لمبے بہالے تہے اور وہ دور ہی سے اپنے سامنے والون کا فراغ پوچہہ لیتے تہے - مسلمانون نے مجبور ہوکے پتہر اور ڈہیلون سے کام لیا اور بہت سے آدمی اونکے زخمی کرڈالے اس لئے وہ بھی بہاگتے نظر آئے -

خالد نے بہی اپنی بہادری دکہانا چاہی اور میدان جنگ مین آکے اپنا مقابل طلب کیا - اب کیلوس اور عزرائیل مین چلنے لگی - عزرائیل کیلوس سے کہنے لگا کہ تم شہر کی حفاظت کے لیے آئے ہو تمہین خالد کے سامنے جانا چاہئے - کیلوس اپنی شیخی اور اینٹھہ کے سبب و شرم کے مارے کچہہ کہہ نہ سکا کسمسا کے چلا گیا - جیون سے ہارا ہوا تہا تہوڑی دیر دو دو ہاتہہ دکہانے کے لیے چلا اگر جان کے خوف سے اپنے لشکر کی طرف بہاگا - خالد نے موت کی طرح اوسکا پیچہا کیا اور جلدی سے اوسکے اور اوسکے لشکر کے درمیان حائل ہوگئے - مجبوراً اوسنے بھی دبی بلّی کی طرح جی توڑ توڑ کے خالد پر حملے کئے مگر ایک پیش نہ گئی آخر ش جب اوسنے اپنی زرہ کے اندر سے خون کے فوارے چہوٹتے دیکہے تو ہمت جاتی رہی اور ضعف آگیا مگر اس حالت مین بہی تہوڑی دیر تک خالد کے حملے روکتا رہا - خالد بن ولید مارتے مارتے اوسکے قریب پہونچگئے اوسکا نیزہ پکڑ کے زمین پر کہینچ لیا - اور قید کر کے اپنے لشکر مین لے آئے اسکی خوشی مین مسلمانون نے نعرہ ہائے اللہ اکبر بلند کئے -

کیلوس نے خالد سے کہا کہ حاکم سابق یعنی عزرائیل کے تالع کرنے کی تدبیر کیجیے اگر اوسکو آپنے مار لیا تو جان لو کہ تمہین کامیابی ہوگئی - اس بات کا ترجمہ کر کے رونس نے جناب سیف اللہ کو سمجہایا - حضرت خالد اپنے دشمن سے بہی مشورہ لیا کرتے تہے خصوصاً اوسوقت جبکہ وہ خود پاس آکے کوئی معقول کام بتائے چنانچہ کیلوس کی یہ بات سنتے ہی خالد نے پہلا گہوڑا جو تہک گیا تہا

چھوڑدیا اور دوسرا تازہ دم جانور طلب کرکے چاہتے تھے۔ سوار ہون کہ ضرار ابن الازور نے سامنے
آکے کہا "آپ بہی تھوڑی دیر آرام کرلین۔ آپکی جگہہ مین میدان کو جاتا ہون"۔ خالد بولے۔ اے
ضرار آج جو محنت کریگا کل آرام پائیگا۔ ہمارے لئے تو آرام کی جگہہ بہشت ہے۔ غرضکہ جناب
خالد میدان مصاف مین پہونچے اور نام لیکر عزرائیل کو لڑنیکے واسطے بُلایا۔ عزرائیل مغرق اور مرصع
لباس پہنے ہتیار لگائے سامنے آیا۔ خالد نے دریافت کیا کہ تمہارا نام عزرائیل ہے۔ اوسنے
اقرار کیا۔ خالد نے کہا۔ خدا کی قسم تیرا اہنام تیری روح قبض کرنیکو تیری بغل مین آکھڑا ہوا ہے۔
عزرائیل نہایت تیز گھوڑے پر سوار تہا اوسنے عرب کے طریقہ پر مکر کرنا چاہا یعنی گھوڑیکی باگ
چھوڑدی۔ معلوم ہوا کہ بہاگا اور دور جاکر پہر آیا اور خالد پر وار کیا۔ خالد اوسکے فریب کو پہلے ہی تاڑ گئے
تھے اوسکا وار خالی دیکے اوسکے گھوڑیکے پانوءن مین ایسی تلوار ماری کہ وہ لڑکھڑا کے گر پڑا۔ اور
سوار اوندہے منہ نیچے۔ فوراً آپنے عزرائیل کو گرفتار کرلیا اور لشکر اسلام مین لیجا کے کیلوس اور
عزرائیل دونون کو اپنے سامنے کہڑا کرکے فرمایا کہ تم دونون نے دمشق والون کو بہکا کے گمراہ کردیا
ہے اب اسلام پر ایمان لاؤ تو شہر والون کی بہی آنکھین کہلتی ہین اور تمہاری بھی جان بخشی ہوتی
ہی مگر دونون نے انکار کیا اس لئے دونون کے سر کاٹکے شہر مین پہینکے گئے تاکہ وہان کے
لوگون کو عبرت ہو اور سرکشی سے باز آئین۔

قصہ مختصر دمشق کا محاصرہ حضرت سیف اللہ القہار خالد نامدار نے بڑے زور و شور سے
جاری رکہا۔ اہل شہر کیلوس اور عزرائیل کے قتل سے زیادہ گہبرا گئے تھے۔ اندر کا لشکر بہی روز
روز کی کشمکش سے ہر دم گھٹتا جاتا تہا اور بڑے بڑے دلیر اور بہادر اونکے اس لڑائی مین
کام آچکے تھے اس لئے سپاہیون نے لڑنے سے انکار کردیا۔ خالد نصف لشکر لیکے فصیل
شہر کے قریب پورب کی طرف آجمے تھے اور جناب ابو عبیدہ بن الجراح دوسرے آدہے

کے ساتھ مغرب کی جانب پڑے تھے۔ باشندگان دمشق نے خالد کو لالچ دیا کہ ہزار اشرفیان اور دو سو عبا ریشمی لیلو اور محاصرہ اوٹھا کے چلے جاؤ مگر خالد نے جواب دیا کہ ایسا نہین ہو سکتا اسلام مین آؤ یا جزیہ دو پہر چھوٹ سکتے ہو۔ اسی گڑبڑ مین تھے کہ شہر کے اندر سے ایک نہایت خوشی کا غل سنائی دیا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اونکو یہ خبر ملی ہے کہ ایک بہت بڑا لشکر اونکی مدد کو آتا ہے۔ اصل اوسکی یہ تھی کہ شہر والون نے ایک اندہیری رات مین ایک آدمی کو فصیل سے نیچے اوتار دیا تھا اور انطاکیہ مین ہرقل کے پاس اپنی ردی حالت کی اطلاع بہیجی تھی۔ ہرقل نے دمشق والون پر رحم کہا کے وردان حاکم حمص کے ساتھ ایک لاکھ آدمی دمشق کو مصیبت سے چھوڑانے کے لئے روانہ کئے تھے۔ وردان بڑا بہادر اور تجربہ کار افسر تھا اسی لشکر کی آمد سنکے اہل شہر خوشی کے مارے جامے سے باہر ہو گئے تھے۔

یہان خالد کو جو یہ بات معلوم ہوئی تو خیال کیا کہ اتنا بڑا لشکر ایکبارگی اکٹھا ہرگز نہین آئیگا اس لئے اوسے دور ہی روکنا مناسب ہے کیونکہ تھوڑا تھوڑا با آسانی شکست کہا سکیگا۔ مگر ابو عبیدہ نے یہ صلاح دی کہ محاصرہ کو ہرگز نہ اوٹھانا چاہئے اور کسی لایق افسر کو کچھہ فوج کے ساتھہ اوس سے اولجھنے کو بہیجدینا چاہئے تاکہ وہ لشکر یہان سے دور پڑا رہے یہان تک نہ آنے پاوے۔ حضرت ابو عبیدہ کے مشورہ کو سب نے پسند کیا اس لئے ضرار بن الازور اس کام کے لئے تجویز ہوے۔ وہ کہتے تھے کہ میرے ساتھہ بہت سے آدمیون کی ضرورت نہین ہے مگر خالد نے کہا کہ احتیاط ضرور ہے ایک ہزار منتخب سوار تمہارے ساتھہ جائینگے تاکہ اوس فوج کو ایک قدم بہی ادہر نہ بڑہنے دین۔ ضرار کے انتخاب کئے ہوے سوار بہی اون سے زیادہ تیز و طرار تھے جلدی سے وردان کے لشکر عظیم کے سامنے آگئے جو فقط مسلمانون کے ڈرانے کے لئے بہیجا گیا تہا اور بہت آہستہ آہستہ آتا تہا۔ ضرار اونکی کثرت دیکھکے جہلا گئے۔

اونکی شجاعت نے جوش مارا اور خدا کی قسم کہا کے کہنے لگے کہ ہم چاہے مرگر کے یہین رہجائین مگر ایک قدم پیچہے نہ ہٹائینگے اور سخت لڑائی لڑینگے - رفیع بن عمیرہ نے یہ کہکے کہ ہم تہوڑے سہی مگر کافرون کو نیچا دکہانیکے لئے بہت ہین اونکی ہمت اور بہی زیادہ کردی - لڑائی کا اعلان کردیا گیا - ضرار نے منتخب بہادر اپنے ساتہہ لیکے دشمن کی فوج کے قلب پر حملہ کیا - لشکر کے افسر کی تلاش مین تہے مگر وردان محافظون کے ہجوم مین گہرا ہوا تہا - ضرار نے ایک ہی حملہ مین اوسکے دائین طرف کے آدمی کو مار ڈالا اور پہر مخالفین کے علمبردار کو ٹہنڈا کردیا - کئی مسلمان اوس جہنڈے کو لینے کے لئے آگے بڑہے - وہ مرصع اور جواہرات کی صلیب تہا - کئی آدمی اس کوشش مین شہید ہوے مگر آخرش وہ اسلامی قبضہ مین آگیا - وردان کے بیٹے نے بڑہکے ایک زخم ضرار کے لگایا - اسپر ضرار نے پلٹ کے نیزہ اوس جوان کے مارا مگر کہینچنے مین پہل اوسکا ٹوٹ گیا اور ضرار نہتّے رہگئے کچہہ عرصہ تک اوسکی ڈانڈ ہی سے سب کے حملے روکے مگر جب ایک ٹیڑی دل اون سے لپٹ گیا تو گرفتار ہوگئے - مسلمان اونکے چہوڑانے کیواسطے خوب ہی لڑے مگر نتیجہ حسب دلخواہ نہ برآمد ہوا کیونکہ کفار اونہین لے بہاگے - قریب تہا کہ مسلمانون کے پیر اوکہڑ جائین لیکن رفیع نے للکارا کہ اے ایمان والو کیا ضرار ایک نا چیز شے تمہارے اوپر ایک جہول تہے جو اوسکے اوٹہتے ہی بہاگے جاتے ہو - پروردگار دوجہان تمہارا حامی ہے اوسکا بہروسا رکہو اور اوسکے سامنے دین برحق پر جانین فدا کرو - رسول اللہ آغوش مین لیکر بہشت مین تمکو پہونچا دینے کے لئے کہڑے ہین پہر اونکو پیٹہہ دیکے کہان جانے کا ارادہ ہے - ضرار نہ رہا تو نہ سہی خدا تو تمہارا زندہ ہے - یہ کہکے رفیع نے دشمنون پر حملہ کردیا - مگر وہ دن اونکے لئے سخت مصیبت کا تہا ہزار مسلمانون پر لاکہہ آدمی حملہ آور تہے شاید سب کے سب مارے جاتے - مگر ایک تیز گہوڑے کا سوار خالد کے پاس ضرار کی گرفتاری کی خبر لیکے جا چکا تہا - چنانچہ خالد بہت سا لشکر لیکے اسی نازک موقع پر آگئے -

خالد آتے ہی فوج مخالف پر گر پڑے اور اس خیال سے کہ جہان پر بہت سے جھنڈے کھڑے ہین ضرار وہین ہونگے لڑتے بھڑتے اوسی مقام پر پہونچگئے مگر اونہین نہ پایا - حیران تہے کہ اب کیا کرون کہ ایک قیدی نے اونکو مطلع کیا کہ وہ حمص روانہ کردئیے گئے - خالد نے اوسی وقت رفیع ابن عمیرہ کو معہ سوارون کے فوراً اودہر بہیجا - اونہون نے اثناے راہ مین اونکو یوسف گم گشتہ کی طرح پالیا اور حملہ کر کے بہت سے محافظون کو مار ڈالا - باقی ضرار کو چہوڑ کر بہاگ گئے -

ان لوگون کے آتے آتے خالد وردان کے سارے لشکر کو شکست دے چکے تہے یہان تک کہ لاکہہ مین سے تہائی تعداد بہی آدمیونکی نہین رہی تہی - جو باقی رہے تہے اونمین سے بہی بہت سے بہاگ گئے تہے - بیحساب مال غنیمت اور خزانہ اور اسلحہ اور گہوڑے فتحمندون کے ہاتہہ آے - جناب خالد تامدار معہ لشکر کے پہر دمشق کے محاصرہ پر آن ڈٹے -

ہرقل نے جب وردان اور اوسکے زبردست لشکر کے ہارنے کی خبر سنی تو کلیجہ پکڑ کے بیٹہہ گیا اور دنیا آنکہون مین سیاہ ہوگئی اب پریشانی کے مارے نہین سوجہہ پڑتا تہا کہ کیا کرون - گو انطاکیہ کے محل شاہی مین بحفاظت تمام بیٹہا تہا مگر کانپ گیا اور خالد کی تلوار سر پر نظر آنے لگی - ملک شام کی بچاؤ کی ہزار تدبیرین کرتا تہا لیکن کوئی سرسبز ہوتی ہوئی نہین معلوم ہوتی تہی - لاچار ہو کے اوسیوقت ستر ہزار آدمیون کا لشکر فراہم کیا اور وردان کو اونکے ساتہہ اجنادین کی طرف سے دمشق کے چہوڑانے کے لئے بہیجا - خالد نے جب یہ خبر سنی تو اس زد سے بچنے کے لئے ابو عبیدہ سے مشورہ کیا - اونکی یہ راے ہوئی کہ دمشق کو چہوڑ کر اجنادین چلے چلو - خالد نے اونکی صلاح مانی - محاصرہ اوٹہا کے اودہر چلے اور اپنے اور سردارون کو بہی نامے لکہکے اپنے پاس بلالیا - خالد بن ولید چاہتے تہے کہ ابو عبیدہ جیسے بزرگ ہین آگے رہین اور مین اونکے پیچہے پیچہے چلون مگر ابو عبیدہ نے انکار کیا اور کہا - نہین - ایسا نہین ہوسکتا ہے مین خلیفہ وقت کے فرمان واجب الاذعان کی

توہین ہرگز نہین کرونگا۔ جب اونہون نے آپکو مجہپر سردار کیا ہے تو آپ ہی پیش رو رہینگے مین اسباب اور عورتون کی حفاظت کے لیئے سب سے کمتر رہنا پسند کرتا ہون۔ اللہ اللہ فرمان حاکم کی اطاعت کے لیئے کیسے کیسے شیر مٹی کے ہو گئے تہے۔

جب اہالیان دمشق نے دیکہا کہ ہمارے دشمن چلے تو اکڑ گئے اور اپنی سمجہہ مین وہی مثل کرینکے لیئے کہ مرے کو مارین شاہ مدار شہر سے نکل پڑے تاکہ لوگون کو جتا دین کہ ہمنے مسلمانون کو مار کے بہگا دیا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ دو بہائی شہر مین پطرس اور پولوس رئیس اور نامور تھے۔ پطرس کی ماتحتی مین دس ہزار اور پولوس کے پاس چہہ ہزار پیادے تہے دونون کے دونون اپنی اپنی فوجین لیکے باہر نکلے۔ پولوس نے مسلمانون کے پچہلے لشکر پر حملہ کیا اور بیچ مین گہس کر بہت سے آدمیون کو شہید کر ڈالا۔ پطرس نے خیمہ اور اسباب کو لوٹا اور عورتون کو قید کر کے شہر کا رخ کیا۔ یہ خبر آگے خالد کو پہونچی۔ آپنے ضرار اور عبد الرحمن اور رفیع کو دو دو سو آدمیون کے ساتہہ پیچہے کی خبر کو بہیجا۔ خود بہی اصل لشکر کے ساتہہ چلے آے۔ جناب ضرار وغیرہ کے آنے سے حالت بدل گئی۔ پولوس کے بہت سے ساتہی مارے گئے اور بہت سے بہاگ گئے اور وہ خود گہوڑے سے گر کے مسلمانون کے ہاتہون مین گرفتار ہو گیا۔ مگر مسلمانون نے جب سنا کہ ہماری عورتین اونکے پاس قید مین تو فتح کی خوشی رنج سے بدل گئی۔ اونمین عورتون مین ضرار کی بہن خولہ بہی شامل تہین پس ضرار حد سے زیادہ مغموم ہوے۔ پطرس اور اوسکے ساتہی جو مال غنیمت لیئے ہوے دمشق جاتے تہے راہ مین تہکن کے باعث ایک جگہہ درختون کے سایہ مین ٹہیرے ہوے تہے۔ خولہ مال غنیمت مین سے پطرس ہی کے حصہ مین آئی تہین تقسیم کے بعد سب لوگ اپنے اپنے خیمون مین چلے گئے اور عورتین اسباب کے پاس رہگئین خولہ مین بہی لیاقت اور دلیری ضرار سے کم نہ تہی۔ اونہون نے اپنے ساتہہ کی عورتونکو رونی جہینکنے

سے منع کیا اور کہا ہم شجاعان عرب کی بیٹیاں اور محمد صلعم کی امت ہین ہمکو تو مرجانا چاہیئے مگران
کافرون کی اطاعت ہرگز نہ قبول کرنا چاہیئے"۔ کہین اون عورتون مین حمفر اور حمیاز قوم کی بہی
عورتین تہین جنکو بچپنے سے گہوڑے کی سواری اور نیزہ لگانیکی تعلیم دی گئی تہی۔ اونکو قائلہ کی
باتین سنکے غیرت آئی اور بولین عجب نہ ہمارے پاس نیزہ ہے نہ تلوار پہر ہم کر کیا سکتے ہین"۔
قائلہ نے کہا "واہ۔ تلوار اور نیزہ کی کیا ضرورت ہے خیمون کے بانس اور بلیان اور ڈنڈے
بہی وہی کام دے سکتے ہین۔ ہم چاہین مٹی مین ملجائین مگر ہمکو اپنی عزت بچانا لازم ہے تاکہ ہماری
قوم اور ملک کے نام پر دہبا نہ لگے عزت کہونے سے مرجانا بہتر ہے"۔ ایک اور قوی دل عورت
نے بہی قائلہ کے کلام کی تائید کی۔ اوس عورت کا نام عفیرہ تہا۔ آخر سب عورتون کو جوش آگیا۔
خیمون کے بانس اور ڈنڈے لے لیکر تیار ہوگئین۔ قائلہ نے سبکو ایکدوسرے کے پہلو بہ پہلو
حلقہ باندہکے کہڑا کیا اور کہا کہ خبردار کسیکو اپنے پاس نہ پہٹکنے دینا اور سبکا وار روکنا مین پہلے
لڑائی شروع کرتی ہون۔ ایک یونانی سپاہی نے عورتون کے تیور جو بگڑے دیکہے تو وہ پاس
آیا قائلہ تان کے جو ایک ہاتہہ دیتی ہین تو اوسکا سر چور چور ہوگیا اور وہ بے جان ہوکے زمین پر
گرا۔ غل شور ہونے سے ادہر اودہر کے خیمون سے لوگ بہاگے ہوے آے۔ اونہون نے
عورتون کو گہیر لیا اور نرمی سے اونہین ٹہنڈا کرنا چاہا۔ مگر جو شخص اونکے پاس آتا تہا اوسی کو وہ
مار ڈالتی تہین۔ کافرون نے بہت سی تدبیرین کین اور سمجہایا بہی مگر وہ کب ماننے والیان تہین
پطرس نے اپنے لوگون سے کہا کہ تلوارون سے کام لو۔ قریب تہا کہ تمام عورتین اوسی جگہہ ٹکڑے
ٹکڑے ہوکے رہجاتین مگر ضرار اور خالد آپہونچے۔ پطرس کے ہوش باختہ ہوگئے۔ لاچار
ہوکے اپنے آدمیون کو یہ کہکے روکا کہ ہم بہی عورت بیٹی والے ہین ان عورتون کو چہوڑ دو یہ اپنے
لشکر مین چلی جائین۔ پطرس نے یہ کہکے اپنا گہوڑا موڑا ہی تہا کہ قائلہ نے گہوڑے کا پیر توڑ ڈالا

اور بطرس اوندہے منہ زمین پر آیا۔ ضرار نے دوڑ کے اوسے گرفتار کر لیا اور سر اوسکا اوتار کے نیزی پر چڑہایا۔ اسکے بعد ایک سخت لڑائی ہوئی اور دشمن منہزم ہو کے بہاگے جنکا پیچہا دمشق کے پہاٹک تک کیا گیا۔ اس تعاقب مین بہت سا مال غنیمت ہاتہہ آیا۔

لڑائی طے ہوجانے کے بعد بولوس جو قید تہا جناب خالد رضی اللہ عنہ کے سامنے لایا گیا۔ اوسکو اوسکے بہائی بطرس کا سر دکہا کے کہا کہ مسلمان ہو ورنہ تمہارا بہی یہی حال ہوگا۔ وہ بہت رویا اور کہنے لگا کہ بہائی کی موت کے بعد مجہے جینا ناگوار ہے۔ پس اوسکا سر بہی کاٹ ڈالا گیا اسکے بعد مسلمانون کا لشکر اوس جگہہ آگیا جہان حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے مورچے باندہ رکہے تہے اور مفرور قیدیون کو جمع کیا تہا۔ اس جگہہ مسلمانون نے کچہہ آرام لیا۔

وردان کے لشکر کا مقابلہ مسلمانون سے

وردان اپنے لشکر کے ستر ہزار آدمیون کے ساتہہ اجنادین مین تہا مگر یہ تمام لشکر ناتجربہ کار بزدل اور کم ہمت لوگون کا ایک ریوڑ تہا۔ شاہی خیمہ کی تعریف کون کرسکتا ہے۔ وہ بالکل جڑاؤ اور جواہرات سے جگمگا رہا تہا۔ سپاہی بہی بہڑکدار وردی اور چمکدار ہتیارون سے آراستہ تہے یہ سب لوگ مسلمانون کی فکر مین تہے کہ ایکدن اونکو چارون طرف سے گرد و غبار اور تلوارون کی چمک اور جنگی باجون کی آواز سنائی دی معلوم ہوا کہ مسلمانون کے لشکر نے آکے سب طرف سے شہر کو گہیر لیا ہے اور یہ بات کہ خالد کا لشکر اور وہ فوجین جو اونہون نے اپنے سردارون کو نامے لکھکر طلب کی تہین سب اسی خاص وقت مین آکے شہر کے گرد جمع ہوگئین لوگون کو ایک کرامت سی معلوم ہوئی۔

پہلے دشمنون کی تعداد زیادہ دیکہکے مسلمانون کو ایک خوف پیدا ہوا مگر یہ صرف عادت انسانی اور فوری بات تہی جب خالد نے اپنی سحر بیانی اور خداداد شجاعت سے سبکی ہمت بڑہائی اور کہا کہ یہ آخری موقع ہے جو اتنی بڑی فوج کی تمہین سرکوبی کرنا پڑی ہے۔ میرے شیرو۔

انہین ہی نیچا دکہادو پہر کبہی تمکو اتنی بڑی جماعت سے کام نہین پڑیگا نہ آیندہ وہ اتنی کثیر جماعت تمہارے مقابلہ مین لاسکینگے - اگر تمنے کل صبح اپنی سطوت اور جلالت پورے طور سے انہین دکہادی تو کل ہی شام تک ملک ہمارا ہے - مسلمان ایک ہزار یستان وغا کی زبان فیض ترجمان سے ایسی مردانگی خیز باتین سنکے اپنی تلوارون کے منہ چومنے لگے اور کہا نہین - نہین - اے امیر یہ بزدل گروہ تو کیا ہے اگر ان سے دس گنے اور ہون تو ہم آپکے ظل حمایت مین سینے سپر کرنے کو موجود ہین - خالد نے اونہین دعاے خیر دی اور رات بہر درگاہ ذوالجلال والاکرام مین اسلام کی فتح کے لئے مناجات کرتے اور کہتے رہے کہ اے وحدہ لاشریک لہ اپنی توحید کے دلدادون کی شرم کل تیرے ہی ہاتہہ ہے ان عاجز بندون سے کیا ہوسکتا ہے جب تک کہ تیرا فضل شامل حال نہو - اے رب قدیر - اگر تیرے عبادت گذار بندے پامال ہوگئے تو تیری توحید پکارنے والے پہر کہان سے آوینگے - آپ تو گڑگڑا کے آہ وزاری سے یہ التجا کرتے تہے اور فتح واقبال کہڑے ہوے آمین کہتے تہے - غرضکہ رات بہر فریقین آمنے سامنے پڑے رہے اور صبح ہوتے ہی صفین آراستہ ہوگئین - خالد پکارے کہ ہے - تم مین کوئی ایسا جو دشمن کی فوج مین جاکے اونکی تعداد کا پتا لے آے - ضرار نے آگے بڑہکے عرض کی کہ یا امیر کیا اسوقت آپ ہم جان نثارون کو بہول گئے کہ "ہے کوئی" کا کلمہ زبان پر لاے - اگر آپ کو ڈہونڈہنے کی ضرورت آپڑی ہے تو پہر ہماری زندگی بے سود ہے - خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اچھا ای میرے شیر خدا تمہارے ساتہہ ہے جاؤ مگر خبردار کسی طرح خطرہ مین نہ پڑنا اور بغیر ضرورت کسی پر حملہ نہ کر بیٹھنا -

حضرت ضرار بن الازور رضی اللہ تعالےٰ عنہ فوج مخالف کی طرف بسم اللہ کہکر روانہ ہوے سامنے سے وردان نے جو ایک تنہا سوار کو اپنے لشکر کی طرف آتے دیکھا تو تیس منتخب

سواروں کو ضرار کی گرفتاری کے لئے بہیجا۔ ضرار کے پاس جب وہ پہونچے تو ضرار دہوکا دیکے بہاگے۔ جب لشکر مخالف سے بہت دور اون سواروں کو اپنے پیچہے لگائے ہوئے چلے آئے تو یکبارگی پلٹ پڑے اور شیرانہ حملہ کرکے اونمین سے سترہ کو مار ڈالا اور باقیون کو ڈراتے اور دہمکاتے ہوئے اپنے لشکر مین گہس آئے۔ خالد نے اونہین بہت ملامت کی اور فرمایا کہ ضرار آخر تم نے میری بات نہ مانی اور لڑہی مرے۔ ضرار نے التماس کی کہ اے امیر۔ قصور میرا معاف فرمائیے مین قصداً نہین لڑا ہون جب دشمن میرے اوپر آپڑے تو کیا کرتا اگر پیٹہہ موڑکے کافرون کے سامنے سے بہاگ آتا تو خدا مجہسے نہ ناراض ہوجاتا۔ مین آپ کے حکم کے بموجب لڑا نہین۔ یہ کچہہ خداہی نے مدد کی ہے۔ دشمن کی جگہہ اور تعداد کا حال ضرار سے دریافت کرکے پہر خالد نے اوسی کے مطابق اپنی فوج مین انتظام کرلیا۔ داہنے بازو کی حکومت نعمان بن معاذ کو عطا ہوئی۔ بائین طرف کی حفاظت سعد بن ابی وقاص اور شرجبیل بن حسنہ کو مرحمت ہوئی۔ وسط لشکر کو اپنے تحت مین لیکر عمرو اور عبدالرحمن اور ضرار اور قیس اور رفیع وغیرہ نامور بہادرون کو بہی اپنے ساتہہ رکہا۔ عورتون اور اسباب کی حفاظت کے لئے چار ہزار آدمی مقرر کئے جنکے سردار یزید بن ابی سفیان تہے۔

عورتین بہی حال کی کامیابی سے دلیر ہوکر مستعد پیکار ہوگئین۔ ہتیار باندہ باندہ کے قائلہ اور عفیرہ کو اپنا سردار بنایا اور خالد سے درخواست کی کہ ہمین بہی لڑنے کی اجازت ملے۔ خالد اونکی درخواست سے نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اچہا تمہارے پاس کفار مین سے اگر کوئی آجائے تو اوس سے تم بہی لڑنا اپنی حفاظت تم آپ کرو۔ علاوہ برین ایک کام یہ بہی تمہین سپرد کیا جاتا ہے کہ مسلمانون مین سے جو لڑائی سے منہ موڑکے بہاگے اوسے بیدریغ تہ تیغ کرنا۔ یہ کہکے عورتون کی بہادری کی بہت تعریف کی۔

پھر حضرت خالد نامدار گھوڑے پر سوار ہوے - ہر صف مین جاتے اور ہر سپاہی کو جرأت اور ہمت دلاتے تھے اور ایک ایک سے کہتے تھے کہ بھائی پیچھے ایک قدم نہ رکھنا اور آخری دم تک کٹ کٹ کے لڑنا - یہ کہتے ہوے فوج کے آگے بڑھے چلے گئے - آخرش دونون طرف سے صداے جنگ بلند ہوئی - مسلمانون نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نعرے بلند کئے اور عیسائیون نے پکارا کہ مسیح کا دین بلند ہو -

لڑائی شروع ہونے سے پہلے ایک بڈھا ضعیف عیسائی خالد کے پاس آکے کہنے لگا کہ کیا مسلمانون کے سردار تم ہو - خالد نے جوابدیا - ہان - بڈھا بولا - تم نے بلا سبب اور بے اشتعال عیسائی ملک پر حملہ کیا ہے یاد رکھو کہ یہان جس نے یہ حرکت کی ہے اوسکی قبر یہین بنی ہے تمکو فتح ہرگز نصیب نہوگی - دیکھلو کتنا بڑا آراستہ و پیراستہ لشکر تمہارا منہ پھیر دینے کو جمع ہے تم قواعد دان لوگون سے کیسے لڑ سکتے ہو - بہتر ہے کہ صلح کرلو اور ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے گھر چلے جاؤ - اگر تم صلح کرنا چاہتے ہو تو ہم تمہاری فوج کے ہر آدمی کو ایک جوڑا کپڑا ایک پگڑی اور ایک اشرفی دینگے - تمہین سو جوڑے اور دس ریشمی عبا اور سو اشرفی دینگے - اور تمہارے خلیفہ کے ہزار اشرفی اور ایکسو عبا نذر کرینگے -

خالد نے جوابدیا - کیا خوب - جس چیز کو ہم پورا لینا چاہتے ہین اوسمین سے ذرا سا حصہ تم ہمین دیتے ہو - ہم راضی نہین - تین باتون مین سے ایک قبول کرلو - مسلمان ہو جاؤ - جزیہ دو - یا ہم سے لڑو - یہ ٹکرا سا جواب لیکر وہ بڈھا عیسائی اپنے لشکر مین چلا گیا - خالد سوچے کہ لشکر مخالف کی تعداد ہم سے دوگنی ہے اس لیے ہمین رات تک تامل کرنا چاہئے پس تمام لشکر کو روکے رہے اور کسی کو جگہہ سے نہ ہلنے دیا - دشمنون نے جب دیکھا کہ یہ لوگ سامنے کھڑے ہین مگر حس و حرکت نہین کرتے اپنے ارمنی تیراندازون کو آگے کر دیا - اونھون نے تیرون کی جھڑی لگادی جس سے

چند مسلمان زخمی اور چند شہید ہوے - اوسوقت ضرار سے نرہاگیا اور خالد سے لڑنے کی اجازت طلب کی - پہر تیزی سے آگے بڑہکے دشمنون پر جا پڑے - پہر اونکو مدد بہی پہونچی اس سلئے غنیم کی فوج مین تہلکہ پڑگیا دونون لشکر مین کے بہت سے آدمی مارے گئے - مگر فتح کی ہوا مسلمانون کی طرف جہکتی ہوی معلوم ہوئی - قریب تہا کہ دونون لشکر جوش مین آکے باہم غٹ پٹ ہوجائین کہ طرف ثانی سے ایک سوار آگے بڑہا اور اوسنے دریافت کیا کہ اے مسلمانو - تمہارا سردار کون ہے خالد سمجھے کہ لڑنیکو آیا ہے اسلئے اپنا نیزہ اوسکی طرف تانا - وہ چلایا کہ مین ایلچی ہون صلح کا پیام لیکر آیا ہون آپ میرے اوپر عنایت رکھین -

یہ سنکر خالد نامدار نے نیزہ جہکالیا اور فرمایا کہو کیا کہتے ہو - مگر کوئی بات جہوٹ زبان سے ہرگز نہ نکالنا - اس نے کہا کہ سچ بولتے مین جان کا ڈر ہے - پہلے میری اور میرے خاندان کی حفاظت کا وعدہ کیجے پہر مین کچہہ عرض کرونگا - خالد نے اوس سے وعدہ کیا - وہ بولا کہ میرا نام داؤد ہے اور وردان نے مجھے آپکے پاس بہیجا ہے کہ لڑائی اور خونریزی بند کی جاے اور تم کل صبح وردان سے ملاقات کرلو - مگر اے خالد - ہوشیار رہنا اسمین ضرور کوئی نہ کوئی فریب ہے جہانتک مجھے معلوم ہے وہ یہ ہے کہ دس منتخب دلیر اور شجاع آدمی تمہارے قتل کے لئے گہات مین لگے رہینگے - خالد نے کہا کہ خیر تم وردان سے جاکے کہدو کہ مین اوس سے کل ضرور ملاقات کرونگا - یہ کہکے اوس ایلچی کو رخصت کیا اور تمام لشکر اسلام کو حکم دیا کہ لڑائی بند کرو اور اپنے اپنے ڈیرون کو واپس چلو - مسلمان اس حکم سے بہت حیران ہوے کیونکہ اونکو عنقریب فتح حاصل ہونے والی تہی - الاحکم حاکم مرگ مفاجات طوعا و کرہا اپنی قیامگاہ کو واپس آے - ابو عبیدہ اور ضرار نے خالد سے پوچہا کہ آپکی بات کا آج بہید ہمین نہ کہلا یہ ہماری فتح آج آپنے کیون خاک مین ملادی - خالد نے جواب دیا کہ آپ خاطر جمع رکہین فتح کل پہر آپ کی ہے وہ نہین جانتے اور

مین وعن داؤد کی ساری گفتگو اونہین سنادی - اور کہا مین کل اکیلا وہان جاؤنگا اور دسون کے سر آپکو لادونگا - ابو عبیدہ نے یہ راے دی کہ آپ ہرگز اس جال مین نہ پہنسین یا دس آدمیون کے لیئے دس آدمی اپنے بہی ساتھہ لیجائین - ضرار بول اوٹھے کہ ان دغابازون کی سزا کل پر کیون موقوف رکہی جاے ہم آج ہی اوسکا بندوبست کیون نہ کرلین - آپ دس آدمی میرے ساتھہ کرین مین ابہی ابہی اونکی آنتین اونکے گلے مین ڈالے دیتا ہون - ضرار کی بات کو خالد نے منظور کیا اور دس آدمی دلیر اور باہمت چنکے اونکے ساتھہ کیئے - داؤد نے دشمنون کی گہات کا پتا جو خالد کو بتایا تہا خالد نے وہی ٹہیک ٹہیک ضرار کو بتادیا - ضرار جب اوس جگہہ کے پاس پہونچے تو اپنے ہمراہیون کو ایک محفوظ مقام مین ٹہیرادیا اور اپنے کپڑے اوتارے تاکہ آواز نہو اور تلوار لیکر ہاتہون اور پیرون کے بل چوپایون کی طرح وہان پہونچے جہان خالد کے مارنے کے لیئے دسون آدمی اپنی اپنی تلوارین سرہانے تکیون کی طرح رکہے سورہے تہے - یہ دیکہکے ضرار جسطرح گئے تہے اوسی طرح اپنے آدمیون کے پاس واپس آے اور ویسے ہی اونکو بہی لیگئے - ایک ہی وار مین ایک ایک نے ایک ایک کو ٹہکانے لگادیا - لاشون کو ٹانگ گسیٹ گسیٹ کے پہینک آے اور خود اونکی وردیان پہنکے اونکی جگہہ لیٹ کر وقت کا انتظار کرنیلگے

جب صبح ہوئی تو دونون لشکر صفین باندہکے آمنے سامنے کہڑے ہوگئے اور منتظر تہے کہ دیکہین ہمارے افسرون مین آج کیا ٹہیرتی ہے - وردان نے بہت فوق البہڑک کپڑے پہنے - سونے کی زنجیرین اور جواہرات لگاے - اور سفید خچر پر سوار ہوکے اوس جگہہ آیا جو گفتگو کے لیئے مقرر کی گئی تہی - خالد بہی عباے عربی اور سبز عمامہ باندہے بیدہڑک وہان پہونچگئے اور دونون ایک ہی فرش پر بیٹہکے گفتگوے صلح کرنے لگے - دونون کے کلام مختصر مگر فخر آمیز تہے وجہ اسکی یہ تہی کہ دونون اپنے اپنے جی مین سمجہگئے تہے کہ ہم جیت چکے -

وردان بولا۔ مسلمان کیا ہین ہم اونہین قزاقون اور لوٹیرون کا ایک گروہ سمجہتے ہین وہ مال کے لالچ سے اس زرخیز ملک پر حملہ کرنے آے ہین اور ہم اسلئے صلح چاہتے ہین کہ مالدار ہین کسی طرح ان ڈاکوؤن سے پیچہا چہٹائین۔ اسوقت جو تمہارے دل مین ہو تم بہی کہہ ڈالو۔

خالد نے جوابدیا۔ اے کافر نابکار تو ہمین بہک منگا سمجہتا ہے۔ اللہ جل شانہ نے ہمین سب کچہہ دیا ہے ہمکو کسی چیز کی خواہش نہین یہ ملک ہمارا ہے اور ہم اسے لے چکے ہین پہر ہم تجہسے انعام واکرام لیکر صلح کیا کرینگے۔ خیر اگر صلح ہی منظور ہے تو اسلام قبول کرو یا جزیہ دو۔ اگر تمکو ان دونون باتون سے انکار ہے تو ہمین کیون بلایا ہم نے تو کل ہی تمہارے پیام کا یہی جواب کہلا بہیجا تہا۔ اور اگر تم مجہسے یہان تنہائی مین پوشیدہ لڑا چاہتے ہو تو آؤ ہمارے تمہارے ہتیار خود فیصلہ کرلینگے۔ یہ فرماکر خالد کہڑے ہوگئے اور تلوار اژدہا پیکر نیام سے باہر نکال لی۔

وردان اپنی چال کے زعم مین تہا۔ کہڑا تو ہوگیا مگر تلوار نہ نکالی اور انتظار کیا کہ میرے دسون آدمی آکر خالد کا خاتمہ کردین۔ خالد نے لپک کے اوسکی گردن پکڑلی۔ وردان چلّایا اور اپنے آدمیون کو پکارا۔ اوسوقت وہ دسون مسلمان یونانی لباس پہنے نکل آے۔ تہوڑی دیر تک تو وردان کا دل قوی رہا اور سمجہا کیا کہ مین بالکل محفوظ ہون مگر جب یونانی وردی مین مسلمان نظر آے تو ہاتہون کے طوطے اوڑ گئے اور چلّا اوٹہا کہ رحم رحم۔ ضرار کو دیکہکے اوسکے ہوش وحواس اور بہی زیادہ جاتے رہے۔ خالد نے جوابدیا۔ بے ایمان فریبی اور مکارون پر رحم ہرگز نہ کرنا چاہئے اے کافر جہنمی تیرے منہ پر کلام صلح اور دل مین فریب اب تو دیکہیگا کہ تیری بے ایمانی تیرے سر پر چڑہکے کہیلیگی۔ خالد نے جون ہی اشارہ کیا ضرار نے وردان کا سر تن سے جدا کرلیا اور نیزہ پر بلند کرکے لشکر کفار کی طرف پہینکدیا چونکہ یہ سر اون مسلمانون نے پہینکا تہا جنکی وردی یونانی تہی

اس سئے کافر سمجھے کہ خالد کا سر آیا بس ایک ہی دفعہ فوج مخالف مین خوشی کے نعرے بلند ہو گئے ٹوپیان اوچھلنے لگین - لوگ کودنے لگے - جب تھوڑی دیر کے بعد خوشی کا دریا اوتر گیا اور غور سے دیکھا تو وہ وردان کا سر تھا ابتو کاٹو تو بدن مین خون نہ تہا - خالد نے سوچا کہ اب ان بے ایمانون کو زیادہ سنبھلنے کی فرصت دینا خلاف مصلحت ہے حملہ عام کا حکم دیدیا - ہرقل کے لشکر کو شکست ہوئی اور کفار بہاگے - کچھہ قیصریہ اور کچھہ دمشق اور کچھہ انطاکیہ پہونچے - بیحد و حساب مال غنیمت سونے چاندی کی مرصع صلیبین - جواہرات سونے کی زنجیرین - قیمتی گلوبند - زیورات ریشمی عبائین - اسلحہ - اور ہر قسم کے آلات اوزار اور بہت سے جہنڈے مسلمانون کے ہاتھہ آئے مگر خالد نے دمشق کے فتح ہو جانے تک تقسیم مال کو موقوف رکھا -

اس عظیم الشان فتح کی اطلاع مدینہ مین حضرت عبدالرحمن اپنے والد ماجد ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حضور مین لیکر پہونچے - جناب صدیق اکبر نے سجدہ کیا اور شکر خدا بجا لائے - جب یہ خبر تمام عرب مین شائع ہوئی تو چارون طرف سے لوگ جوق جوق فوج مین بہرتی ہونے کے لئے آنے لگے خصوصاً مکہ تو سارے کا سارا امڈ آیا - چونکہ اب مال غنیمت بیحساب ہاتھہ آیا تہا اور عظیم الشان فتوحات حاصل ہونے لگی تہین اس لئے جو آتا تہا اسلام کا خیر خواہ ہی بنا ہوا آتا تہا اور یہی کہتا تہا کہ ہم ٹیئے تو کر ہرن کے سینگ ہی چیر ینگے - غرضکہ ایک دن وہ تہا کہ اسلام کی بیکسی اور بے چارگی پر در و دیوار روتے تہے اور آج وہ حالت ہے کہ جو آتا ہے جان قربان کرتا ہوا آتا ہے سچ ہے ؎ خدا مہربان ہے تو کل مہربان -

حضرت صدیق اکبر نے فاروق اعظم سے مشورہ کیا اور پوچھا کہ یہ لوگ فوج مین لئے جائین یا نہین - خدا کی قدرت سے یہ وہ رائے تہی جسکے واسطے سلطنت پیدا ہوئی تہی - جناب عمر نے فرمایا کہ ہم ان لوگون کو فوج مین نہین بہرتی کرینگے کیونکہ انمین اکثر وہ لوگ شامل ہین

جنگی رال ہماری کامیابیون پر ٹپک پڑی ہے ہم نہین چاہتے کہ خودغرض اور مطلب پرست لوگ ہمارے لشکر مین ہون - ان مین کثرت سے ایسے لوگ ہین جو ہماری کمزورحالت مین ہمین پیس ڈالنا چاہتے تھے اور اب جو خدا نے ہم پر رحم کیا ہے اس لیئے ہماری خوشامد کرتے ہین ایسے آدمیون سے خبردار رہنا چاہیئے جو صرف بنی کے یار ہون اور بگڑے وقت مین کہانیکو دوڑین - انہین اسلام کی کچہہ پرواہ نہین یہ ایک سر سبز اور زرخیز ملک شام کو ٹیڑی کی طرح چاٹ جانا چاہتے ہین یہ سوا سے فتنہ اور فساد کے اور کچہہ نہ کرینگے انہین کبھی بہول کے بہی فوج مین نہ بہرتی کرنا - ہمارے لشکر مین وہ لوگ کیا کم ہین جنکی مدد سے ہم نے کام شروع کیا ہے وہی اب بھی ہماری سربراہ کاری کرینگے - وہ بیچارے شروع سے پسینہ کی جگہہ اپنا خون بہا رہے ہین اور جان دینے مین دریغ نہین کرتے اونہین کو مال غنیمت سے بہرہ ور ہونا چاہیئے - یہ مسلمانون کی کمائی مفت خورون کے لیئے نہین ہے - حضرت صدیق اکبر نے جناب عمر فاروق کی رضامندی جب نہ دیکھی تو سائلون کی درخواستین نامنظور فرمائین - مکہ والون نے خصوصاً قریش نے ابو سفیان کو اپنا وکیل کرکے پہلے حکم کی تجویز ثانی کی عرضی خلیفہ برحق کے دربار مین پیش کی - حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالے عنہ نے سرعدالت یہ تقریر کی کہ بیشک ہم لوگون نے رسول اللہ صلعم اور اونکے اصحاب پاک کی مخالفت کی اور لڑے - ہم اپنے دل مین نادم اور خجل ہین کہ اوس زمانہ مین ہمنے برا کیا اور جہک ماری - اب اللہ تعالے نے ایمان کی روشنی ہمارے قلب مین ڈالدی ہے اور ہمین اپنی غلطیان بخوبی معلوم ہوگئی ہین ہم مسلمان ہو کے تمہارے بہائی بنگئے ہین اور ایک ہی خون تمہاری اور ہماری رگون مین گردش کرتا ہے جب تم ہمارے ہی گوشت و پوست ہو تو تمکو اکیلا دشمن کے ہاتہہ مین پہنسا دیکھکے ہمارا دل دکہتا ہے اسی لیئے ہم تمہارے پہلو بہ پہلو ہو کر تمہارے دشمن سے لڑنا چاہتے ہین پس تمہارے دل مین ہماری طرف سے حسد و عداوت نہین ہونا چاہیئے

ہم تعجب کرتے ہین کہ ہماری درخواست بلاعذر کیون نہین منظور کی گئی - یہ تقریر سنکر جناب صدیق اکبر کے دل مین ایک خیال پیدا ہوا اور جناب علی مرتضی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے پھر راے لی اور یہ ٹہیری کہ قوم قریش کو لشکر مین داخل ہونیکی اجازت دی جاے - پہر صدیق اکبر نے ایک نامہ جناب خالد کو لکہا جسمین فتح کی اونکو مبارکباد دی گئی تہی اور لکہا تہا کہ ابو سفیان کی ماتحتی مین ایک بڑا لشکر مدد کے لیے عنقریب روانہ کیا جائیگا - اوس خط پر آنحضرت صلعم کی مہر ثبت کرکے اپنے فرزند ارجمند حضرت عبد الرحمن کے ہاتہہ روانہ کیا -

جناب خالد رضی اللہ عنہ کا پھر دمشق کی طرف توجہ کرنا

اجنادین سے جو لوگ بہاگے اونہون نے دمشق مین شاہی لشکر کے مغلوب ہونے کی خبر پہونچائی دمشق والے یہ سنکر گہبرا گئے اونہین اب مدد کی امید نہ رہی اور سمجھے کہ یہ آخری مدد تہی جسکا مسلمانون نے بات کی بات مین قلع و قمع کردیا - چونکہ کئی ہزار فراری دمشق مین شامل ہوچکے تہے اسلیئے وہان کے لوگ مایوسانہ دلیری کے ساتہہ اپنے قلعہ کی مضبوطی اور مقابلہ کی تیاریان کرنے لگے دیوارون پر کلین اور پتہر اور ڈہیلے مسلمانون پر پہینکنے کے لیے جمع کیے گئے - یہ کام یہودیون کو سپرد ہوا تہا جو اس مین ہوشیار تہے - یہ تیاریان ہو ہی رہی تہین کہ دور سے مسلمانون کا لشکر آتا ہوا نظر پڑا - سب سے آگے حضرت عمرو بن العاص نو ہزار سپاہیون کی محافظ فوج کے ساتہہ تہے - اونکے بعد جناب ابو سفیان رضی اللہ عنہ دو ہزار قریشی سوارون کے ساتہہ تشریف لاے - پہر حضرت شرحبیل بن حسنہ آے اونکے ہمراہ بہی دو ہی ہزار کی جمعیت تہی - اونکے پیچہے دو ہزار آدمی عمیر بن ربیعہ کے ماتحت تہے - پہر اصل لشکر مع جناب ابو عبیدہ بن الجراح کے آن پہونچا - اونکے بعد حضرت خالد کا خوش قسمت لشکر تہا -

یہان پہونچکے خالد بن ولید نے لشکر کے سب سردارون کو طلب کرکے حکم دیا کہ تم

اپنے اپنے لشکر سمیت مختلف مقامات پر جم جاؤ۔ ضرار کے لیئے یہ تجویز ہوا کہ وہ دو ہزار سوارون کے ساتھ شہر کی فصیل کے گرد گشت لگایا کرین تاکہ شہر کے اندر باہر سے مدد نہ جاسکے نہ اندر والے ناگہان مسلمانون کی فوج پر حملہ کرسکین۔ ضرار سے یہ بھی کہدیا گیا کہ اندر سے یا باہر سے خدانخواستہ تم پر کوئی زد آپڑے تو فوراً ہمین خبر کرنا ہم تمہاری مدد کو آموجود ہونگے۔

اسوقت مسلمانون کو پہلے سے زیادہ عمدہ اور نفیس ہتیار بہم پہونچگئے تھے اسی لئے پہلی لڑائیون سے زیادہ مستعد و تیار رہتے تہے کیونکہ ایران اور شام کی لڑائیون کی غنیمت مین اچھے اچھے ہتیار اور بہت سا نقد و جنس اونکے ہاتھ آیا تھا اسپر بھی فریق ثانی کی طرح کے عیش و عشرت اور تزک و احتشام اور نفیس خوراک اور عمدہ کپڑون اور آرام طلبی سے اونکو کامل نفرت ہی رہی اگرچہ عیسائی افسرونکے نادر و کمیاب خیمے اونکے پاس آگئے تہے مگر افسرون نے تو کیا سپاہیون تک نے اون پر تہوکا بھی نہین۔ مسلمانون کا یہ حال تھا کہ دن بھر لڑائی مین محنت کرتے رہے اور اپنا خون اور پانی ایک کردیا۔ رات کو تھکے ماندے قیامگاہ پر آئے۔ روکھی سوکھی جو بجہڑ کی جو ملی پانی کے گھونٹون سے حلق سے نیچے اوتارلی اور اونٹ کے چمڑہ کے خیمون مین زمین پر پڑے تو دن کی محنت شاقہ کی تھکن سے وہ گھری نیند آئی گویا پھولون کی سیجون پر استراحت فرمارہے ہین غرضکہ عیش پسندی اور اچھا کھانے اور اچھا پینے اور اچھا پہننے سے باہم رشک و حسد پیدا ہوتا ہے اور رشک و حسد مورث اعلیٰ ہین نفاق کے اور نفاق جس قوم مین گھسا پٹ پڑا کردیا۔ ہمارے ناظرین غور سے دیکھہ لین کہ ایران و شام کے ملک ناز و نعم مین غرق ہوچکے تہے عیش اونکی طبیعتون مین گھر کر گیا تھا۔ بھوکے ننگے اونٹ چرانے والے آدمیون سے ایسے نوکدم بھاگے کہ پیچھے مڑکے بھی نہ دیکھا ہم اسکے قائل نہین کہ اوس زمانہ کے مسلمانون اور حضرت خالد بن ولید یا جناب عمر فاروق مین کوئی کرامت تھی بلکہ کرامت سے بڑھکے معجزے تک اونکا رتبہ

پہونچ گیا تہا وہ معجزہ اونکا یہ تہا کہ اون مقدس لوگون کے پاک دل رشک وحسد اور کینہ سے بالکل مبرا تہے۔ تعیش اور دنیا طلبی پاس نہین پہٹکنے پاتے تہے باہم برادرانہ محبت رکہتے تہے اتفاق پر پورا پورا قبضہ حاصل تہا اور اونکی محبت یا دشمنی جس سے ہوتی تہی خداکیواسطے ہوتی تہی نہ کسی ذاتی غرض اور نفسانی مطالب اور دنیوی فائدہ کے لیئے اسی سبب سے شجاعت اور بہادری ہمت اور دلیری اور مستقل مزاجی اونمین تہی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تو دنیا کو لات مارتے تہے مگر دولت دنیا اون پر قربان ہی ہوتی تہی۔ اونہین کی کمائی آج تک ہم روسیاہ کہائے چلے جاتے ہین۔

ہان اگر کوئی اس چودہوین صدی والا یہ فرمائے کہ یہ سب باتین جو تم بتاتے ہو اونمین تہین تو مگر سب سے بڑی بات یہ تہی کہ خدا اونکی مدد پر تہا۔ اسکو ہم بہی خوشی سے مان لینگے مگر یہ عرض کرینگے کہ حضور۔ خدا اوسی کی مدد کیا کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتا ہے۔

القصہ پہلے حملہ مین مسلمان تہہر رسا کے پیچہے ہٹادئے گئے اور قلعہ والون کو اتنی ہمت ہوئی کہ اونہون نے باہر نکلکے ہی حملہ کیا مگر بڑی خونریزی کے ساتہہ پسپا کردے گئے اور مسلمانون نے بڑے استحکام سے دشمن کے قلعہ کا محاصرہ کرلیا کہ کسیکو دمشق کے پہاٹک کے باہر قدم رکہنے کی جرائت نہین تہی۔ اکثر لوگون نے دمشق مین اس امید پر صلح نہ کی کہ آگے چلکے اور نرم شرطین مسلمانون سے قبول کرالینگے۔ اوسوقت ایک یونانی ہرقل کا داماد طاس نامی دمشق مین مقیم تہا گو وہ کسی عہدہ پر سرفرازنہ تہا لیکن اپنی شجاعت اور قابلیت کے باعث چاردانگ عالم مین مشہور تہا۔ اوسنے سب دمشقیون کو جمع کیا اور بڑی فصاحت وبلاغت سے گفتگو کی جسکا ماحصل یہ تہا کہ یہ مسلمان ننگے۔ بہوکے۔ جنگلی۔ اور قواعد سے نابلد محض ہین صرف چند روز تک انکا ایسا جوش وخروش رہیگا اور میری رائے مین تو نرا خوف ہی خوف اونکا دور دور تک پہیلگیا ہے گو اوسنے خوب ہی زور لگایا اور بہت کچہہ کہا سنا مگر لوگ نہ مانے آخر جب اوس سے کچہہ نہ بنی

تو کہنے لگا کہ اچھا مجھے آگے کرلو اور میرے ساتھہ لڑنے چلو - اسپر لوگ کچھہ راضی ہوے اور طامس کو سردار بنا کے لڑنے نکلے - حضرت خالد بن ولید رات ہی کی ہوا سے کچھہ سمجھہ گئے تھے کہ ضرور دال مین کالا ہے اس لئے رات کو اپنے آدمیون سے کہدیا تھا کہ آج سونے کا موقع نہین ہے مجھے مایوسانہ حملہ کی بو آتی ہے - ہوشیار رہنا - بھائیو دنیا آرام و آسایش کی جگہہ نہین ہے - مسلمان تو قبر ہی مین پانوٴن پہیلا کر سویا کرتے ہین - ادہر عیسائی زار و قطار آنسو بہاتے جاتے تھے اور جنگ کی تیاریان کرتے جاتے تھے - قصہ مختصر دونون طرف وہ رات آنکھون مین کٹی یہانتک کہ صبح ہوگئی - علی الصباح پادری انجیل اور صلیب ہاتہہ مین لئے ہوے اوس دروازہ پر آکھڑے ہوے جس سے اندر کی فوج باہر لڑنے کے لیے نکلنے والی تہی - دمشق کی فوج ایک جنازہ رواں معلوم ہوتی تہی جو گذرتا تہا انجیل پر ہاتہہ رکہتا جاتا تہا یہانتک کہ جسوقت طامس اوس دروازہ پر پہونچا ہے تو اوسنے انجیل پر ہاتہہ رکہکے صلیب کو بوسہ دیا اور آسمان کی طرف دیکہکے باچشم نم پکارا کہ اے اللہ - اے اللہ - اگر ہمارا مذہب عیسائی سچا ہے تو ہماری مدد کر اور ہمین دشمنون کے قبضہ مین نہ رکہہ - مسلمان بہی رات بہر کے جاگے دمشق کے دروازون پر آنکھین لگائے کھڑے تھے کہ دیکہین پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے - یکایک پہاٹک کہلا اور عیسائی فوج باہر نکلی مسلمان جو ہر وقت آنکھین پہاڑ پہاڑ کے فریق ثانی کی نقل و حرکت کے نگران رہتے تھے اونپر حملہ آور ہوے مگر فصیلون سے جو اونپر کلون کے ذریعہ سے پتھرون کے مینہ برسائے گئے اس لئے وہ پیچھے ہٹ آئے - طامس کا لشکر آگے بڑہا - العظمتہ للہ - سخت خونریز اور بڑی خوفناک لڑائی ہوئی کہ جس سے پتھر کے جگر پانی ہوتے تھے - طامس خود ایک نامی تیر انداز تہا اوسنے چن چن کے اچھے اچھے مسلمانون کو شہید کیا اونہین مین حضرت ابان بن زید رضی اللہ عنہ بہی تھے - جناب ابان کو زہر مین بجھے ہوے تیر لگے تھے ہرچند زخمون کو باندہا مگر خون کی دہارین نہ بند ہوئین جب وہ

گرنے لگے تو لوگ اونکو خیمہ مین لے آئے - اونکی شادی حال ہی مین قوم حمیار کی ایک عورت
سے ہوئی تھی اوس قوم کی عورتین بہی بڑی تیر انداز ہوتی تہین - بیوی نے جب شوہر کی یہ روی
حالت سنی تو دوڑی مگر اونکے پہونچنے تک حضرت ابان کا انتقال ہوچکا تہا - جب بیوی نے
شوہر کی لاش دیکہی تو نہ روئین نہ افسوس کیا صرف یہ کہا کہ پیارے تم تو اچہی جگہہ خدا کے پاس
پہونچ گئے بڑے آرام سے رہو گے مگر مین تمہارے خون کا بدلہ ضرور لونگی اور عنقریب تم سے
بہشت مین آملونگی - مین نے اسی وقت سے اپنے آپکو خدا کے لئے وقف کردیا - یہ کہا اور اوسی وقت
اپنے شوہر کا تیر وکمان لیکر طامس کی تلاش مین لڑنے پہونچین - جہان طامس لڑ رہا تہا وہان
حضرت ابان کی بیوی نے ایک تیر چلایا جو علمبردار کے ہاتہہ مین لگا جس سے عیسائی فوج کا جہنڈا
زمین پر گر پڑا - مسلمانون نے لپک کر اوٹہا لیا - طامس خود لپکنے والون کے پیچہے لگا اور اپنے آدمیون
سے خفا ہوکے بولا کہ نشان چہین لو خبردار جانے نہ پائے - یہان جہنڈا ہاتہون ہاتہہ حضرت
شرجیل بن حسنہ کے پاس پہونچگیا تہا - طامس نے اون پر وار کیا - اونہون نے نشان کو اپنے
لشکر مین پہینکدیا اور خود طامس سے بہڑ گئے - اوسی وقت زوجۂ ابان نے پہر ایک تیر تاک کے
جو مارا تو ٹہیک طامس کی آنکہہ پر بیٹہا - وہ چکر کہا کے گرا چاہتا تہا کہ اوسکے آدمی جو نشان چہوڑانے کیلئے
لیئے دوڑے تہے - نشان کو چہوڑکر اوسکی طرف متوجہ ہوئے - طامس دمشق کے اندر پہونچا
دیا گیا اور آنکہہ کے زخم کی مرہم پٹی کی گئی - اوسکے بعد اوسنے چاہا کہ مین پہر جاکے جنگ مین
شریک ہون لیکن کسی نے آنے ندیا - مجبوراً اوسنے اپنی قیامگاہ شہر کے پہاٹک پر مقرر کی
جہان سے وہ جنگ کے تمام حالات دیکہہ سکتا تہا اور جو چاہے حکم دے سکتا تہا - لڑائی بند
نہ ہوئی برابر جاری رہی اور یہودیون نے کلون سے خوب ہی پتہرون اور ڈہیلون کی بارش کی
جسکے باعث مسلمان فصیل دمشق کے پاس نہین آنے پاتے تہے دور ہی دور رہتے تہے - رات کی

اندہیری نے طرفین کو مجبور کردیا۔ لڑائی بند ہوگئی اور تہکے ماندے مسلمان زمین پر گر کے سو گئے۔

طامس نے جو دیکہا کہ دمشق والون مین گونہ ہمت آگئی ہے اسلئے حکم دیا کہ شہر کے ہر دروازے سے زوردار حملے کئے جائین پس صبح ہوتے ہی تمام پہاٹک کہولدئے گئے اور سب طرف سے اکبارگی حملہ کردیا۔ مخالفین نے ایسی آہستگی سے تیاریان کی تہین کہ مسلمانون کو مطلق خبر نہ ہوئی۔ خیر یہ گذری کہ اونکے باجون کی آواز نے سوتے ہوے مسلمانون کو جگا دیا ورنہ یہ پڑے سویا ہی کرتے اور وہ سبکو مار کوٹ کے چلدیتے مگر باجے سنکر جاگے تو جہٹ ہتیارون پر ہاتہہ تہے۔ مخالفین نے ناگہان تو آہی لیا تہا خونریزی ہونے لگی۔ خالد یہ حال زار دیکہکے درگاہ باری مین روے اور چلا کے کہا کہ اے اللہ۔ اپنے مسلمان بندون پر رحم کر۔ پہر چار ہزار سوارون کو اپنے ساتہہ لیکر اودہر جہپٹے جدہر مدد کی ضرورت تہی۔ جس دروازہ سے طامس نے حملہ کیا تہا اودہر خطرناک جنگ ہورہی تہی۔ یہان شرجبیل ایسے لڑے کہ جسکا بیان نہین ہوسکتا اونہین کے ساتہہ ساتہہ حضرت ابان کی بیوہ نہین۔ اونکے سب تیر ہو چکے تہے صرف ایک تیر باقی رہگیا تہا۔ یہ دیکہکے ایک یونانی سپاہی نے اونکو گرفتار کرنیکا ارادہ کیا مگر اوسی ایک تیر سے اہلخانہ ابان نے اوس سپاہی کو جہنم رسید کیا آخر نہتی رہکر گرفتار ہوگئین۔ اوسی وقت شرجبیل اور طامس مین دوبدو ہورہی تہی کہ جناب شرجبیل کی تلوار طامس کی سپر پہ پڑکر کہن سے ٹوٹ گئی اور الگ جارہی اور جناب شرجبیل بہی پکڑے گئے جب حضرت خالد اور عبدالرحمن نے دیکہا تو اپنے سوارون سمیت بجلی کی طرح کوندکے ادہر گر پڑے اور زوجہ ابان اور شرجبیل کو دشمنون سے چہین لیا اور وہ مارماری کہ طامس کو پسپا کرکے شہر مین گہسیڑ دیا۔ اس دن کی لڑائی مین دشمنون کا وہ لشکر زیادہ تباہ اور برباد ہوا جو دروازہ جابیہ سے باہر لڑنے کو آیا تہا۔ ادہر جناب ابوعبیدہ بن الجراح کام کر رہے تہے۔ اونکا مزاج نہایت متین اور متحمل تہا اس لئے اونہون نے نہایت احتیاط

اور اطمینان سے اپنے لوگون کو لڑایا - مگر غنیم نے جسوقت حملہ کیا تہا وہ بہی خواب ناز مین زمین پر بیخبر تہے - اوسی گڑبڑ مین چونک کے اونہون نے بہت بے پروائی کے ساتہہ صبح کی نماز پڑہی اور ایک منتخب اور مختصر سی جماعت مسلمانون کی روانہ کی تاکہ وہ دشمنون کو آگے بڑہنے سے روکے رہے - اتنا کام کر لینے کے بعد خود لڑائی مین مصروف ہوے اور ہولے سے بے معلوم ایک رسالہ اس لئے بہیجدیا کہ وہ شہر کے پہاٹک اور دشمنون کے لشکر کے درمیان پڑ جاے جب یونانیون نے مسلمانون کو اپنے آگے بہی دیکہا اور پیچہے بہی تو نہایت گہبراے اور مایوسانہ لڑائی لڑے مگر جناب ابو عبیدہ کی کارروائی نے ایک کو بہی شہر مین نہ گہسنے دیا جتنے دروازہ جابیہ سے باہر نکلے تہے اوتنے وہین کے وہین رہگئے اور مسلمانون کو بڑی کامیابی حاصل ہوئی - آج رات کو بہی ویسی ہی جنگ ہوا کی جیسی کہ دن کو ہوتی رہی تہی - عیسائیون کو ہر جگہہ زک ملی اس لئے وہ بہاگ کے شہر مین جا گہسے اور ہزارون مُردے میدان مین پڑے چہوڑ گئے - اونکے بہاگتے وقت بہی مسلمانون نے شہر کے دروازون تک اونکا تعاقب کیا مگر یہودیون کے پتہرون اور ڈہیلون نے اونکو فصیل کے نیچے سے بہگا دیا -

مسلمان متواتر دو مہینے بارہ دن دمشق کو گہیرے پڑے رہے - آخر باشندگان دمشق مین لڑنے کا دم نرہا مجبور ولاچار ہو کے صلح کا پیام بہیجا - طامس نے ہر چند سمجہایا کہ مین نے ہرقل کو مدد کے لئے لکہا ہے وہان سے فوج آتی ہوگی مگر دمشقیون نے اوسکے کہنے کو نہ مانا - وہ ایسے خوف زدہ ہو کے ہمت ہار گئے تہے کہ خالد کے پاس اپنے آدمی پیام صلح لیکر بہیج ہی دئے اودہر سے یہ جواب ملا کہ ہم صلح تو درکنار جنگ مین مہلت بہی نہین دینا چاہتے کیونکہ طامس تمہارے پاس ہے وہ ہمیشہ تمکو بہکاتا رہیگا اور تم دم لے لیکے اور تازہ ہو ہو کے ہمسے لڑتے رہو گے ایسا ہماری بہی جانین ہلکان ہونگی تمہارا کیا جائیگا اس لئے ہمنے واثق عزم کر لیا ہے کہ تمہین تلوار کی

زور سے سید ہا کرلین تاکہ غنیمت مین کچھہ مال بھی ہمارے پلے پڑے۔ شہر والون نے سوچا کہ
خالد تو بڑے تیز مزاج ہین ان سے ہرگز کام نہ نکلیگا لہذا یہ استدعا ابو عبیدہ بن الجراح سے
کی جاے جو بردبار اور حلیم الطبع ہین۔ پہلے تو ایلچی بھیجکے اونکا عندیہ دریافت کیا پھر رات کو کچھہ
پادری اور سو آدمی پوشیدہ باب جابیہ سے اونکے پاس پہونچے۔ وہان جاکر جو دیکھتے ہین تو
مسلمانون کے ایک اعلےٰ افسر یعنی ابو عبیدہ کو پھٹے پرانے پیوند لگے ہوے کپڑے پہنے اور
چمڑہ کے خیمہ مین زمین پر بیٹھے پایا۔ اونہون نے جناب خالد کی طرح اونہین دور ہی سے پھٹکار نہین
بتائی بلکہ اونکے بیان کو ٹھنڈے دل سے خوب کان لگاکے سنا اور ہولے سے یہ جواب دیا کہ
بھائیو۔ نہ ہمین مال غنیمت کی پرواہ ہے نہ جزیہ سے کچھہ مطلب رکھتے ہین۔ ہم تو از راہ ہمدردی
تمکو یہ سمجھاتے ہین کہ تم سب اپنے دین باطل کو چھوڑکے مسلمان ہو جاؤ پھر ہمارے جگر کے ٹکڑے
اور آنکھون کے تارے ہو۔ گرم لوہے کو ٹھنڈا کاٹا کرتا ہے۔ ہولے سے جو سنا۔ لوگون کی
سمجھہ مین آگئی اور اوسی وقت معاہدہ بدین مضمون لکہا گیا کہ شہر کا قبضہ مسلمانون کو دیدیا جائیگا اور
مخالفت اون سے نرہیگی۔ جو باشندے شہر کو چھوڑنا چاہین وہ بسہولت اپنا مال واسباب
لیکر بے کھٹکے شہر سے جہان چاہین جاسکتے ہین کوئی مسلمان اون سے آنکھہ بھی نہ ملائیگا۔ اور
سات گرجے اونکے چھوڑ دئیے جائینگے یہ باتین طے تو ہوگئین مگر حضرت ابو عبیدہ نے دستخط
اوس دستاویز پر اس لئے نہین کئے کہ وہ سپہ سالار نہ تھے جناب خالد کے ماتحت تھے ہان
اون لوگون سے کہدیا کہ کل یہ معاہدہ مکمل ہو جائیگا تم مطمئن رہو۔ جب یہ شرطین طرفین سے منظور
ہوگئین تو دمشق والون نے باب جابیہ کھولدیا اور جناب ابو عبیدہ بن الجراح سو آدمی اپنے ساتھہ
لیکر شہر کا قبضہ لینے چلے۔

ادہر تو یہ ہو رہا تھا اب مشرقی دروازہ کا تماشا ملاحظہ فرمائیے کہ عمرو کے بھائی کے مارے جانیکا غم

خالد بن ولید کو بہت ستا رہا تھا۔ اسی حالت مین ایک پادری یسوع نام شہر سے باہر آیا اور خالد سے عرض کی کہ اگر آپ میری اور میرے خاندان کی جان بخشی کرین اور ہم سب کی حفاظت کے ذمہ دار ہون تو مین آپ کو ایسا راستہ بتا دونگا جس سے آپ مع اپنے لشکر کے با آسانی شہر مین داخل ہو سکتے ہین۔ حضرت خالد نے اوس سے حفاظت جان و مال کا وعدہ کر لیا۔ یسوع مسلمانون کو اپنے گھر مین لے گھسا جنہون نے دربانون کو مار کے مشرقی دروازہ کھولدیا اور "اللہ اکبر" کی صدا بلند کی جسکے سنتے ہی خالد لشکر لیکر اندر گھس پڑے اور قتل عام کا حکم دیدیا۔ اب کیا تھا جدہر دیکھو غچاغچ اور شپا شپ کی آواز کے سوا اور کچھ اگر سنائی بھی دیتا تھا تو "رحم کرو رحم کرو" کی صدا تھی جسکے جواب مین خالد یہ کہدیتے تھے کہ اب کافرون پر رحم نہین کیا جا سکتا۔ اوسوقت دمشق کے ہر گلی کوچہ سے خون کے دریا جاری تھے۔ آخر اسی حالت سے خالد اور اونکا لشکر جب مریم کے گرجے تک پہونچا ہے تو سامنے سے کیا دیکھتے ہین کہ ابو عبیدہ اپنے آدمیون کے ساتھ آرہے ہین مگر تلوارین سبکی نیام مین ہین اور عورتین اور بچے دعائین دیتے ہوئے اونہین گھیرے ہوئے ہین۔ حضرت ابو عبیدہ نے جو اپنے سامنے سے خالد کو شمشیر برہنہ ہاتھ مین لئے ہوئے آتے دیکھا تو ماتھا ٹھنکا اور بولے غضب ہو گیا مگر ہوش سنبھالکے جلدی آگے بڑھے اور اونکو ٹھنڈا کرنے کے لئے مسکرا کے فرمایا کہ یا امیر۔ مبارک ہو آج تو آپ نے بغیر خون ریزی کے صلح سے دمشق پر قبضہ کر لیا۔ حضرت خالد نے خفا ہو کے جواب دیا کہ نہین ہمنے تلوار کے زور سے اس شہر کو لیا ہے۔ ان کافرون کو ہرگز پناہ نہ دیجائیگی۔ ابو عبیدہ نے خالد کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ آگے نہ بڑھیے کیونکہ مین انہین امان دیچکا ہون۔ دیکھو یہ عہدنامہ موجود ہے۔ خالد نے کہا۔ تم نے بغیر میرے حکم کے عہدنامہ کیسے لکھا تمہین یہ منصب حاصل نہ تھا لیکن ابو عبیدہ نے خالد کو راضی کر لیا اور وہ بات رفت و گذشت ہو گئی۔

روایت ہے کہ جب جناب ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن الولید
سے یہ کہا کہ مین نے عہدنامہ لکھدیا ہے اور یہ جو کچھہ کیا گیا ہی بنظر حصول منفعت کیا گیا ہی اور میرے
لشکر کے جتنے مسلمان ہین سب یہی چاہتے تہے اب قتل عام ہرگز جاری نہین رہ سکتا تو خالد بگڑ گئے
اور فرمایا کہ تمہین یہ منصب کب حاصل ہی جو میری مرضی کے خلاف عہدنامہ کرلیا۔ کیا تم میری ماتحت اور مین
تمہارا بالادست افسر نہ تہا۔ خدا کی قسم اس کے ثابت کرنیکے لئے مین دمشق کے ایک باشندہ
کو بہی زندہ نہ رہنے دونگا۔ اوسوقت بہت سے دیگر مسلمان افسر بہی ابو عبیدہ بن الجرح کی
طرفداری کرنے لگے اور جناب خالد رضی اللہ عنہ کے پیچہے پڑے کہ آپکو عہدنامہ منظور کرنا پڑیگا۔ اسی
ردوبدل مین حضرت خالد کی فوج کو بے صبری ہوئی اور اونہون نے پہر قتل عام شروع کردیا۔
جناب ابو عبیدہ گہبراے اور فرمایا قسم ہے اللہ کی۔ میری کچھہ وقعت نہین کیونکہ میرا عہد جوتے
کے تلے روندا جاتا ہے اور فوراً اپنے گہوڑے کو اڑ لگا کے قاتلون کے پاس پہونچے اور اونکو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دیکے فرمایا کہ جب تک مین اور خالد بنٹ نہ لین اوسوقت
تک قتل موقوف رکہو۔ رسول اللہ صلعم کے نام پاک نے لوگون کو کپکپا دیا اور کشت وخون ملتوی
رہا۔ پہر ابو عبیدہ اور خالد ملکے مریم کے گرجے مین چلے گئے۔ وہان دونون صاحبون مین بحث
ہوئی۔ خالد کسی طرح مانتے ہی نہ تہے حضرت ابو عبیدہ نے فرمایا کہ آپکا اصرار بالکل خلاف
مصلحت ہے ابہی ہمکو اس نواح کے بہت سے شہر فتح کرنا ہین جب یہ بات مشہور ہوجائیگی کہ
ہمارے ہان ماتحت افسرون کی بات بے وقعت ہوتی ہے تو چارون طرف ہماری بے اعتباری
پہیلجائیگی اور لوگ یہی نظیر ہروقت پیش کردیا کرینگے کہ جب دمشق مین یہ حال ہوچکا ہے تو
مسلمانون کے عہد کا کچھہ اعتبار نہین اس لئے کوئی ہمارے معاہدہ کا بہروسا نہ کریگا جب
تک لوگون کے دم مین دم رہیگا اوسوقت تک ہم سے لڑا ہی کرینگے اور لڑائی کبہی ہمارا پیچہا

یہ چھوڑیگی اور حق بجانب ہمارے مخالفین کے ہوگا کیونکہ جب ہماری بات کا اعتبار نہین تو لوگ
ہماری سرداری کیون قبول کرنے لگے تھے۔ خالد عہدنامہ کی ہر شرط سے ناراض تھے اور اونکا
دل ابو عبیدہ کی راے کی طرف متوجہ ہی نہین ہوتا تھا لہذا ابو عبیدہ نے زور دیکر یہ کہا کہ آپ اب
کسی طرح مانتے ہی نہین تو ہم یہ مقدمہ خلیفہ کے سامنے پیش کرینگے اور جیسا حکم وہان سے آئیگا
وہ قطعی سمجھا جائیگا بغیر فیصلہ خلافت کے آپ ان لوگون کو قتل نہین کر سکتے آخر خالد بھی خاموش ہورہے
باشندگان دمشق مین سے اکثر نے دمشق ہی مین رہنا چاہا مگر بعضون کی یہ راے ہوئی
کہ ہم طامس کے ساتھہ انطاکیہ چلے جائین۔ طامس نے درخواست کی کہ مجھے اور میرے
ساتھیون کو پروانہ راہداری ملے تاکہ اثناے راہ مین کوئی مسلمان ہم سے آنکھہ نہ ملا سکے۔
جناب خالد نے بڑی مشکل سے اونھین تین دنکی مہلت دی کہ ہم تین دنکے اندر تم پر حملہ آور نہ ہونگے
اس عرصہ مین ہماری عملداری سے باہر نکلجاؤ مگر شرط یہ ہے کہ سواے کھانےکے اور کچھہ اپنے
ساتھہ نہ لیجانے پاؤگے۔ اس پر جناب ابو عبیدہ بول اوٹھے کہ نہین یہ لوگ اپنا مال واسباب
بھی اپنے ساتھہ لیجائینگے کیونکہ مین اسکا وعدہ ان سے کرچکا ہون۔ اسکے بعد اونھین حکم ہوا کہ
نہتے جاؤ ہتیار لیکر نہ جاسکوگے۔ ابو عبیدہ نے پھر خالد کو روکا اور اونھین اس بات پر راضی
ہونا پڑا کہ جتنے ہتیار حفاظت خود اختیاری اور ڈاکوؤن سے بچنے کے لئے درکار ہون اوتنے
لے جاسکتے ہو۔ جسکے پاس تیر کمان ہو اوسے بہالا لیجانے کی ضرورت نہین۔
طامس اور ہربیس اس جانیوالے قافلہ کے سردار بنے اور دونون نے اپنے اپنے
خیمے شہر سے باہر چراگاہ مین کھڑے کرادئے۔ وہین سب اونکے ساتھہ والے جا جا کے
جمع ہونے لگے۔ اونکے مال مین ہرقل کی ایک عبا جواہرات سے مغرق بڑی بیش بہا تھی۔
آخرش سبھون نے مل ملا کے بصد حسرت و یاس وہان سے راہ غربت اختیار کی۔ وہ سب

بڑے عالی خاندان اور ناز و نعم کے پلے ہوے - نہایت مغرور و بہادر تھے اور محلون مین رہتے رہتے اونکے دماغ عرش پر پہونچ گئے تھے اونہین مین طامس کی بیوی جو ہرقل کی بیٹی تھی شامل تھی - اوسوقت بڈھے آدمیون اور روتی ہوئی عورتون اور سہمے ہوے بچون کو اس مایوسی کی حالت مین اپنے اپنے گھرون سے نکلتے ہوے دیکھنا بہت افسوسناک منظر تھا وہ وہ نازون کے پلے اسوقت جنگلون اور میدانون کی طرف جارہے تھے جنہون نے کبھی فرش سے آگے بڑہکے زمین پر پیر ہی نہین رکھا تھا - اکثر لوگ مڑ مڑ کے شہر کے منارون اور برجون اور محلون اور باغون کو دیکھتے جاتے اور زار و قطار روتے تھے اور جسوقت یہ خیال اونکے دلون مین آتا تھا کہ ایک وقت وہ تھا کہ ہم ان عالی شان مکانات مین عیش سے بسر کرتے تھے یا ایک وقت یہ ہے کہ ان کے مالک دوسرے ہین تو اونکی چھاتیان پھٹتی تہین اور کوہ غم پسے ڈالتا تھا اور سینے کوٹتے تھے - یہ سب کچھ تھا مگر اون مغرور سرکشون نے تعصب مذہبی اور مسلمانون سے رشک و حسد ہونے کے باعث وطن سی پیاری چیز چھوڑنا اختیار کی اور دمشق مین رہنا قبول نہ کیا ورنہ حضرت ابو عبیدہ اونکے ایسے آڑے آ گئے تھے کہ کوئی دمشق مین اون سے آنکھ نہین ملا سکتا تھا - دمشق کی لڑائی کو مورخون نے بڑی سخت اور خطرناک بتایا ہے کہتے ہین کہ اس سخت دنیا مین آج تک کوئی معرکہ نہین ہوا جسمین ابتداء سے کامل کامیابی تک مسلمانون کا ایک سال سے زیادہ گھل گیا -

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو اتنا مال باہر نکلجانے کا کمال رنج تھا مگر خالد اسکی کچھ پرواہ نہ کرتے تھے - اونکی ہمتین بڑہی ہوئی اور حوصلے عالی تھے چنانچہ اونہون نے ضرار سے فرمایا کہ کچھ غم نہین ہم ایک ایک تنکا ان سے واپس لے لینگے یہ مال ہمارا ہے جاتا کہان ہے - اوسیوقت اپنے آدمیون سے فرمایا کہ اچھا کمرین کھولو آرام کر کے تازہ دم ہو جاؤ اور مستعد رہو کہ تین دن کے

بعد ان کا تعاقب کیا جائیگا۔

اب شہر کے غلہ کی بابت ابوعبیدہ اور خالد مین اختلاف ہوا۔ حضرت ابوعبیدہ فرماتے تہے کہ یہ شہر والون کا ہے اور جناب خالد کی راے تہی کہ نہین یہ ہمارا ہے اسکے فیصلہ مین بہی ایک دن صرف ہوگیا اسی مین خالد کا ارادہ طامس وغیرہ کے تعاقب کرنیکا جاتا رہا تہا کہ یونس اونکے پاس آیا اور عرض کی۔ مین ایسے مختصر راستہ سے پہاڑون مین ہوکر تمہین لیچلونگا کہ یقیناً تم جلا وطنون کو پالوگے۔ اوسکا وعدہ قبول کیا گیا۔ جلا وطنون کی روانگی کے بعد چوتہے دن خالد رضی اللہ عنہ نے چار ہزار سوار جرار اپنے ساتہہ لیے اور یونس کے مشورہ سے سبہون نے یونانی لباس پہنا اور تعاقب کو روانہ ہوے۔ کچہہ دور تک تو جلا وطنون کے گہوڑون وغیرہ کے پیرون کے نشانون کے سراغ پر چلے گئے یہانتک کہ کوہ لبنان کے قریب پہونچکے وہ نشان گم ہوگئے۔ مسلمانون کو تشویش ہوی مگر یونس بولا گہبراؤ نہین معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ یہان سے راہ ہولئے ہین اب وہ تمہارے ہاتہون سے بچکے نہین جاسکتے پس مسلمان برابر چلے گئے اور کہین نہ ٹہیرے۔ البتہ جہان نماز کا وقت ہوتا تہا وہان صرف نماز پڑہنے کے لئے توقف کرتے تہے۔ جب پہاڑون کی چوٹی پر پہونچے ہین تو ناہموار چٹانون سے تکلیف ہونے لگی۔ گہوڑون کے نعلون سے آگ کے شعلے پیدا ہوتے تہے اس لئے نعل بہی نکالدئے گئے۔ بہت سے گہوڑے پتہرون کی ٹہوکرون سے لنگڑے ہوگئے اس لئے سوار اوتر پڑے اور پیدل چلنے لگے۔ کپڑے جہاڑیون مین اولجہ اولجہ کے پہٹگئے۔ ایسی مصیبت اون پر کبہی نہ پڑی تہی۔ لوگ شکایت کرنے لگے اور کہا کہ اب ہمین قیام کرنے دو تاکہ گہوڑون مین بہی جان آجاے اور ہم بہی دم لیلین خالد نے یونس کو بلایا اور اوسپر بہت خفا ہوے کہ تونے ہمین کس مصیبت مین مبتلا کردیا۔ یونس بولا کہ میرے ساتہہ ذرا آگے چلکے تو دیکہو۔ خالد نے

وہان جا کے جو ملاحظہ کیا تو تازہ بتازہ نشان سموں کے پائے گئے جس سے معلوم ہو گیا کہ
اب جلاوطنون کا قافلہ ہم سے قریب ہے۔ خالد خوش ہو کے واپس آئے اور اپنے آدمیون
سے کہا کہ اچھا قدرے قلیل آرام کر لو۔ چند ہی گھنٹون کی آسائش کے بعد پہر روانہ ہوئے۔
جبلہ اور لوڈ و یشیا کے سامنے چلے جاتے تھے کہ اونہین مقامات کا رہنے والا ایک دیہاتی ملا
اوس سے معلوم ہوا کہ ہرقل نے جب سنا کہ دمشق کے جلاوطن انطاکیہ آتے ہین تو اونہین راستہ
ہی مین روکدیا ہے تاکہ وہ انطاکیہ پہونچکے وہان والون کو بہی مسلمانون کے کارنامے سنا سنا
کے کم ہمت نہ بنائین اور اوپر ہی اوپر قسطنطنیہ بہیجدیا ہے۔ بس خالد کے ساتھ والون کو اور بہی
زیادہ امیداون سے دوچار ہونے کی ہوگئی۔ لیکن خالد کو یہ خبر بہی لگی کہ ایک اور لشکر مسلمانون کے
مقابلہ کے لئے تیار ہو رہا ہے اور ہمارے اور اونکے درمیان مین صرف ایک پہاڑ حائل ہے
اونہین خوف ہوا کہ کہین ہمارے پیچہے وہ لشکر دمشق پر حملہ نہ کردے یا ہمین ہم پر نہ آپڑے۔ علاوہ
برین اونہون نے ایک پریشان خواب بہی دیکہا تہا جسکی تعبیر حضرت عبدالرحمن نے نہایت
خوب دی تہی لہذا تعاقب جاری رہا۔ اسی اثنا مین رات کو ایک بڑا بہاری طوفان بہی آیا خوب
ہی پانی برسا کہ آدمی اور جانور سب پریشان ہو گئے۔ اسپر بہی ہمارے بہادر رُکے نہین آگے
بڑہتے چلے گئے۔ دمشق چہوڑ آنیوالے یہان سے بہت قریب تہے لہذا یہ ارادہ کیا گیا کہ
اونکو غارت کر کے آج ہی واپس ہو آنا چاہئے۔ رات کے رخصت ہوتے ہی صبح کو ابر دور ہو گیا
اور آفتاب عالمتاب نے اپنے معمولی جاہ وجلال سے آسمان کا دورہ شروع کیا اور چارون
طرف روشنی ہو گئی۔ حضرت سیف اللہ القہار جناب خالد نامدار معہ اپنے ہمراہیون کے آگے بڑہے
ایک سبزہ زار پہلا پہولا مختلف پہولون کی خوشبو سے معطر نظر آیا۔ اوسی مین ایک چشمہ کے کنارہ
جلاوطنان دمشق کا قافلہ پڑا ہوا تہا۔ رات کے طوفان کی تکلیف سے پریشان ہو کر بعض

گہاس پر پڑے ہوے سو رہے تھے اور بعضے کہا پی رہے تہے۔ تمام گہاس پر بہیگے ہوے
رنگین کپڑے پہیلے ہوے تہے۔ مسلمان بھی کوہستانی راہ کی تکالیف سے مضمحل ہو گئے تھے
اس خوشنما منظر نے اونکے کمہلاے ہوے دلون کو بہی بشاش کر دیا۔ حضرت خالد کی متجسس
آنکہین قافلہ ہی کی تلاش مین تہین اور وہ نومسلم رہنما یعنی یونس اپنی معشوقہ کی جستجو مین محو تہا او
اون عورتون کی طرف تاک لگاے تہا جو ایک خیمہ کے باہر گہاس پر لیٹی تہین۔ خالد رضی اللہ عنہ
نے تو اپنا کام کیا یعنی قافلہ کو دیکہکے اپنے لشکر کے چار حصے کر ڈالے۔ ایک پر ضرار کو دوسرے
پر رفیع ابن عمیرہ کو۔ تیسرے پر عبد الرحمن بن ابی بکر کو سردار کیا۔ اور چوتہا اپنی حکومت مین رکہا اور
حکم کیا کہ پہلے ایک حصہ قافلہ پر جا گرے پہر دوسرا حصہ حملہ کرے اور اسی طرح یکے بعد دیگرے سب ٹکڑی
چلتی جاے۔ تاکہ دشمن کو ہماری تعداد سے اطلاع نہونے پاے۔ اسکے بعد سب نے صبح کی
نماز پڑہی اور قافلہ کی طرف چلنا شروع کیا۔ اسوقت قافلہ والے بہی ہوشیار ہو گئے تہے۔ اونہون
نے جو کچہہ لوگون کو یونانی لباس مین اپنی طرف آتے دیکہا تو سمجہے کہ یہ کوئی اور قافلہ عیسائیون کا
ہمارے پاس آرہا ہے۔ مگر جب حقیقت معلوم ہوئی تو طاس نے فوراً پانچہزار آدمی مسلح اور
تجربہ کار جمع کئے اور مارنے مرنے پر آمادہ ہو گیا۔ جنگ شدید ہوئی اور طاس اور خالد سے گتّہ
بگتہ دو بدو ہوئی۔ طاس ایک ضرب کہا کے گرا۔ عبد الرحمن نے لپک کے اوسکا سر تن سے
جدا کر لیا اور نیزہ کی صلیب پر چڑہا کے عیسائیون سے کہا کہ دیکہو یہ تمہارے سردار اور عیسائیون
کے بادشاہ کے داماد کا سر ہے۔ حضرت رفیع بن عمیرہ عورتون کے گرفتار کرنیکو چلے مگر عورتون
مین بہی اوسوقت دلیری آگئی اور وہ مقابلہ کو تیار ہو گئین پتہر اور ڈہیلے پہینکنا شروع کئے۔ اونمین
طاس کی بیوی ہرقل کی بیٹی نہایت خوبصورت اور سر سے پیر تک جواہرات کے زیور سے
لدی ہوئی تہی۔ جناب رفیع نے اوسی کے گرفتار کرنیکی کوشش کی اوسنے ایک پتہر اوٹہا کے

اونکے گھوڑے کے سر پر مارا کہ گھوڑے کا سر پھٹگیا اور وہ مرگیا۔ ایک عرب تلوار اوٹھا کے چاہتا
تھا کہ اوسکا سر اوڑا دے لیکن وہ چلائی اور رحم کی خواستگار ہوئی اس لئے اوسے گرفتار کر کے
ایک معتبر آدمی کی نگرانی مین دیدیا۔ یونس اپنی مطلوبہ کے تلاش مین سرگردان تھا۔ اوس عورت کو
پہلے تو اوسکے مسلمان ہوجانے سے نفرت ہوگئی تھی اب کڑوا کریلا اور نیم چڑہا کی مثل ہوگئی یعنی
وہ اسوقت کی بربادی کا باعث بھی اوسی کو سمجھنے لگی تھی۔ یونس نے لاکھہ طرح سے اپنی معافی
چاہی مگر اوس نے نہ مانا اور قسم کھالی کہ مین اب تارک الدنیا ہوگئی قسطنطنیہ کے کسی عبادتخانہ
مین فقیر ہوکے بیٹھہ رہونگی لیکن تیری صورت دیکھنا گوارا نہین۔ جب یونس نے دیکھا کہ یہ
کسی طرح مانتی ہی نہین اوسے بہی قید کرلیا وہ خاموش ہوکے گہاس پر بیٹھہ گئی اور موقع کی منتظر
رہی۔ آخر کار ایک تلوار جو کہین سے اوسے ملگئی تو خودکشی کرلی۔ اس اثنا مین خالد ہربیس کی
تلاش کر رہے تھے کہ اوس نے پیچھے سے آکے اونکے سر پر ایک تلوار ماری جس سے اونکا
خود پھٹگیا۔ اگر دستار سر مبارک پر نہوتی تو سر کی بہی خیر نہ تھی۔ تلوار اوسکے ہاتھہ سے گر پڑی اور
مسلمانون نے چارون طرف سے دوڑ کے اوسے پکڑ لیا۔ سب عیسائی قید ہوے یا مارے گئے
صرف ایک آدمی بچا تھا اوسی نے بھاگ کے قسطنطنیہ مین اس عام تباہی کی خبر پہونچائی۔ یونس
اپنی معشوقہ کے مرنے سے زار قطار روتا تھا کچھہ تو مسلمانون نے اوسے سمجھایا اور کچھہ رفیع بن عمیرہ
نے سہارا دیا کہ ہم ہرقل کی بیٹی تمھین دیدینگے اور خالد رضی اللہ عنہ نے بہی فرمایا کہ اگر ہرقل فدیہ دیکے
اپنی بیٹی کو ہم سے واپس نہ کریگا تو ہم شاہزادی کو تجھے ہی دیدینگے اس لئے یونس کو تشفی ہوگئی۔
اب ہم اپنے ناظرین کو یہ بتایا چاہتے ہین کہ یہ شخص یونس کون تھا اور اوسکی معشوقہ کون تھی
آپ لوگون کو یاد ہوگا کہ ہمنے اوپر لکھا ہے کہ دمشق کے محاصرہ کے وقت جناب خالد نے حضرت
ضرار کو دو ہزار آدمیون کے ساتھہ اسواسطے متعین کیا تھا کہ وہ شہر کی فصیل کے نیچے نیچے

گشت لگایا کرین اور شب و روز ہوشیار رہین کہ اندر سے لوگ نکلکے اچانک مسلمانون پر حملہ کرنے پائین اور باہر سے اندر وہ نہ پہونچنے پاوے۔ اس حکم کے بموجب یہ لوگ ایک رات کو شہر کے گرد گھوم رہے تہے کہ اونہون نے دور سے گہوڑے کے ہنہنانے کی آواز سنی اور قازان کے دروازہ سے ایک سوار نکلتے ہوے دیکہا۔ یہ لوگ ایک غار مین چہپ رہے۔ جب وہ سوار انکے پاس پہونچا تو اوسے گرفتار کرلیا۔ اوسکے پر تکلف اور عمدہ لباس سے معلوم ہوتا تہا کہ وہ معزز اور امیر آدمی ہے۔ اوسے گرفتار کرکے آگے چلے تہے کہ ایک اور سوار اوسی طرف سے آتا ہوا نظر پڑا اور اوسنے اوس پہلے سوار کو یونس کے نام سے پکارا۔ مسلمانون نے یونس سے کہا کہ اس دوسرے سوار کو بہی اپنے پاس بلالو لیکن یونس نے یونانی زبان مین اوس سے کچھہ ایسی بات کہدی کہ وہ دوسرا سوار پیچہے ہی بہاگ کے شہر مین جا گہسا۔ مسلمان سمجہے کہ اس قیدی نے اوسے اپنی زبان مین کچھہ سمجہا کے لوٹا دیا اسلئے یونس کو مارڈالنا چاہا مگر اس خیال سے کہ خالد ناراض نہو جائین اوسے اونکے حضور مین لے آے۔ وہان یونس نے بیان کیا کہ مین دمشق کے ایک خاندان عالی سے ہون۔ میری نسبت ایک حسین اور وضعدار عورت سے ہوئی تہی جسکا نام لودویشیا ہے مگر عورت کے ماں باپ نے دولت کی حرص سے بدعہدی کرکے اوسکی نسبت مجہسے چہوڑالی اور ایک بڑے امیر آدمی سے کردی ہے۔ چونکہ وہ عورت بہی مجہسے محبت رکہتی ہے اس سلئے آج ہم دونون اپنے اپنے گہرون سے بہاگے تہے۔ دربان کو ایک اشرفی دیکر دروازہ کہلوالیا تہا لیکن بدقسمتی سے آپکے ہاتہہ مین گرفتار ہوگیا۔ وہ مجہسے پیچہے تہی مینے اوسکو شہر مین واپس کردیا۔ جناب خالد رضی اللہ عنہ نے یہ سنکر یونس سے فرمایا کہ اگر تم مسلمان ہوجاؤ تو شہر فتح ہونے کے بعد ہم تمہاری منگیتر لودویشیا کو تمہین دلادینگے ورنہ ابہی تمہارا سر تن سے اوتارا جاتا ہے۔ یونس فوراً مسلمان ہوگیا اور مسلمانون کی طرف سے

خوب لڑا۔ اودہر یودوشیا یونس کو مسلمانون کی قید مین دیکھہ ہی گئی تہی سمجہی کہ مارا گیا اس لیئے اوسکے عشق مین جوگ رما عبادتخانہ مین جابیٹہی۔ جب لشکر ظفر پیکر اسلام نے دمشق پر قبضہ کرلیا تو یونس ڈہونڈہتا ڈہونڈہتا اوسکے پاس پہونچا۔ عورت نے جو دیکہا کہ اوسنے اپنا مذہب بدل لیا ہے اس لیئے اوس سے بیزار ہوگئی اور کہا جا کمبخت مجہے اپنا منہ نہ دکہا۔ پہر خود طامس اور ہربیس کے ساتہہ دمشق سے نکلگئی یونس نے ہرچند خالد کے پاس آکے بارے تو یہ چاہی کہ میری معشوقہ مجہے دلادی جاے مگر حضرت خالد نے جوابدیا کہ مین ابو عبیدہ بن الجراح کے معاہدہ سے مجبور ہون اب کچہہ نہین کرسکتا۔ یونس خاموش ہورہا مگر جب اوسنے سنا کہ جناب سیف اللہ کا قصد جلاوطنون کا پیچہا کرنے کا تہا مگر اب دیر ہوجانے کے باعث اونہین تامل ہے اسواسطے خدمت اقدس مین حاضر ہوکے ملتمس ہوا کہ مین ایسے راستہ سے آپکو لیچلونگا کہ آپ اونہین پکڑ لینگے۔ چنانچہ حضرت خالد نے اوسکی ترغیب سے جلاوطنان دمشق کی طرف کوچ کیا۔

جب اس لڑائی سے فرصت ہوئی اور لوگون کو یہ خیال ہوا کہ ہم اس تعاقب کی دہن مین ڈیڑہ سو میل تک دشمن کے ملک مین بڑہ آے ہین کہین ایسا نہو کہ عیسائی پیچہے سے ہمین گہیر کے ہمارے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالین اسلیے حکم ہوا کہ اب تضیع اوقات کا موقع نہین ہے۔ جلدی کرو۔ مال غنیمت کو خچرون پر لادو اور قیدیون کو محفوظ کرلو اور سر پر پانون رکہکے دمشق کو چلدو۔ اثناء راہ مین ناگہان ایک غبار اوٹہا اور اوسمین صلیب کے نشان دکہائی دیئے۔ مسلمان بسم اللہ کرکے لڑنے کو تیار ہوگئے مگر طرف ثانی نے صلح کا پیام دیکر ایک بڈہے پادری کو بہیجا۔ اوسنے آکر خالد سے التماس کی کہ ہرقل اپنی بیٹی کو آپ سے مانگتا ہے اور اوسکے عوض مین بہت سا نقد نذر کیا چاہتا ہے۔ خالد نے جوابدیا تم اپنے بادشاہ کی بیٹی کو ہم سے مفت لیجاؤ۔ ایک لڑکی کو بیچتے ہوے بہلا ہم کیا اچہے معلوم ہونگے مگر ہماری طرف سے جاکے ہرقل سے یہ کہدینا کہ انشاء اللہ تعالے وہ دن

جلد آنیوالا سے جو ہم اس لڑکی کے بدلہ مین تجہی کو گرفتار کرینگے اور جب تک ہم تیرا ملک نہ لے لینگے اس لڑائی کو ہرگز نہ موقوف کرینگے۔ پہر حضرت خالد بن ولید نے ہربیس کو جو مسلمان ہوگیا تہا بہت سی اشرفیان دیکر فرمایا کہ تم قیدیون مین سے جسے چاہو اپنے لئے خرید لو مگر اوسنے انکار کیا اور کہا کہ مین اب دنیا سے کچہہ سروکار نہین رکہتا مین نے مسلمان ہو کے خدا کو پالیا اب مین اوسی کے کامون مین لگا رہونگا مجہے بہشت کی تمنا ہے چنانچہ اوسنے اشاعت اسلام مین بدل وجان کوشش کی اور جنگ یرموک مین شہید ہوا۔ روایت ہے کہ شہادت کے بعد حضرت رفیع بن عمیرہ رضی اللہ عنہ نے ہربیس کو خواب مین عمدہ کپڑے پہنے ایک نفیس باغ مین گلگشت کرتے دیکہا پوچہا کہ مزاج کیسا ہے۔ ہربیس نے جواب دیا الحمد للہ والمنۃ بڑے مزے مین ہون حق سبحانہ تعالےٰ نے میرے اوپر بڑا فضل وکرم کیا ستر حورین آفتاب وماہتاب سے زیادہ روشن میری خدمت کے لئے متعین فرمائی ہین۔ اچہے اچہے باغ اور محل میرے رہنے کو مرحمت ہوئے ہین بڑے عیش سے بسر ہوتی ہے۔ رفیع نے یہ ماجرا جناب خالد رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ سیف اللہ بولے۔ یہ اسلام پر فدا ہو جانے کے نتیجے ہین۔ زہے قسمت اوسکی جسے یہ دولت عظمیٰ میسر آئے۔

حضرت خالد نامدار اپنے لشکر سمیت بخیر وخوبی واپس آئے اور اپنے متفکر ساتہیون سے ملے گویا سوکہے دہانون مین پانی پڑگیا۔ چارون طرف مبارک سلامت کا غل مچگیا خوشیان ہونے لگین۔ اب مال غنیمت تقسیم ہونے کی نوبت آئی۔ خمس جناب امیر المومنین کی خدمت مین مدینہ بہیجا گیا تاکہ بیت المال مین داخل کیا جائے۔ اور ایک عرضی مین دمشق کے قبضہ اور جناب ابو عبیدہ کے اختلاف اور جلاوطنون کے تعاقب کا حال مفصل عرض کیا۔ مگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اوسی دن دنیا سے عالم جاودانی کو سدہار چکے تہے جس دن کہ دمشق فتح ہوا تہا

آپ نے اس خبر کو نہ سنا۔

روایت ہے کہ جب ہرقل (ہرقلیوس) شاہ روم نے قوت اسلام کو روز بروز زیادہ ہوتے دیکھا اور معلوم کیا کہ مسلمانون نے عراق کو اپنے زیر حکومت کرکے اب شام کی طرف توجہ کی ہے تو قسطنطنیہ سے سوریہ آگیا اور بیاسی ہزار سپاہ وہان سے اپنے ساتھہ لایا جسمین مستنصرہ عرب اور مختلف فرقون کے لوگ شامل تھے اور حمص مین قیام کرکے اپنے بھائی تراقوس تھوذورس کو نوے ہزار کی جمعیت کے ساتھہ فلسطین عمرو بن العاص کے مقابلہ مین روانہ کیا۔ اپنے بیٹے لوزر لیورغس کو یزید بن ابوسفیان سے لڑنے بھیجا۔ اپنے ایک امیر تھوذورس کو شرجیل بن حسنہ سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ اور کیکیلاڈس نامی سردار کو ساٹھہ ہزار سپاہ کے ہمراہ ابو عبیدہ بن الجراح کے مقابلہ کو روانہ کیا۔

اہل اسلام نے جو لشکر رومیون کا مثل مور و ملخ کے دیکھا تو نہایت حزم و احتیاط سے ایک جاے مستحکم یرموک نام مین مجتمع ہو گئے۔ ایک طرف سے یرموک کی پہاڑیون اور دوسری طرف سے واقوصہ کو اپنی پناہ بنالیا اور تین ماہ کامل حضرت خالد بن ولید کے انتظار مین رومیون کے سامنے ڈیرے ڈالے پڑے رہے۔ رومیون نے مسلمانون کا مجمع جو یرموک مین دیکھا تو خود بھی مختلف فرقون کو جلدی جلدی فراہم کرنے لگے۔ اس عرصہ مین جناب سیف اللہ بھی تشریف لے آے اوسوقت لشکر اسلام کی تعداد صرف چھیالیس ہزار تھی۔ اونمین سے چھہ ہزار آدمی جناب خالد نے عکرمہ بن ابی جہل کے ساتھہ کرکے اونہین گرد و نواح کے امن و امان کے لیے بھیجا۔ بعض مورخون کا قول ہے کہ محاربہ یرموک ۱۵ھ مین واقع ہوا تھا جبکہ عمر فاروق خلیفہ تھے۔ القصہ جناب خالد نامدار نے عسکر اسلام کے چالیس حصہ ہزار ہزار آدمیون کے کرکے اونہین مختلف مقامات مین متعین کر دیا۔ اسوقت ایک رومی امیر یورغوس نام جناب خالد کی ملاقات کو آیا اور حال اسلام

اور کیفیت پیغمبر انام صلی اللہ علیہ وسلم اون سے دریافت کی۔ حضرت سیف اللہ نے تیغ زبان سے وہ وہ دلائل قاطعہ بیان فرماے کہ زنگ کفر اوسکے لوح دل سے دور ہوگیا اور وہ صدق دل سے مسلمان ہوا۔ ایک طرف سے تو لیو رغوس کے ایمان لانے اور دوسری طرف سے خالد کی ہمت وجرأت اور عراق کی فتحمندیون نے رومیون کی ستی گم کردی اور خالد کی صورت دیکھتے ہی مسلمانون کی دلیری اور شجاعت دن دونی اور رات سوائی ہونے لگین۔ لشکر اسلام نے انتظام تمام کے ساتھ رومیون پر حملہ کرکے بازار گیر ودار کو ایسا گرم کردیا کہ تھوڑے ہی عرصہ مین رومی دلاوران اسلام کی ضرب تیغ وسنان آتش فشان کی تاب نہ لاکے بہاگ کھڑے ہوے اور مسلمانون نے اونکا تعاقب کیا۔ بہت سے محققون نے بیان کیا ہے کہ وادی اور واقوصہ مین نوے ہزار رومی مارے گئے جنمین امرا بہی بکثرت کام آے۔ ہرقل کا بہائی تئوڈورس بہی انہین مقتولون مین تہا۔ امراے اسلام مین سے عکرمہ بن ابو جہل۔ لیو رغوس نومسلم۔ عمرو بن عکرمہ۔ سلمہ بن ہشام۔ سعید کے دو بیٹے عمرو اور ابان۔ ہشام بن العاص۔ ہبار بن سفیان۔ طفیل بن عمرو اور خالد بن سعید شہید ہوے۔ خالد بن سعید کی لاش کا پتا نہ لگا۔ اونکی جاے شہادت مین بہی لوگون نے اختلاف کیا ہے۔ بعض مورخون نے لکہا ہے کہ وہ مرج الصفر مین شہید ہوے۔ اس لڑائی مین ابو سفیان کی شجاعت ودلیری خوب ظاہر ہوئی۔ مخالفین اسلام کے ایک تیر سے اونکی ایک آنکہہ بہی بیکار ہوگئی۔

اس فتح کے بعد امراے اسلام کے تیرے اور شمشیرون نے بصری الشام پر قبضہ کرلیا۔ اگرچہ بعض مورخین نے فتح بصری کو جنگ یرموک سے پہلے لکہا ہے مگر جب فتح بصری کے بعد رومیون کے قشون بزرگ یرموک مین تہے تو دشمنون کو اپنے پیچہے چہوڑ کے مسلمان محاصرہ بصری کیسے کرسکتے تہے اسواسطے پہلا قول صحیح معلوم ہوتا ہے۔ محاربۂ اجنادین مین بہی اختلاف واقع ہوا ہے بعضے کہتے ہین کہ قبل جنگ یرموک ہوا ہے اور بعضے اوسکے بعد بتاتے ہین۔

ابہی امراے عساکر اسلام رومیون سے لڑرہے تہے کہ ۱۳ ہجری مین جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر پہونچی مگر ختم لڑائی تک اوسے جناب سیف اللہ القہار خالد نامدار نے مصلحتاً پوشیدہ رکہا۔

پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ جب خالد فتح عراق مین مشغول تہے تو بزرگان ایران نے سوء اخلاقی اور نفاق اختیار کرکے بیہودہ اور بیمعنی باتون کو اپنا شیوہ بنالیا تہا اور بالکل خفیف الحرکات بنگئے تہے اسی طرح رومی بہی فساد اخلاق کے باعث اپنے زبردست ممالک وسیعہ پر جور وستم کررہے تہے یہانتک کہ جو رومی لشکر سوریہ مین مسلمانون سے کلہ بکلہ لڑنے آیا تہا اوسمین بہی فسادہاے گوناگون اور فحشیات بوقلمون مباح تہے۔ مظلومون کا شیشۂ ننگ وناموس سنگ تعدی سے توڑا جاتا تہا اور صاحبان اموال کا مال ومنال ظلم سے چہینتے تہے۔ اگر مظلومان ناتوان لشکریون کی بیداد کی شکایت سرداران لشکر یا والیان شہر سے کرتے تہے تو کوئی اونکی فریاد کو نہین پہونچتا تہا بلکہ امراے عسکر بہی اپنے حتی الامکان آدمیون کی کسر ناموس مین ذرا بہی کور کسر نہین رکہتے تہے۔ اونکی بے اعتدالیون کا تفصیلوار ذکر فتوح الشام ازدی مین موجود ہے۔ پس ظلم کی جڑ کبہی ہری نہین ہوتی اس لیئے مسلمانون نے تہوڑے ہی عرصہ مین اونکی دار السلطنت قسطنطنیہ کو اپنے قبضہ مین کرلیا۔ یہانتک کہ ہجرت نبویہ سے ابہی ایک قرن بہی نگذرنے پایا تہا کہ پورب سے کاشغر تک اور مغرب سے بحر محیط کے ساحل تک مسلمانون نے ممالک وسیعہ کو اپنے تحت وتصرف مین کرلیا۔ شمال کی طرف اس لیئے متوجہ نہین ہوے کہ گرم ملک کے آدمی تہے شمالی سردی نے اونکو آگے بڑہنے سے روکا۔ مگر جب ترکون کی سلطنت کی نوبت پہونچی تو عسکر دولت علیہ عثمانیہ آسٹریا کی دار السلطنت وائنا تک پہونچگیا۔

خلیفہ رسول اللہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری مین

مسند مقدس خلافت پر بیٹھے تھے اور بائیس ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو دار آخرت کا سفر اختیار کیا پس دو سال تین ماہ تخت خلافت پر متمکن رہا اور حق خلافت جیسا کہ چاہیے ادا کیا بہت سے اہل ارتداد و اصلاح پر آ گئے اور تھوڑے سے ہی زمانہ میں خطۂ عراق از سرتاپا فتح ہو گیا اور سوریہ و فلسطین میں رومیوں کے لشکر کو شکست دی۔ پھر مقدمات فتوحات عظیمہ کی بنیاد انہیں کی ڈالی ہوئی ہے اور استحکام حکومت اسلام انہی کی تشکیل ہے۔ اپنی وفات سے چند ہی روز پہلے استقرار حکومت عادلہ اور انتشار مدنیت فاضلہ اور آسائش بنی آدم کو اقطار و اقطاب عالم تک پہنچا دیا۔ خلافت کا مقصد اصلی بھی یہی ہو سکتا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ کی کہ مسلم خواص و عوام اور سزاوار مسند خلافت کو اپنے بعد خلیفہ کر گئے جسکے لئے ہمارا روان روان صدیق اکبر کا شکر گذار ہے۔ صحابۂ کرام رسول کریم سے اس بات میں مشورہ کر لیا اور انکی رائے صواب نما کے موافق جناب عثمان بن عفان رضی اللہ تعالے عنہ کے قلم سے یہ وصیت نامہ تحریر کرا گئے۔ غرضکہ ہمارے بڑے مربی نہایت دردخواہ اور سرپرست تھے خدا انکو نیک اجر دے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ھذا ما عھد بہ ابوبکر خلیفۃ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند اٰخر عھدہ بالدنیا و اول عھدہ بالاٰخرۃ فی الحال التی یؤمن فیھا الکافر و یوقن فیھا الفاجر انی استخلفت علیکم عمر ابن الخطاب و لم اٰل الکم خیرًا فان صبر و عدل فذلک علمی بہ و رأیی فیہ و ان جار و بدل فلا علم لی بالغیب و الخیر اردت و لکل امرئ ما اکتسب و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۵۵

ترجمہ۔ یہ وہ عہد ہے جو ابوبکر خلیفہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دم واپسین دنیا میں اور عقبیٰ کی طرف پہلا قدم رکھنے کے وقت کیا واضح ہو کہ یہ وہ وقت ہوتا ہے جو وقت کافر ایمان لے آتا ہے اور فاجر یقین کر لیتا ہے۔ میں نے تم لوگوں کی بہتری کے لئے عمر ابن الخطاب کو

خلیفہ کیا اگروہ صبر و عدل کرین تو یہی میری رائے ہے اور میرا علم بھی یون ہی کہتا ہے اگر وہ سیدہی راہ سے تجاوز کر کے ظلم اختیار کرلین تو مین عالم الغیب نہین ہون مجھے برا بھلا نہ کہنا مین محض تمہارا خیر خواہ ہون اور تمہاری بہتری چاہتا ہون - اور سبکو اپنے اپنے عمل کی جزا ملجاتی ہے اور ظالمون کو بھی جلدی معلوم ہوجائیگا کہ ہم کس حال مین گرفتار ہین -

پھر اس عہدنامہ کو ایک صحابی سے مجمع عام مین پڑہوادیا سبھون نے سنکے بالاتفاق باآواز بلند کہا کہ ہمنے خوشی بخوشی اسے قبول کیا -

روایت ہے کہ ۱۳ھ کے شروع مین جناب امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ حج سے واپس ہوکر مدینہ منورہ مین تشریف لائے اور آتے ہی خالد بن سعید بن العاص کو ایک لشکر دیکر شام کی جانب بہیجا بعض مورخین کا قول ہے کہ جسدن جناب سیف اللہ خالد کو عراق روانہ کیا تہا اوسی دن خالد بن سعید کو شام جانے کا حکم دیا تہا مگر وہ روانہ نہین ہونے پائے تہے کہ اونہین اس لئے معزول کردیا کہ آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد اونہون نے کچھہ مدت تک صدیق اکبر سے بیعت نہین کی اور علی مرتضی اور عثمان بن عفان رؤساے بنی عبد مناف کے پاس چلے گئے تہے - جناب علی مرتضی نے اونکو سمجہا بوجہا کے بیعت پر آمادہ کیا جب حضرت حیدر کرار کی فہمایش سے اونہون نے صدیق اکبر کے ہاتہہ پر بیعت کرلی تو حضرت صدیق اکبر نے اونکو پھر لشکر کا سردار بنا کے روانہ کیا اور حکم دیا کہ تیما مین جا کے ٹہیرے رہنا جب ہم آگے بڑہنے کا حکم دین تو آگے جانا اور جب تک تیما مین رہو عرب کے مسلمانون کو جہاد کے لئے آمادہ کرو - وہان جو تمسے لڑے اوس سے تو لڑنا ورنہ خود کسیکو نہ چہیڑنا - خالد بن سعید کی فہمایش سے عربون کا ایک جم غفیر لڑائی کے لئے مستعد و تیار ہوگیا جب یہ خبرین ہرقل شاہ روم کو لگین تو اوسنے شام مین عرب النصارے بہرا - سلیح - کلب - غسان - لخم - جذام کو مسلمانون سے لڑنیکے لئے جمع کیا -

خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے اس امر کی اطلاع جناب امیر المومنین کے حضور مین روانہ کی ۔ وہان سے اونکے نام یہ حکم صادر ہوا کہ تم عرب الضاحیہ کی طرف جاؤ ۔ جب حضرت ابن سعید اون عربون کے جمع ہونے کی جگہہ پہونچے تو وہ اونکی آمد کی خبر پاتے ہی ادہر اودہر سٹک گئے اور صدیق اکبر کے ایما سے ابن سعید اونکے مورچون پر قبضہ کر کے آگے چلے ۔ رومیون کی طرف سے ماہان ثانی لشکر لیکر اون سے مقابلہ کرنے آیا ۔ مسلمانون نے اوسے شکست فاش دی اور بہت سے آدمی ماہان کے قتل کروائے ۔ اس فتح کے بعد حضرت ابن سعید نے مدینہ سے مدد طلب کی ۔ جسدن اونکا خط جناب امیر المومنین کے ملاحظہ مین گذرا ہے اوسی دن یمن سے حضرت ذوالکلاع معہ حمیریون کے اور جناب عکرمہ بن ابی جہل تہامہ اور شحر اور عمان اور بحرین والون کو لیکر مدینہ مین وارد ہو گئے تہے اوسی وقت جناب امیر نے اون لوگون سے کہدیا کہ سیدہے بخط مستقیم اپنے لوگون کو ساتھہ لئے ہوے ابن سعید کے پاس پہونچ جاؤ ۔ اوسی دم سے جناب صدیق اکبر کو مہم شام کی زیادہ فکر ہوئی ۔ جتنے لوگ وصول صدقات کے لئے امیر مقرر کئے گئے تہے اون سبکو ابن سعید کی مدد کیواسطے بہیجدیا اور اونکی جگہہ اور لوگ مقرر فرمائے ۔ اسی لئے اس لشکر کا نام جیش البدل مشہور ہو گیا ہے ۔

سعد ہذیم اور بنی عذرہ کے صدقات کی تحصیل پر عمرو بن العاص متعین تہے اونہین حکم ملا کہ تم ابن سعید کے ہمراہ ہو کر فلسطین کی طرف سے شام پر حملہ کرو ۔

حضرت عمرو بن العاص کو آنحضرت صلعم نے عمان بہیجا تہا اور یہ وعدہ کر دیا تہا کہ جب تم وہان کے انتظام سے فارغ ہو کر بخیر و خوبی مدینہ آجاؤ گے تو ہم تمکو تمہارے ہی علاقہ مین پہر واپس کر دینگے ۔ جناب عمرو بن العاص عمان سے واپس آئے تو حضور انتقال فرما چکے تہے ۔ جناب ابوبکر صدیق نے وعدۂ نبوی کے ایفا کے خیال سے اونہین صدقات سعد ہذیم اور بنی عذرہ کی

تحصیل کے لیئے پہر روانہ کردیا تہا کہ شام کی لڑائی پیش آگئی۔ جناب صدیق اکبر نے پہر اونہین طلبی کا خط لکہا جسکے آخیر جملے یہ تہے۔۔ انی کنت قد رددتک علی العمل الذی ولاک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مرۃ وعدلک بہ اخری انجاز المواعید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد ولیتہ وقد احببت ان افرغک لما ھو خیر لک فی الدنیا والاخرۃ الا ان یکون الذی انت فیہ احب الیک ،،

یعنی مین نے تمکو تمہارے اوس علاقہ کی طرف واپس کردیا تہا جسکا والی تمہین ایک دفعہ رسول اللہ نے بنایا تہا اور آنحضرت کا وعدہ پورا کرنیکے لیئے مین دوبارہ تم سے اوسکا پہر وعدہ کرتا ہون بیشک مین نے تمکو اوسکا متولی کردیا۔ مین بیشک تمہین اوس بات کی طرف متوجہ کرتا ہون جو تمہارے لیئے دنیا اور آخرت مین بہتر ہے شاید ایسا ہو کہ جس حال مین اب تم ہو وہ تمکو زیادہ عزیز ہو۔ اسکے جواب مین جناب عمرو بن العاص نے لکہا انی سہم من سہام الاسلام وانت بعد اللہ الرامی بہا والجامع لہا فانظر اشدھا واخشاھا وافضلہا فارم بہ،، یعنی مین اسلام کے تیرون مین سے ایک تیر ہون اور آپ اللہ کے بعد اوسکے پہینکنے والے اور جمع کرنے والے ہین آپ جسے زیادہ سخت اور خوفناک اور افضل سمجہین اوسے پہینکین۔

پہر جناب صدیق اکبر نے ولید بن عقبہ کو جو صدقات قضاعہ کے تحصیل کو متعین تہے اردن کی طرف جانے کو لکہا۔

یزید بن ابی سفیان کو اوس لشکر کا امیر کیا جسمین سہیل بن عمرو وغیرہ شامل تہے۔

جناب ابوعبیدۃ بن الجراح کو لشکر دیکے حمص روانہ فرمایا۔ ہر امیر لشکر کو بتاکید تمام یہ ہدایتین کین اور کہدیا کہ خبردار ان سے سرمو تجاوز نہ کرنا ورنہ معتوب ہوگے،، مین نے امتحان اور آزمائش کی غرض سے تمہین بہت سے مسلمانون کا سردار بنایا ہے تاکہ دیکہون کہ تم مسلمانون کے ساتہہ کیسا

برتاؤ برتتے ہو اگر تم اون سے نیک سلوک کروگے تو خدا اور رسول تم سے خوش اور راضی رہینگے اور دنیا مین بہی تمہارے درجے بڑہاؤنگا - اور آخرت مین بہی تمکو اوسکا نیک بدلہ ملیگا - اگر تم نے مسلمانون کو ستایا اور برے کام کیے تو مین تمکو فوراً معزول کرونگا - ہر وقت اور ہر حالت مین اللہ سے ڈرتے رہنا کیونکہ وہ تمہارے باطن کو اوسی طرح دیکہتا ہے جسطرح تمہارے ظاہر کو - اللہ کو محبوب اور بہتر وہی شخص معلوم ہوتا ہے جو باعتبار اعمال صالح کے اوس سے قریب ہو - زمانہ جاہلیت کے کل اطوار اور عادات چہوڑ دینا کیونکہ اللہ اون عادات اور اون کے کرنیوالون سے دشمنی رکہتا ہے لشکر کے ساتہہ سفر کرنے مین اونکی خاطرداری اور حسن صحبت کا خیال رکہنا اور اگر اونہین سمجہانے کی ضرورت پڑے تو مختصر گفتگو مین سمجہانا کیونکہ زیادہ گوئی بڑی مضر چیز ہے - نمازون کے اوقات کا لحاظ رکہنا وہ وقت مقررہ ہی پر پڑہی جائین - اور رکوع و سجود باطمینان کرنا - اپنے دشمنون کے ایلچیون کی عزت کرنا - اپنے لشکر کی حفاظت اچہی طرح رکہنا اور رات کے لیے پہرہ چوکی درست رکہنا ایسا نہو کہ غفلت مین دشمن تمپہ آپڑین - خبردار اپنا ظاہر و باطن کو یکسان رکہنا - کوئی کام بغیر مشورہ کیے نکرنا جو نگہبانی مین غفلت کرے اوسے سزا دینا مگر اعتدال کے ساتہہ خبردار زیادتی نہونے پاوے - گنہگار مستحق عذاب ہوتا ہے اوسکی عقوبت سے نہ ڈرنا - لشکر والون کے افعال اور حرکات کی نگرانی اچہی طرح کرنا - لڑکون بڈہون اور عورتون کو کبہی قتل نہ کرنا - جو ہتیار رکہدے یا مسلمان ہوجاوے اوسے بہی جان سے نہ مارنا - ایفاے وعدہ اور سچ کے پابند رہنا - سمجہلو کہ یہ عمدہ ترین وصیتین ہین انپر عمل کرنا - اللہ کے نام پر چلو اور اللہ کے نام پر لڑو -

جب خالد بن سعید کو اطلاع ہوئی کہ میری مدد کو بہت سے لشکر آتے ہین تو سنبہل گئے اور جنگ شروع کرنے مین جلدی کی - اور امراے اسلام کے پہونچنے سے پہلے رومیون سے جا کے اٹک گئے - بطریق ماہان بہت سی فوج لیکر اون سے لڑنے آیا اور ایک جہڑپ اون سے

کر کے دمشق کی طرف بھاگ گیا اس سے ابن سعید کا دل اور بڑھ گیا۔

اکثر اہل سیر کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح دروازۂ بلقاء پر رومیون سے لڑے تھے۔ اہل بلقاء نے مجبور ہو کر صلح کر لی یہی پہلی صلح شام مین ہوئی۔ پھر رومیون نے فلسطین کے علاقہ عربہ مین جا ڈیرے ڈالے۔ اون سے مقابلہ کرنیکو حضرت یزید بن ابی سفیان نے ابو امامہ باہلی کو بھیجا۔ عربہ مین رومیون اور جناب یزید بن ابی سفیان سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ رومیون نے نوکدم بھاگ کے واثن مین پناہ لی۔ ابو امامہ نے اونہین وہان سے بھی پھٹکار کے بھگا دیا۔ ان لڑائیون کے بعد مرج صفر کی جنگ ہوئی جسمین خالد ابن سعید کے بیٹے سعد شہید ہوے۔

حضرت ابن سعید شام کو واپس جاتے تہے کہ مرج الصفر مین پہونچے۔ اونکے ہمراہ ذوالکلاع اور عکرمہ اور ولید بن عقبہ بہی تہے۔ دمشق کے پاس مرج الصفر مین ماہان نے چارون طرف سے اونہین گھیر کے راستہ بند کر دیا اور حملہ کی ٹہیرا دی۔ اتفاق سے سعد ابن خالد اوسکے سامنے آگئے اور اونہین سے لڑائی ہوئی۔ ماہان نے سعد کو شہید کر ڈالا۔ ابن سعید یہ خبر سنکے اپنے چند ہمراہیون کے ساتہہ شام سے ذی المروہ چلے آئے جو مدینہ کے قریب ہے۔ اون کے چلے آنیکے بعد عکرمہ باقی لشکر اسلام کے ساتہہ شام کے قریب رومیون کے سامنے اڑے پڑے رہے اس عرصہ مین جناب شرحبیل بن حسنہ خالد بن ولید کے بہیجے ہوے عراق سے مدینہ مین ابو بکر صدیق کے پاس آئے۔ صدیق اکبر نے ایک لشکر اونکے ساتہہ کیا اور اونہین ولید بن عقبہ کی جگہہ اردن بہیجا۔

راستہ مین خالد بن سعید اور شرحبیل بن حسنہ سے ملاقات ہوئی۔ جناب شرحبیل نے ابن سعید کے ساتہیون مین سے چند لوگ اپنے ہمراہ لیئے اور اردن کا رخ کیا۔ اسکے بعد صدیق اکبر نے

ایک مختصر سی فوج حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالے عنہ کے ساتھہ یزید بن ابی سفیان کی مدد کو بہیجی - ذی المروہ سے باقی لوگون کو ہمراہ لیکر جناب معاویہ رضی اللہ عنہ یزید بن ابی سفیان کی طرف چلے - جب ابن سعید ذوی المروہ مین تنہا رہ گئے تو اونہین دار الخلافت سے حکم پہونچا کہ اب سید ہے ہمارے پاس چلے آؤ - جب امراے لشکر اپنی اپنی فوج لئے ہوے شام پہونچ گئے اور ہرقل کو اطلاع ہوئی تو اوس نے اپنے لشکر کے سردارون کو جمع کیا اور اونکے سامنے اپنی یہ راے ظاہر کی - عربون سے دریافت کیا جاے کہ تم کیا چاہتے ہو جو وہ مانگین اونہین دیدو مگر اون سے ہرگز ہرگز نہ لڑو اور صلح کر لو - لیکن کسی نے اوسکی راے سے اتفاق نہ کیا اور کہا کہ ہم عربون سے لڑنے کو تیار و مستعد ہین اونکی حقیقت ہی کیا ہے - اب ہرقل بہی لاچار ہوگیا اور بدین ترتیب اپنی فوج روانہ کرنا شروع کی -

اپنے سگے بہائی شقیقہ تدارق کو نوے ہزار آدمیون کے ساتھہ فلسطین عمرو بن العاص سے لڑنے بہیجا -

بلقاء کی طرف چالیس ہزار سپاہ کے ہمراہ یزید بن ابی سفیان سے مقابلہ کرنیکو جرجہ بن نوذر کو روانہ کیا -

پچاس ہزار آدمیون کے ہمراہ دراقص [illegible] شرحبیل بن حسنہ سے لڑنے بہیجا -

اور جابیہ کی سمت ابو عبیدہ بن الجراح سے مقابل ہونے کے لئے قیقلان بن نسطورس کو ساٹھہ ہزار فوج کے ساتھہ روانہ کیا -

یہ شد و مد اور دہوم دہام اور تیاریان فریق ثانی کی دیکہکر سرداران فوج اسلام مین باہم مشورے ہونے لگے - آخرش راے کا اتفاق اس بات پر ہوا کہ الگ الگ اس ٹیڑی دل سے لڑنا تو مسلمانون کو بحر زوال مین غرق کردیگا اس لئے مناسب یہ ہے کہ سب ایک مقام پر مجتمع ہو جاؤ

اور متفق ہوکر انکی مزاج پرسی کرلو۔ اتفاق بڑی طاقت ہے۔ اسی زمانہ مین مدینہ سے صدیق اکبرؓ کا خط بہی اسی مضمون کا آن پہونچا کہ ابتک تم جو جا بجا پہیلے ہوے ہو اب وہ موقع نہین ہے سمٹ جاؤ اس خط کے دیکہتے ہی سب کے سب یرموک مین جمع ہوگئے۔ لشکر اسلام اسوقت صرف اکیس ہزار تہا

ہرقل نے جب مسلمانون کو ایک مقام پر گہرتا ہوا دیکہا تو اوسنے بہی اپنی افواج کے نام احکام جاری کئے کہ تم سب بہی یرموک مین اکٹھا ہو۔ یہ بہی وعدہ کیا کہ مین ملحان کو تمہاری مدد کو بہیجتا ہون گہبراتا نہین۔ رومی لشکر کا سپہ سالار تشقیقہ تدارق تہا۔ اوسنے اپنے لشکر کے مقدمتہ الجیش پر جرجہ کو۔ ماہان کو میمنہ پر۔ دراقص کو میسرہ پر اور قیقلان بن نسطورس کو ساقہ پر متعین کیا۔

مسلمانون اور رومیون کے درمیان ایک بہت بڑا اور گہرا خندق آگیا تہا جس سے نہ رومی آگے بڑہ سکتے تہے نہ مسلمان اون پر حملہ آور ہو سکتے تہے۔ مدت تک دونون لشکر آمنے سامنے یون ہی بیکار پڑے رہے۔ مسلمانون نے جناب امیرالمومنین کو اس بیکاری کی اطلاع کی اور مدد مانگی۔ جناب صدیق اکبرؓ نے عراق کی امارت پر مثنی بن حارثہ کو مقرر کیا اور حضرت خالد بن ولید کو لکہا کہ تم شام جاؤ۔

جناب سیف اللہ نے اپنا آدہا لشکر عراق کے سنبہالنے کے لئے مثنی بن حارثہ کے پاس چہوڑا۔ اور باقی نصف لیکر شام کی طرف سدہارے۔ جب مقام حدودا مین وارد ہوے ہین تو وہان کے لوگ سد راہ ہوگئے اور سیف اللہ کو روکا۔ مسلمانون نے حدودا والون کو شکست دی اور مضیح مین پہونچے۔ وہان بہی تغلب مسلمانون سے اٹکے صبح سے دوپہر تک جنگ ہوئی ظہر کے قریب دشمن لوگ دم بہاگے۔ مسلمانون نے اونکو قتل اور قید کیا اور مال و اسباب لوٹ لیا اونہین قیدیون مین صہباء بنت حبیب بن بجیر عمر بن علی مرتضیٰ کی والدہ ماجدہ بہی شامل تہین۔

علی الصباح دوسرے دن جناب خالد بن ولید یہان سے کوچ فرماکے قراقر مین پہونچے جسکا نام

لوگون نے ماءکلب بھی لکھا ہے - وہان شبخون مار کے جلدی سے آب بہرا کی طرف روانہ ہوے
رافع بن عمیرہ طائی کو طلب کرکے راستہ کا حال دریافت کیا - معلوم ہوا کہ یہ راہ اس لشکر اور
ساز و سامان کے ساتھ طے نہین ہو سکتی - ایک تنہا سوار کو بھی اس راستہ مین مصیبتین پیش آجاتی
ہین اور وہ اپنی جان کو سلامت نہین لیجا سکتا آج سے پانچ دن تک برابر تمہین ایک قطرہ پانی
کا پینے کو نہین ملیگا - خالد نے رافع کی یہ باتین سنکر فرمایا کہ ہمین تو اسی راہ سے گذر کرنا لابدی ہے
کیونکہ ہم مسلمانون کی مدد کو جاتے ہین اگر اپنی آسائش اور خوف جان سے دیر لگائینگے اور وہان خدا
نخواستہ ہمارے پیارے بھائیون کا بال بھی بیکا ہو گیا تو ہماری زندگی کس کام آویگی مین نے اپنی
جان خدا کی راہ مین وقف کردی ہے میرے لیئے اس سے زیادہ دنیا مین اور کیا کام ہو سکتا ہے
کہ مسلمانون کو رومیون کی تلوارون سے بچانے جاتا ہون - سبحان اللہ - کیا کیا لوگ تھے
جنکے نامون پر ہمین صبح و شام ستر ستر بار قربان ہونا چاہیئے - سچ ہے کہ ہم اوس درخت کے
پتے ہین جسے ان مقدس لوگون نے اپنے مبارک خونون سے سینچا ہے اور اوسی درخت کو ہم
نالایق اب سکھائے دیتے ہین - اے خالد بن ولید تمہاری روح کو خداوند کریم ہر وقت اپنے
سامنے بہشت کے پہولون سے دیدار کیے تم ہمارے بڑے غمخوار تھے - آمین - رافع آپکی ایسی
بڑہی ہوئی ہمتین دیکھکر دم بخود ہو گئے اور سانس تک نلی سمجھے کہ اگر فولاد کا آدمی بھی ہوتا تو ایسا
مضبوط نہین ہو سکتا تہا کسی مشکل اور کسی مصیبت اور کیسی ہی کڑی مین تیوری پر بل نہین آیا اور
رزم کو ہمیشہ بزم سمجھا - اوسی وقت حکم ہوا کہ ہمارے لشکر کے امراء کو بلاؤ - سب حاضر ہوے آپنے
شفقت کی آنکھ سے اونکی طرف دیکھکے فرمایا - رافع طائی کہتا ہے کہ مین تمہین موت کے منہ مین
لئے جاتا ہون خیر تم یہ تو کرو کہ اتنا پانی اپنے ساتھ لیلو جو تمہین پانچ دن کے لئے کافی ہو اور
اونٹون کو خوب مکرر سہ کر پانی پلا لو - حسب الحکم چہاگلون اور مشکیزون مین خوب پانی بھر لیا گیا

اور تھوڑی تھوڑی دیر کا وقفہ دیکر اونٹون کو بھی کئی دفعہ پانی پلا لیا۔ جانورون کے پیرون پر خوب موٹے موٹے
کپڑے لپیٹ دئیے تاکہ راہ کی تکالیف سے نہ ہٹین۔ لشکر کا پورا پورا انتظام جہان تک ہو سکا
کر کے خالد اوسی راہ سے روانہ ہوے اور رافع بن عمیرہ طائی کو اپنے ساتھ لیا کیونکہ یہی راہ جلدی
پہونچنے کی تھی اور راستے پھیر پھار کے اور دیر طلب تھے۔ سب کے آگے آگے جناب خالد اور
رافع تھے اور پیچھے پیچھے اونکے لشکر چلا جاتا تھا۔ چار شبانہ روز برابر چلے گئے۔ پانچوین دن جب علمین کے
قریب پہونچے تو رافع نے لوگون سے کہا کہ تم آگے اور داہنے بائین دور تک جا کے تلاش کرو کہ کہین
عوسج کا درخت بھی نظر آتا ہے یا نہین۔ لوگ دور دور تک دیکھہ آئے مگر اوس درخت کا پتا نہ لگا آخر
رافع سے آکے کہدیا کہ عوسج کا تو یہان نام و نشان بھی نہین ہے۔ یہ سنتے ہی رافع کا رنگ فق ہو گیا
اور بولے ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ افسوس ہم سب مارے گئے اب ہماری زندگی کی امید
نہین۔ مین نے پہلے ہی تمہین سمجھایا تھا کہ اس راہ مین گذر نہین ہو سکتی۔ اسی ہاے توبہ مین پھر تھوڑی
دور اور آگے بڑھے۔ رافع نے پھر تلاش کرائی تو خدا نے اپنا فضل کیا اور وہ درخت
نظر پڑا۔ لوگون نے تکبیر کے نعرے بلند کئے۔ رافع نے کہا۔ اسکی جڑ کے قریب کھودو۔ ایک گز
بھر عمیق گڑھا کھودا تھا کہ چشمہ پانی کا نکل آیا اور لشکریون اور جانورون نے خوب سیر ہو کے پی لیا اور
مشکیزے اور چھاگلین بھر لین۔ تھوڑی ہی دور آگے بڑھے تھے کہ مقام سوی مین پہونچ گئے
یہی بہراء کے رہنے کی جگہہ تھی۔ لوگ یہان کے بیٹھے ہوے غفلت مین شرابین پی رہے تھے
اور گانا ہوتا تھا۔ مسلمانون نے اون پر حملہ کیا۔ اونکے گوڑے اور اونکے سردار حرقوص بن نعمان
بہرانی کو قتل کر کے اونکا مال اسباب لوٹ لیا۔ یہان سے جو آگے بڑھے تو ارک اور تدمر والون نے
خالد سے صلح کر لی۔ آگے جا کے قریتین والون سے مقابلہ ہوا۔ لشکر اسلام نے اونہین شکست دیکر
لوٹ لیا۔ پھر حوارین مین پہونچے وہان بھی یہی حال ہوا۔ وہان سے عصر کے وقت جو روانہ ہوے

تو دوسرے دن ظہر کے قریب قصیم مین وارد ہوے یہان بنی مشجعہ رہتے تہے جو قبیلہ قضاعہ کی ایک شاخ تہے - اونہون نے بہی جناب خالد سے صلح کرکے اپنا پیچہا چہوڑایا - پہر مرج رہط مین پہونچکے قوم غسان کو قتل و قید کیا - وہین سے تہوڑا سا لشکر کنیسہ غوطہ کی جانب روانہ کیا گیا جو وہان کے مردون کو قتل کرکے بچون اور عورتون کو قید کر لایا - اوس جگہہ سے کوچ کرکے بصریٰ پہونچے - یہ شام کا پہلا شہر تہا جسے جناب سیف اللہ نے فتح کرلیا - یہان مال غنیمت تقسیم کرکے خمس مدینہ بہیجا اور ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳ھ کے اخیر سنیچر کو سب کے پاس یرموک پہونچگئے -

یرموک کی لڑائی

جسدن حضرت سیف اللہ یرموک مین وارد ہوے اوسی دن بطریق ماہان اپنے ساتہہ شماسہ اور قیسون اور رہبانون کو لئے ہوے رومی لشکر سے آملا - سر شام ہی سے جناب خالد نے جنگ کی تیاریان شروع کردین صبح ہوتے ہوتے لشکر مرتب اور ہر ایک سردار اور سپاہی تیار ولیس اپنی اپنی جگہہ کہڑا تہا اور جانتا تہا کہ مین ہی اس لڑائی کے سارے نشیب و فراز کا ذمہ دار ہون جناب سیف اللہ نامدار اور دیگر امراے لشکر نے آگے بڑہکے اپنے اپنے مقابل پر وار کیا جو تہا یہ سمجہکے ہتیار چلاتا تہا کہ میری قسمت مین جو لکہا ہو آج ہی پورا ہوجاے - جی کہول کہول کے طرفین کے جوان باز لڑرہے تہے - لشکر روم اپنے مذہبی پیشواؤن کے اوکسانے سے اگر ایک قدم آگے بڑہتا تہا تو مسلمان جناب خالد کے نعرۂ اللہ اکبر سے رومیون کو دس قدم پیچہے کردیتے تہے - قصہ مختصر سب سے پہلے سیف اللہ نے اپنے مقابل ماہان کو بدحواس کرکے لوکدم بہگادیا - پہر اور رومی افسرون کے پانون یکے بعد دیگرے اوکہڑنے لگے تہوڑی دیر مین جو دیکہتے ہین تو میدان جنگ دشمنون کے لشکر سے بالکل خالی تہا کسی جگہہ دوا کو بہی کوئی رومی نظر نہ آتا تہا - دو لاکہہ چالیس ہزار رومی لڑنے آے اون مین سے بہت سے تو مارے گئے اور بہت سے واقوصہ کے چشمہ مین

ڈوب مرے اور اکثرون نے خندق مین گر گر کے جانین گنوائین - رومیون کے نامی نامی سردار اور سپہ سالار اور مشہور مشہور ارکین سلطنت چن چن کے قتل کیئے گئے اونہین مین ہرقل کا بہائی تدارق بہی شامل تہا - قدرے قلیل حصہ لشکر کا جان بچا کے مرتا کہپتا ہرقل کے پاس پہونچا جو لڑائی کے انتظام کے لیئے حمص مین آگیا تہا - اوس نے لشکر کی جو یہ پریشانی اور بدحواسی دیکہی تو حمص کے محلون مین بیٹہے بیٹہے لرز گیا اور وہان سے نکلکے دوسرے شہر مین پناہ لی - اور حکم دیا کہ فوراً حمص و دمشق کی قلعہ بندی کی جاے -

اس لڑائی مین لشکر اسلام کی تعداد چہیالیس ہزار تہی - تفصیل اونکی یہ ہے کہ مدینہ سے شام پر حملہ کرنیکے لیئے ابوبکر صدیق نے پہلے ستائیس ہزار آدمی مختلف امراء کے ساتہہ بہیجے تہے پہر عراق سے دس ہزار غازی جناب سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتہہ آئے - تین ہزار سپاہی وہ تہے جو ابن سعید کے چلے جانیکے بعد باقی رہگئے تہے - اور عکرمہ بن ابی جہل کے ہمراہی چہہ ہزار تہے - یہ لڑائی جمادی الاول ۱۳ھ مین ہوئی اس سے پہلے ایسی شدومد سے کوئی لڑائی نہین ہوئی نہ ایسی تیاری کبہی رومیون نے کی تہی نہ عربون نے - رومیون نے اپنے لشکر کو تقسیم کر کے ہر حصہ کا نام کردوس رکہا تہا اونکی دیکہا دیکہی ابن سعید نے بہی اپنے لشکر کے حصہ کرڈالے اور اونکا نام کردوس رکہا ہر کردوس مین ہزار ہزار آدمی تہے - ہر ایک کا امیر بہی جدا جدا مقرر کیا گیا تہا - لڑائی ایسی خوفناک حالت مین گرما گرمی کے ساتہہ جاری تہی کہ مدینہ کا قاصد ابوبکر کی وفات اور فاروق اعظم کی خلافت اور خالد بن الولید کی معزولی کی خبر لیکر آیا - جناب سیف اللہ نے اوسے چہپا ڈالا اور ان خبرون کو اوسوقت تک نہ مشتہر ہونے دیا جب تک کہ مسلمان اچہی طرح جیت نہ گئے - آج کے دن کون ایسا مسلمان ہے جو اپنی معزولی اور تنزلی کی خبر سنکے پہر بہی اسلام پر سر کٹاے جاے - ورنہ اسوقت خالد کے ہاتہہ مین تہا کہ چہیالیس ہزار مسلمانون کا قلع و قمع کرا دیتے

اور اسلام کی چارون طرف بہہ ہو جاتی اور ایسا دہچکا بیٹھتا کہ پہر کسی کے بوتے پر پنپنا ممکن ہی نہ تہا مگر اوس خدا کے شیر کے کان پر جون ہی نہین رینگی اور حکومت اسلام سے اپنی عزیزیون کا انعام تنزلی اور ذلت پا کے ویسے ہی اپنا خون اور پانی ایک کیئے گیا مسلمانون کو کامل فتح دلوا کے سپہ سالاری ابوعبیدہ بن الجراح کو دیدی اور چپکے سے عام سپاہیون کی طرح اوسی لشکر مین ملگیا جسکا کہ پہلے معزز سپہ سالار تہا۔ پہر بہی خیرخواہی کا پہلا جوش ذرا کم نہوا۔ کیون مسلمان بہائیو۔ کیا تم مین اب بہی اسلام کی خیرخواہی اسی درجہ پر ہے اگر ہے تو خدا مبارک رکہے ہم اپنے مین تو یہ بات ہزارون کوس تک نہین پاتے اور سمجہے ہین کہ مادر گیتی نے ایک ہی بچہ خالد سا جنا تہا

یہ لڑائی ہو ہی رہی تہی اور مدینہ کا قاصد دوڑا دوڑا ہانپتا خبرین لیکر آچکا تہا کہ رومیون کے لشکر سے نکلکے جرجہ حضرت سیف اللہ کے پاس آے اور حقیقت اسلام آپ سے دریافت کی ان دونون بزرگوارون کی گفتگو کے لیے لڑائی بند کردی گئی تہی اور دونون لشکر خاموش کہڑے ہوے دونون کا منہ تک رہے تہے۔ وہ گفتگو یہ ہے۔

حضرت جرجہ۔ خالد مجہے امید ہے کہ تم جو کچہہ مجہے کہوگے سچ کہوگے۔

حضرت خالد۔ ہمارے مذہب مین جہوٹ کے برابر کوئی گناہ نہین۔ خدا جہوٹے پر لعنت کرتا ہے۔

حضرت جرجہ۔ تو مہربانی کرکے مجہے یہ بتا دیجئے کہ کیا تمہارے نبی کے پاس آسمان سے کوئی تلوار اوتری تہی جو اب تمہارے پاس ہے جسکی برکت سے تم ہمیشہ کامیاب ہوتے ہو۔ ہمنے آج تک تمہین کسی لڑائی مین بہاگتے اور شکست کہاتے ہی نہین سنا۔

جناب خالد۔ نہین نہین یہ بات نہین ہے نہ ہمارے نبی کو خدا نے کوئی تلوار دی نہ رسول اللہ سے کوئی تلوار مجہے پہونچی یہ جو کچہہ ہے خدا کی عنایت ہے اور سچے دین

اسلام کی برکت ہے۔

حضرت جرجہ - پھر لوگ تمہین سیف اللہ کیون کہتے ہین اور تم ہمیشہ کامیاب کیون ہوتے ہو آخر اسکابہی تو کوئی سبب ہوگا۔

جناب خالد - اللہ جل شانہ نے ہمارے پاس اپنا پیارا نبی بہیجا پہلے تو مین نے اوسکی تصدیق نہین کی مدتون اوسے جھٹلاتا رہا جب رحمت الٰہی میرے شامل حال ہوئی اور مین مسلمان ہوکے اوسکا مطیع ہوگیا اور اوسکی خدمتگذاری مین رہنے لگا تو اوسنے میرے مزاج مین جنگجوئی دیکھکے مجہے سیف اللہ کا خطاب مرحمت فرمایا اور میرے لیئے خدا سے دعا کی کہ یا اللہ خالد کو ہمیشہ منظفر ومنصور کیجو۔ پس یہ اوس زبان پاک کی دعا کا اثر ہے ورنہ من آنم کہ من میدانم۔

حضرت جرجہ - تم ہم لوگون سے لڑنے کیون آئے ہو۔

جناب خالد - تم لوگ خدا کو بہول گئے ہو اور اوسکے نبی کی تکذیب کرتے ہو یا تو مسلمان ہوجاؤ۔ یا ہمارے مطیع ہوکے جزیہ دیا کرو۔ اور اگر ان دونون باتون مین ایک بہی منظور نہین تو ہم سے لڑو۔

حضرت جرجہ - جو شخص مسلمان ہوجاتا ہے اوس سے تم کیسا برتاؤ کرتے ہو۔

جناب خالد - ہم اوس سے ایسا سلوک کرتے ہین جیسے کہ اپنے پیارے سگے بہائی سے کرتے ہین ہمارے مذہب نے کسی کو کسی پر فضیلت نہین دی ہے اور امیر و غریب ہمارے ہان یکسان ہین۔

حضرت جرجہ - کیا مسلمان ہوکے میرا اور تمہارا ایک سا درجہ ہوجائیگا اور اگر مین بہی اسلام کی خیرخواہی کرنے لگون تو تمہاری برابر مجہے بہی اجر ملیگا۔

جناب خالد - بیشک۔ خدا بخیل نہین ہے نہ اوسکی بارگاہ عالی مین کسی چیز کی

لکھی ہے۔ جو شخص صدق دل اور نیک نیتی سے مسلمان ہو جائیگا اوسکا درجہ مجھ سے افضل
سے ہے۔ اوسکو اللہ دین و دنیا مین عزت بہی دیگا۔ اے جرجہ جس مذہب پر تم ہو وہ باطل ہے اور
اسلام ایک سچا اور پاک اور صاف مذہب ہے اسی کے قبول کرنے سے نجات ابدی ملتی ہے
خالد کے جوابون سے جرجہ کا دل بہر آیا اور خدا نے اوسکی چشم بصیرت کہولدی۔ وہ
صدق دل سے مسلمان ہو گیا۔ خالد نے اوسے غسل کرا کے دو رکعت نماز پڑہائی۔ اور اپنے ساتھ
لیکر لڑائی کو نکلے۔ پہلے حملہ مین رومیون نے مسلمانون کو اوس مورچہ سے ہٹا دیا جسطرف عکرمہ
بن ابی جہل اور اونکے چچا حرث بن ہشام تہے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانون کی جو
یہ حالت دیکھی تو کف افسوس ملکے فرمایا کہ اے مسلمانو۔ تم آنحضرت صلعم کے روبرو تو تمام عمر
لڑتے رہے اور کبھی ایک قدم پیچھے نہ رکھا اب اونکے بعد پیچھے ہٹ کے کیا اسلام کو ڈبو دوگے
آج مین دیکھہ رہا ہون کہ دشمنان خدا کے سامنے تمہارے پیر پیچھے ہٹتے چلے جاتے ہین۔ تم نے
یہ بہی سوچ رکھا ہے کہ خدا و رسول کو جا کے کیا منہ دکہلاؤ گے پہر باآواز بلند پکاری من یبایع الموت
یعنی کون شخص اس بات پر بیعت کرتا ہے کہ مر کر جنگ کے میدان سے ہٹے یا مظفر و منصور ہو کر
حضرت عکرمہ کی یہ باتین سنکر ضرار بن الازور اور حرث بن ہشام نے معہ چار سو نامی نامی اور چیدہ
و منتخب جنگ آورون کے اس بات پر حلف اوٹہایا کہ جان دیدینگے مگر میدان جنگ سے ایک
قدم پیچھے نہ ہٹائینگے۔ اور سب کے سب ایک ساتھہ اللہ اکبر کہتے ہوے تلوارین لئے رومیون
کے لشکر مین گہس پڑے۔ اوسوقت عجیب حالت تہی۔ آندہی کے آمون کی طرح سر گر رہے تہے
اور ایک طوفان بپا تہا کسی کو تن بدن کی خبر نہ تہی خون کے دریا جاری تہے۔ بہت سے زخمی
ہو کر بیکار ہو گئے اور بہت سے شہید اور قتل ہوے۔ خالد اور جرجہ پہلو بہ پہلو رات تک لڑتے
رہے۔ اوسدن مسلمان سپاہیون نے ظہر اور عصر کی نمازین اشارون سے پڑہین مغرب کی

نماز کے وقت مسلمانون نے دیکھا کہ رومی تنگ آکے بہاگنے کی فکر مین ہین پس ادہراودہر ہٹکے اونکو راستہ دیدیا جس سے بہت سے سوار جان بچی لاکھون پائے پر عمل کرکے بہاگے اور پیادے جو باقی رہگئے تہے وہ طعمۂ تیغ اجل ہوے۔ علاوہ معرکہ جنگ کے اوسدن بارہ ہزار رومی بہاگتے ہین مارے گئے۔ بہت سے سردار اونکے گرفتار ہوے۔ دوسرے دن سب قیدیون کی گردن ماردی گئی۔ فتح کے بعد خالد تدارق کے خیمہ مین داخل ہوے۔ عکرمہ بن ابوجہل اور اونکے صاحبزادہ کو لوگ حالت جراحت مین میدان مصاف سے اوٹھالاے۔ جناب سیف اللہ نے حضرت عکرمہ کا سر مبارک اپنے زانو پر رکھا اور چند قطرے پانی کے اونکے منہ مین ٹپکاے عکرمہ کلمہ شہادت پڑہتے ہوے جنت کو سدہارے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
اس لڑائی مین عکرمہ اور اونکے صاحبزادہ اور تین ہزار مسلمان شہید ہوے۔

روایت ہے کہ جرجہ کے مسلمان ہوجانے سے رومی لشکر مین بڑی کہلبلی پڑگئی تہی۔ اور کوئی ایسا نہ تہا جو متزلزل نہ ہوگیا ہو اس سے رومیون کی ہمتین ٹوٹ گئین اور پہر اونکی ہوا نہ بندہی آخر سخت ذلت کے ساتہہ منہزم ہوے۔

بعض ارباب سیر فرماتے ہین کہ جب مسلمان بصری کو گہیرے پڑے تہے تو وہین حضرت خالد عراق سے آکر اونمین ملگئے اور بصری والون نے جزیہ دینا منظور کرکے خالد ہی سے صلح کی تہی۔ وہان سے لشکر اسلام عمرو بن العاص کی کمک کو فلسطین روانہ ہوا۔ اس زمانہ مین عمرو بن العاص غور مین اور رومیون کا لشکر جلق مین ہرقل کے بہائی تدارق کے ساتہہ پڑا ہوا تہا۔ جلق سے رومی اہلہ کے پاس اجنادین مین آگئے۔ غور سے مسلمانون نے حملہ کرکے بڑی کوشش وہمت و خونریزی سے اونکو ہٹادیا۔ یہ ماجرا وسط جمادی الاول کا ہے۔ اسی جنگ مین تدارق کام آیا۔ ہرقل یہان سے بہاگا تہا کہ اثنا سے راہ مین یرموک کے متصل

تھا تو صہ مین اوس سے اور مسلمانون سے سامنا ہوگیا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ اجنادین کے بعد ماہ رجب مین یرموک کی لڑائی ہوئی ہے۔اور مسلمانون کے پاس جناب صدیق اکبر کی وفات کی خبر اوسوقت پہونچی ہے جبکہ جمادی الثانی کے آٹھہ دن باقی تھے۔

ہم پہلے لکھہ چکے ہین کہ شام کے فتح کرنیکو چھیالیس ہزار مسلمان مامور تھے منجملہ اونکے ایک ہزار مہاجر و انصار تھے جنہین صحبت بابرکت نبوی مین تعلیم ملی تھی۔اونہین مین سو صحابی ایسے تھے جو جنگ بدر مین شریک تھے۔چھیالیس ہزار مسلمانون سے لڑنے کو دو لاکھہ چالیس ہزار رومی اکٹھا تھے اور ہرقل کا بھائی ساری فوج کا سپہ سالار تھا جسکے ماتحت سینکڑون نامی منتخب اور مشہور تجربہ کار سردار کام کرتے تھے۔ایک مہینہ پہلے سے بطریقون۔رہبانون۔قسیسون اور پادریون نے وعظ و نصایح سے رومیون کو اوبھارنا اور مرد بنانا شروع کیا تھا۔ہزارون ترکیبون اور لاکھون جتن سے اونکو اوکساتے تھے۔کبھی تو مسلمانون کے کٹر پنے اور ظلم و ستم کو اسطرح بیان کرتے کہ سننے والون کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے اور مسلمانون کی شکل و صفات اونہین جنگلی درندون کی سی جچ جاتی تہین اور کبھی یہ سمجھایا جاتا تھا کہ بھائیو۔ظالم اور بیرحم مسلمان تمہاری عورتون اور کنواری نوجوانون کو بیحرمت کرینگے لڑکون کو مارڈالینگے اور لڑکیون کو اپنی ہوائے نفسانی کے فرو کرنیکے لیئے زندہ رکھینگے۔غرضکہ انواع و اقسام کی مصیبتین خیالی اور وہمی بنائی جاتی تہین اور مسلمانون سے لوگون کو خواہ مخواہ نفرت دلائی جاتی تہی۔غرض صرف یہ تہی کہ ہمین اپنے فسق و فجور اور فواحش پر قایم رہنے دو۔اسپر طرہ یہ تھا کہ ہم تمہاری رعیت بھی نہین بننا چاہتے اگر نالایق اور بدکار ہین تو رہنے دو تم کو کیا۔یہانتک کہ بطریق اعظم انجیل کو اطلس کے غلاف مین لپیٹے صلیبی نشان کے تلے بیچا بیچ لشکر مین کھڑا تھا اور پکار پکار کے کہتا تھا کہ بھائیو۔دین تمہارا ہاتھہ سے جاتا ہے اوسکے لیئے لڑو اور جان دو۔جناب سیف اللہ نے

اوسطرف کا جو یہ ڈھنگ دیکھا تو اپنے لشکر کو ترتیب سے کھڑا کردیا۔ ہر ایک سردار کو موقع موقع سے جما کے قاریان لشکر کو حکم دیا کہ باآواز بلند سورہ انفال پڑھنا شروع کردو اور مہاجرین وانصار کو اپنے گرد لیکے فرمایا کہ آمین کہو اور یہ دعا کی کہ اے کس بیکسان۔ واے فریادرس درماندگان۔ تو پروردگار عالم ہے یہ تیرے وہ خاص بندے ہین جنہون نے تیرے نبی صلعم کا ساتھ بڑی بڑی مشکلون مین دیا ہے اسوقت انکے دشمن ان سے دولاکھ زیادہ ہین۔ صدقہ اپنی خدائی کا انہین تلف ہونے سے محفوظ رکھہ یہ تیری خوشنودی کے لیئے تیرے پیارے نبی کے معاون ومددگار رہے ہین تو اسوقت انکی مدد کر انہون نے تیرے سچے دین کی خاطر اپنے جورو۔ بچے۔ گھربار کو چھوڑا ہے تو انکو نہ چھوڑ۔ اے ارحم الراحمین۔ ہماری یہ درخواست تجھسے نہین ہے کہ ہماری عزت رکھہ بلکہ ہم گڑگڑا کے یہ التماس کرتے ہین کہ اپنے سچے دین اور اپنے پیارے نبی کی عزت رکھلے۔ ہماری یہ استدعا نہین ہے کہ تو ہماری مدد کر بلکہ اپنے دین کی مدد کرکے اوسے مظفر ومنصور کردے۔ اے عاجزون کے چارہ ساز تو مجیب الدعوات ہے ہم عاجزون کی سنلے اور اپنے دین کو کافرون کے ہاتھون سے ذلیل وخوار ہونے سے بچالے۔ جناب خالد نے باسوز وگداز یہ دعا کی اور مہاجرین وانصار نے رورو کے آمین کہی۔ فتح نے رکاب سیف اللہ کو چوم کے عرض کی کہ حاضر ہون۔ حضرت خالد نے لشکر کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا کہ اے مسلمانو۔ آج کا دن تمہاری آزمائش کا ہے۔ یہ دن فخر کرنے اور ریا کو دخل دینے کا نہین ہے۔ چاہیئے کہ آج جو کرو خالص اللہ ہی کے لیئے کرنا۔ تم لوگ آج اپنی شجاعت اور دلیری اور نیک کامون سے خدا کو راضی کردو۔ یاد رکھو۔ یہ وہ وقت ہے کہ اگر مارے گئے تو سید ہے جنت مین چلے جاؤگے کوئی یہ بھی تم سے نہ پوچھیگا کہ تمہارے منہ مین کے دانت ہین اور جو دشمنان خدا پر غالب آئے تو غازی کہلاؤگے۔ میرے کہنے کی کیا ضرورت ہے

تمہین خود یاد ہوگا کہ سرورکائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ فرمایا کرتے تہے کہ جنت تلوارون کے سایہ کے تلے ہے۔ اگر تم لوگون کو جنت لینا اور خدا و رسول خدا کو خوش کرنا ہے تو دین کی حمایت مین جانین دو۔ قومی سلطنت پر قربان ہوجاؤ۔ اسلام کی عزت قایم کرنیکے لیئے لڑو۔ شاید لغیر لڑے بہڑے ہی تمہاری موت جلد آجاے اس زندگی کا کیا اعتبار اور تم گہر بیٹہے ہی بیٹہے مرجاؤ تو پہر یہ موقع کہان ملیگا جسمین مرنے اور فتح پانے دونون کا نتیجہ نجات اخروی ہے۔ بہائیو۔ اپنے بہادری کے جوہر دکہلاؤ اور تاریخ کے صفحون پر اپنے نام آب زر سے لکہوالو پچہلی نسلین تمہارے نامون سے عزت حاصل کیا کرینگی۔ سنلو۔ کہ ذلت کی حالت مین بستر پر مرنا اچہا نہین اور اللہ کی راہ مین سر میدان سر کٹانا اوس سے بدرجہا بہتر ہے۔ اگر خون آلودہ کپڑون مین یہین دفن کردیئے جاؤگے تو وہی کپڑے قیامت کے دن گواہی دینگے کہ یہ شخص خدا کی راہ مین اپنی قومی حمایت اور اسلام کی عزت کے لیئے لڑتے لڑتے مرا ہے اس نے خدا کی راہ مین جان تک دیدینے سے دریغ نہین کیا پہر تم سے کسی بات کی پرسش نہوگی اور جنت تمہاری ہے۔ بہائیو۔ آج خدا نے تمہارے لیئے جنت کے دروازے کہولدیئے ہین۔ حورین تمہارے اشتیاق مین چشم تمنا بنی ہوئی آغوش کہولے کہڑی ہین۔ رضوان استقبال کو حاضر ہے۔ ادہر آنکہہ بند ہوئی اور پہلا قدم بہشت مین سمجہو۔ کہانکے منکر نکیر اور کیسا حساب کتاب۔ خدا کے گہر کے مالک تم ہو۔ یہ بات میری گانٹہہ مین باندہلو کہ یہان سے تم جان بچا کے بہاگ نہین سکتے۔ مصرعہ۔ این خیال است و محال است و جنون۔ مدینہ یہان سے دور ہے اگر تم نے بہاگنے سے جی لگایا تو ادہر یہ دو لاکہہ چالیس ہزار دشمن جو تمہارے سامنے کہڑے دانت پیس رہے ہین تمکو کچا چبا جاینگے مدینہ تک پہونچ کیسے سکتے ہو۔ اور ادہر اگر پہلا قدم تمنے پیچہے رکہا تو دوسرا دوزخ مین ہوگا۔ غرضکہ آج بہشت یا دوزخ

یہی دو مفر یا مقر تمہارے لئے رہگئے ہین اور سب دروازے خدا نے تمہارے لئے بند
کردئیے ہین ان دونون مین سے جسے چاہو پسند کرلو۔ تمہاری نیکبختی اور سعادتمندی سے مجھے
امید ہے کہ تم بہشت کے پسند کرنیوالے ہو۔ دیکھو وہ خدا کی رحمت تمپر نازل ہوا چاہتی ہے۔
بیشک خدا کی عنایت سے تمہاری ہی فتح ہوگی۔ ثابت قدمی اور نیک نیتی سے اوسکی
راہ مین کوشش کرو۔ سمجھلو کہ اب دنیا نے تمہین چھوڑ دیا پھر تم بھی ایسی مکارہ کو لات مارو اور
بیعزتی کے ساتھہ کفار کے ہاتھون سے مارا جانا گوارا نہ کرو۔ یہ دہبہ ہمیشہ کے لئے تمہارے
نامون پر لگا رہجائیگا اور کاغذ کے صفحے قیامت تک تمہاری نامون سے سیاہ رہین گے بسم اللہ
کرکے زاد آخرت اپنے لئے تیار کرو اور لڑکر شہید ہو پھر خدا کے نزدیک تم سے زیادہ پیارا کوئی
نہوگا۔ اگر لڑنے مین تم نے ذرا بھی کور کسر رکھی تو رحمت خدا تم سے دور ہوجائیگی پھر خدا اور اوسکے
رسول اور اوس رسول کے خلیفہ کو منہ دکہانے کے قابل نہ رہوگے۔ بس چلو۔ چلو اور آگے
بڑہو اپنی مرادین حاصل کرنیکی تدبیرون مین لگو۔ دیکھو دیکھو۔ سنبھلنا۔ وہ دشمنان خدا نے تمہاری
طرف بڑہنے کا ارادہ کیا ہے اونکے حملے سے پہلے تم اون پر ٹوٹ پڑو۔ بھائیو۔ اگر تم نے اونہین
کھدیڑ کے خندق کی طرف بھگا دیا تو پھر کیا ہے اونہین شکست ہوگئی اور تم کامیاب ہوے آئین
ہے کیا۔ ذرا سی تو بات ہے۔ آگے بڑہو کھڑے کیا دیکھتے ہو۔ ایک ایک قدم پر ہزار ہزار نیکیان
فرشتے تمہارے نامۂ اعمال مین لکھہ رہے ہین اور ہزار ہزار بدیون پر قلم پھر رہا ہے جنت ادہر ہی
تو ہے۔ ایسا غضب نہ کرنا کہ پیچھے مڑکے بھی دیکھو۔ دوزخ جوش مار رہی ہے جسکا ایندہن انسان
اور پتھر ہین۔ چلو چلو۔ میرے ساتھہ چلے آؤ اور جو کچھہ خدا سے لینا ہے آج ہی لیلو کل کا جھگڑا کون
رکھے۔ ان پر اثر اور پر معنی باتون نے مسلمانون کو آپے مین نہ رکھا سب کے سب ہلگئے اور جناب
خالد تلوار تان کے جو آگے بڑہے تو سارا لشکر "اللہ اکبر" کے نعرے مارتا ہوا آگے کو چل پڑا۔

یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک بحرِ ذخار ہے جو امڈا چلا آتا ہے اور کسی طرح رکنے والا نہین جو اوسکی رو مین آجائیگا غرق ہوجائیگا۔ خالد نامدار نے عکرمہ بن ابی جہل اور قعقاع بن عمرو کو اور بھی زیادہ تیز کرنے کے لیے للکارا۔ اون دونون صاحبون نے سب سے آگے بڑہکے صفین کی صفین اولٹ دین غضب کا سمندر کا طوفان تھا جسکی موجین لہرین لے لیکے جسے چاہتی تہین لیے چلی جاتی تہین۔ رومیون نے جو دیکھا کہ مسلمان بہت بڑہے چلے آتے ہین تو تیرون کا مینہ برسانے لگے مگر اوس بارش نے دریاے اسلام کی حرکت کو اور جوش و خروش پر کردیا۔ اونکا بڑہنا رک نہ سکا۔ پھر تلوار اور نیزے لے لیکے پل پڑے۔ لڑائی نہایت صفائی اور تیزی سے ہونے لگی۔ ہر لشکر اس پر اڑا ہوا تھا کہ کوشش کرکے اپنے مخالف کو پسپا کردون۔ اسی ہنگامہ رستخیز مین مدینہ سے محمیہ بن زنیم آے اور خالد نامدار کے پہلو مین کھڑے ہوکے آہستہ سے کہا کہ صدیق اکبر نے ہمین چھوڑدیا اور فاروق اعظم خلیفہ ہوے۔ آپ معزول ہین۔ ہمارے شیر نے فرمایا کہ خاموش۔ یہ وقت اس خبر کے مشتہر کرنیکا نہین ہے تم منہ چھپا کے ایسی جگہہ دبک رہو جہان تم سے کوئی مل نہ سکے۔ خبردار یہ بہنک بھی کسی کے کان تک نہ پہونچے۔ اتنا کہا اور پھر بے تیور بدلے اوسی عہد خلافت کی خیرخواہی مین مصروف ہوگئے جسنے اونکا تنزل کیا تہا۔ باقی اس لڑائی کا حال بہت سا آپ کو اوپر معلوم ہوچکا ہے۔

جناب واقدی علیہ الرحمہ کا بیان حملہ شام کی بابت

جناب واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جب حضور انور محبوب رب اکبر صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے مدینہ طیبہ مین رونق افروز ہوے تو چھبیس ۲۶ ماہ صفر کو ایک لشکر اجلہ مہاجرین و انصار کا مرتب فرمایا اور اپنے مبارک ہاتھون سے ایک نشان تیار کرکے جناب اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو

مرحمت کرکے ارشاد کیا کہ اے اسامہ۔ اس اللہ کے لشکر کیساتھہ تسخیر بلاد شام و انتقام اعداے نافرجام پر کمر ہمت چست باندہو مگر حضور انور کی علالت اور وفات کے باعث سے یہ لشکر روانہ نہو سکا جب توفیق آسمانی اور مومنین کے اتفاق و اجماع سے جناب صدیق اکبر مسندآراے خلافت ہوے تو آپنے حضرت اسامہ کو شام کی طرف بہیجا۔ جناب اسامہ منزلین طے کرتے ہوے قوم جہینہ پر پہونچے۔ وہان ایک جاسوس کی زبانی معلوم ہوا کہ دشمنون کا لشکر موضع انبارین غافل پڑا ہے جناب اسامہ نے اون پر شبخون مار کے اونہین درہم برہم کردیا اور چالیس یا ستر دن کے بعد مظفر و منصور مدینہ واپس آگئے۔ اونکے آجانیکے بعد جناب صدیق اکبر نے فوراً تسخیر شام کا ارادہ مصمم کرلیا اور اطراف و جوانب سے مجاہدین جان نثار اور غازیان نصرت شعار کو طلب فرمایا۔

ممالک شام کی تسخیر کے لیے لشکر اسلام کی روانگی

جب سپاہ تیار ہوچکی اور سامان جنگ لیس ہوگیا تو امیر المومنین خلیفہ سید المرسلین جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ نے جناب عمر فاروق۔ عثمان بن عفان۔ علی مرتضی وغیرہ اکابر اصحاب کو اپنے ساتھہ لیا اور مدینہ منورہ سے باہر تشریف لاے اور ایک ہزار سوارون کی سرداری کا نشان یزید بن ابی سفیان کو دیا اور ایک ہی ہزار سوار ربیعہ بن عامر کو دیکے فرمایا کہ تم یزید بن ابی سفیان کے ماتحت ہو۔ یزید بن ابی سفیان سے ارشاد ہوا کہ ای ابن ابی سفیان ربیعہ بڑے بہادر اور عزت والے ہین انکا ہر وقت خیال رکہنا اور کوئی کام بغیر انکے مشورہ کے نکرنا اور لشکر مین سب سے آگے انہین کو رکہنا۔ اب غازیان اسلام اور دلیران خوش انجام نے ہتیار سنبہالے۔ کمرین کسین اور گہوڑون پر سوار ہوکر ایک بیخودی کے جوش مین وادی قری کی راہ سے تبوک کا قصد کیا۔

جب ہرقل شاہ روم کو یہ خبر پہونچی تو اوسنے اپنے ارکین سلطنت اور افواج کو جمع کرکے

یہ گفتگو کی کہ اسے بنی اصفر جب تک تم نے اپنے دین کو بجنسہ قائم رکھا اور صحف انجیل پر ثابت قدم رہے - نمازین پڑہتے اور زکوٰۃ دیتے رہے نیک عمل کرتے اور اچھی باتون کا مشورہ لوگون کو دیتے رہے نیک صحبت رکہتے - برائیان نہ خود کرتے نہ دوسرون کو کرنے دیتے اور اللہ کی باندہی ہوئی حدون مین رہا کرتے تہے تو اوسی کی برکت سے تمہارے دشمن خوار اور ذلیل اور مغلوب ہوتے تہے - پہر جب تمنے خدا کے حکمون سے منہ موڑا اور اپنے پروردگار کی نافرمانی کرنے لگے تو اقبال نے تمہاری طرف اپنی پیٹہہ کرلی - ادبار نے تمہارا پیچہا لیا اور خدا نے تمہاری گوشمالی کو وہ قوم متعین کی جس سے زیادہ ضعیف دنیا مین آج کوئی قوم نہین - لوگو - رسول عربی کے خلیفہ نے انہین تمہارے ملک مین اسلیے بہیجا ہے کہ وہ تمہین کان پکڑ کے تمہارے ملک سے بدر کردین - اب کہو تمہاری کیا رای ہے چور کی ڈاڑہی مین تنکا - ہمین تو کچہہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہرقل اس چودہوین صدی کے مسلمانون پر یہ پہبتیان اوڑا رہا ہے - ہمین تو وہ روشن ضمیر معلوم ہوتا ہے - دیکہتا بہائی مسلمانو - کہین یہ تمہارے اوصاف حمیدہ اور صفات پسندیدہ نہون - بہت پوچہا کرتے ہو کہ اسلام کے تنزل کے اسباب کیا ہین -

خوب سمجہلو جو خدا کا فرمانبردار ہوتا ہے اوسکے حکم سے کوئی سر نہین پہیر سکتا

لوگ ہرقل کی یہ باتین سنکر بالاتفاق بول اوٹہے کہ جہان پناہ آپ یہ کیا فرماتے ہین ان بہوکے ننگے عربون کی ہمارے سامنے کیا حقیقت ہے ہم ایک دہتکار مین اونہین نوک دم بہگا دینگے اور صرف یہی نہوگا بلکہ اونکا تعاقب کرکے ہم مدینہ ہو پہنچینگے اور اوسے تباہ و برباد کرکے اونکے کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دینگے - آپ ہر طرح اطمینان رکہین -

اسپر ہرقل نے اپنے پانچ نامی افسرون کو آٹہہ ہزار سوار جرار دیکر روانگی کا حکم دیا - انمین ایک لطالیق تہا - دوسرا خاص اوسکا بہائی - تیسرا اشرطیہ کا حاکم جرجیس - چوتہا لوقا - پانچوان سردار

صلیبا تہا۔

جب یہ سب کمرین باندہ کے چلنے کو تیار ہو گئے تو اونکی فتح کیواسطے نماز پڑہی گئی۔ گرجا کی خوشبوؤن کی دہونی اونکو دی۔ معمودیہ کا پانی اون پر چہڑکا گیا اور سب پادریون نے ملکر دعا مانگی کہ یا اللہ جو حق پر ہو اوسی کو فتح ملے۔ اس دعا پر ہم بہی آمین کہتے ہین۔

لشکر اسلام تین دن پہلے سے تبوک مین پہونچ چکا تہا۔ چوتہے دن صبح کو سب مسلمان شام جانے کی تیاریان کر رہے تہے کہ دشمن کی سپاہ کی آمد آمد معلوم ہوئی۔ شیران اسلام سنبہل گئے یہ ٹہیری کہ جناب ربیعہ رضی اللہ عنہ اپنے ہزار سوارون کو لیکر کمین گاہ مین پوشیدہ ہو جائین اور باقی ہزار غازی مقابلہ پر ڈٹے رہین۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جناب یزید بن ابی سفیان شمشیر برہنہ ہاتہہ مین لیکر سامنے کہڑے ہوے اور فرمایا کہ اے مسلمانو۔ تم خوب جانتے ہو کہ بارہا مسلمانون کا ایک چہوٹا سا گروہ کثرت کفار پر غالب ہوا ہے فتح اور شکست آدمیون کی کثرت اور قلت پر موقوف نہین۔ میرے بہادرو۔ قوت اور فتح اوسی گروہ کے ساتہہ ہوتی ہے جو حق پر ہو اور خدا اوسی قوم کی مدد کرتا ہے جو خدا کے کام مین مشغول ہو۔ بہائیو۔ جنت تلوارون کے سایہ کے تلے ہے۔ اتنے مین رومیون کا طلیعہ بہی قریب آگیا۔ کفار نے جو دیکہا کہ مسلمان تہوڑے سے ہین خوب بغلین بجائین اور خوشی سے اوچہلنے کودنے لگے کہ ان مٹہی بہر آدمیون کو داب مارا۔ پہر سب نے ملکر ایکدم سے لشکر اسلام پر دہاوا کر دیا۔ اصحاب رسول کریم بہی جم گئے اور دشمنان دین کو نیزون اور تلوارون پر دہر لیا۔ رومیون نے یہ معاملہ دیکہکے چارون طرف سے مسلمانون کو گہیر لیا اور سمجہے کہ اب انہین پیسے ڈالتے ہین کہان ہم آٹہہ ہزار اور کہان یہ تہوڑے سے۔ کب تک لڑینگے کہ اوسی وقت حضرت ربیعہ اپنی فوج کے ساتہہ نعرۂ اللہ اکبر مارتے ہوے کمینگاہ سے نکل آے اور درودون کی آوازون سے میدان گونج گیا۔ کفار تو اپنی فتح سمجہہ چکے تہے عین کریال مین

یہ کلمہ جو لگا تو بحلی کا ساد بیچا دل پر بیٹھہ گیا اور حواس بکھر گئے۔ مومن قوی دل ہوے۔ پہر کیا تہا فتح ہاتہہ باندہے سامنے کہڑی تہی۔ مسلمانون نے زور لگا لگا کے وہ وہ حملے کیے کہ لٹتے بکہیر دیئے زمین تلے اوپر ہونے لگی۔ اس عرصہ مین حضرت ربیعہ کی نظر بطالیق پر پڑی جو رومیون کو للکار للکار کے لڑا رہا تہا۔ سمجھے کہ یہ کوئی بڑا سردار رومیون کا ہے لپک کے ایک نیزہ مارا جو جگر کے پار ہوگیا اور بطالیق زمین پر بیجان ہو کے گر پڑا۔ رومیون کے حواس باختہ ہو گئے۔ خداوند کریم نے اپنے تابعدارون کو مظفر کیا اور بارہ سو رومی اوسی وقت مارے گئے۔ ایکسو بیس مسلمان شہید ہوے۔ جرجیس نے بہاگے ہوے رومی سپاہیون کو دم دلاسے دیکر پہر اپنی خیمہ گاہ پر روک لیا۔

جرجیس نے ایک آدمی بطور سفیر کے مسلمانون سے طلب کیا

جرجیس نے جب اپنے خیمہ مین تہوڑی دیر دم لیا اور ہوش وحواس اوسکے بجا ہوے تو ایک عیسائی عرب کو جسکا نام قلواح تہا لشکر اسلام مین یہ پیام دیکر بہیجا کہ آپ کسی عزت دار اور عقیل وفہیم شخص کو ہمارے پاس بہیجین تاکہ ہم اوس سے یہ دریافت کرین کہ مسلمان ہم سے کیون لڑنے آئے ہین اور آیا کوئی صورت صلح کی بہی نکل سکتی ہے یا نہین۔ قلواح نے لشکر اسلام مین آکے جب یہ بات بیان کی تو جناب ربیعہ وہان جانیکو مستعد ہو گئے اور مسلمانون سے کہا کہ تم کہڑے ہوے دیکہتے رہنا اگر ذرا سا بہی غل شور ادہر ہو تو فوراً حملہ کر دینا۔ اسکے بعد اوٹہے اور قلواح کے ساتہہ دشمنون کے لشکر مین پہونچے جب سردار کا خیمہ نظر آیا تو قلواح بولا کہ یہ جاے ادب ہے یہان سے گہوڑے کو چہوڑ دیجئے اور پاپیادہ چلئے۔ حضرت ربیعہ چین بجبین ہو کے بولے کہ او گستاخ۔ اپنی زبان سنبہال۔ ہم جس طرح چاہینگے چلینگے تیرے سردار کو ہزار بار غرض پڑی تہی تو ہمین بلایا تہا ہم کیا اوسکے پاس بہیک مانگنے جاتے ہین جو بیعزتی سے اوسکے سامنے حاضر ہون۔ اوسے

سو دفعہ غرض ہو تو بلاے نہین تو واپس جاتے ہین۔ جب یہ خبر جرجیس کو پہونچی تو اوسنے کہلا بھیجا
کہ اون سے زیادہ نہ او لجھو جیسے آئین آئیندو۔ غرضکہ جناب ربیعہ جرجیس کے خیمہ کے دروازہ
تک ویسے ہی گھوڑے پر سوار گئے اور در خیمہ سے اوتر کے سیدہے ہاتھہ مین ننگی تلوار اور اولٹے
ہاتھہ مین گھوڑے کی باگ تہامے ہوے معہ گھوڑے کے اندر داخل ہوے اور بیچ خیمہ مین
پہونچکے اوسی ڈہنگ سے پالتی مار کے بیٹھہ گئے۔ جرجیس بولا اے برادر عربی۔ تم نہایت
ضعیف اور کمزور تسپے سارے جہان مین عرب ایک بھوکی ننگی قوم مشہور ہے۔ تعجب ہے
کہ اب تمہین یہ جرات ہوئی کہ ہماری برابری کرتے ہو اور ہم سے لڑنے آئے ہو یہ تو بتاؤ کہ تم
چاہتے کیا ہو۔ جناب ربیعہ نے فرمایا کہ ہم تم سے چاہتے ہین کہ صدق دل سے مسلمان ہو جاؤ
یا جزیہ دینا قبول کرو یا ہم سے لڑو۔ جرجیس نے جوابدیا ہم اہل کتاب ہین تم پہلے مشرک
آتش پرستون کی طرف فارس کیون نہین گئے۔ جناب ربیعہ نے فرمایا کہ تم ہمارے پڑوسی ہو اور
خدا نے ہمکو یہی حکم دیا ہے کہ ہم اونہین کافرون سے پہلے لڑین جو ہمارے پاس رہتے ہون
جرجیس نے جوابدیا کہ اچھا ہمسے بہت سا مال اسباب لیکر اپنے گھر چلتے بنو۔ جناب ربیعہ نے
ارشاد کیا۔ ایسا نہین ہوسکتا یہان تو تین باتین ہین۔ مسلمان ہو یا جزیہ دو یا لڑو۔ جرجیس جھنجھلا
کے بولا کہ دیکھین تم ہمارا کیا کرلیتے ہو تمہاری جو درخواستین ہین اونکے ماننے سے مرنا بہتر ہے
تم ہم سے بڑے لڑنے والے نہین ہو نہ قواعد دان ہو ہمارے پاسنگ کے برابر ہی تمہارے پاس
ساز و سامان نہین۔ ہماری دلیری اور جرات زبان زد خاص و عام ہے۔ ہم بڑے شجاع۔ بڑے
بہادر۔ نہایت قوی ہین کیا تمہین نہین معلوم کہ شاہ ایران نے ہم سے لڑکے نیچا دیکھا جو ہمارے
سامنے پڑا اوسنے منہ کی کہائی۔ اچھا مین قیس صفالیہ کو بلاتا ہون وہ زبردست عالم اور بڑا فصیح
و بلیغ ہے تم اوس سے گفتگو کرلو۔ چنانچہ پادری صاحب تشریف لاے اور باتین ہونے لگین۔

قیس - برادر عربی - تم اپنے نبی کا کچھ حال بیان کرو -

جناب ربیعہ - وہ نبی عربی اور ہاشمی و قریشی ہین - حجاز مین اللہ تعالے نے اونہین مبعوث کیا - اونہین کے طفیل سے ظلمت شرک و بت پرستی سے نکلکے ہم خدا پرستی و عرفان کی روشنی مین آگئے - معایب کو چھوڑ کے نیکیان اختیار کین اور یہ اونہین کی برکت ہے کہ ہماری قوم جسے تم تحقیر کی نظر سے دیکھتے ہو تمہاری سرکوبی کے قابل ہو گئی -

قیس - سچ ہے - ہماری کتابون مین بھی یون ہی لکھا ہے اور ہمارا علم بھی یہی کہتا ہے مگر یہ تو بتاؤ کہ تمہارے نبی خدا کے پاس آسمان پر بھی تشریف لیگئے تھے یا نہین

جناب ربیعہ - ہان ہان - بیشک گئے تھے جسکا اقرار خود حق سبحانہ تعالے نے اپنے کلام پاک مین یون فرمایا ہے سبحان الذی اسری بعبدہ الخ یعنی پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندہ خاص محمدؐ کو راتون رات مسجد اقصیٰ تک لیگیا -

قیس - کیا تم پر کسی زمانہ مین روزے رکھنا بھی فرض ہین -

حضرت ربیعہ - ہان رمضان مین ہم روزے رکھتے ہین کیونکہ قرآن مجید مین اللہ جل شانہ کا ہمارے لیے یہ حکم موجود ہے کتب علیکم الصیام الخ یعنی اے مسلمانو تم پر رمضان کے روزے فرض ہین - اور قرآن رمضان ہی مین اوتارا گیا ہے -

قیس - کیا مسلمانون کو ایک نیکی کا ثواب دس گنا ملیگا -

جناب ربیعہ - ہان - بلاشبہ کیونکہ خداوند کریم فرماتا ہے من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا ومن جاء بالسیئۃ فلا یجزیٰ الا مثلہا وھم لا یظلمون " یعنی جو شخص قیامت کے دن نیکی لیکے ہمارے سامنے آئیگا تو ہم اوسے اوسکا دس گنا ثواب دینگے اور جو بدی لیکر آئیگا تو بس اوتنی ہی سزا بھگتیگا اور قیامت مین لوگون پر کسیطرح کا زور و ظلم نہین کیا جائیگا -

قیس - کیا تمکو اپنے نبی پر درود بہیجنے کا بہی حکم ہے -

حضرت ربیعہ - ہان ہان - صلوا علیہ وسلموا تسلیما - یعنی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے مسلمانو اپنے نبی پر درود و سلام بہیجا کرو -

قیس حضرت ربیعہ کی اس گفتگو سے حیرت مین آگیا اور اپنی قوم کی طرف مخاطب ہوکے بولا کہ حق انہین لوگون کی طرف ہے -

لیکن امیرون کی صحبت کی ایک بڑی کمبختی یہ ہے کہ اونکی مجلس مین اوکہاڑ پچہاڑ کرنے والے ہر وقت لگے رہتے ہین اونہون نے جو دیکہا کہ پادری صاحب کو حضرت ربیعہ نے بالکل لاجواب اور ساکت کردیا چپکے سے جرجیس کے کان مین یہ پہونکدیا کہ حضرت - یہ وہی شخص ہے جسنے کل تمہارے بہائی بطالیق کو مار ڈالا ہے - یہ سنتے ہی جرجیس آگ بگولا ہوگیا اور غصہ سے لال پیلا ہوکر آپے مین نرہا - جناب ربیعہ کو اوسوقت اکیلا دیکہکے چاہا کہ مین خود ہی بدلہ لیلون ربیعہ اوسکے تیور بہانپ کے معاً اوٹھ بیٹھے اور ایک جست کی - اتنے مین جرجیس نے اون پر وار کیا جو خالی گیا - جناب ربیعہ نے بہی اوسکے جواب مین ایک ہاتہہ ایسا دیا کہ جرجیس نے سانس تک نہ لی - حضرت ربیعہ اوسے ملک الموت کے حوالہ کرکے گہوڑے پر چڑہ یہ جا اور وہ جا - پیچہے سے رومیون مین غل مچا کہ لینا - پکڑنا - خبردار جانے نہ پاے - تمام رومی لشکر تلوارین ہاتہون مین لیے لپکے دہر دوڑا - مسلمان بہی پہلے ہی سے مستعد و آمادہ کہڑے ہوے تہے شیر ببر کی طرح لپکے - تلوارین چلنے لگین اور خوب ہی گہمسان کی لڑائی ہوئی - یہ ہنگامہ میدان حشر کا نمونہ برپا ہو ہی رہا تہا کہ ناگاہ کاتب وحی جناب شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ابوبکر صدیق کے بہیجے ہوے معہ فوج کے آن پہونچے - مسلمان اپنے تازہ دم بہائیون کو اپنی مدد کو آیا ہوا دیکہکے اور بہی بپہر گئے اور اس شدومد سے مقابلہ کیا کہ رومیون کو بہاگنے کا بہی ہوش نرہا -

جزبران میدان جنگ نے اوسی جگہہ آٹھون کے آٹھون ہزار رومیون کو تہ تیغ کرکے لمبا لمبا زمین پر سلادیا۔ اسکے بعد مال غنیمت جمع کیا گیا اور لوگ جناب کاتب وحی اور اونکے ساتھہ والون سے خوب دل کھول کے ملے اور چارون طرف مبارک سلامت کا غل مچنے لگا۔ اصحاب پاک کے مشورہ سے مال غنیمت اور فتح کی مبارکباد لیکر شداد بن اوس معہ پانسو سوارون کے مدینہ بھیجے گئے۔ اونکے پہونچتے ہی جناب خلافت مآب سجدۂ شکر مین زمین پر گر کے پیشانی نورانی صفحۂ خاک پر رگڑنے لگے اور اہل مدینہ نے نعرۂ اللہ اکبر بلند کرکے خوشیان منائین۔

جہاد واجتماع فوج کی غرض سے فرامین خلافت مسلمانان عرب کے نام جاری کئے گئے

اس فتح نمایان کے بعد دارالخلافت با فیض وبرکت سے فرمان جاری ہوئے کہ سب مسلمان کفار سے جہاد کرنے اور اسلام کی مدد کے لئے تیار وکمربستہ ہوجائین اور ہر طرف سے مجتمع ہوکے مدینہ چلے آئین۔ عبداللہ بن حذافہ نامۂ نامی اور مکتوب گرامی لیکر مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور اوسکو مجمع عام مین یون سنایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بعد حمد وصلوٰۃ کے بندۂ خدا ابوبکر کی طرف سے مسلمانان مکہ کو معلوم ہو کہ مین نے اشاعت اسلام اور اہل اسلام کی بہبودی اور آرام کیلئے لشکر شام کیطرف روانہ کئے ہین اور خدائے تعالےٰ کے فضل وکرم سے ابہی تک فتوح نمایان بہی حاصل ہوچکی ہین۔ اے مسلمانان مکہ بہ نسبت اور مسلمانون کے تم زیادہ حق رکہتے ہو کہ محمد رسول اللہ کے دین کی مدد کرو اور اللہ جل شانہ کے احکام کی تعمیل کرو۔ پس تم پر لازم وفرض ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ کے لئے تیار وبیس ہوجاؤ بہشت تمہارے واسطے آراستہ اور حورین ہمہ تن تمہاری مشتاق ہین۔

اس نامہ پر آنحضرت صلعم کی مہر ثبت تہی۔ اسے سنتے ہی سب لبیک لبیک کہکے اوٹھہ کھڑے ہوئے اور بالاتفاق پکارے کہ ہم بسر وچشم خلیفہ برحق کی فرمانبرداری اور اسلام کی

مددگاری کو حاضر ہین - سہیل بن عمرو - حارث ابن ہشام اور عکرمہ بن ابی جہل نے کہا کہ ہمنے اللہ کی طرف سے پکارنے والے کو قبول کیا اور ہم اپنی جانین خدا کی راہ مین قربان کرنے کو حاضر ہین - پس پانسو آدمی مکہ سے اور چارسو طائف سے آکے جرف مین جمع ہوے اور بیس دن تک اطراف وجوانب سے فوجین آآکے مدینہ مین جمع ہوتی رہین - جب حکم خلافت جبل بن سلمہ اور بنی کلاب کے پاس پہونچا تو وہ بہی ہتیار ہے لیکے تعمیل کو کہڑے ہوگئے - حضرت ضحاک صحابی نے اوس قوم کو بہت ترغیب جہاد کی دی - اوسوقت ایک آدمی جو بار ہا شام جاچکا تہا اور اوسنے وہان کے لوگون کا تمول - سازوسامان اور شجاعت وبہادری بہت دیکہی بہالی تہی اوٹہہ کہڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے لوگو - ہم ایسی قوم سے بہڑنے کے لئے بلاے جاتے ہین جو ہمسے بدرجہا قوی ہے - اوسکے سامنے عرب محض ہیچ وپوچ ہین - اے میرے بہائیو - تم مفت مین اپنی جانین گنواتے اور ہاتہون سے گنتے کہانے نہ جاؤ - مگر اس بات کی تردید جناب ضحاک رضی اللہ عنہ نے بہت ہی پرزور الفاظ مین کی اور فرمایا - دیکہو - آنحضرت صلعم صرف اکیلے تہے اور اوسپر مفلس ونادار پہر اونکے مخالفون پر نظر ڈالو کہ کیسے کیسے قوی ہیکل پہلوان اور جتہے والے تہے - آنحضرت صلعم کے سامنے بڑے بڑے لوگون نے لاکہون سر پٹکے لیکن کسیکی ایک نہ چلی - پس اے لوگو - فتح اور ظفر - کثرت وقلت - مال ودولت اور زور وقوت پر منحصر نہین ہین بلکہ خداداد چیزین ہین - خدا چاہتا ہے جسکو دیتا ہے - وہ اوسی کو ملتی ہین جو نیک نیت ہو اور حق پر ہو - دیکہو ایک آدمی نے تہوڑے سے لوگون کو مسلمان کیا اور وہ تہوڑے سے تمام ملک عرب کے بادشاہ ہوگئے پہر اسمین کونسی بات محال اور خلاف عقل ہے کہ عرب کے بادشاہ شام کے بہی حاکم ہوجائین اور ہوگئے ہین ابہی تک مٹہی بہر مسلمانون نے اپنے سے دس گنے شامیون کے دانت کہٹے کردئے اور بہت سی غنیمت مدینہ کو بہیجی ہے - میرے پیارو - اسباب پرست

جنکے ہاتھون مین چوڑیان نہ پہنو۔ خدا کی دین کے دریا کا بہاؤ تمہاری طرف ہے اوسے تمہارے گھر بہر دینے کے لیئے ذرا سا پردہ چاہیئے الا اللہ کہکے اوٹھہ کھڑے ہو پہر سیر بن پہر بہر کے موتی اور جواہرات لو اور بہشت اوسکی دستوری مین بہائیو۔ کیا تم خدا اور اوسکے رسول کو راضی کرنا نہین چاہتے اور اونکی پکار کو نہ سنوگے۔ ابوبکر خلیفہ برحق ہین اونہون نے تمکو بلایا ہے چلو۔ اور اس ساری چون وچرا کو چہوڑ دو۔ بزدلی نامرد بنانے کے لیئے ایسے ہی تہوتے دہندے پیش کردیتی ہے۔ حضرت ضحاک کی یہ پر اثر باتین سنتکے بنی کلاب کی آنکھون کے آگے سے پردے اوٹھگئے اور چلو چلو پکارنے لگے۔ یہ لشکر مدینہ آرہا تہا اور حضرت صدیق اکبر مہاجرین اور انصار کے مجمع مین مثل آفتاب چمکتے ہوے غازیون کی فوج کے معائنہ کو حرت تشریف لیئے جارہے تہے کہ راہ مین آمنا سامنا ہوگیا۔ جب معلوم ہوا کہ یہ ساری کارروائی حضرت ضحاک کی ہے تو آپ ضحاک سے نہایت خوش ہوے اور اونکی پیٹھہ ٹھونکی۔ پہر بنی کلاب کا نشان اونہین کو مرحمت فرمایا۔ حضرت ضحاک بہت سے اونٹ اور گھوڑے بہی مسکین وغریب غازیون کی اعانت کے لیئے اپنے ساتھہ لائے تہے وہ جناب خلافت مآب کے حضور مین نذر گزرانے۔

روایت ہے کہ جناب سعید بن خالد نے امیر المومنین سے درخواست کی کہ لشکر طلیعہ کا نشان مجھے عنایت ہو۔ اونکی درخواست قبول ہوئی اور نشان اونہین ملگیا۔ تہوڑی دیر مین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ صدیق اکبر کے پاس آئے اور کہا کہ سعید سے بہتر وبرتر اور افضل صحابی اور موجود ہین آپ نشان اونہین کیون نہین دیتے۔ مین نے سنا ہے کہ نشان ملتے ہی وہ کچھہ ایسے پہولے لگئے ہین اور سب سے کہتے پہرتے ہین کہ میرے دشمن عمر بن الخطاب نے بہانجی بہی ماری مگر امیر المومنین نے مجھے سردار فوج کر ہی دیا۔ بہلا مین نے آپکو کب روکا تہا اور میرا اونہون نے کیا لیا ہے جو مین اون سے دشمنی رکہتا ہون۔ یہ سنکر صدیق اکبر کو بڑا ملال ہوا اور آپ متفکر وملول خاطر

گھر مین چلے گئے۔ وہان ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی پدر بزرگوار سے عرض کی کہ ابا جان عمر کی خیر خواہی اور رائے۔ دین کے باب مین مسلم اور قابل قدر ہے آپ اونہین ہرگز رنجیدہ نہ کرین۔ سعید سے نشان واپس کر لیجئے لہذا اون سے نشان لیلیا گیا۔ حضرت سعید بھی متنبہ ہوگئے اور اپنی معزولی کو اپنی لغزش کی سزا سمجھکے ذرا بھی برا نہ مانا اور خوشی بخوشی عام سپاہیون کی طرح محض خدا و رسول کی رضامندی کے لیے جہاد مین جانا قبول کر لیا۔

اب جناب امیر المومنین کو یہ فکر ہوئی کہ اس سارے لشکر پر امیر کسکو بناؤن اسی زمانہ مین مکہ سے سہیل بن عمرو۔ عکرمہ بن ابی جہل اور حارث بن ہشام آگئے۔ یہ تینون صاحب چاہتے تھے کہ ہم امیر مقرر ہون۔ جناب صدیق اکبر نے اس بارہ مین حضرت فاروق اعظم سے رائے طلب کی حضرت عمر نے ان تینون کے خلاف رائے دی۔ جناب حارث بول اوٹھے کہ اے عمر جب تک ہم لوگ مسلمان نہوے تھے تم ہمارے حق مین ننگی شمشیر تھے مگر ابتو ہم مسلمان ہین ہمارے اوپر رحم کرو حق قرابت و رشتہ داری کو نگاہ رکھو اور ہماری مدد کرو۔ جناب فاروق اعظم نے فرمایا کہ یہ سلطنت اور حکومت میری یا ابوبکر کی موروثی یا زرخرید نہین ہے جو مین اسمین اپنی قرابت اور رشتہ داری کو ملحوظ رکھون۔ اسمین حق اونہین کا مقدم ہے جنہون نے اپنا خون بہا کے اسے پیدا کیا اور سابق الایمان اور جان نثار رسول رحمن ہین۔ سہیل نے کہا کہ نہین۔ نہین۔ ہم آپ دونون صاحبون پر جبر نہین کرتے کہ رشتہ دار سمجھکے خواہ مخواہ سرداری ہمکو دو۔ جو مستحق ہو اوسی کو دیجئے اور ہمارے لئے دوسرون کی حق تلفی نہ کیجئے ہم راضی اور ہمارا خدا راضی۔ ہم آپ کے فرمانبردار ہین جیسی کوشش ہمنے ایام جاہلیت مین کافرون کے ساتھہ ملکے کی تھی اور مسلمانون سے لڑے تھے اوس سے دوچند سعی اب اسلام کی حمایت مین کرینگے۔ جناب عکرمہ نے فرمایا کہ مین اپنا جان و مال خدا کی راہ مین وقف کر چکا ہون مجھے بغیر سرداری ہی اپنی خدمت مین قبول کیجئے۔ جناب صدیق اکبر نے یہ باتین

سنکے دعا کی کہ اے اللہ انکی دلی مرادین برلا اور انکے کامون سے بہتر انکو اجر دے۔

غرضکہ حضرت عمرو بن عاص کو نشان دیکے مکہ اور طائف اور ہوازن کے لشکر کا سردار بنایا گیا اور اونہین حکم ہوا کہ تم امین الامتہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالے عنہ کے ماتحت ہو بغیر اونکے مشورہ کے ہرگز کوئی کام نہ کرنا۔ جناب عمرو بن العاص سیدنا عمر فاروق کے پاس ہونچے اور کہا کہ آپ میری سفارش حضرت امیر المومنین سے کرین تاکہ مین جناب ابو عبیدہ کا ماتحت نہ کیا جاؤن بلکہ وہ میرے ماتحت رہین۔ جناب فاروق اعظم بولے۔ یہ تمنے کیا کہا۔ خبردار۔ پھر ایسی بات میرے سامنے منہ سے نہ نکالنا۔ ابو عبیدہ کو آنحضرت صلعم نے امین الامتہ فرمایا ہے تم اون سے افضل و برتر نہین۔ جاؤ مین ایسی سفارش ہرگز نہ کرونگا۔ حضرت عمرو بن عاص نے جناب فاروق کا فرمانا بخوشی منظور کیا اور اس خیال سے بالکل باز آکے اپنے کام پر روانہ ہو گئے۔ واللہ کیا اچھے لوگ تھے کہ اگر کبھی احیاناً بشریت کے باعث کوئی غلطی کرتے بھی تھے تو سمجھانے سے فوراً سیدھے ہو جاتے تھے ایک ہم ضدی لوگ ہین کہ چاہے ناک ندارد ہو جائے مگر اڑ پوری ہو کے رہے۔ اگر وہ لوگ ایسا کرتے تو کام بالکل نہ چلتا۔ اور جو ہم لوگ ویسا کرین تو ہمارے یہ برے دہاڑے نہون۔

چلتے وقت جناب صدیق اکبر نے عمرو بن عاص سے فرمایا کہ اے عمرو خدا سے ڈرتے رہنا۔ ہر کام مین اور ہر وقت اوسی کی رضا جوئی مین مشغول رہنا۔ اپنے ماتحتون پر باپ کی طرح شفقت رکھنا۔ یزید بن ربیعہ جس راہ سے فلسطین گئے ہین تم اوس راستہ کو چھوڑ دو بلکہ انبار کی طرف سے وہان پہونچو۔ ایلچیون کو اپنے سامنے بلوا کر خود اون سے گفتگو کرنا۔ جاسوسون کے ذریعہ سے ابو عبیدہ بن الجراح کی حالت کی خبر منگواتے رہنا اگر دیکھو کہ وہ دشمنون پر غالب ہین تو تم فلسطین پر حملہ کرنا ورنہ اونکی مدد کو دوڑ جانا۔ سہیل اور عکرمہ اور حارث اور سعید کو اپنا مقدمتہ الجیش بنانا۔

دیکھو سستی اور پست ہمتی برے مرض ہین انکو اپنے پاس نہ پھٹکنے دینا آج کا کام آج ہی نبٹ جایا کرے - اکثر مہاجر اور انصار اور اہل بدر تمہارے ساتھہ ہین اونکے حقوق نظر انداز نہونے پائین علاوہ برین اپنے ساتھیون کی رعایت ہر موقع پر ملحوظ رہے اونکی عزت و توقیر مین کمی نہونے پاسے تاکہ اونھین رنج نہ پہونچے - اپنی امارت کے گھمنڈ مین نہ آجانا - ہر بات مین ساتھیون سے صلاح و مشورہ لیتے رہنا - اپنی فوج کی نگرانی رکھنا - دشمن کی طرف سے کبھی غافل نہونا مسلمانون کی پردہ دری نکرنا - وعظ مین اختصار اور دشمنون کے مقابلہ مین ثبات و قرار اختیار کرنا - تلاوت قرآن کی تاکید تمام فوج اسلام کو کرتے رہنا - ایام جاہلیت کے تذکرے تمہاری فوج مین نہونے پائین - لوگون کو اپنے نفس کی اصلاح ہر وقت مدنظر رہے - ان باتون کی پابندی سے تمہارے ماتحت سب ٹھیک اور درست رہینگے ورنہ بڑی مشکل مین گرفتار ہوجاؤ گے - نماز کی حفاظت کرنا اور بے اذان کبھی نماز نہ پڑھنا -

ان ہدایتون کے وقت جناب ابو عبیدہ بن الجراح بھی موجود تھے صدیق اکبر نے اونھین بھی مخاطب کرلیا تھا - اسکے بعد مسلمانون نے ایک دوسرے کو سلام کیے اور نشان فوجون کے بلند ہوگئے - لوگون نے باگین چھوڑدین اور یہ نو ہزار کا لشکر روانہ ہوگیا -

اسکے دوسرے دن ایک لشکر حضرت امین الامتہ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کیلئے تیار کیا گیا اور اونکو حکم ہوا کہ جابیہ روانہ ہون - اوسی دن ایک نشان جناب سیف اللہ خالد بن ولید کو دیکر قبیلہ لخم اور خرام کے ہمراہ عراق و فارس بھیجا -

مسلمانون کی فتحیابی اور لشکر روم کی خرابی

جب رومیون کی شکست اور مسلمانون کے ان لشکرون کی روانگی مدینہ سے ہرقل نے سنی تو اپنے سردارون اور ارکین سلطنت کو جمع کیا اور کہا کہ مجھے اسی حالت سے ڈر لگتا تھا اور مین

خوب جانتا ہون کہ یہ تو ہمیرے دار السلطنت قسطنطنیہ پر قابض و متصرف ہوجاینگی۔ پہر مخبر سے کہا کہ اچہا مسلمانون کے خلیفہ کی صورت اور سیرت بیان کر۔ اوسنے کہا مثل عام لوگون کے بسر کرتے ہین۔ مسلمانون مین اور اونمین ایکرتی بہر کا فرق نہین اگر نا واقف آدمی دیکہے تو نہین پہچان سکتا کہ یہ بادشاہ ہین۔ صرف دو کپڑے پہنے ہوے بازارمین پہرا کرتے ہین اور وہین مقدمات بہی فیصل کردیتے ہین۔ اونکے انصاف کے آگے دودہ کا دودہ اور پانی کا پانی ہوجاتا ہے۔ قوی سے ضعیف کا عوض لینے مین نہایت سخت ہین۔ شیر اور بکری کو ایک گہاٹ پانی پلادیا ہے۔ کوئی چیز اونکا قدم انصاف سے ڈگا نہین سکتی۔ سب مسلمان اونکے آگے یکسان ہین۔ اپنے پرایے کو ایک نظر سے دیکہتے ہین مسلمانون مین نہ کوئی اونکے آگے اپنا ہے نہ پرایا۔ اسلام کے خیرخواہ کو اپنا خیرخواہ اور اسلام کے بدخواہ کو اپنا بدخواہ جانتے ہین۔ ذاتی دوستی۔ رشتہ داری اور قرابت اونکے ہان کوئی چیز نہین۔ نہ امیر کی خاطرداری اور پاس کرین نہ غریب سے نفرت رکہین گندمی رنگ اور لاغر اندام ہین۔ ہرقل بولا واللہ یہی رسول عربی کے جانشین اور خلیفہ ہین۔ اونکے بعد ایک اور آدمی دراز قد باہیبت شیر کی مانند خلیفہ ہوگا جو ہمکو جلاوطن کردیگا۔ ایک اور عیسائی بول اوٹہا۔ مینے اونہین بہی دیکہا ہے وہ موجودہ خلیفہ کے مشیر اور مصاحب ہین۔ کسی وقت اون سے جدا نہین ہوتے نام اونکا عمر فاروق ہے۔ یہ سنکر ہرقل بولا۔ افسوس مین نے ہرچند تمسب کو سمجہایا کہ نہ لڑو مگر میری کسی نے نہین سُنی۔ خیر تن بہ تقدیر اب کیا ہوسکتا ہے۔ اچہا روبیس لشکر لیکے فلسطین جاے۔ وہ ہماری ارض مقدس ہے اوسکی حفاظت بخوبی کرے۔ غرضکہ عمرو بن عاص کا لشکر اور رومی فوج دونون ایک ہی دن فلسطین مین داخل ہوے۔ عدی بن عامر نے اسلامی لشکر مین آکے خبردی کہ دشمن بہی آپہونچے۔ حضرت عمرو بن عاص نے رومی لشکر کی تعداد دریافت کی۔ عدی نے جواب دیا کہ مین نے پہاڑ پر چڑہکے دیکہا تہا میری راے مین ایک لاکہ آدمیون سے

کم نہین - اوسوقت جناب عمرو بن عاص نے مسلمانون کو جہاد کی ترغیب دی اور تائیدا آلہی کی امید دلائی اور لوگون سے صلاح پوچھی - کوئی بولا - میری سمجھہ مین یہ بات آتی ہے کہ ہم لوگ یہان سے اوٹھکے بہت دور میدان مین جاپڑین تاکہ رومی شہر سے باہر نکل پڑین اور پراگندہ ہوجائین پہر ہم کسی موقع پر اونہین غافل پاکے شبخون مارین - انشاءاللہ اونکو شکست ہوگی - سہیل بن عمرو نے یہ کلام سنکر کہا کہ یہ کام عاجزون کا ہے ہمین منظور نہین - اسمین مہاجرین و انصار نے فرمایا کہ ہم لوگ آنحضرت صلعم کے ہمرکاب ہوتے تہے اور تہوڑے سے ایک جماعت کثیر کو بہگادیتے تہے اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ صبر والون کی مدد کرونگا سہیل بن عمرو بول اوٹہے کہ ہم اونکو خبردار کر کے سر میدان لڑینگے دیکہین وہ ہمارا کیا کئے لیتے ہین - ہمکو اپنی تلوارین دشمنون کے سامنے غلاف مین رکہنا منظور نہین جسکے دل مین آسے ہمارا ساتہہ دے اور جسکے دل مین آسے یہین سے اپنے گہر واپس چلا جاسے - جناب عبداللہ بن عمر فاروق نے سہیل کے کلام کی تائید کی اور سب مسلمان جوش مین بہر کے بالاتفاق پکارے کہ ہم حاضر ہین - یہین مر کے یا مار کے ٹلینگے نہین تو مدینہ مین منہ نہ دکہلائینگے -

جناب عمرو بن عاص نے ہزار آدمی حضرت عبداللہ بن عمر کو دئے اور کہا کہ آپ آگے جائین شاہزادۂ عالم و عالمیان ایک دن اور ایک رات برابر اپنے آدمیون کو لئے ہوسے چلے گئے صبح کو سامنے سے ایک غبار عظیم اوٹہتا ہوا دکہائی دیا - لوگ سمجھہ گئے کہ رومی لشکر کی آمد ہے اوسی وقت اپنی صفین آراستہ کرلین اور جہان تہے وہین ڈٹ کے کہڑے ہوگئے - اتنے مین رومیون کا دستہ دس ہزار سوار کا جو بطور طلیعہ کے آگے آگے آتا تہا سامنے آگیا - رومیون نے جب دیکہا کہ مسلمان بہت ہی کم ہین بہت خوش ہوسے اور سمجہگئے کہ اس مشت خاک کو ایک ہی پہونک مین اوڑا دینگے - ہمارے غازیون نے اونکو دیکہکر تکبیرین کہین سب سے پہلے

عکرمہ بن ابی جہل اونکے بعد سہیل و ضحاک اور اونکے پیچھے تمام مہاجرین و انصار نے ایک تانتا باندہکے لشکر مخالف پر حملہ کردیا۔ آخر دونون لشکر نٹ پٹ ہوگئے اور تلوارین چلنے لگین۔ نیزے جگر کے پار ہوتے تہے تیر سینہ کو برماتے ہوے نکلجاتے تہے۔ فوج کی نقل و حرکت کیا تہی گویا دریاے سواج کی روانی تہی جو اوسکے سامنے آجاتا غلطان پیچاپن بہا چلاجاتا تہا۔ زمین پانوٴن کے نیچے سے نکلی جاتی تہی۔ موت وار نہین پاتی تہی کہ کسی کے پاس آے۔ غازیون کے ہاتہہ اوسکی قائم مقامی کررہے تہے ایک کے دو اور دو کے چار ہوکر گررہے تہے۔ اسی ہنگامہ دار و گیر مین شاہزادہ بلند مرتبت نے دیکہا کہ ایک بطریق فوج مخالف مین داہنے بائین دوڑتا پہرتا ہے اور لشکر کو للکار للکار کے مستعد کررہا ہے۔ لیکن اوسکی صورت سے ہراس اور بدحواسی معلوم ہوتی ہے آثار فکر و تردد اوسکی پیشانی سے عیان ہین۔ آپ نے سوچا کہ اسکو ٹہکانے لگادینا چاہیے پس اوسکی طرف لپک کے وار کیا۔ وہ ہمت تو پہلے ہی سے ہارا ہوا تہا حرکات مذبوحی کی طرح سے لشکر کو للکار رہا تہا۔ سامنے سے موت جو آتے دیکہی گہبراکے اپنی فوج کے قلب مین بہاگجانا چاہا۔ شہزادہ صاحب نے دیکہا کہ شکار ہاتہہ سے مفت نکلا جاتا ہے سوچے کہ اسے کوئی چاٹ دینی چاہیے اس لئے اوسکے پیچہے جہپٹے اور تہوڑی دور جاکے گہوڑے کو پہر اپنے لشکر کی طرف موڑدیا۔ وہ سمجہا کہ حریف نے منہ موڑا اسلئے اونکے پیچہے ہولیا۔ جب وہ حضرت عبداللہ کی زد پر آگیا تو آپنے نیزہ دست مبارک سے پہینک کے تلوار سوت لی اور ایک ہی ہاتہہ مین اوسے سینت کے دہردیا۔ یہ دیکہکر رومیون کے چہکے چہوٹ گئے چہپنے کو چوہون کے بل ڈہونڈہنے لگے۔ دلیران اسلام اللہ اکبر کہتے ہوے آگے بڑہے اور رومیون کو تلوارون کی باڑہ پر رکہہ لیا۔ اوس دن ضحاک اور حارث کی شجاعت قابل دیکہنے کی تہی۔ دونون صاحبون نے دہڑا دہڑ سروں کے ڈہیر لگادیئے غرضکہ رومی بالکل منہزم ہوگئے اور میدان

مسلمانون کے ہاتھہ رہا۔ فتح کا بیڑا پار اوڑایا گیا۔ مال غنیمت جمع ہوا۔ شاہزادہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ
ابھی تک غائب تھے۔ چارون طرف ڈہونڈ ہا جب نظر نہ آسے تو ایک کہلبلی پڑگئی۔ ہر شخص پر غم کا
آسمان ٹوٹ پڑا سب کے سب اس فتح کو حقیر سمجھنے لگے۔ اتنے مین جناب عبد اللہ نے نشان
کے نیچے سے یہ دلسوزی کی باتین سنین اور نعرۂ اللہ اکبر مارتے ہوے نکل آے۔ تمام لشکر کو
اطمینان ہوا اور سجدۂ شکر ادا کیا گیا۔ اس لڑائی مین صرف سات مسلمان شہید ہوے اور چھہ سو
رومی قید کئے گئے۔

فتح فلسطین

جناب واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ شاہزادۂ بلند مرتبت حضرت عمرو بن عاص کے
پاس تشریف لاے۔ لوگون نے لڑائی کے سب واقعات اونہین سناے اور شاہزادہ کی
شجاعتین بیان کین۔ حضرت عمرو بن عاص نے خوش ہوکے پیٹھہ ٹھونکی اور گلے لگایا پہر لوگون
سے مخاطب ہو کے بولے کہ کیون نہو یہ اوس شیر کا بچہ ہے جسکے نام سے تمام عرب کانپ جاتا
ہے پہر قیدیون سے باتین کرنیکی نوبت آئی۔ اونہین چند عربی عیسائی بہی تھے اون سے پوچھا کہ
رومیس کا لشکر کتنا ہے اور یہ طلیعہ کسقدر تہا۔ اونہون نے جواب دیا کہ کُل لشکر ایک لاکھہ تہا اوسمین
سے دس ہزار آدمی اس طلیعہ مین چلے آے تہے۔ اسکے بعد اون سے کہا گیا کہ تم مسلمان ہوجاؤ
وہ نمانے اسلئے سب کی گردنین ماردی گئین۔ علی الصباح لشکر اسلام نے آگے کو کوچ کیا۔ ابہی تہوڑی
ہی دور چلے تہے کہ تو صلیبین دکہائی دین ہر صلیب کے تلے دس دس ہزار سوار تہے مسلمان
اونہین دیکھتے ہی مستعد ہوگئے اور صفین آراستہ کرلین۔ میمنہ پر ضحاک جرار۔ میسرہ پر حضرت
عمرو بن عاص کے اخیافی بہائی سعید بن خالد اور مقدمۃ الجیش پر ابو درداء متعین ہوے حضرت
عمرو بن عاص قلب لشکر مین متمکن ہوگئے۔ حکم ہوا کہ قاری تلاوت قرآن مجید شروع کرین۔

مسلمانون کو مستعد اور لیس دیکھکر رومیس بہت گھبرایا۔ اونکی نورانی شکلین اور شیرون کی سی صورتین دیکھکر خوف کھایا۔ تلوارون کی چمک سے ہوش پران ہو گئے۔ دلین کہہ رہا تھا کہ یا الٰہی اب کیا ہوگا یہ ہشت دہاتی دیوارین صف بصف سامنے جمی ہین ان سے کیسے نبٹونگا کہ اتنے مین سعید بن خالد نے گھوڑا آگے بڑہا کر لشکر مخالف کے میمنہ کو تہ و بالا کر دیا۔ جسوقت لا الہ الا اللہ کہکر حملہ کرتے تہے رومیون کی صفین کائی کی طرح پھٹجاتی تہین۔ سارے میمنہ کا صفایا کر کے اور کتون کی طرح بہگا کے میسرہ کو ملیامیٹ کر دیا۔ شیر مست کی مانند ہر طرف پہرتے پہرتے تہے کہ رومیون نے چارون سمت سے اونہین گھیر لیا اور شہید کر ڈالا۔ مسلمانونکو اونکی شہادت سے سخت صدمہ ہوا۔ حضرت عمرو بن عاص بہائی کے غم مین ڈاڑہین مار مار کے روے اور فرمایا۔ واسعیداہ۔ بیشک تمنے اپنی جان خدا کی راہ مین دیدی اور رسول اللہ کے دین کی خوب ہی حمایت کی خدا اسکے بدلہ مین تمکو بہشت برین عطا فرمائیگا پہر اپنے لشکر کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا کہ ہے تم مین کوئی ایسا جوان مرد دون سے اس بہادر کا بدلہ لے۔ یہ سنکے مسلمانون مین سے ستر نامی گرامی شجاع رومیون کی طرف دہر لپکے۔ اونمین ذوالکلاع حمیری۔ عکرمہ۔ ضحاک۔ حارث۔ معاذ۔ ابو درداء اور شہزادہ عبد اللہ وغیرہ شامل تہے۔ سب یہی کہتے ہوے گئے تہے کہ چاہے ہم مین سے ایک ایک کے مقابلہ مین لاکہہ کافر ہون تو بہی خدا کی راہ مین کمی نہ کرینگے۔ سبہون نے برچہیان سیدہی کرلین اور گھوڑون کو بیباکانہ دوڑا دیا۔ زبانون پر یہ کلمات جاری تہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یا رب انصر امتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رومیون نے اونکو چارون طرف سے گھیر لیا۔ ابو درداء نے فرمایا ہے کہ اوسوقت ہمین یہ خبر نہ تہی کہ ہمارے ہاتہہ دشمنون پر چل رہے ہین یا دوستون پر۔ شاہزادہ عبد اللہ بن عمر فاروق کا بیان ہے کہ دوپہر کامل یہی کیفیت رہی۔ اوسوقت ہمنے آسمان کی طرف دیکہکے کہا یا رب انصر امتہ محمد،، فوراً آسمان سے

دروازے کہلگئے اور سرخ پوش سوار نشان ہاتہون مین لیئے ہوے اوترے اور غیب سے آواز آئی - اے امت ختم المرسلین خاطر جمع رکہو کہ رب العالمین نے تمہارے لیئے مدد بہیجی تہوڑی دیر نہ گذرنے پائی تہی کہ رومی نوکدم بہاگتے نظر آئے اور مسلمان پیچہا کرتے ہوے اونکے پیچہے دوڑے - پندرہ ہزار سے زیادہ رومی مارے گئے اور سورج غروب ہونے تک اونکا تعاقب جاری رہا - یہان عمرو بن عاص بیٹہے ہوے پیچہا کرنے والون کے لیئے متفکر تہے اور فرماتے تہے کہ جو کوئی اونہین سمجہا بوجہا کے صحیح وسلامت پہیر لائیگا خدا اوسکی کہوئی ہوئی چیز کو اوس سے ملوادیگا - ناگاہ یہ گروہ شجاعان جرار اور بہادران شیر شکار کا سامنے سے آتا ہوا دکہائی دیا - حضرت عمرو بن عاص اونکی طرف ایسے دوڑے جیسے گاے اپنے کہوے ہوے بچہڑے کی طرف پیار سے دوڑتی ہے - سبہون نے باہم گلے مل مل کے ایک دوسرے کو مبارکباد دی اور چارون طرف خوشی ہونے لگی -

اوس دن سیف بن عباد - واہب بن شداد - نوفل بن دارم اور اہالیان یمن وحوالی مدینہ مین سے ایک سو تیس مسلمانون کا پتا نہ چلا - مسلمان اپنے ان بہائیون کی جدائی سے نہایت رنجیدہ ہوے - پہر نماز پڑہی اور جو نمازین اس معرکہ عظیم مین نہو نے پائین تہین اونکی قضا پڑہی گئی - تہکے ماندے سپاہی بستروں پر آرام کرنے لگے - نماز صبح کے بعد مال غنیمت جمع ہوا اور شہیدون کی لاشین ڈہونڈہ ڈہونڈہ کے دفن کین - مال مین سے خمس الگ کر کے باقی غازیون پر تقسیم ہوا - اور ایک نامہ باین مضمون ابو عامر کے ہاتہہ سپہ سالار عالی مقدار یعنی ابو عبیدہ بن الجراح کو روانہ کیا گیا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم - بعد حمد وصلوۃ کے عمرو بن عاص کی طرف سے امین الامتہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح امیر لشکر کو معلوم ہو کہ ہم فلسطین مین آگئے ہین رومیس رومی ایک لاکہہ

سواروں کے ساتھ ہم سے لڑا خدا نے ہماری مدد کی اور اوسی شکست فاش ہوئی - اب فلسطین فتح ہوگیا ہے - اس جنگ عظیم مین پندرہ ہزار رومی کام آئے اور ایکسو تیس مسلمان شہید ہوئے اگر آپ کو میری مدد مطلوب ہو تو حاضر ہون - والسلام -

جناب امین الامتہ اس نامہ کو پڑہتے ہی سجدہ مین گر پڑے اور سب مسلمانون کو خوشی حاصل ہوئی - بعد ازان امین الامتہ نے فرمایا کہ واللہ مجہے ایکسو تیس منتخب اور نامی مسلمانون کے ضایع ہونے کا کمال رنج ہوا - مگر جب خالد سعید کے والد کو سعید کے مارے جانے کی خبر ملی تو بہت روے اور پکارے - وا ابناہ - اتنا کہکے گر پڑے اور غش آگیا جب غش سے افاقہ ہوا تو گہوڑے کو کسنا شروع کیا سب مسلمان بہی اونکے ساتہہ اوٹھہ کہڑے ہوے - خالد نے چاہا کہ اسی وقت فلسطین چلا جاؤن اور اپنے بیٹے کی قبر کو چہاتی سے لگاؤن - امیر ابو عبیدہ نے فرمایا کہ ذرا توقف کرو عمرو بن عاص کے خط کا جواب لیکے عامر کے ساتہہ چلے جانا راہ مین ایک دو ہو جاؤ گے اچہا ہے - پہر نامہ کا جواب یہ لکہا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم - اے عمرو بن عاص تم ہمارے مقدس خلیفہ کے بہیجے ہوے آئے ہو اگر اونہون نے تمکو میرے ساتہہ رہنے کا حکم دیا ہے تو شوق سے چلے آو چشم ما روشن دل ماشاد ورنہ وہین قیام کرو - والسلام -

یہ جواب لیکر سعید کے باپ خالد اور عامر دونون روانہ ہوے اور حضرت عمرو بن عاص کو جاکر دیا - پہر خالد اور عمرو بن عاص ملکر سعید کی یاد مین بہت روے - سب مسلمانون نے اونہین پرسا دیا - اسکے بعد خالد نے مسلمانون سے مخاطب ہوکے پوچہا کہ اے گروہ مومنین اور مددگاران دین متین مجہے یہ بتادو کہ میرے بیٹے کی تلوار خون کفار مین رنگین ہوئی تہی یا نہین - سب ایک ساتہہ بول اوٹہے کہ تمہارا بیٹا بڑی شجاعت اور دلیری سے لڑا اور بہت سے کافرون کو مار کے پوری پوری

مدد دین کی کی - یہ سنکے خالد بولے کہ اب مجھے اوسکی قبر پر لیچلو - لوگون نے تربت پاک بتادی خالد نے سرہانے کھڑے ہوکر فرمایا کہ بیٹا تم تو اس بڑہاپے مین میری کمر توڑ گئے اب مین بھی نہ چھوڑونگا اور تمھارے خون کا بدلہ کفار سے لونگا - یہ کہکر انا للہ وانا الیہ راجعون، پڑہا اور وہان سے آگے اکیلے تن تنہا کفار سے مقابلہ کرنے چلے اونہین جاتا دیکھکے تین سو سوار حمیری اونکے ساتھ ہولئے اور کہا کہ ہم ہرگز اپنے ایک بھائی کو تنہا نہ جانے دینگے - دن بھر یہ لوگ چلتے رہے شام کو ایک جگہہ قیام کا ارادہ کیا - سامنے جو نظر پڑی تو پہاڑ پر چند آدمی چلتے پھرتے دیکھے خالد گھوڑے سے اوتر پڑے اور کہا جسے چلنا ہو میرے ساتھ چلے اور اپنی جان خدا کی راہ مین دے - پورے تین سو کے تین سو اونکے ساتھ جانے کو تیار ہو گئے - اونکو جاکے پہاڑ پر گھیر لیا وہ دور سے انہین دیکھکے پہاڑون مین بھاگ گئے مگر پھر بھی انہون نے اونمین سے تیس کو قتل کیا اور چار کو زندہ گرفتار کر لیا - اونکی زبانی معلوم ہوا کہ ہم اہل شام ہین لڑائی کے خوف سے یہان جنگلون اور پہاڑون مین چلے آئے ہین - پھر اون سے روم کے لشکر کی خبر پوچھی گئی - اونہون نے جواب دیا کہ فوج تو اجنادین مین پڑی ہے مگر ایک سردار یہان بھی رسد لینے آیا تھا ابھی گیا ہے - خالد نے اون سے کہا کہ تم مسلمان ہو جاؤ اس سے اونہون نے انکار کیا تو ایک مسلمان نے یہ رائے دی کہ اچھا انکی جان بخشی کردو مگر اس شرط سے کہ یہ ہمین رومیون کا پتا لگادین اسپر وہ راضی ہو گئے اور مسلمانون کو اپنے ساتھ ایک سمت کو لیچلے - تھوڑی دور جاکے ایک ٹیلہ ملا اوسپر سب کے سب چڑہ گئے دیکھتے کیا ہین کہ ٹیلہ کے اوسطرف رومی رسد لاد رہے ہین اور وہ سب چھہ سو آدمی ہین یہ دیکھکر خالد مسلمانون سے کہنے لگے کہ اے بھائیو - خدا تمھاری مدد پر ہے اوسنے تم سے وعدہ کیا ہے کہ تم جہاد کرو مین تمھارا حامی ہون اسلیئے مین حملہ کرتا ہون تم بھی میرا ساتھ دو اگرچہ یہ بہت اور ہم تھوڑے ہین لیکن خدا کے فضل سے ہم مین کا ایک بھی ان سبکو کافی ہے - یہ کہکے سب کے سب دشمنون پر

جا پڑے اور لڑائی ہونے لگی۔ اوسوقت ذوالکلاع حمیری نے اپنی قوم سے پکار کے کہا کہ بہائیو۔
جنت کے دروازے تمہارے لیئے کہولدیئے گئے ہین۔ دیکہو حورین سامنے کہڑی تمہین بلا رہی
ہین۔ مجہے بہشت کے پہولون کی خوشبو آگئی ہے۔ سمجہلو کہ جو قدم تمہارے آگے پڑتے ہین اونپر
قصور جنت تمہارے نام لکہے جاتے ہین۔ بڑہ بڑہ کے تلوارین لگاؤ اور دین کی مدد کرو پہر خدائے
کریم کے ہان تمہارے لیئے کس بات کی کمی ہے۔ یہ کلمات سنکے کوئی مسلمان آپے مین
نرہا اور ایک ہی دم مین اونہین جالیا۔ خالد کے ایک ہی ہاتہہ مین رومی افسر فی النار والسقر ہوا۔
قصہ مختصر تین سو رومی مارےگئے اور باقی بہاگ گئے۔ رسد کو اپنے قبضہ مین کر کے حضرت عمرو
بن عاص کے پاس واپس آگئے اور اس فتح کے واقعات اونہین سنا کے خوش کیا۔ پہر ایک
عرضی مین سب فتوحات کے واقعات لکہکر حضرت عامر کو دئیے اور مدینہ روانہ کیا۔ جب یہ عرضی
ایک مجمع عام مین جناب صدیق اکبر کو سنائی گئی تو آپ خداوند کریم کا شکر بجالائے اور سب مسلمان
خوش ہوئے۔ پہر جناب امیر المومنین نے عامر سے حضرت ابو عبیدہ کا حال دریافت کیا۔ ابو عامر
نے عرض کی کہ وہ سرزمین شام مین پڑے ہوئے ہین۔ وہان اونہین تحقیق ہوا ہے کہ اجنادین مین
مخالفین کا ایک ٹیڑی دل پڑا ہے جسکے آگے اونکے لشکر کی کچہہ حقیقت نہین اسلیئے وہ اپنی جگہہ
سے آگے قدم رکہنے کی جرأت نہین کرتے تاکہ مسلمان مصیبت مین نہ پڑین۔ یہ سنکر جناب خلافت
پناہ نے فرمایا کہ امین الامتہ حلیم الطبع اور ضرورت سے زیادہ محتاط ہین کوئی اور تدبیر کیجائیگی اسکے
بعد مسلمانون کے مشورہ سے سیف اللہ حضرت خالد بن ولید کو شام کی سپہ سالاری کا یہ فرمان
بہیجدیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد عبداللہ عتیق بن ابی قحافہ کی طرف سے خالد بن ولید
کو معلوم ہو کہ مین نے تمکو تمام لشکر شام اور ابو عبیدہ بن الجراح پر امیر کیا۔ مناسب ہے کہ اپنے

کار مفوضہ کو آمادگی اور مستعدی سے انجام دو۔ اور نصاراے روم کی تسخیر پر کمر ہمت چست

یا نہ ہو۔ والسلام۔

نجم بن مقدام اس فرمان واجب الاذعان کو لیکر عراق روانہ ہوے۔ اوس زمانہ مین

سیف اللہ نے قادسیہ کی طرف تاک لگائی تہی۔ خلیفہ برحق کا حکم پاتے ہی اپنے ارادہ سے

باز آے اور اوسی رات کو بے چون وچرا کوچ کردیا اور جناب ابو عبیدہ کو اطلاع دی کہ آپ معزول

ہوے اب امیر لشکر شام اور سپہ سالار اسلام مین ہون آپ جس مقام مین ہین وہین رہین آگے بڑہنے

کا ارادہ نہ کرین۔ سرزمین سماوہ مین پہونچکے جناب خالد بن ولید کو میدان خشک بے آب ودانہ ملا

جس سے گذرنے کا حال رافع بن عمیرہ طائی کی رہنمائی سے آپ اوپر معلوم کرچکے ہین۔ جب

اریکہ سے ایک منزل ادہر پہونچے ہین تو میدان مین ایک سرخ خیمہ نظر پڑا جسکے ادہر اودہر

کچھہ اونٹ اور بکریان چر رہی تہین۔

مسلمانون نے اوس خیمہ کے پاس جاکے جو دیکھا تو ایک قوی ہیکل رومین تن چرواہا

شراب پی رہا تہا اور ایک عربی مشکین بندہا ہوا اوسکے پاس پڑا تہا۔ غور سے دیکھا تو عامر بن طفیل

رضی اللہ عنہ نکلے جنہین جناب سیف اللہ نے اپنا نامہ دیکے امین الامتہ کے پاس بہیجا تہا جناب

خالد اونہین دیکھکے مسکراے اور پوچہا۔ عامر۔ یہ کیا حال ہے۔ جناب عامر بولے۔ حضرت

مین آپ کا نامہ لئے ہوے چلا جاتا تہا جب اس دشت پرخار مین پہونچا دہوپ کی شدت

پیاس کی کثرت سے زبان خشک ہوگئی۔ حلق مین کانٹے پڑ گئے۔ ہوش وحواس جاتے رہے

طلب آب مین ادہر اودہر دوڑ جہپٹ کی لیکن پانی کا نام ونشان نہ پایا آخر زندگی سے مایوس ہو

چارون طرف نگاہ حسرت سے تکتا تہا کہ دور سے مجھے یہ منحوس خیمہ نظر پڑا۔ اسکے دیکھتے ہی جان مین

جان آگئی اور اسکی طرف دوڑا۔ اوسوقت بہی یہ مردود شراب نوشی مین مشغول تہا۔ مین نے

اسے نصیحت کی کہ اسے دشمن عقل خدا نے شراب حرام کی ہے اور تو بیٹھا اوسی کو پی رہا ہے
اس شقی نے جواب دیا کہ واہ- یہ شراب ہے- اچھی کہی- تمہین بالکل تمیز نہین- مین تو آب سرد
و شیرین پی رہا ہون اور تم اسے شراب بتاتے ہو اگر یقین نہو تو گھوڑے سے اوتر کے دیکھلو-
مجھے پیاس نے تو ستا ہی رکہا تہا گھوڑے سے اوتر کے اسکے پاس بیٹھ گیا اور جھک کے
چاہتا تہا کہ سونگھون ناگہان اوپر سے میری کھوپری پر اس زور سے لٹھ پڑا کہ مین اوس گرمی اور
پیاس کی تکلیف مین بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا اور اس موذی نے میرے ہاتھ پیر کسکے مجھے
بے بس کر دیا اور کہا کہ معلوم ہوا تو محمدؐ کے اصحاب مین سے ہے- اب جبتک میرا مالک بادشاہ
کے پاس سے نہ آئیگا مین تجھے نہ چھوڑونگا- مین نے اسکے مالک کا نام دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ قداح بن وائلہ ہے- پس اوسوقت سے ابتک اسکے ظلم مین گرفتار ہون- شراب پی پی کے
بکی ہوئی میرے اوپر چھڑکدیتا ہے- جناب سیف اللہ یہ باتین سنکے بہت غضبناک ہوسے
اپنے سامنے کھڑے ہو کر اوسکا سر اوڑوا دیا اور سب مال و اسباب جو وہان پایا لٹوا لیا- عامر
کی مشکین کھولی گئین اور پوچھا کہ ہمارا خط کہان ہے- عامر نے جوابدیا- میرے عمامہ مین موجود
ہے- اون سے ہی پہر کہا گیا کہ اچھا اسے لیکے تم جلدی امین الامتہ کی خدمت مین پہونچو ایسا
نہو کہ وہ کوئی ایسی کارروائی کر بیٹھین جس سے خدانخواستہ اونکی ذات کو مضرت پہونچے- پہر
لشکر ظفر پیکر نے شام و عراق کی حد پر موضع اریکہ مین قیام کیا- اثناء قیام مین وہان کے رومی سردار
پر رات کو شبخون مارا- وہ بہاگ کے قلعہ مین جا چھپا-

سمعان حکیم اوسی قلعہ مین رہتا تہا وہ لشکر اسلام کی آمد سنکے ڈر گیا اور بولا قسم ہے خدا کی
وہ زمانہ آگیا- لوگون نے گھبرا کے پوچھا کہ حکیم صاحب آپ نے یہ کیا کہا- سمعان نے جوابدیا کہ
میرے پاس ایک جنگ نامہ ہے جسمین ان لوگون کے تمام کارنامے مندرج ہین یہی پہلا

نشان مجھے اونکا معلوم ہوتا ہے - پھر ایک کتاب نکالکے دیکھی اور کہا - اچھا سپہ سالار کو جاکے
دیکھو اگر اونکی ڈاڑہی گھنی - کندہے چوڑے - منہ پر چیچک کے داغ اور قوی الجثہ بارعب وداب آدمی
ہون اور علم بھی اونکا سیاہ ہو تو سمجھ لینا کہ وہی سپہ سالار شام ہین - وہ ضرور ہمارے ملک کو فتح کرینگے
اور ہمین یہان سے نکالدینگے - اریکہ والے لشکر اسلام مین آئے اور جو جو نشان سمعان نے بتادئے
تھے وہ جون کے تون حضرت سیف الدین پائے - وہان سے دوڑے ہوئے اپنے حاکم
کے پاس پہونچے اور ساری کیفیت بیان کی - حاکم تھوڑی دیر تامل کرکے بولا - اچھا مین سوچ
سمجھکے کل اسکا جواب دونگا - دوسرے دن حاکم نے سب قوم کو مجمع کرکے رائے طلب کی سبھون
نے بالاتفاق یہی کہا کہ ہم صلح اور امن کے شایق ہین - پس شہر کے تمام عمر رسیدہ اور تجربہ کار شریف
وامیر جمع ہوکے خدمت سیف الدین حاضر ہوئے - آپنے اونکی بڑی عزت وتوقیر کی اور اونکے
حسب دلخواہ صلح کرلی - شجاعت کا خاصہ ہے کہ سیدہا ہو اوسے ہمیشہ سیدہا رہتی ہے - جو لوگ
خالد کو سخت اور تندخو اور بدمزاج بتلاتے ہین وہ اب دیکھین کہ اریکہ والون سے کان بھی نہین
ہلائے اور جو اونہون نے کہا منظور کیا - ہمنے ایسے معترض اور مضمون نگار بہت دیکھے ہین جن پر خود
ہر کسے تا صبح برائے دیگران - کی مثل صادق آتی ہے - مگر دنیا کے نبض شناس اور زمانہ کے
تیور پہچاننے والے ہی بخوبی سمجھ سکتے ہین کہ یہان سیدہی اونگلیون سے گہی نکل سکیگا اور یہان
ٹیڑہی اونگلیون کا کام ہے -

بصریٰ کی فتح اور روماس کا مسلمان ہوجانا

جب مسلمانون کی شجاعت اور شجاعت سے زیادہ اونکے اخلاق وکرم نے چاردانگ عالم مین اپنا
سکہ جمالیا اور اریکہ والون کی حالت سب نے دیکھلی تو سخنہ اور قدامہ کے حاکم کوکب نے اپنی
رعایا کو طلب کرکے مشورہ لیا کہ اگرچہ قلعہ ہمارا مضبوط وپائدار ہے مگر یہ بھی سمجھ لینے کی بات ہے

کہ سامنا بہی اونکے لوگون سے ہے - میری راے تو یہ ہے کہ مسلمان عادل اور کریم ہین اون سے صلح کر لیجیے - رعایا نے بہی اپنے حاکم کی صلاح مان لی اور مسلمانون کی دعوت کا سامان کیا جس وقت سیف اللہ تدامر مین پہونچے تین سو معززین دست بستہ خدمت بابرکت مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ ہمارے لئے کیا حکم ہے - ارشاد ہوا کہ اگر تم لوگ صلح کے خواہان ہو تو جیسے چاہو صلح کر لو ہم تم سے کوئی شرط بہی نہین کیا چاہتے کیونکہ ہم سن چکے ہین کہ تم نے مسلمانون کی دعوت کا سامان کیا ہے مہربان کا درجہ اسلام نے بہت بڑا گردانا ہے - پس اونہون نے سوا وقیہ سونا سپہ سالار والا اقتدار کے حضور مین پیش کیا - جناب سیف اللہ نے اپنے دستخط خاص سے صلح کی دستاویز اونہین لکھدی - وہ لوگ دعائین دیتے اور شاد ہوتے ہوے اپنے گہرون کو چلے گئے - وہان سے فوج ظفر موج اسلام نے حوران کا رخ کر کے بصری فتح کرنیکا عزم بالجزم کیا -

اسی زمانہ مین عامر بن طفیل نامہ سیف اللہ جناب امین الامتہ کی خدمت مین لے پہونچے - آپ مسکراے اور فرمایا سمعا وطاعتہ مین جان و دل سے اللہ اور اوسکے رسول اور اوس رسول کے جانشین اور خلیفہ کا مطیع و فرمانبردار ہون - اسکے بعد اپنے منہ سے یہ خبر اپنی تمام فوج کو سنادی کہ مین معزول ہوا اب تمہارے سپہ سالار حضرت خالد نامدار ہین وہ جو کچہہ فرمائین اوسے جان و دل سے مانو - اسی مین تمہاری بہتری ہے -

ان واقعات کے گذرنے سے پہلے جناب شرجیل بن حسنہ چار ہزار آدمیون کی جمعیت کے ساتہہ بصری پر پہونچ چکے تہے - وہان ایک حکیم روماس تہا جو بڑا عالم و زاہد اور دانا مقرب پادشاہی مین سے تہا - وہان کے سب لوگ اوسکی عقل و حکمت کو مانے ہوے تہے ہر سال مین ایکدن عید مقرر کر کے دور دور سے لوگ روماس کی زیارت کو آتے اور اوسکی وعظ و نصایح

سنتے تہے - اسی عید کا دن تہا کہ شرجبیل بن حسنہ کے نشان بصریٰ مین پہونچے میلہ مین ایک تلاطم سا پڑگیا - روماس بولا - تم لوگ سراسیمہ نہو مین خود جاکے ان لوگون کا عندیہ دریافت کرتا ہون - غرضکہ روماس گہوڑے پر سوار ہو لشکر اسلام مین آیا اور کہا - اپنے سردار کو خبر کردو کہ روماس آپکی ملاقات کا مشتاق ہو کر آیا ہے - حضرت شرجبیل خیمہ سے نکلکے خود اوسکے پاس آگئے روماس نے دریافت کیا کہ آپ کون ہین - شرجبیل نے جوابدیا کہ مین نبی امی قریشی ہاشمی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین سے ہون - ہمارے نبی کے اوصاف توریت وانجیل مین مندرج ہین - روماس نے دریافت کیا کہ اب تمہارے نبی کا کیا حال ہے - جناب کاتب وحی نے فرمایا کہ اونہین تو حق جل وعلا نے اپنے پاس بلا لیا - روماس بولا اب کوئی اونکا جانشین ہوگا - شرجبیل نے جوابدیا - ہان اس زمانہ مین ابوبکر صدیق اونکی جگہہ پر ہین - یہ سنکر روماس بول اوٹہا کہ قسم ہے خدا کی تم حق پر ہو اور شام وعراق کو ضرور فتح کر لوگے - مگر تمہاری تہوڑی سی جماعت دیکہکے مجہے ترس آتا ہے کہ تم کیسے ہمارے لشکر سے لڑسکوگے جو ٹڑی دل سے بہی زیادہ ہے خیر اسی مین ہے کہ سیدہے اپنے گہر چلے جاؤ - مین تم سے کچہہ بازپرس نکرونگا - تمہارے خلیفہ ابوبکر میرے گہرے اور پرانے دوست ہین اگر وہ خود یہان آتے تو مجہسے ہرگز نہ لڑتے - جناب شرجبیل نے جوابدیا کہ اے روماس - اب یہ خیال خام اپنے دل سے دور کردو اوس زمانہ کی جب تم اون سے ملے ہوگے اور بات تہی مگر اب تو وہ اگر اپنے بیٹے یا بہائی کو بہی خدا ورسول کا مطیع ندیکہینگے تو اوسکی بہی رعایت نہ کرینگے - وہ اللہ کی طرف سے مامور ہین اور ہم اونہین کے بہیجے ہوے یہان آے ہین واپس نہین جاسکتے یا تو مسلمان ہوجاؤ یا جزیہ دو یا لڑو - روماس بولا - خدا کی قسم کہا کے کہتا ہون کہ اگر میرا بس چلتا تو مین تم سے کبہی نہ لڑتا مگر یہان تو بڑے بڑے متکبر اور فرعون جمع ہورہے ہین کا ہیکو مانینگے - خیر جاتا ہون سمجہاؤنگا دیکہون کیا ٹہیرتی ہے - روماس نے

میلہ مین جا کے لوگون سے کہا کہ یقین ہے تمنے مسلمانون کی نمایان فتوحات اور ہرقل کے لشکرون کی بربادی اونکے ہاتھون سے بخوبی سنی ہوگی اور ہماری کتابون مین بہی ہماری ہلاکی انہین لوگون کے ہاتھہ سے لکہی ہوئی ہے جسکے دل مین آئے دیکہلے۔ یہ بہی گوش زد ہوا ہے کہ ایک بہت بڑا لشکر اونکا سماوہ کی طرف سے بہی آرہا ہے جسکے افسر خالد بن ولید ہین۔ اونہون نے اریکہ اور سخنہ وغیرہ پر قبضہ کرلیا ہے۔ مین تمہارے لئے بہتر یہی سمجہتا ہون کہ جزیہ دیکر اون سے اپنا پیچہا چہوڑالو۔ رومی یہ سنتے ہی اسقدر طیش مین آئے کہ بیان سے باہر ہے اور چاہا کہ روماس کو مار ڈالین۔ روماس نے چونکہ حکیم تہا اونکے تیور جو بدلے ہوئے دیکہے فوراً بدل گیا اور بولا۔ اے میرے پیارے ہموطنو۔ شاباش مین صرف تمہاری جرأت و ہمت کا اندازہ کرتا تہا۔ مین بہی تمہارے ساتہہ ہون۔ اوسی وقت سے لڑائی کا سامان ہونے لگا۔ ادہر لشکر اسلام نے اپنی صف آرائیان کین۔ جناب شرجیل بن حسنہ مسلمانون سے مخاطب ہوکے بولے کہ اے غازیان اسلام واے شیران نیک فرجام جانلو اور آگاہ ہوکہ جو خون کا قطرہ خدا کی راہ مین گرتا ہے نہایت بیش قیمت ہوتا ہے اور جو آنسو خوف پروردگار مین بہتا ہے نہایت عزیز ہے اس سے بہبودی دارین اور اوس سے عزت کونین متصور ہے۔ بہائیو۔ جانین دو اور خدا کی خوشنودی حاصل کرو۔ قصہ مختصر دونون لشکر آگے بڑہکے باہم ملگئے۔ ادہر صرف چار ہزار سوار اور اودہر بارہ ہزار کفار۔ دوپہر تک برابر تلوار چلتی رہی رومیون کو زعم تہا کہ ہم جیتینگے۔ ماخذین رویم نے روایت کی ہے کہ مین نے دیکہا۔ جناب کاتب وحی نے آسمان کی طرف ہاتہہ اوٹہاے اور یہ دعا کی یا حیّ یا قیوم یا بدیع السمٰوٰت والارض یا ذوالجلال والاکرام اللھم انصرنا علی القوم الکٰفرین ابہی یہ دعا ختم نہوئی تہی کہ حضرت سیف اللہ معہ لشکر حوران سے یہان پہونچگئے۔ نشان اسلام دور سے چمکتے دکہائی دئے۔ دن بہر سے لڑتے ہوے اور تہکے ہوے

سپاہیون کی جان مین جان آگئی - اپنے حمائیتیون کے آنے سے خوش ہو گئے - دیکھا
کہ آگے آگے دو سوار بے تاب اور گھبرائے ہوئے بھاگے چلے آتے ہین - ایک نے
انہین سے چلا کے کہا کہ اے بھائیو - گھبرانا نہین مین خالد بن ولید قاتل کفار اشرار آن پہونچا -
دوسرے نے للکارا کہ اے امت محمدی - ہمت کو ہاتھ سے ندینا مین عبد الرحمن ابن ابوبکر
تمہارا عاشق زار اور دشمن اقوام ناہنجار ہون - اسکے بعد نشان عقاب کو رافع بن عمیر اوٹھائے
ہوئے آپہونچے - جناب سیف اللہ کی للکار سنتے ہی رومی سرد ہو گئے - مسلمانون مین السلام
علیکم - وعلیکم السلام کی دہوم مچگئی - حضرت شرحبیل بن حسنہ نے آگے بڑھکر اس آئی ہوئی فوج
کا استقبال کیا - خالد بن ولید نے کہا کہ کیا آپکو یہ بات نہین معلوم تہی کہ یہ بستی مشہور ہے - شام
وعراق دونون اسے اپنی ناک سمجھے ہوئے ہین - دوسرے یہ موسم یہان ایک بڑے میلہ کا تہا -
بارہ ہزار تو اسوقت آپکے سامنے آئے اور ایک لاکھ انکے پیچھے انکی مدد کو موجود ہین - یہ آپنے
غضب کیا جو ایسے موقع پر صرف چار ہزار مسلمانون کو معرض خطر مین ڈالدیا - یہان روم کے بڑے
بڑے لشکر اور نامی نامی سردار ہر وقت موجود رہتے ہین اس تہوڑی سی جمعیت کے ساتھہ یہان
آنا محض نادانی تہا - جناب شرحبیل نے جوابدیا کہ مجھے امین الامتہ کے حکم کی تعمیل فرض تہی -
جیسا اونہون نے کہا ویسا مین نے کیا - جناب خالد بولے - حضرت ابو عبیدہ بیشک نیک
اور خدا پرست اور قابل التعظیم ہین مگر لڑائی کے ڈہنگ نہین جانتے - پہر حکم دیا کہ آج جنگ
بند رہے - لشکر آرام کرے کل دیکہا جائیگا - دوسرے دن بصری کی فوج آگے بڑہی - امیر
خوش تدبیر نے بہی شیران اسلام کو للکارا - حضرت رافع اپنا نشان لئے ہوئے میمنہ پر مستعد تہے
ضرار بن ازور میسرہ کی قوت بڑہا رہے تہے - عبد الرحمن بن ابی بکر مقدمتہ الجیش کی زینت
دوبالا کئے ہوئے تہے - فوج زحف کے ایک حصہ پر مسیب بن نجبتہ الفرازی امیر تہے اور

دوسرے حصہ پر عمرو بن غانم اشعری متعین تہے - جناب خالد نامدار آنکھہ کی پتلی کی طرح قلب مین جاگزین ہوے اور حکم دیا کہ آج ہمارے ساتھی لڑین - جناب شرجیل کا لشکر تماشا دیکھے - ناگاہ ایک شہسوار - کشیدہ قامت - حسین و وضعدار زرق برق لباس پہنے ہوے فوج مخالف سے برآمد ہوا اور بیچا بیچ مین استادہ ہوکے عربی زبان مین کہا کہ اے مسلمانو - مین تمہارے امیر سے لڑنا چاہتا ہون اور کوئی مجہہ سے دو چار نہو - مین روماس حاکم بصری ہون - یہ سنتے ہی خالد اوسکے سامنے آکھڑے ہوے - روماس نے دریافت کیا کہ آپ ہی مسلمانون کے سردار ہین - آپنے جوابدیا - ہان - مین نے مسلمانون کو ایسا کہتے سنا ہے مگر جب ہی تک کہ مین خدا و رسول کے سامنے اپنا سر جہکاے ہون اور اونکا مطیع و فرمانبردار ہون اور جسدن مین نے کوئی کام خلاف شرع شریف کیا اوسی دن میری گردن پکڑ کے اپنے لشکر مین سے نکال باہر کرینگے پھر میری یہ عزت و آبرو رہیگی - روماس نے کہا - واللہ تم حق پر ہو مین بہی مسلمان ہوگیا ہون مگر قوم سے ڈرتا ہون - مین نے اونہین ہر چند سمجہایا مگر وہ نمانے - خیر اب مین پھر جا کے اونہین سمجہاتا ہون شاید رو براہ ہو جائین - جناب خالد نے کہا - اچھا - جاؤ مگر اونکے دکھلانے کے لئے مجہہ سے لڑکے ایک آدہ زخم کہاتے جاؤ تاکہ تمہارے بطریق دیرجان کو ہماری تمہاری سازش کا گمان نہو - روماس کو یہ بات پسند آئی اور دونون مین لڑائی ہونے لگی - روماس جناب خالد کے ہاتہہ سے زخم کہا کے بہاگا اور اپنے لشکر مین جا کے عربون کی شجاعت کی تعریف کی اور کہا کہ تم اون سے نہ جیت سکوگے صلح کرلو - لوگون نے یہ سنکر اوسے بہت گہر کا جھڑکا اور معزول کرکے دیرجان کو اوسکی جگہہ مقرر کر دیا - باقی بصری پر اسلامی قبضہ ہو جانے اور دیرجان کے مارے جانے اور روماس کی مدد سے بصری کے اندر فوج اسلام کے داخل ہونے کا حال ہم اوپر لکھہ چکے ہین - دوسرے دن بصری والے اپنی حرکت سے نادم ہوکر جناب خالد کے حضور مین

حاضر ہوے اور بعد عذر خواہی کے پوچھا - یہ تو فرمائے کہ بصری کے پھاٹک آپ کے لیئے کیسے کہلگیے جو آپ اندر داخل ہوے - خالد نامدار نے روماس کی کارستانی کا حال بتانا مناسب نہ سمجھا شرم سے سر جہکالیا - لیکن خود روماس بول اوٹھے کہ یہ میرا کام ہے اور مین مسلمان ہوگیا ہون - رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بالکعبۃ قبلۃ و بالقرآن اماما لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ حضرت سیف اللہ رضی اللہ عنہ روماس کے اس کلام سے باغ باغ ہوگئے اور اہل بصری بہت ہی برافروختہ ہوے - پہر حضرت روماس نے جناب خالد ہی کے ساتھہ رہنا پسند کیا - معمر بن سالم فرماتے ہین کہ روماس ہمارے ساتھہ ہمیشہ بڑی سعی وکوشش سے جہاد مین ہمہ تن مشغول رہے یہان تک کہ تمام ملک شام صبح اسلام سے منور ہوگیا - حضرت ابوعبیدہ کی سفارش سے جناب فاروق اعظم نے اونکو امارت بصری کی سند مرحمت فرمائی - روماس چند دن بصری کی امارت کرکے انتقال فرماگئے - قصہ مختصر جناب خالد نے حکم دیا کہ حضرت روماس کے لیئے سامان سفر مہیا کیا جاے اور اہل وعیال اونکے عزت و آبرو کے ساتھہ اونکے ہمراہ رہین لیکن اونکی بیوی سیف اللہ کے حضور مین حاضر ہوئین اور درخواست کی کہ مجھے میرے شوہر سے طلاق دلوا دی جاے - اسکا باعث دریافت کرنے سے یہ بیان کیا کہ اے امیر با توقیر کل رات کو مین نے ایک بزرگ صاحب عظمت وجلال کو خواب مین دیکھا جو مجھہ سے فرماتے ہین کہ یہ شہر اور تمام شام وعراق مسلمانون کے قبضہ مین آجاینگے - تو بہی مسلمان ہوجا - مین نے عرض کی کہ حضور کون ہین - ارشاد ہوا کہ مین محمد عربی خدا کا پیغمبر ہون - مین نے اوسی وقت دین اسلام قبول کرلیا اونہون نے دو سورتین بہی کلام مجید کی مجھے یاد کرادی ہین جناب خالد نے فرمایا کہ اچھا وہ سورتین ہمین بہی سناؤ - اونہون نے سنائین تو معلوم ہوا کہ وہ "الحمد" اور "قل ہو اللہ" ہین پہر جناب خالد نے پوچھا کہ اب تم اپنے شوہر سے جدا ہونا کیون چاہتی ہو -

اونہون نے جواب دیا کہ وہ کافرہین اور مین مسلمان میرا گذارہ اونکے ساتھہ کیسے ہوگا۔ امیرلشکرشام مسکرائے اور فرمایا کہ نہین وہ تم سے پہلے مسلمان ہوگئے ہین خاطر جمع رکھو اور روماس کو طلب فرماکے اونکے سامنے کلمہ شہادت پڑہوادیا۔ کلمہ سنکر وہ نیک سیرت اور خوش قسمت عورت خوش ہوگئی اور دونون میان بیوی مین کوئی مخالفت نرہی۔ اسکے بعد اہل بصری پر اونہین کی تجویز سے ایک حاکم مقرر کرکے جزیہ ٹہیرادیا اور حضرت ابوعبیدہ کو لکہا کہ اے امین الامتہ صاحب عزت وبرکت ہم دمشق کو جاتے ہین۔ آپ بہی وہین تشریف لائین۔ جناب صدیق اکبر کی خدمت مین بہی عرضی بہیجی گئی جسمین فتح بصری کی مبارکباد تہی اور لکہا تہا کہ اب ہم دمشق جاتے ہین حضور اور سب اصحاب ہماری فتح کے لیئے روضہ رسول اقدس پر جاکے دعا کرین۔ جب قاصد یہ دونون نامے لیکر اپنی اپنی منزل مقصود کو سدہارے تو لشکر اسلام نے دمشق کا رخ کیا اور جس مقام پر قیام ہوا اوس جگہہ ایک بستی جناب خالد کے نام سے دیر خالد بسائی گئی۔

دمشق والے بہی جنگ کی تیاریان اور قلعہ بندی کرنے لگے۔

جناب خالد بن ولید کا دمشق کی جانب کوچ فرمانا

بصری کے انتظام سے فارغ ہوکر حضرت سیف اللہ القہار خالد جرار رضی اللہ عنہ نے دمشق کی طرف رخ کیا۔ ایک گانوٗن مین پہونچکے اپنا نشان رایت العقاب گاڑیا اسلیئے اوس موضع کا نام ثنیۃ العقاب مشہور ہوگیا۔ وہان سے غوطہ کی جانب چلے اور ایک دیر مین جاکر اوترے جو ابتک دیر خالد کے نام سے بولا جاتا ہے۔ اودہر لاتعد ولاتحصی فوج گرد ونواح سے سمٹ سمٹ کے دمشق کی حفاظت کے لیئے مجتمع ہوئی تہی۔ بارہ ہزار سے زیادہ سوار وہان پہلے سے موجود تہے۔ اونہون نے شہرپناہ کو نشانون۔ جہنڈون۔ بیرقون اور صلیبون سے آراستہ کر رکہا تہا جناب خالد حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کے انتظار مین چند روز دیر خالد مین ٹہیرے رہے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جب ہرقل کو اطلاع ہوئی کہ خالد بن ولید ارکہ (اریکہ) تدمر۔حوران سخنہ (سختہ) اور بصری کو فتح کرنے کے بعد دمشق کی طرف چلے آتے ہین تو اپنے سردارون کو بہر طلب کرکے بولا کہ میرا کہنا تمہارے آگے آتا جاتا ہے۔ مینے ہرچند تمکو نشیب و فراز سمجھایا۔ڈرایا مگر تم انجام کار سے بیخبر لوگ نہ ماننا تھا نہ مانے غرضکہ وہی ہوتا ہے جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے۔افسوس صد افسوس۔

گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو	از شما یک تن نشد اسرار جو

اب اہل عرب نے تدمر۔ارکہ۔حوران۔سخنہ۔بصری کو فتح کرلیا ہے اور عنان عزیمت دمشق کی طرف منعطف کی ہے اگر دمشق بہی اونہون نے لیلیا تو سمجھ لو کہ تمہین بہیک مانگے بہی نہ ملیگی قصہ مختصر ادبار تمہارے آگے ہے اور مصیبت پنجہ جہاڑکے تمہارے پیچھے پڑی ہے۔ شہر دمشق ملک شام کا بہشت ہے مین نے قسمت آزمائی کے لئے وہان اتنی فوج بہیجدی ہے جسکا شمار حملہ آور لشکر سے دوچند ہے۔پس ہے تم مین کوئی ایسا شخص جو میری طرف سے مسلمانون سے لڑنے جاے۔اونکے مقابلہ مین میرا ہاتہہ بٹاے اور میرا قوت بازو بنے۔جو شخص اونکو ہزیمت دیگا اور میرے ہاتہہ سے نکلا ہوا ملک اون سے چہین کے اونہین میری عملداری سے نکال باہر کریگا مین اوسے وہ ملک معہ دمشق کے بالکل دیدونگا اور اوس سے ایک کوڑی بہی خراج یا محصول کی کبہی نہ لونگا۔ہرقل کی یہ باتین سنکے اوس کے سردارون مین سے ایک سردار کلوص (کلوس) بول اوٹہا کہ جہان پناہ مین اون سے مقابلہ کرونگا اور آپ کے اقبال سے اونکو آپکی عملداری سے بدر کرکے کسی مسلمان کا نام و نشان ملک شام مین باقی نہ چہوڑون گا۔ یہ کلوص وہ سردار ہے جسنے اوس زمانہ مین بڑی شجاعت اور بہادری ظاہر کی تہی جبکہ کسری شاہ ایران نے ملک شام پر چڑہائی کی ہے۔ہرقل نے کلوص کی باتین سنکے اوسے ایک صلیب

طلائی دی اور پانچہزار سوار اوسکی جلو کے لیے متعین کیئے اور کہا کہ اس صلیب کو ہر وقت اپنے آگے رکہنا یہ تمہاری مدد کریگی۔ کلوص اوسی وقت انطاکیہ سے کوچ کرکے حمص مین پہونچا۔ حمص کو فوج اور آلات حرب وضرب سے بہمہ وجوہ آراستہ پایا۔ اوسکے آنیکی خبر سنکے قسیس اور راہب خوشبوئین جلاتے ہوے اور انجیلین ہاتہون مین لیئے ہوے اوسکے استقبال کو حمص سے باہر نکلے۔ معمودیہ کا پانی اوسپر چہڑکا اور فتح کے لیئے دعائین مانگین۔ کلوص ایکدن اور ایک رات وہان رہکے شہر جوسیہ کے طرف روانہ ہوا۔ یہان بہی لوگون نے حمص کی طرح اوسکی آؤ بہگت کی۔ جب شہر بعلبک مین پہونچا ہے تو وہان کی عورتین اور مرد منہ پیٹتے۔ بال نوچتے اور سینے کوٹتے اوسکے پاس آئے اور بیان کیا کہ عربون نے ارکہ۔ تدمر۔ حوران اور بصریٰ کو فتح کرلیا ہے اور ارادہ دمشق کا رکتے ہین۔ کلوص نے جواب دیا کہ وہ اب جابیہ مین ہین اور مین تعجب کرتا ہون کہ اونہون نے کیسے اتنے شہرون اور قلعون پر اپنا قبضہ کرلیا۔ اہل بعلبک نے کہا کہ بیشک آئے ہوے عرب جابیہ مین ہین مگر جس شخص نے اتنے مقام فتح کیئے ہین وہ عراق سے یہان بہیجا گیا ہے۔ وہ بڑا جری اور صاحب تدبیر ہے۔ لوگ اوسے خالد بن ولید کہتے ہین۔ کلوص نے پوچہا کہ۔ بتاؤ۔ اونکی تعداد کتنی ہے۔ اہل بعلبک نے کہا کہ صرف پندرہ سو سوار ہین۔ کلوص بولا کہ قسم ہے اپنے دین وایمان کی مین اوسکا سر کاٹ کے تمہارے دکہانیکو یہان بہیجونگا۔ پہر کلوص وہان سے کوچ کرکے دمشق کی طرف چلا۔

ہرقل کی طرف سے اون دنون دمشق کا حاکم عزرائیل رومیون مین نہایت معزز اور آبرو دار تہا۔ اوسکے پاس بیس ہزار سوار اور پیدل تہے۔ جب کلوص دمشق مین داخل ہوا تو بڑے بڑے رئیس اور سردار اوس سے ملنے آئے اور بادشاہ کا وہ فرمان پڑہا جسکی رو سے وہ دمشق کی حفاظت اور مسلمانون کے مقابلہ کے لیئے متعین ہوا تہا۔ کلوص نے اون سے کہا کہ

آپ سب صاحب خاطر جمع رکھین مین آپ کی طرف سے مسلمانون سے لڑونگا اور اونہین مار کے
یہان سے ہٹا دونگا مگر شرط یہ ہے کہ عزرائیل کو اپنے شہر سے نکال باہر کرو مین اکیلا اس کام کو
تمہارے لیئے انجام دونگا - اہل دمشق نے جوابدیا کہ دشمن ہمارے سرون پر چڑہے چلے
آتے ہین - وقت نازک ہے - زمین و آسمان ہم لوگون کے مخالف ہوگئے ہین - ایسے مصیبت
کے موقع پر ہم عزرائیل سے لگاڑنا اور اوسے شہر سے نکالدینا خلاف مصلحت سمجہتے ہین بلکہ
یہ وقت تو ایسا ہے کہ اگر دس سردار اور ہین تو ہم اپنی ہمت بند ہانے کے لیئے سمیٹ لین -
لوگون نے یہ سب باتین عزرائیل سے بہی جا لگائین - وہ بگڑ گیا اور اہل دمشق سے کہا کہ اچہا اگر
تمہین کلوص کی زیادہ خاطر منظور ہے اور میری بے عزتی تمہاری نگاہ مین سمائی ہے تو جب
اہل عرب دمشق کا محاصرہ کرلین اوسوقت ایک ایک دن باری باری سے مین اور کلوص اونکے
مقابلہ کو جایا کرین اس سے میری اور اوسکی شجاعت کا امتحان تمہین ہوجائیگا - ہم دونون مین
سے جو مسلمانون کو بہگا دے وہی دمشق کا حاکم رہے - اہل دمشق نے اس رائے کو پسند کیا
اور اپنے اپنے گہر چلے گئے - مگر ان باتون سے کلوص اور عزرائیل مین عداوت قلبی ہوگئی اور
دمشق کی کمبختی آگئی - اب کوئی صورت بچنے کی نہین - جہان حضرت نفاق کو قدم رکہنے کو
جگہہ ملگئی وہان کا پہر اللہ ہی بیلی ہے - اتفاق ہی قوت ہے اور اسی سے سب کچہہ ہوسکتا ہے

دولت ہمہ ز اتفاق خیزد	بیدولتی از نفاق خیزد

یاد رکہو کہ جس قوم کو خدا بنانا چاہتا ہے اوسمین اتفاق دیتا ہے اور جسکو لگاڑنا منظور ہوتا ہے
اوسے نفسانیت - خودغرضی اور نفاق سے بہر دیتا ہے چنانچہ اسوقت دو قومین آپکے سامنے
ہین - دیکہلو اتفاق اور یکجہتی نے کسکا بول بالا کیا اور نفاق اور نفسانیت نے کسکا منہ کالا کیا -
اگر اسوقت خالد بن ولید اور ابو عبیدہ بن الجراح لڑنے لگتے تو کیا دور تہا -

واقدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ رومی ہر روز دمشق کے باب جابیہ سے نکلکے کئی کوس تک جناب امین الامتہ کے آنے کی خبر لینے جایا کرتے تہے۔ اونکا تو پتا نہ چلا لیکن جناب سیف اللہ ملک الموت کی طرح اونکے سرون پر آن دہمکے جو ثنیتہ العقاب کی طرف سے تشریف لائے تہے جیسا کہ ہم اوپر لکہہ چکے ہین۔

رفاعہ بن مسلم نے روایت کی ہے کہ خالد بن ولید آکے دیر غوطہ پر اوتر پڑے۔ یکایک دمشق کی فوج کو ٹیڑی دل کی طرح اپنی طرف آتے دیکہا۔ جناب سیف اللہ نے مسیلمہ کذاب سے چہینی ہوئی زرہ پہن لی۔ اپنے عمامہ سے کمر کو چست کسلیا اور اوسکے کنارہ کو گلے مین لٹکایا اور مسلمانون کو آواز دی کہ اے ایمان والو۔ دیکہو دشمنون کے لشکر کے سوار و پیادے آپہونچے خبردار جانے نہ پائین۔ انکو ایسے آڑے ہاتہون لو کہ چہٹی کا دودہ یاد آجائے بہاگنے کو راہ نہ ملے۔ بہائیو۔ تمہارے ساتہہ خدا ہے۔ اے خدا کے مددگارو۔ آمادہ ہو جاؤ۔ قدم ہمت آگے بڑہاؤ۔ جانین جان آفرین کی نذر کرو۔ ایسے مرنے مین لطف حیات ہے خدا ورسول تمسے راضی ہو جائین تو بڑی بات ہے میرے پیارو۔ کلمتہ الحق بلند ہونا چاہیئے سر جائے تو جائے لیکن اسلام کی عزت رہے۔ اگر تم خدا کے دین کو مدد دوگے تو خدا تمہاری مدد کریگا۔ مسلمانو۔ تم اس آیت کے مصداق ہو۔ ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنتہ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون وعدا علیہ حقا فی التورتہ والانجیل والقرآن ومن اوفی بعھدہ من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ وذلک ھوا لفوز العظیم ۝

یعنی بیشک اللہ نے مسلمانون سے اونکی جان اور مال بہشت کے بدلہ مین خرید لئے ہین وہ لڑتے ہین خدا کی راہ مین پہر مارتے ہین اور مرتے ہین اسکا سچا وعدہ ہو چکا ہے توریت اور انجیل اور

قرآن مین اور اللہ سے زیادہ وعدہ کا سچا کون ہوسکتا ہے پس خوشی مناؤ اس بیوپار پر جو تمنے
کیا ہے اللہ سے اور اسی کو بڑی مراد ملنا کہتے ہین۔ اے مسلمانو۔ تمہارے اور بہائی بہی
امین الامتہ رضی اللہ عنہ کے ساتہہ تمہاری مدد کو آتے ہین اون کے آنے سے پہلے ایک چمکتی
سی فتح حاصل کرلو تاکہ اونہین تمکو مبارکبادی دینا پڑے۔ مسلمان جناب سیف اللہ کی یہ تقریر
سنکے جوش مین بہر گئے اور جلدی سے ہتیار بدن پر سج سجا کے سوار ہو دشمنون کی چہاتیون
پر جا چڑہے۔ یہ حال دیکہکے رومیونکا لشکر مسلمانون کے سامنے آکے ٹہیر گیا۔ جناب سیف اللہ
نے رافع بن عمیرۃ الطائی کو میمنہ مسیب بن نجبتہ الفزاری کو میسرہ۔ دائین بازو کی طرف شرجیل بن
حسنہ۔ بائین بازو کو عبد الرحمن بن ابی بکر۔ ساقہ پر سالم بن نوفل کو مقرر فرمایا اور خود اپنے ساتہیون
سمیت قلب لشکر مین قیام کیا۔ اسکے بعد ضرار بن الازور سے کہنے لگے کہ تم اسوقت اپنے باپ
اور قوم کی روش اختیار کرو اور اللہ کے دین کو مدد دو خدا تمہاری مدد کریگا۔ اے ضرار۔ تم اپنے
حملہ سے رومیون کو ہلا دو۔ تمہاری شجاعت سے رستم کا کلیجہ پانی ہوتا ہے۔ پس ضرار حضرت
خالد کا حکم پاتے ہی میلے کپڑے پہنے۔ پرانا عمامہ باندہے ایک لاغر سی گہوڑی پر سوار فوج اسلام
سے باہر نکلے۔ ایک ایڑ جو لگائی تو وہ گہوڑی ہوا سے باتین کرتی ہوئی فوج کفار مین نظر آئی گویا
ایک بجلی تہی جو چشم زدن مین ادہر سے اودہر ہوگئی اور رومیون پر حملہ کرکے اونکی صفون کو درہم
برہم کر ڈالا۔ چار سوار رومیون کے مارے۔ دوسرے حملہ مین اونکے چہہ پیدل قتل کئے۔ اگر
رومی تیر اور پتہر پہینکنا نہ شروع کرتے تو ضرار لڑائی سے ہرگز منہ نہ موڑتے۔ جب وہ اپنے لشکر مین
چلے آئے تو حضرت سیف اللہ اور مسلمانون نے اونکا شکریہ تہ دل سے ادا کیا۔ اونکے بعد جناب
عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق زرہ پہنکے لشکر سے برآمد ہوے۔ سدہارنے کے وقت حضرت خالد نے
اون سے کہا کہ اے شاہزادۂ بلند اقبال تم جا کے اپنے رعب سے دشمنون مین کہلبلی ڈالدو۔

اللہ تعالےٰ تمہین برکت اور ہمت دے - غرضکہ جناب عبدالرحمٰن نے بھی ضرار بن الازور کیطرح رومیون کی فوج پر قیامت ڈہادی اور بہت سے دشمنون کو خاک مین ملا کے واپس آے -
اب جناب سیف اللہ القہار خالد نامدار خود لشکر کفار پر جہپکے اور اپنی نیزہ بازی اور شجاعت کا جوہر دکہایا - لوگ متحیر اور حیران کہڑے دیکہہ رہے تہے اور سمجہہ مین نہین آتا تہا کہ شیر غضبناک بپہر رہا ہے یا تلوار کی بجلی گر رہی ہے - سارے لشکر کے دانت کہٹے کر دئے - گو تیر برس رہے تہے مگر خالد بس رومیون کا صفایا کر کے دونون لشکرون کے درمیان مین آکہڑے ہوے اور پکارے کہ اے کفار نابکار - ہے کوئی تم مین ایسا جو میری تلوار کے منہ پر چڑہے جب کلوص نے خالد بن ولید کے یہ تیور دیکہے تو سمجہا کہ یہ سالار لشکر یہی ہین اور میرا ترک واحتشام دیکہنے چاہتے ہین کہ مین اونکے مقابلہ کو نکلون - یہ سوچکے چاہا کہ دبک جاؤن مگر حضرت سیف اللہ کی تاک اوسی پر لگی ہوئی تہی جہجکتا دیکہکے اوس پر جہپٹے - رومی سردارون نے سیف اللہ کو ڈانٹا اور تیر برسانے لگے - حضرت خالد نے ذرا بھی پرواہ نہ کی - گہوڑے کو ایڑ لگا کے بجلی کی طرح صف دشمنان مین داخل ہو گئے اور دس رومیون کو ملک الموت کے سپرد کر کے بیچ میدان جنگ مین آکہڑے ہوے اور فرمایا اے - کفار ناہنجار - تم نے ابہی تک میری بات کو نہین سنا بہیجو میرے سامنے جسکو بہیجتا ہو - اسپر بہی کوئی نہ آیا - پہر اسیر شیر گیر نے فرمایا کہ اچہا اگر ایک کی ہمت نہین پڑتی تو دو آئین بلکہ چار یا دس تک بہیجدو - مگر کسیکے منہ سے خالی جواب تک نہ نکلا - خالد بن ولید بولے کہ اے بزدلو - خرابی ہو تمہاری - مین اکیلا کہڑا ہوا اپنا وقت ضائع کر رہا ہون اور تمہارے کان پر جون نہین رینگتی پہر کیا منہ لیکر گہر سے لڑنے چلے تہے - اے نامردو عورتون کیطرح چوڑیان پہنکر پردہ مین کیون نہ بیٹہ رہے - مین اکیلا اور تمہارے دس - پہر اسمین کیا کلام ہے - اصل حقیقت یہ ہے کہ لشکر اسلام کا ہر آدمی شجاعت

مین مجھہ سے کہین بڑھکر ہے - کیا ابہی تم نے ایک لڑکے عبدالرحمٰن کے ہاتھہ لڑائی مین نہین دیکہے - واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جناب خالد کی یہ تقریر عربی زبان مین تہی جسے بہت سے رومی نہین سمجہے مگر عزرائیل نے کلوص سے چین بجبین ہوکے کہا کہ تمہین بادشاہ نے مسلمانون سے لڑنے بہیجا ہے پس تمہارا فرض ہے کہ شہر اور رعیت کو انکے ہاتہون سے بچاؤ تم خالد سے مقابلہ کرنے کو کیون نہین جاتے - کلوص نے جوابدیا کہ یہ کام تمہارا ہے تم حاکم شہر اور مجھہ سے پہلے سے یہان ہو - کیا تمہین یہ زعم ہے کہ بغیر حکم ہرقل کے مین شہر سے نہین نکل سکتا نہین مین ہی تمہین معزول کرسکتا ہون - اچہا مین حکم دیتا ہون کہ تم اس عرب سے جاکی مقابلہ کرو - عزرائیل نے جوابدیا کہ مین نے شہر والون سے شرط کرلی ہے کہ ایکدن تمہین لڑنا پڑیگا اور ایکدن مجہے - پس آج تم میدان جنگ مین جاؤ مین تمہارا حکم نہین مانتا - کلوص بولا نہین - تمہین جانا پڑیگا تم پہلے سے یہان ہو - اس مین مین تو تو نے طول پکڑا یہان تک کہ لوگون نے آکر یہ فیصلہ کیا کہ دونون کے نام پر قرعہ ڈالا جاے جسکے نام کی چٹھی نکلے وہ لڑنے جاے - کلوص کا دل تو اندر سے دہکڑ پکڑ کر ہی رہا تہا بولا کہ نہین - اسوقت سب ملکے حملہ کردو تاکہ عزت رہجاے - عزرائیل نے کہا کہ مجہے اس بات سے کچہہ بحث نہین اگر تم سب ملکے لڑنا چاہتے ہو تو لڑو - کلوص نے عزرائیل کی یہ باتین جو سنین تو اپنے دل مین ڈرا کہ اگر ہرقل کو اس قیل وقال کی خبر ہوگئی تو مجہے اپنی مصاحبت سے نکالدیگا اسلئے فوراً زبان بدلگیا اور کہنے لگا کہ اچہا قرعہ ہی ڈال لو - شامت اعمال سے قرعہ کلوص ہی کے نام نکلا - عزرائیل بولا - اب تشریف لیجائے اور اپنی مردانگی کے جوہر دکہائے - جب مین مقابلہ کو نکلونگا تو سب کو معلوم ہو جائیگا کہ ہم دونون مین شجاع کون ہے - خیر ستگ آمد وسخت آمد میان کلوص ڈرتے ہوے دل اور کانپتے ہوے ہاتھہ پیرون سے مسلح ہوکر جون تون گہوڑے پر لدگئے

اور لشکر والون سے کہتے گئے - مین چاہتا ہون کہ تمہاری ہمت میرے ساتھہ متعلق رہے - اور میرے ساتھہ ہو - اگر تم لڑائی مین میری طرف سے کچھہ کمی یا عجز دیکھو تو سب یکبارگی حملہ کر کے مجھے بچا لینا - راوی کہتا ہے عہ - سالے کہ نکوست از بہارش پیداست - اچھا تشریف لیجائیے دیکھا جائیگا - پھر کلوص بچکا او ایک حیلہ یہ او رنکالا کہ یہ آدمی جو میرے مقابلہ کے لئے کھڑا ہے بدوی ہے - مین اسکی زبان نہین سمجھونگا ایک آدمی میرے ساتھہ چلے تا کہ میری بات اوسے سمجھاوے اور اوسکی مجھسے کہدے مین اس بدوی سے باتین ہی کیا چاہتا ہون - پس ایک نصرانی نہایت دانشمند و فصیح جسکا نام جرجیس تھا اوسکے ساتھہ ہوا - جاکے مین کلوص نے جرجیس سے کہا کہ مشفق من - مین خوب جانتا ہون کہ یہ عرب جس سے میرا مقابلہ ہے نہایت شجاع اور دلیر ہے اگر اسکے ہاتھہ سے میری بگڑتی دیکھنا تو مہربانی فرما کے میری مدد کرنا - اگر مین جیتا رہا تو تمکو اپنا وزیر اور مصاحب کرلونگا اور جو گفتگو مجھہ مین اور اس عرب مین ہو اوسے بھی لوگون سے پوشیدہ رکھنا - خیر مین اوسکے پاس جاتا ہون اور کوئی حیلہ بنا کے ابھی لوٹا آتا ہون - کل کے دن عزرائیل کی باری ہے اوسے اللہ کرے یہ کہا ہی جائے تا کہ وہ جیتا جاگتا ہمارے لشکر مین نہ پہونچے - آنکھون سکھہ کلیجہ ٹھنڈک میرا مطلب بنجائیگا - خدا آج کی آئی ہوئی ٹالدے - بھائی جرجیس - ذرا میری ڈھارس بندہائے رہو - یہ سنکے جرجیس کے ہاتھونکے طوطے اوڑگئے اور کانون پر ہاتھہ رکھکے بولا - نا - صاحب - مین بیچارہ لڑنا بھڑنا کیا جانون میرا کام ترجمانی ہے اوسے بخوبی ادا کر سکتا ہون آپ چاہین تو مجھے لیچلین ورنہ یہین چھوڑ جائین - کلوص بولا - افسوس تم بھی یہی چاہتے ہو کہ مجھے دشمن کے حوالہ کردو - جرجیس نے جواب دیا کہ نہین نہین - تمہارے دل مین یہ ہے کہ مین تمہاری حمایت مین مارا جاؤن اور تم بچے رہو - جب مین مارا گیا تو تمہارا انعام و اکرام میرے کس کام آئیگا - آخر اسی رد و بدل مین کلوص جیسے تیسے خالد کے پاس پہونچا -

رافع بن عمیرۃ الطائی نے لیک کے کلوص پر حملہ کرنا چاہا۔ جناب سیف اللہ نے روکا کہ دین کی مدد کرنا میرا کام ہے تم اپنی جگہہ پر رہو۔

روایت ہے کہ جب کلوص اور جرجیس حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس پہونچے تو کلوص نے جرجیس کی معرفت خالد سے یہ دریافت کیا کہ تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو اور ہمارے دبدبہ اور کثرت فوج سے کیون نہین ڈرتے اور تمہارا ارادہ کیا ہے۔

جرجیس جناب سیف اللہ کے پاس آیا اور کہا کہ اے سردار مسلمانان مین تم سے ایک مثال کہا چاہتا ہون جو یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس بہت سی بکریان تہین اونہین چرانے کے لیئے اوسنے ایک چرواہا مقرر کیا جو بڑا ڈرپوک تہا اور درندجانورون کے مقابلہ کی جرأت اوسمین نہ تہی پس ایک جنگلی درندہ رات کو ہر روز آتا اور ایک بکری اوٹہا کے لیجاتا اسی طرح ہوتے ہوتے بکریون کی تعداد بہت کم ہوگئی۔ جب بکریون کا یہ حال مالک نے دیکہا تو چرواہے کی بزدلی اور غفلت و سستی اوسے ثابت ہوئی اور ایک مضبوط اور دلیر آدمی کو بکریون کی نگرانی سپرد کی۔ یہ کارگذار اور بہادر آدمی رات بہر بکریون کے گرد ہتیار لگائے ٹہلتا رہا جب وہ درندہ اپنی عادت کے موافق آیا تو اوسے اپنی برچہی سے مارڈالا اور مالک کے مال کو نقصان سے بچالیا۔ بعینہٖ یہی کیفیت ہماری اور تمہاری ہے کہ تم دست درازیان کرتے رہے اور ہمنے تمہارے معاملہ مین غفلت اور سستی کی یہانتک کہ تم ہمارے سر پر چڑہ بیٹہے اور یہ نوبت پہونچی جو آج درپیش ہے۔ ورنہ تم لوگ ہمارے سامنے ایک قوم ضعیف بہوکے پیاسے ننگے محتاج ہو۔ غذا تمہاری ہمیشہ موٹا ناج جو چینا وغیرہ رہی ہے۔ روغن زیت پر ہمیشہ تمنے بسر کی۔ جب تم ہمارے شہرون مین آئے تو ہزارہا نعمتین تمہین میسر ہوئین تمنے عمدہ عمدہ کہانے کہائے اور سیر ہوکے ہمین پر گہرانے لگے۔ مگر اب بادشاہ کو تمہاری طرف توجہ ہوئی ہے اور تمہاری سرکوبی کے لیئے ایسا

رستم دوران و پہلوان زمان بیجا ہے جو دم بھر مین تمہاری شیخیان کر کری کر کے نوکدم بھگا دیگا۔
وہ یادگار افراسیاب و اسفندیا یہ ہے جو میرے پہلو مین شیر نرکی طرح کھڑا ہے۔ یاد رکھنا کہ
شجاعت اور بہادری مین اپنا مثل آپ ہی ہے اسلئے مین محض دوستانہ سمجھاتا ہون کہ کہین تمہارا
حال بھی ہمارے اس تیس مار خان کے ہاتھ سے ویسا ہی نہو جیسا کہ اوس درندہ جانور کا حال
اوس جری اورکا۔ گذار چرواہے کے ہاتھ سے ہوا تھا۔ اس میرے بہادر شیر کی شجاعتین تو
اوس سے کہین بڑھکر ہین جو مین نے تم سے بیان کین مگر یہ اپنے ذاتی حلم اور جبلی شفقت
و مہربانی سے مجھے روک رہا ہے کہ مین زیادہ بیان اوسکی قوت و بہادری کا تم سے نہ کرون
ورنہ تمہارا کلیجہ اسی وقت پھٹجائیگا۔ خیر تم یہ بتاؤ کہ یہان کیون آئے ہو اور کیا چاہتے ہو۔ ہمارے
اس روئین تن فولاد بازو جوان ہمت کو تمپر ترس آتا ہے کہ تم ایسے دریای ناپیدا کنار اور بحر زخار مین کیون آئے
جسکی موجون مین ڈوبا ہوا آجتک ترا نہین۔ افسوس تمنے ایسے لوہے کے چنے چابنیکی کیون جراءت کی جو شت
دہات کے دانتون سے بھی کبھی نہ چبای گئے اور ایسا نوالہ کیون حلق مین رکھا جو نہ نیچے اوترےگا نہ اوگلا جائیگا
اگر تم مسلمانونکے سردار ہو تو اپنے دل مین بھی غور کرو اور اپنے بھائی مسلمانون سے بھی مشورہ لو اور پہلے اس سے
کہ یہ ہژبر نیستان شجاعت تمپر حملہ کرے اور اپنے زبردست پنجون سے تمہارے پرخچے اوڑا دے تم اپنا بوریا بدھنا
لیکے یہان سے چنپت بنو اور اوسی اپنے ریگستانی ملک مین شیر شتر اور سوسمار پر بسر کرو۔

جناب سیف اللہ نے جو جرجیس کی یہ لسانی اور فصیح بیانی سنی تو فرمایا کہ اے خدا کے
دشمن۔ خاموش۔ زبان اپنی بند کر یہ تیرا شیر جو تیرے پہلو مین نظر آتا ہے اور جسکی تونے اتنی
بیمعنے تعریف کی مجھے وقعت مین بھیڑ سے زیادہ نہین معلوم ہوتا۔ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا
ہم اسے پشہ سے بہتر نہین سمجھتے۔ ہم تجربہ کار اور جری شکاری ہین اور تم سب حقیر اور ذلیل چڑیان
ہو جو بالکل ہمارے دام مین پھنس چکین اب کتنا ہی پھڑپھڑاؤ اس سے نہین نکل سکتین شکاری

پیڑیون کی کثرت سے ہرگزنہین ڈرا کرتے - البتہ تونے ہمارے ملک اوراوسکی قحط سالی کا ذکر ٹہیک کیا - اسی واسطے حق سبحانہ تعالے اوس سے اچھا ملک ہمین دینا چاہتا ہے جہان جو کے بدلہ مین گیہون اورمیوے اور روغن اور شہد ہمین مرحمت ہونگے - اب یہ ملک ہمارا ہوچکا خدا نے اسے ہمارے لئے تجویز کیا ہے اور ہمارے نبی سے اسکے دینے کا وعدہ ہوچکا ہے - ہمارا قصدا ور ارادہ اگر جاننا چاہتے ہو تو یہ سنلو کہ ہم تم سے تین باتین چاہتے ہین - اسلام قبول کرو یا جزیہ دو یا ہم سے لڑو حتے یحکم اللہ بحکمہ وھو خیر الحاکمین یہانتک کہ اللہ اپنی تجویز سے ہمارا تمہارا فیصلہ کردے اور وہی سب سے بڑا فیصل کنندہ ہے - یہ شخص جو تیرے پاس کھڑا ہے مجھے تو سب سے زیادہ ذلیل معلوم ہوتا ہے - اگر یون کہو کہ یہ ایک بادشاہ کا کارندہ ہے تو ہم اپنے دین کے کارندہ ہین - نام میرا خالد بن ولید ہے اور فاتح اور حاکم ہون تدمر - ارکہ - حوران سخنہ اور بصریٰ کا -

جرجیس حضرت خالد کے اس کلام بلاغت التیام سے زرد پڑگیا اور کلوص سے یہ کہکے کہ اب آپ جانین اور آپ کا کام پیچھے ہٹ گیا -

کلوص نے جب جرجیس کا یہ حال دیکھا تو کہا کہ پہلے مین نے تجھے اس معاملہ مین بڑا دلیر پایا تہا اب کیا ہوا کہ تجھے گھبرایا اور سٹ پٹایا ہوا دیکھتا ہون -

جرجیس بولا قسم ہے اپنے دین وایمان کی مین پہلے اس شخص کو اوباش اور آوارہ لوگون مین سے سمجھا تہا اور جانتا تہا کہ اپنی لاف زنی سے اسے گڑبڑا لونگا جب اوس سے باتین ہوئین تو معلوم ہوا کہ یہ بڑا جری شہسوار اور مرد میدان ہے - یہ سردار اوس قوم کا ہے جسنے زمین کو اپنی دہشت سے لرزادیا ہے پس اب تم اپنے جوہر ظاہر کرواور اس سے نبٹو -

کلوص یہ بات سنتے ہی پشت زین پر کانپ گیا - ہوش وحواس باختہ ہوگئے اور کہا -

اے بہائی جرجیس - تو ان سے درخواست کر کہ لڑائی کو کل پر اوٹہار کہین آج مجہے مہلت دین -

جرجیس نے چونکہ اپنی تقریر مین وہ وہ ڈینگین ماری تہین کہ زمین و آسمان کے قلابے ملا دئے تہے جلگیا اور کہنے لگا کہ بیان - تمنے تو میری بہی کرکری کردی - مجہے تو یقین نہین کہ یہ منظور کرے خیر کہتا ہون -

غرضکہ جرجیس جناب خالد کی طرف مخاطب ہو کر بولا کہ اے سردار عالیجاہ - میرا ساتہی تم سے اجازت مانگتا ہے کہ مین اپنی قوم کے پاس جا کے اون باتون مین مشورہ کرون جو آپ چاہتے ہین خالد بن ولید بولے کہ اے نابکار - تو مجہسے فریب کرتا ہے مین ایسے لوگون کی نبض خوب پہچانتا ہون - میرے ہاتہہ سے تمہارا بچنا دشوار ہے - اتنا کہکر جناب سیف اللہ نے نیزہ جرجیس کی طرف تانا - اوسکی زبان بند ہوگئی - حواس باختہ ہوگیا اور ہاتہہ جوڑ کے کہنے لگا کہ حضور - میری تقصیر معاف کرین - یہی ہے جو کچہہ ہے یہان سے جانے نہ پاے - اتنا کہکر وہانسے گریز کی -

حضرت خالد نے کلوص سے کہا کہ ہوشیار ہوجا اور مجہہ سے مقابلہ کر - کلوص نے جبراً قہراً لڑائی کی ٹہان لی اور نیزہ بازی ہونے لگی - دونون یہانتک جُٹے کہ نیزون سے چنگاریان نکلتی تہین - آخرکار کلوص کے اوسان جاتے رہے - حضرت سیف اللہ اوسکا یہ رنگ دیکہکے اپنا گہوڑا اوسکے پاس لے گئے - اوسکے نیزہ کو بیکار کردیا اور اپنے نیزہ کو اوسکے حلق پر مار کر فرمایا - لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ؕ پہر جو اوسے اپنی طرف کہینچتے ہین تو کلوص پشت زین سے الگ تہا - مسلمانون نے یہ کیفیت دیکہکے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے جن سے زمین و آسمان سب گونج گئے اور کچہہ اور مسلمان سردار حضرت سیف اللہ کے پاس پہونچگئے - آپنے اونسے فرمایا کہ اس مردود کی مشکین خوب کسکے باندہلو - مگر کلوص اس حالت مین کچہہ بڑبڑا رہا تہا اسلئے حضرت روماس حاکم بصری بلائے گئے کہ سمجہو یہ کیا کہتا ہے - روماس نے کہا - یہ کہتا ہے کہ میری مشکین

کیون باندہتے ہو۔ جتنا مال چاہو مجہہ سے لیلو لیکن خالد نے فرمایا کہ نہین یہ سردار ہے اسکی مشکین ہی باندہی جائینگی۔ پہر خالد بن ولید اپنے گہوڑے سے اوترکے اوس گہوڑے پر سوار ہوے جو حاکم تدمر نے اونکی نذر کیا تہا اور میدان جنگ کا عزم کیا کہ ضرار بن الازور بولے۔ آج آپ نے بڑی محنت کی ہے اب ہم آپ کو کسی طرح نہ جانے دینگے۔ مین جاتا ہون اور آپکی طرف سے لڑونگا۔ جناب سیف اللہ نے فرمایا کہ بہائی ضرار۔ ہمارے تمہارے واسطے دنیا مین راحت وآرام کہان۔ جو آج کے دن مشقت کریگا کل آخرت مین مزے لوٹیگا۔ اللہ تمہارا نگہبان اور مہربان خلیفہ تمہارے سر پر ہے۔ ہم سے تمہارے لئے بہت ہین ہمین جانے دو یہ کہا اور باگ اوٹہا میدان رزم مین جا دہکے۔ حملہ کرنا چاہتے تہے کہ کلوص نے چلّا کے اون سے کہا اے خالد بن ولید قسم ہے تمکو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی میدان سے واپس آؤ مین تم سے کچہہ کہنا چاہتا ہون۔ مسلمانون نے باآواز بلند جناب سیف اللہ سے کہا کہ حضور یہ قیدی آپکو بلاتا ہے۔ حضرت خالد چلے آے اور فرمایا کہ کیا کہتا ہے۔ حضرت روماس نے اوسکی طرف سے بیان کیا۔ حضور یہ کہتا ہے کہ مین ہرقل کا مصاحب خاص ہون پانچ ہزار سوارون کے ساتہہ تم سے لڑنے کو بہیجا گیا تہا۔ یہان آکر عزرائیل حاکم دمشق مین اور مجہہ مین تنازعہ ہو گیا اور اوس نے میری بڑی تحقیر کی غرض اب مین آپ کی قید مین ہون ایک مہربانی میرے حال پر یہ کیجئے کہ اگر عزرائیل کو آپ گرفتار کرلین تو آپکو اپنے دین کی قسم ہے اوسے زندہ نہ چہوڑنا۔ جو ڈر کے مارے مقابلہ مین نہ آے تو خود استدعا کرکے اوسے بلوانا۔ جب تم اوسے مارلوگے تو دمشق کے مالک ہو جاؤگے۔ جناب سیف اللہ نے روماس سے فرمایا۔ تم اس سے کہدو کہ ہم کسی مشرک کو زندہ نہین چہوڑ سکتے اور مسلمان کو مار نہین سکتے۔ پہر خالد بن ولید رجز پڑہتے ہوے میدان جنگ مین پہونچے۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جب جرجیس نصرانی بدحواس اپنی قوم مین پہونچا تو بیان کیاکہ اے دمشقیو۔ تمہاری موت آن پہونچی اب کوئی صورت بچنے کی نہین۔ ان لوگون کو آدمی نہ سمجھو یہ شیر تمھین کھانیکو آے ہین۔ مین بڑی مشکل سے جان بچاکر یہان پہونچا اور تمہارے بھلے کے لئے تمھین سمجھاتا ہون کہ جیسے بنے ان سے صلح کرلو۔ رومی بولے۔ کمبخت ایک تو خود منہ کالا کرکے بھاگ آیا دوسرے ہمین ڈراتا ہے۔ ہم تجھی کو مار ڈالینگے پس جرجیس اونکے پاس سے بھی بھاگا۔

اب رومی عزرائیل کے پاس گئے اور اس سے کہاکہ کلوص تو قید ہوگیا اب تم مسلمانون سے لڑو۔ عزرائیل نے جواب دیاکہ تم اس بات کو سمجھ لوکہ خالدبن ولید اگر مارے گئے تو فوراً اون کی جگہہ دوسرا مقرر ہوجائیگا اور جو مین مارا گیا تو تم بے والی اور وارث ہوجاؤگے۔ پھر کوئی تمہارا سردھرا نہ رہیگا اور ایسے رہجاؤگے جیسے بکریان بغیر چرواہے کے ہوتی ہین اسلئے میری راے ہے کہ ہم تم سب ملکے حملہ کرین۔ رومی بولے۔ یہ نہین ہوسکتا اس صورت مین بہت سے آدمی بے جینگے اور بہت عورتین رانڈ ہوجائینگے۔ یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ کلوص کے ساتھی بھی وہان آن پہونچے اور چلاکے عزرائیل سے کہاکہ تم ہمارے مالک سے زیادہ بادشاہ کے عزیز نہین ہو پس شرط کے موافق تم بھی مقابلہ کو نکلو ورنہ ہم تم سے لڑینگے۔ عزرائیل بولا۔ تم یہ سمجھتے ہوگے کہ مین اس بدوی سے ڈرگیا ہون۔ ایسا ہرگز نہین ہے۔ خیر تمہاری یہی مرضی ہے تو مین بھی جاتا ہون تم میری دلاوری بھی دیکھہ لینا۔

پھر عزرائیل سلاح جنگ بدن پر سج کے ایک بادرفتار گھوڑے پر سوار ہوا اور خالدبن ولید کے سامنے آیا۔ آکر کہا۔ اے برادر عربی میرے پاس آؤ تاکہ مین تم سے کچھہ باتین کرون۔ سیف اللہ نے فرمایاکہ اے دشمن خدا تو ہی میرے پاس چلا آتاکہ مین تیرا سر توڑدون۔ یہ کہکر خالد

اوسپر حملہ کیا چاہتے تھے کہ عزرائیل نے کہا۔ اچھا۔ تامل کیجیے مین ہی آپ کے پاس آتا ہون خالد سمجھے یہ شخص مجھہ سے ڈر گیا ہے اسلئے تھمگئے۔ عزرائیل اونکے پاس آگیا اور بولا۔ اے برادر عربی۔ تمھارے ساتھہ بہت سے عرب موجود ہین اونکے ہوتے ہوے تم خود کیون لڑنے آئے اگر تم مارے گئے تو یہ سب بے سرے رہجائینگے انھین کون سنبھالیگا۔ خالد نے جوابدیا کہ اے دشمن خدا۔ کیا تو نے مجھہ سے پہلے اون دو شخصون کی لڑائی کا حال نہین دیکھا جو تم سے لڑنے آئے تھے۔ قسم ہے خدا کی اگر مین اونکو زبردستی نہ روکتا تو وہ تم سبکو شیر غضبناک کی طرح چیر پھاڑ کے کچا چبا جاتے او بیوقوف۔ میرے ساتھی ایسے نہین ہین جنھین میرے مرنے کے بعد کسی سنبھالنے والے کی ضرورت ہو وہ خود سنبھلے سنبھلاے ہین جو زندگی سے موت کو زیادہ عزیز رکھتے ہین اور دنیا کی زندگی کو خدا کا عذاب جانتے ہین۔ خیر اس سے کیا مطلب ہے اب تو یہ بتا کہ تو کون ہے۔

عزرائیل نے جوابدیا۔ مین شہسوارون کا سردار ہون ترک اور جرامقہ کی لشکرونکا مٹانیوالا ہون

خالد نامدار نے کہا ہم تجھہ سے یہ نہین پوچھتے۔ اپنا نام بتا۔

عزرائیل بولا کہ ملک الموت کا ہمنام عزرائیل ہون۔

جناب سیف اللہ یہ سنکر ہنسے اور کہا کہ اے دشمن خدا۔ تیرا ہمنام تیری ملاقات کا مشتاق ہے اور چاہتا ہے کہ تجھے جلدی سے دوزخ مین پہونچادے۔

پھر عزرائیل نے پوچھا۔ آپ نے کلوص کا کیا حال کیا۔

خالد بولے کہ دیکھہ لے وہ سامنے بندھا اور جکڑا ہوا بیٹھا ہے۔

عزرائیل نے کہا اوسے مار ڈالنا چاہئے تھا وہ اس قوم کے لئے بلاء بد ہے اوسے آپ نے زندہ کیون رکھا۔

جناب خالد نے فرمایا۔ اس لئے کہ تم دونون کو ایک ساتھہ ہی قتل کراؤنگا۔

عزرائیل بولا۔ اچھا ایک ہزار مثقال سونا اور دس ریشمی تھان کپڑے کے اور پانچ عمدہ گھوڑے مجھہ سے لیلو اور اوسکا سر تن سے جدا کرکے مجھے دیدو۔

سیف اللہ نے جوابدیا۔ اچھا یہ کلوص کے سر کی قیمت ہوئی اب تو اپنے سر کے عوض مین مجھے کیا دیگا۔

عزرائیل جھنجھلا کے کہنے لگا۔ تم مجھہ سے کیا لے سکتے ہو۔

جناب خالد نے فرمایا۔ اے شقی۔ لونگا کیا۔ جزیہ مین تیرا سر لونگا اور تو خوار و ذلیل ہوگا

عزرائیل برہم ہوکر بولا۔ ہم تمہاری عزت و توقیر کرتے جاتے ہین اور تم ہم سے اکڑے سے چلے جاتے ہو اور ہمارے ساتھہ زبان درازیان کرتے ہو۔ ہوشیار ہوجاؤ مین نے اب تمہارا سر اوتارا۔

جناب سیف اللہ یہ سنتے ہی آگ ہوگئے اور عزرائیل پر حملہ کیا۔ وہ بھی اپنی حفاظت کرتا ہوا اونکے سامنے آیا۔ بڑی دیر تک دونون ایک دوسرے کے گرد گھومتے رہے۔ عزرائیل کی شجاعت و بہادری ملک شام مین زبان زد خاص و عام تھی۔ وہ سیف اللہ سے بولا کہ قسم ہے اپنے دین کی۔ اگر مین چاہون تو تم پر غالب ہوسکتا ہون مگر عمداً تمھین چھوڑے دیتا ہون۔ مجھے تمہارے اور تمہارے ساتھیون کے حال پر رحم آتا ہے۔ تم میری قید مین آجاؤ مین تم لوگون سے صلح کرلونگا اور تم سے یہ شرط کرکے کہ تم یہان سے چلے جاؤ تم رہا کردئے جاؤگے اور جن شہرون پر تم نے قبضہ کرلیا ہے وہ واپس کرنا پڑینگے۔

سیف اللہ القہار حضرت خالد نامدار نے فرمایا کہ چپ اے دشمن خدا۔ تو ہاتھیون سے گنّے کھانا چاہتا ہے۔ منہ دھو رکھہ۔ مسلمانون سے اور ایسی امید۔ یہ تو تیرا شیخ چلّی سے بھی

بڑھا ہوا خیال ہے۔ کیا تو نہین جانتا کہ جن لوگون نے تدمر۔ ارکہ۔ حوران۔ سخنہ۔ بصری فتح کیا ہے وہ وہ لوگ ہین جو موت کو زندگی سے بہتر سمجھتے ہین یہ تو بہشت کے بدلہ مین اپنی جانین خدا کے ہاتھہ بیچ چکے۔ آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتے ہین۔ ذرا سی دیر مین تجھے معلوم ہوا جاتا ہے کہ مین غالب آیا یا تو۔ پھر خالد نے اپنی ہوشیاری اور شجاعت کی بہت سی گھاتین اوسے دکھائین۔

عزرائیل اپنی پہلی گفتگو سے نہایت شرمندہ ہوا اور کہنے لگا کہ اے برادر عربی۔ تم ہم سے دل لگی کرتے ہو۔

خالد کو اوسکی یہ بات بری معلوم ہوئی اور کہا کہ اے نابکار۔ خدا کی راہ مین تلوار مارنا ہمارا کھیل ہے۔ خبردار ہوجا اور بچ۔ اتنا کہکے ایک تلوار لگائی مگر ہاتھہ اوچھا پڑا اور عزرائیل کے خراش تک نہ آئی تاہم خالد کا رعب اوسکے دل مین ایسا بیٹھہ گیا کہ وہ سمجھا مین خالد کے ہاتھہ سے بچ نہین سکتا اور پیٹھہ پھیر کے بھاگا۔ خالد بھی اوسکے پیچھے ہوے۔

عامر کہتے ہین کہ مین اوسوقت لشکر کے قلب مین تھا مین نے بچشم خود دیکھا کہ عزرائیل کا گھوڑا خالد کے گھوڑے سے تیز رفتار تھا۔ جناب سیف اللہ اوسکے پاس پہونچ نہ سکے۔ عزرائیل سمجھا کہ یہ مجھہ سے ڈر گئے اور میرا تعاقب کرنے سے رک رہے ہین۔ اب مجھے چاہیے کہ مین انکو گرفتار کرلون۔ کمبختی جو آئی تو ٹھیر گیا اور خالد اوسکے پاس پہونچ گئے۔ اونکا گھوڑا اوس وقت شل اور پسینہ مین تربتر ہوگیا تھا۔

عزرائیل بولا۔ تم یہ سمجھے ہوگے کہ مین تم سے ڈر گیا ہون۔ یہ خیال دل سے دور رکھنا بلکہ یہ میری ایک چال تھی تاکہ تمہین تمہارے لشکر سے دور لاکے گرفتار کرلون۔ پس اے برادر عربی خصومت بڑھانے سے کیا فائدہ۔ اپنی جان پر رحم کرو اور میری قید مین آجاؤ۔ اگر نہین مانتے تو موت کو اپنی آیا جانو۔

اسوقت خالد بن ولید آپے سے باہر ہوگئے اور فرمایا کہ بیہودہ کیا بکتا ہے - میرا گھوڑا بے قابو ہوگیا ہے اسلیئے تو سمجھا کہ مین ڈر گیا ہون - یہ کہکے خالد گھوڑے سے نیچے کود پڑے اور تلوار سونت کے اوسکے پیچھے دوڑے -

عزرائیل سمجھا کہ اب یہ موقع اچھا ہے مین خالد کو گرفتار کرونگا - بڑھکر وار کرنا چاہا کہ خالد اوسکی طرف جھپٹے اور للکار کر ایک ضرب قوی ایسی لگائی کہ عزرائیل کے گھوڑے کی کونچین کٹ گیئن اور وہ منہ کے بل نیچے نظر آیا - پھر لوٹ پوٹ کے اپنے لشکر کی طرف بھاگا - خالد اوسکے پیچھے چلے اور فرمایا اے دشمن خدا - تیرا اہتمام تجھہ سے بہت خفا ہے اور تیری جان نکالنے کو آپہونچا ہے تیار ہوجا - یہ کہکے زور سے اوسکو زمین سے اوٹھالیا اور دے ٹپکا - چاہتے تھے کہ مار ڈالین - یہ دیکھکے رومیون مین غل مچا کہ غضب ہوگیا - سبھون نے اوسکی رہائی کے لیئے اکبارگی حملہ کرنا چاہا - ناگہان اوسی وقت مسلمانون کا لشکر امین الامتہ کے ہمراہ آن پہونچا - اثنائے راہ مین اونکو سیف اللہ کا خط ملا تھا اور وہ جلدہی جلدی اوسی وقت پہونچے جبکہ عزرائیل اور خالد مین یہ گرما گرمی ہورہی تھی -

جب دمشق والون نے دیکھا کہ مسلمانون کی مدد کو اور لشکر آگیا تو خوف زدہ ہوکر حملہ نہ کرسکے اور حضرت خالد نے عزرائیل کو گرفتار کرلیا -

حضرت واقدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جب جناب امین الامتہ نے سیف اللہ کو دیکھا تو چاہا کہ گھوڑے سے اوتر پڑین مگر حضرت خالد نے اونہین قسم دیکے اوترنے سے منع کیا کیونکہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم امین الامتہ کی بہت عزت کرتے تھے - پھر باہم دونون مین سلام ہوے اور امین الامتہ نے سیف اللہ سے کہا کہ بیٹا - مین صدیق اکبر کے خط سے بہت خوش ہوا - اونہون نے بہت اچھا کیا جو تمہین افسر اعلیٰ کردیا تم اسی کے لائق ہو - مجھے

قسم ہے اوسکی جسکے قبضہ مین میری جان ہے کہ مین نے ذرا بھی بُرا نمانا۔ مجھے اون سب لڑائیون کا حال معلوم ہے جو تمنے عرب اور فارس مین مشرکون سے سرکین وہ تمہارا ہی کام تھا مین کبھی کوئی کام تمہاری مرضی کے خلاف نہ کرونگا۔

اسکے جواب مین جناب خالد بولے۔ آپ ایسا فرما کے مجھے کیون محجوب کرتے ہین بلکہ مجھے آپکا مطیع و فرمانبردار ہونا چاہئے۔ قسم ہے خدا کی۔ یہ جو کچھہ مین نے کیا ہے اگر امام اور خلیفہ کا حکم نہوتا مین ہرگز اسے نہ مانتا۔ تم مجھہ سے پہلے مسلمان اور خاصان رسول اللہ مین سے ہو۔ پھر دونون نے باہم مصافحہ کیا۔ خالد نامدار گھوڑے پر سوار ہوکے دونون سرداران رومی کی گرفتاری کا حال جناب امین الامتہ سے بیان کرتے ہوے اپنے لشکر کی طرف چلے اور مقام دیر مین جاکے اوترے۔

سب مسلمانون مین باہم ملاقاتین ہوئین۔ دوسرے دن مسلمانون کا لشکر پھر آراستہ اور تیار ہوگیا۔ اہل دمشق نے ہرقل کے داماد تولما کو اپنا سردار کیا اور اوسکی ماتحتی مین ہوکر مسلمانون سے مقابلہ کو آے۔

خالد بن ولید نے جناب ابو عبیدہ بن الجراح سے کہا کہ رومیون کو ہمنے بہت ذلیل و خوار کیا ہے اور اونکے دو سردارون کو گرفتار کرلیا ہے گو اس سے ہمارا رعب اونکے دلون مین سما گیا ہے مگر پھر بھی وہ آج جی توڑ کے ہم سے لڑینگے اور کوئی دقیقہ لڑائی کا فروگذاشت نہین کرینگے اس لئے چاہئے کہ آج ہم تم ملکے اون پر حملہ کرین۔ امین الامتہ نے اس بات کو منظور کرلیا اور سب مسلمانون نے یکبارگی ہلا بولدیا۔ تکبیر دن کی گونج سے دشت و جبل سب کانپ اوٹھے۔ دونون لشکر باہم جٹ گئے اور تلوارین چلنے لگین۔ سواے زناٹے کے کان مین دوسری آواز نہ تھی۔ آخر رومی منہزم ہوے۔

عامر بن الطفیل فرماتے ہین کہ اوسدن ایک ایک مسلمان نے دس دس سے زیادہ کافر مارے۔ رومی ایک ساعت سے زیادہ ہمارے سامنے نہ ٹھیر سکے اور بھاگ نکلے اور ہم مقام دیر سے دمشق کے شرقی دروازہ تک اونہین مارتے چلے گئے۔ جب اہل دمشق نے اپنی ہزیمت دیکھی تو شہر کے پھاٹک بند کر لئے۔

قیس بن ہبیرہ نے بیان کیا ہے کہ بعضون کو ہمنے مار ڈالا اور بعضون کو گرفتار کیا اور اپنی جگہہ پر واپس چلے آے۔

پھر خالد بن ولید دروازۂ شرقی پر اوتر پڑے اور ابو عبیدہ بن الجراح اونکے مشورہ سے دروازۂ جابیہ پر فروکش ہوے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ حجاز و یمن و حضرموت و ساحل عمان و حوالی مکہ کے ۳۷ ہزار مسلمان حضرت امین الامتہ کے ہمراہ تہے۔ ڈیڑہ ہزار آدمی عراق سے سیف اللہ کے ساتہہ آے تہے۔ اور فلسطین مین نو ہزار مسلمان حضرت عمرو بن عاص کے پاس تھے۔ پس کل تعداد مسلمانون کی دمشق کی لڑائی مین ساڑہے سینتالیس ہزار تہی۔ انمین سے نصف جناب خالد کے پاس دروازۂ شرقی پر رہے اور نصف دروازۂ جابیہ پر حضرت ابو عبیدہ کے ساتہہ تہے اہل دمشق یہ معاملہ دیکھکر گھبرا گئے۔

حضرت خالد نے کلوص اور عزرائیل کو اپنے پاس بلا کے ارشاد فرمایا کہ مسلمان ہو جاؤ اونہون نے مطلق انکار کیا اسلئے سیف اللہ کے حکم سے ضرار بن الازور نے عزرائیل کو اور رافع بن عمیرۃ الطائی نے کلوص کو قتل کر ڈالا۔

اہل دمشق نے یہ سب حال لکھکے ہرقل سے کمک کی درخواست کی اور رات کو قاصد کی کمر مین رسی باندہ کے فصیل سے نیچے لٹکا دیا۔ وہ قاصد انطاکیہ مین ہرقل کے پاس پہونچا۔

ہرقل نے خط پڑہکے پہینکدیا اور ڈاڑہین مار مار کے رویا پہر اپنے مشیرون کی صلاح سے وردان حاکم حمص کو لڑنے بہیجا۔ لشکر فارس کے مقابلہ مین اوسنے بہی بڑی مردانگی ظاہر کی تہی۔ وردان حسب الطلب جب ہرقل کے پاس آیا تو بیان کیا کہ اے بادشاہ اگر مجہکو تیری خفگی اور غضب کا خیال نہوتا تو مین ہرگز اہل عرب سے لڑنے نہ جاتا کیونکہ تونے اس معاملہ مین مجہے اپنے سب امرا کے بعد پوچہا ہے۔ ہرقل نے کہا۔ قاعدہ یہی ہے کہ اپنی قوت بازو اور پشت پناہ سے اوسی وقت کام لیتے ہین جب کوئی اور تدبیر بن نہین پڑتی۔ پس مین نے بارہ ہزار رومیون پر تجہے سردار کیا تو اسی وقت روانہ ہوجا اور جب بعلبک پہونچنا تو اجنادین کے لشکر کو ارض بلقا اور جبال سواد مین پہیلجانے کا حکم دیدینا اور حکم دینا کہ عمرو بن عاص اس نواح مین پڑے ہوے ہین اونکے پاس کسی طرف سے کسی مسلمان کو نہ آنے دین۔

وردان نے کہا کہ آپ کے حکم میرے سر آنکہون پر سب کی تعمیل کرونگا۔ خالد بن ولید اور اونکے ساتہیون کے سر لیکر حضور کے دربار مین حاضر ہونگا اور کعبہ اور مدینہ کی بنیادین تک کہود ڈالونگا۔ ہرقل نے اسکے جواب مین کہا کہ اگر تونے اپنا قول پورا کیا تو جو ملک مسلمانون نے لے لئے ہین وہ مین تجہی کو دیدونگا اور سند لکہہ جاؤنگا کہ بعد میرے تو ہی بادشاہ ہو۔ اسکے بعد ہرقل نے اوسے ایک بہاری خلعت اور سونے کی صلیب دی جسکے کنارون پر بیش قیمت جواہرات جڑے تہے۔ اور کہا کہ دشمن سے مقابلہ کے وقت اسے اپنے آگے رکہنا یہ تمہاری مدد کریگی۔

جناب واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ وردان صلیب کو لیکر گرجے مین گیا اور معمودیہ کے پانی سے نہایا۔ پادریون نے اوسکی فتح کے لئے نمازین پڑہین اور خوشبوؤن کی دہونی دی۔ اوسی وقت وردان نے شہر سے نکلکے باب فارس پر اپنا خیمہ نصب کیا اور

رومی اوسکے ساتھ جانے کے لیے جوق جوق جمع ہونے لگے۔ جب سب لشکر پورا اور یکجا ہو گیا
تو ہرقل معہ اپنے اراکین سلطنت کے اوسے رخصت کرنے کے لیے لوہے کے پل تک آیا۔
وہان ٹھیر کے بڑے تپاک اور عزت سے اوسے وداع کیا۔ وردان معات ہوتا ہوا حماۃ پہونچا اور
وہان قیام کر کے فوراً ایک قاصد اجنادین بھیجا اور وہان کی فوج کو حکم دیا کہ چارون طرف پھیلجاؤ اور
راہین اور ناکے بند کر لو اور عمرو بن عاص کے لشکر کو خالد بن ولید کی فوج سے ہرگز نہ ملنے دو۔
اسکے بعد اپنے ساتھ کے رئیسون اور سردارون کو جمع کر کے یہ مشورہ لیا۔ میرا ارادہ ہے کہ مین
غفلت مین عربون پر حملہ کرون اور اون مین سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑون۔ سب نے اوسکی
راے کو پسند کیا اور جب رات ہوئی تو وردان سلمیتہ اور وادی الحیاۃ کی راہ سے روانہ ہوا۔
یہان جب خالد بن ولید کلوص اور عزرائیل کو قتل کر اچکے تو حکم دیا کہ اب دمشق پر حملہ کرو۔ مسلمانون
نے اس حیثیت سے اس حکم کی تعمیل کی کہ اکثرون کے ہاتھون مین تیرون اور پتھرون سے
بچنے کے لیے چمڑے کی ڈھالین تھین۔ اکثرون کے پاس نرے ہتیار تھے۔ اہل دمشق نے
یہ دیکھکر تیر اور پتھر چلانا شروع کیا۔ مسلمان بھی اون پر تیر مارتے تھے۔ اور ایک ہنگامہ اور غل و شور
برپا تہا یہان تک کہ اہل دمشق محاصرہ سے تنگ ہو گئے اور یقین کر لیا کہ اب نہ بچینگے۔
شداد بن اوس روایت کرتے ہین کہ ہم لوگ بیس دن دمشق کو گھیرے رہے اوسوقت
ہمین یہ خبر لگی کہ رومیون کا ایک بڑا بھاری لشکر اجنادین مین جمع ہو رہا ہے۔ یہ سنتے ہی جناب سیف اللہ
سوار ہو کر باب الجابیہ پر امین الامتہ کے پاس پہونچے اور کہا۔ میری راے یہ ہے کہ ہم سب یہان
سے جا کے اجنادین مین اونکا مقابلہ کرین۔ اگر اللہ تعالےٰ نے ہمین فتح دی تو پھر یہان آکے
نبٹ لینگے۔ جناب ابو عبیدہ بن الجراح نے فرمایا کہ مین آپ سے اتفاق نہین کر سکتا اسواسطے
کہ ہم اہل دمشق کے دانت کھٹے کر چکے ہین۔ ہمارا رعب اونکے دلون مین سما گیا ہے اور وہ ہمارے

محاصرہ کے باعث جان سے تنگ ہین - ہم نے یہان سے قدم اوٹھاے اور وہ شیر ہوے -
سمجھ لیناکہ سب کی کرائی محنت خاک مین ملجائیگی - علاوہ برین اب سامان رسد اونکے پاس اندر نہین
پہونچ سکتا - جب ہم اس جگہہ کو بالکل خالی کرجائینگے تو وہ کہانے پینے کا سامان برسون کے لیے
اندر جمع کرلینگے پہر باہر پڑے ہوے شہر پناہ کی فصیلون سے سرمارا کرنا - خالد بن ولید بولے -
قسم ہے خدا کی مین ہرگز تمہاری راے کے خلاف کوئی کام نہین کرنا چاہتا - یہ کہکر سوار ہوگئے
اور سرداران فوج کے پاس جو مختلف دروازون پر متعین تھے احکام بہیجے کہ اپنی اپنی طرف اہل دمشق
پر سخت حملے کرو - بذات خود باب شرقی پر حملہ آور ہوے - رجز پڑہتے تہے اور مسلمانون کو لڑنے کی
ترغیب دیتے تہے - لوگ خوشی بخوشی مستعد ہوکے آگے بڑہے - اسی طرح ۲۱ راتین گذر گیئن اور
دمشق والے زندگی سے تنگ ہوگئے - چونکہ بادشاہ کے پاس سے کوئی لشکر آتا ہوا نہ معلوم ہوا
اسلئے اونہون نے صلح کا ارادہ کیا اور جا فلیقا کی معرفت خالد بن ولید سے کہلا بہیجا کہ ہم ایک ہزار
اوقیہ چاندی - پانسو اوقیہ سونا اور سو تہان ریشمی کپڑے کے تمہین دیتے ہین تم یہان سے چلے جاؤ
خالد نے منظور نہین کیا اور کہا - یا تو مسلمان ہوجاؤ یا جزیہ دو یا لڑو - اہل دمشق کو یہ باتین شاق گذرین
اور معاملہ جون کا تون رہا -

عبادہ بن شداد فرماتے ہین کہ اہل دمشق جناب ابو عبیدہ کی طرف بہت میل کرتے تہے
کیونکہ خالد سخت گیر مرد میدان اور تیغ زن تہے اور امین الامتہ حلیم و متین و سن رسیدہ - وہ اہل دمشق
سے صلح ہی کرنا چاہتے تھے - خالد کی راے تہی کہ انکا پیچھا نہین چھوڑنا چاہیے جہان تک بنے
انکو پیٹے جانا لازم ہے -

جس حالت مین کہ مسلمان بڑی کوشش اور تندہی سے لڑ رہے تہے دیکہا گیا کہ دمشقی
تالیان بجا رہے ہین - خوش ہوتے ہین - گاتے ہین - ناچ کود رہے ہین اور نوجوانون کی طرح

کہیلتے ہین۔ خالد بن ولید نے پوچہا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ شہر پناہ کی فصیل پر لوگ کہڑے ہوے پہاڑ اور بیت لہیا کی طرف اشارے کر رہے ہین۔ مسلمانون نے جو اوسطرف نظر کی تو ایک بہت بڑا غبار معلوم ہوا جس سے زمین و آسمان سب تاریک ہو گیا تہا۔ خالد سمجہے کہ یہ بیشک رومیون کا لشکر ہے جو دمشق کی مدد کو آتا ہے۔

پس جناب سیف اللہ نے مسلمانون کو آواز دی۔ سب کے سب فوراً مسلح ہو کے سوار ہو گئے اور ہر دستہ اپنے سردارون کے پاس جمع ہوا۔ اوسی وقت غلہ فروشون نے آکے خالد کو خبر دی کہ ہمنے پہاڑ کی گہاٹی کی طرف ایک لشکر جرار آتے ہوے دیکہا ہے وہ بلاشک رومیون ہی کا لشکر ہے۔

جناب سیف اللہ نے فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کیا پرواہ ہے خداوند کریم کی مہربانی چاہیئے۔ یہ کہہ سوار ہو کر باب جابیہ پر امین الامتہ کے پاس پہونچے اور دریافت کیا۔ اے امین الامتہ اب آپ کا کیا ارشاد ہے۔ مین تو سبکو لیکر اس لشکر سے لڑنے جاتا ہون۔ ابو عبیدہ نے فرمایا کہ مین اسوقت بہی تم سے اختلاف کرتا ہون کسواسطے کہ ہمارے جاتے ہی وہ اس مقام پر یہی اپنا قبضہ کر لینگے جہان ہم کہڑے ہوے ہین۔ خالد نے جواب دیا کہ پہر فرمائیے ہم کیا کرین۔ امین الامتہ بولے۔ میری صلاح یہ ہے کہ اپنے سردارون مین سے کسی ہوشیار اور تجربہ کار سردار کو اودہر بہیجو وا گروہ دیکہے کہ میرے قابو کا روگ ہے تو ادن سے بہڑ جاے ورنہ ہمارے پاس واپس چلا آے۔ یہ سنکر حضرت خالد بن ولید نے فرمایا کہ مین فوج اسلام مین صرف ایک آدمی کو ایسا جانتا ہون جو موت سے ذرا بہی نہین ڈرتا۔ لڑائی مین بڑا دلیر اور تجربہ کار ہے۔ بڑے بڑے شجاعون اور رستم خانون سے کبہی نہین گہبرایا اور اوسکے باپ اور چچا بہی جہاد ہی مین شہید ہوے ہین۔ امین الامتہ نے نام دریافت کیا۔ جناب سیف اللہ نے

کہا کہ آپ ضرار بن الازور بن سنان بن طارق کو نہین جانتے - ابن الاستہ بھڑک گئے اور کہا -
خدا کی قسم تمنے اسوقت ایسے آدمی کا نام لیا ہے جسکے اوصاف محتاج بیان نہین - شجاعت
نے قسم کھائی ہے کہ مین ضرار کی لونڈی بنی ہونگی - واللہ تمنے اچھی سوچی - اونہین کو اس کام
کے لئے بھیجو انشاءاللہ وہ دشمنون کا قلع وقمع کر کے آئینگے -

جناب سیف اللہ اپنے مقام پر تشریف لائے اور ضرار کو طلب فرمایا - وہ آئے اور سیف اللہ
کو سلام کر کے پوچھا کہ اے ہمارے لایق سپہ سالار - کیا خیر ہے سبحے حضور نے اسوقت کیون
یاد فرمایا - حضرت خالد نے کہا کہ اے ابن الازور - مین چاہتا ہون کہ تمکو ایسے منتخب اور چیدہ
پانسو سوارون کا افسر بناؤن جنہون نے اپنی جانین بہشت کے بدلہ مین خدا کے ہاتھ بیچی ہون
اس دار فانی پر عالم جاودانی کو ترجیح دیتے ہون - اور تمہین اوس لشکر کے مقابلہ کے لئے بھیجون
جو اہل دمشق کی مدد کو آتا ہے - اگر تمہاری راے مین تمہارا قابو اون پر چل سکتا ہو تو اون سے
لڑنا ورنہ چلے آنا -

ضرار جناب خالد کا یہ کلام سنکر بہت خوش ہوئے اور بولے کہ آج آپ نے سبحے
خوب ہی خوش کیا اگر آپ منع نہ کرتے تو مین اکیلا لڑتا اور پھر کے نہ آتا -

خالد بن الولید نے فرمایا - مین خوب جانتا ہون کہ تم ایسے ہی بہادر اور جری ہو - بھائی
اللہ کا یہ حکم نہین ہے کہ تم لوگ دیدہ ودانستہ اپنی جانون کو ہلاکت مین ڈالو - اسلئے مین نے تمہارے
ساتھ کے لئے بھی تم سے ہی جری لوگ تجویز کئے ہین -

ضرار بن الازور نے اوسی وقت اپنے ہتیار سنبھالے اور اکیلے ہی چلدئے - خالد نے
پکار کے کہا کہ ایسی خفگی اچھی نہین یہ کیا کرتے ہو ذرا اپنے نفس پر ترس کھاؤ لشکر کو یکجا ہو جانے
دو جب سدھارنا -

ضرار بولے۔ والد۔ آپ نے مجھے حقیر کیا آج مین سب مسلمانون مین ذلیل ہوا ہون کیا مین ساتھہ والون کے بھروسہ پر آپکے حکم کی تعمیل کرتا تہا ایسے قدر شناس سردار کے حکم سے مین اکیلا ساری دنیا سے لڑ سکتا ہون۔ واللہ اب مین نہ پھرونگا جسے غرض ہو وہ آسے یا نہ آئے اتنا کہکے جناب ضرار یہ جا وہ جا۔ بیت لہیا پہونچ گئے۔ یہ وہ مقام ہے جہان آذر بت تراش بت بنایا کرتا تہا۔

حضرت خالد نے جلدی جلدی پانسو سوارون کو تجویز کر کے حکم دیا کہ سر پر پانوٗن دہر کے چشم زدن مین ضرار سے جا ملو۔ کہین ایسا نہو کہ وہ اکیلے دشمنون مین گھر جائین چنانچہ اون لوگون نے بیت لہیا ہی مین ضرار کو جا لیا۔

وہان پہونچکے ضرار جو دیکھتے ہین تو دشمن کا لشکر ٹیڑی دل کی مانند پہاڑ سے اوترا چلا آتا تہا۔ اور زرہین اور اونکے آفتاب اور خود اور سوارون کی زرق برق وردیان اپنی چمک سے آنکھون کو چوندہیا سے دیتی تہین۔ اسلئے صحابہ رسول صلعم نے ضرار سے کہا کہ بیشک یہ لشکر بہت ہے ہمارے بوتے کا روگ نہین بہتر ہے کہ پھر چلو۔

ضرار نے کہا۔ اچہا۔ آپ سب صاحب تشریف لیجائین مین تو خدا کی راہ مین لڑونگا وہ مجھے اوس دن کے لئے جیتا نہ رکھے کہ مین لڑائی سے پیٹھہ موڑون۔ اللہ نے اپنے کلام پاک مین فرمایا ہے فلا تولوھم الادبار یعنی لڑائی مین پیٹھہ پھیر کے بھاگ نہ جایا کرو پس اگر مین بہاگا تو خدا مجھسے ناراض ہو جائیگا اور مین گنہگار و نافرمانبردار ٹھیرونگا۔

یہ سنکر رافع بن عمیرۃ الطائی بول اوٹھے کہ اے مسلمانو۔ بکوشید وجامۂ زنان بپوشید۔ آج یہ کیسا ڈر ہے جو تمپر مسلط ہو گیا۔ تم ان گبرون سے دہلگئے۔ کیا اللہ جل شانہ نے بہت سی لڑائیون مین تمہین مدد نہین دی ہے۔ یاد رکہو کہ صبر والون کو خدا ضرور مدد دیتا ہے اور یہ تو

ہمیشہ ہوتا رہا ہے کہ ہماری قلیل جماعت گروہ کثیر سے لڑا کی ہے - پس تمکو چاہئے کہ اپنے
اگلون کے طریقہ کو نہ چھوڑو اور منت وزاری سے خدا کی طرف رجوع کرو - رافع کے اس کلام سے
مسلمانون کے دل ہلکئے اور سب بالاتفاق بول اوٹھے کہ خدا ہمکو بھاگتا ہوا نہ دیکھیگا ہم لڑینگے
اور خدا کی راہ مین سر دینگے -

ضرار بن الازور اپنے ساتھیون کا یہ کلام سنکر خوش ہوے اور سبکو لیکر بیت لہیا کے پاس
ایک گہات کی جگہہ مین چھپ رہے - ضرار اوسدن ننگے بدن عربی گھوڑے پر سوار اور ہاتھ مین
ایک بڑا البا نیزہ لئے ہوے تھے - جب رومیون کی فوج نزدیک پہونچے تو سب سے پہلے
ضرار ہی اللہ اکبر کہتے ہوے نکلے اور اونکے پیچھے سب مسلمانون نے تکبیر کی صدائین بلند کین
مشرکین کے دلون مین خوف بیٹھگیا اور تھرانے لگے - ضرار بن الازور اوسی حیثیت سے تمام
رومی لشکر کو کھنگالتے پھرتے تھے اور کسی کی مجال نہ تھی کہ اون کے منہ لگے - خود وردان
مقدمۃ الجیش تھا - اوسکے آگے صلیب اور لشکر کے نشان باہم ملے ہوے اور اوسکے اوپر
چھاے ہوے تھے اسلئے ضرار تاڑ گئے کہ سارے لشکر کا سردار یہی ہے - اپنی تلوار سونت کے
بے خوف اوسی جماعت پر پل پڑے اور اوس سوار پر ایک ضرب لگائی جو نشان پکڑے ہوے تھا -
وہ تڑپ کے گھوڑے سے گر پڑا اور نشان اوسکے ہاتھ سے گر گیا - پھر میمنہ مین ایک اور آدمی
کی طرف متوجہ ہوے - اوسے بھی اوسکی مدد کو روانہ کیا - اور دوبارہ قلب لشکر پر حملہ کیا تو وردان
کے سر پر صلیب کے جواہرات چمکتے دیکھے - ایک سوار جسکی ران کے تلے تاتاری گھوڑا تھا اوس
صلیب کو تھامے ہوا تھا - ضرار اوسی کی طرف جھکے اور ایک ضرب نیزہ کی ایسی لگائی جسنے سُرین
سے لگا کے آنتون تک پھاڑ دیا - سوار بیہوش ہو کے گر پڑا اور صلیب اوسکے ہاتھ سے الگ
جا پڑی - اس معاملہ کے دیکھتے ہی وردان کو اپنی موت سامنے کھڑی ہوئی دکھائی دی - چاہا کہ

گھوڑے سے نیچے جا کی پارکاب مین جھک کے صلیب کو اوٹھالے مگر ممکن نہوا کیونکہ مسلمانون نے اپنے
اپنے گھوڑے چھوڑ چھوڑ کے صلیب کو گھیر لیا تہا۔ ضرار نے لڑتے لڑتے یہ کہا کہ خبردار اسے کوئی
ہاتھہ نہ لگانا یہ صلیب میرا حق ہے۔ جب مین اس رومی اور اسکے ساتھیون سے بدلہ لونگا تو
اسے اوٹھا لونگا۔ وردان زبان عربی سمجھتا تھا جب اوسنے ضرار کا یہ کلام سنا تو بھاگنے کے
ارادہ سے قلب لشکر سے لوٹا۔ اوسکے ساتھیون نے طعناً اوس سے کہا کہ اے دلاور سردار
کدہر کا قصد ہے۔ اوسنے ضرار کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ اس شریر آدمی کے ڈر سے بھاگا جاتا
ہون۔ کیا تمنے اس شخص سے زیادہ بدصورت اور بیستال کوئی آدمی دیکھا ہے۔

ضرار ابن الازور نے وردان کو جو مڑتے دیکھا تو تاڑ گئے کہ یہ بھاگا جاتا ہے فوراً مسلمانون
کو پکارا اور اپنے گھوڑے کی بھی باگ وردان ہی کی طرف پھیر دی۔ نڈر ہوکر اوسکا پیچھا کیا اور نیزہ
بڑہا کے گھوڑے کو اڑا دی۔ رومیون نے یہ حالت دیکھکے ایک شور مچایا اور سب نے ضرار
کی طرف باگین موڑ دین۔ اوسوقت ضرار ابن الازور یہ شعر پڑہتے تھے۔

الموت حق این لی منہ مفر	جنت الفردوس خیر من سقر

یعنی موت حق ہے۔ میرے لئے اوس سے فرار کی جگہہ کہان۔ اے دل۔ دوزخ
سے بہشت بہرحال بہتر ہے۔

ضرار ابن الازور رومیون کی جماعت کو چیرتے پھاڑتے ہوے اونکے لشکر مین گھس گئے
اور اون پر حملہ کیا مگر وردان کی جستجو مین اور اوسکے درپے تھے۔ جراران روم نے اوسے اپنے
ہجوم مین گھیر رکھا تھا اور کسی طرف سے وردان پر حملہ نہونے دیتے تھے اور جسکو نیزہ مارتے
اوسکا کام تمام کردیتے تھے۔ جو کوئی اونکے پاس پٹھکتا اوس سے سخت مقابلہ کرتے تھے۔
یہ حالت دیکھکے جناب ضرار کو غصہ آگیا۔ اونھون نے بہت سے رومیون کو تہ تیغ کیا

اور باآواز بلند مسلمانون سے کہا ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیل اللہ صفا کانہم بنیان مرصوص بیشک اللہ دوست رکہتا ہے اون لوگون کو جو اوسکی راہ مین بنیاد مضبوط کی طرح صفین باندہکر لڑتے ہین۔ اسی وقت رومیون کا لشکر مسلمانون پر آپڑا اور اونکو ڈانٹا۔ اب لڑائی بہی بڑے زور وشور سے ہونے لگی۔

حمران بن وردان نے ضرار کے پاس آکے ایک نیزہ اونکے بائین بازو مین مارا جس سے اونہین سخت تکلیف ہوئی اور وہ سست پڑگئے۔ پہر جو سنبہلے تو وردان کے بیٹے کو نیزہ سے مارڈالا۔ آخر رومیون نے چارون طرف سے گہیر کے ضرار کو گرفتار کرلیا۔

مسلمانون نے جب ضرار کو دشمنون کے ہاتہون مین گرفتار دیکہا تو سخت جد وجہد کی لیکن جب کوئی صورت اونکی رہائی کی نہ نکلی تو بہاگنے کا قصد کیا۔

اوسوقت رافع بن عمیرۃ الطائی لشکر اسلام کی طرف مخاطب ہوکے بولے کہ اے حاملان قرآن مجید۔ واے حافظان فرقان حمید۔ جس شخص نے جہاد سے پیٹہہ پہیری وہ کہین کا نرہا اور خدا کے غضب مین گرفتار ہوا تمہارے کیا ارادے ہین اگر بہاگنے کا قصد ہے تو بہاگ کے کہان جاؤگے۔ اے لوگو۔ بہشت مین ایسے بہی دروازہ ہین جو مجاہدین صابرین کے سوا اور کسی کے لئے نہین کہولے جائینگے۔ اے حامیان دین۔ صبر کرو۔ صبر کرو۔ اور صلیب کے بندون پر حملہ آور ہو۔ مین تمہارے ساتہہ ہون اور تمہارے آگے رہونگا اگر تمہارے سردار ضرار بن الازور گرفتار ہوگئے یا مارڈالے گئے تو کچہہ پرواہ نہ کرو خدا تو زندہ ہے وہ تمکو دیکہتا ہے۔

یہ سنکر مسلمانون نے حضرت رافع کے ساتہہ حملہ کیا اور بہت سے رومیون کو مارڈالا اور بہت سے بہادرون کے دانت کہٹے کردئے۔

جب ضرار کی گرفتاری اور بہت سے مسلمانون کے مارے جانیکی خبر جناب خالد کو

پہونچی تو دنیا اونکی آنکھون مین سیاہ ہوگئی اور نہایت شاق گذرا۔ پوچھا کہ رومیون کی تعداد کتنی ہے مخبرون کی زبانی معلوم ہوا کہ بارہ ہزار۔ جناب خالد بولے۔ واللہ مین اتنی نہین سمجھتا تھا ورنہ تھوڑے سے آدمی اونکے مقابلہ کو نہ بھیجتا۔ اب یہ بتاؤ کہ اونکا سردار کون ہے۔ لوگون نے بیان کیا کہ وردان حاکم حمص۔ فرمایا اوسکے بیٹے کو بھی مار ڈالا ہے۔ یہ سنکر خالد بولے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ پھر ایک شخص کو ابن ابا عبیدہ کے پاس بھیجکر مشورہ طلب کیا۔ جناب ابو عبیدہ نے کہلا بھیجا کہ تم اپنے معتمد اور بہادر آدمیون کو دروازۂ شرقی پر چھوڑکے خود اون سے لڑنے چلے جاؤ۔

اسلئے میسرہ بن مسروق العبسی کو ایک ہزار آدمیون کے ساتھ اپنی جگہہ دروازۂ شرقی دمشق پر چھوڑکے خالد اودہر چلے۔ اپنے ساتھیون سے فرمایا کہ گھوڑون کی باگین چھوڑ دو۔ اور نیزے سیدھے کرلو اور پہونچتے ہی دشمنون پر حملہ کر دینا ایکدم کی دیر نہ لگانا۔ شاید اس تدبیر سے ضرار کو ہم چھڑالین۔ پھر جناب خالد رجز پڑھتے ہوے سب کے آگے آگے روانہ ہوے ناگاہ اونہین ایک شخص بلند قامت۔ کوتاہ گردن۔ کمیت گھوڑے پر سوار نظر آیا۔ ایک بڑا نیزہ اوسکے ہاتھہ مین تھا۔ سواے آنکھون کے اور کچھہ اوسکے بدن کا نہین دکھائی دیتا تھا۔ اوسکی شکل اور وضع سے شہسواری اور ہوشیاری ظاہر ہوتی تھی۔ زرہ کے اوپر سیاہ لباس پہنے تھا۔ خالد بن ولید اوسکے پیچھے پیچھے چلے اور وہ سوار سب کی طرف سب سے آگے چلا جاتا تھا یہانتک کہ منزل مقصود پر پہونچگئے۔

اس اثنا مین حضرت رافع اور اونکے ہمراہی بڑے استقلال اور نہایت کوشش سے رومیون کے ساتھہ لڑ رہے تھے حضرت خالد نے دیکھا کہ سوار مذکورہ بالا نے باز کی طرح رومیون پر چھپٹا مارا۔ اونکے سارے لشکر کو ہلا دیا اور ایک ساعت کے لئے قلب لشکر مین غائب ہوگیا۔

جسوقت وہ نکلا ہے تو نیزہ اوسکا خون مین تر بتر تہا۔ بہت سے بہادرون کو اوسنے مار ڈالا تہا۔ واپس آنیکے وقت اوسکے چہرہ سے حزن وملال ٹپکتا تہا۔ اپنی جان کو اوسنے بالکل ہلاکت مین ڈال دیا تہا۔ دوبارہ اوسنے نڈر ہوکر پہر حملہ کیا اور لوگون کو چیرتا پہاڑتا ہوا ایک گروہ کی طرف متوجہ ہوا اور مسلمانون کی نظرون سے پہر غائب ہوگیا۔ بیتابی اور قلق اوسکا ہر دم بڑہتا ہی جاتا تہا اور جتنا اضطراب اوسکا زیادہ ہوتا تہا اوتنا ہی زیادہ غضبناک شیر کی طرح وہ بپہرتا تہا۔ اوسکے حملون مین سب ڈہنگ خالد بن ولید کے حملون کے سے تہے۔ رافع تو بالکل یہی سمجہے کہ ہون نہون۔ یہ خالد ہی ہین اونکے سوا اور کوئی نہین ہوسکتا۔ اور خالد الگ کہڑے ہوے اس فکر مین ہین کہ یا الٰہی یہ کون ہے جسنے میرے اوپر بہی حاشیہ لکہا ہے۔ رافع حیران وپریشان کہڑے ہوے اپنے ساتہیون سے یہ کہہ رہے تہے کہ دیکہو سیف اللہ ضرار کے فراق مین کیسی جانکاہی کر رہے ہین جو دوسرے سے ممکن نہین۔ اور خالد کہڑے ہوے یہ سوچ رہے ہین کہ خدا اس لڑائی کا جلدی منہ کالا کرے جو مین اس نہنگ میدان وغا کے دست وبازو چوموں۔ غرضکہ سب اپنے اپنے سوچ بچار مین تہے کہ جناب خالد نے ایک طرف سے نکلکے اللہ اکبر کا نعرہ مارا۔ حضرت رافع نے باواز بلند پوچہا کہ حضور آپ تو یہان ہین لیکن یہ سوار کون ہے جو اس شجاعت سے اپنی جان خدا کی راہ مین صرف کر رہا ہے۔ خالد بولے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ مجہے خود معلوم نہین کہ یہ کیا معاملہ ہے ہان البتہ دور سے مین اسکے پیچہے لگا چلا آتا ہون۔ رافع نے کہا کہ اگر آپ چہپے رہتے اور لڑائی ختم ہوجاتی تو ہم بہی سمجہتے کہ یہ آپ ہی ہین پہر ہمین آپ کے انکار کا بہی یقین نہین آتا کیونکہ سب ہتکنڈے اسکے آپ ہی کے سے ہین۔ خالد نے جوابدیا۔ نہین بہائی۔ اسوقت تو یہ مجہسے بہی اچہا لڑ رہا ہے میرے بہی ہاتہہ پانوٗن بہولے جاتے ہین اگر کوئی آدمی ایسی جراءت کا روميون مين ہوتا تو ہمارا ٹہکانا نہ تہا۔

اسوقت خالد بن ولید کو ہوش آیا اور کہا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ایک آدمی تو ہمارے لیئے اپنی جان خطرہ مین ڈال رہا ہے اور ہم کھڑے تماشا دیکھتے ہین۔ اچھا کوئی خدا کا پیارا محمدؐ کا دلارا ہوگا۔ اے مسلمانو۔ تم سب ملکے ایکبارگی حملہ کردو اور اس بیچارے کا ہاتھ بٹاؤ۔

یہ سنکے مسلمانون نے باگین اوٹھائین۔ اپنے اپنے نیزون کو سیدھا کرلیا۔ باہم شانہ بشانہ اور پہلو بہ پہلو بٹر کے مثل دیوار کے ہوگئے۔ خالد بن ولید سب کے آگے تہے کہ دفعتاً وہی سوار رومی فوج کے قلب سے خون مین نہایا ہوا نکلا۔ اوسکے گھوڑے کے جسم سے پسینہ کی ندیان روان تہین۔ اگر اچیانا کوئی رومی اوس سوار کے پاس ہوجاتا تہا تو مثل سید کانپ کر اپنے لوگون کی طرف بہاگتا تہا۔ اسی حالت مین خالد بن ولید اور مسلمانون نے رومیون پر حملہ بولدیا اور اوس سوار کو رومیون کے نرغہ سے بچالیا۔ اب مسلمانون کا لشکر اوس سے جاملا۔ غور سے جو دیکھتے ہین تو وہ ایک ارغوانی پہول بالکل خون مین ڈوبا ہوا معلوم ہوا۔ خالد بن ولید بولے کہ اے شخص۔ اللہ جل شانہ تجھے جزائے خیر دے۔ بتا کہ تو کون ہے۔ اپنے ڈہاٹے اور اس بہیس کو الگ کردے شاید کہ ہم تجہے پہچان لین۔ مگر وہ سوار خالد کی آواز سے جہجکا اور نہ چاہا کہ ظاہر ہون۔ سب عرب بہی چارون طرف سے یہی کہتے تہے کہ اے نیکمرد۔ تونے اپنی جان کو خدا کی راہ مین گنوانا پسند کرلیا ہے۔ للہ۔ اپنا نام ہمین بتادے۔ کیا تو اپنے سردار کا کہنا بہی نہین مانتا دیکھہ یہ سپہ سالار لشکر شام اس لڑائی کے ہنگامہ مین تیرا اشتیاق ہے۔ وہ تیرا مرتبہ بڑہائینگے اور خلیفہ کے حضور مین تیری تعریف لکہینگے۔ مگر وہ ان باتون کا بہی جواب ندارد تہا۔ آخر خالد خود اوسکے پاس پہونچے اور فرمایا۔ اے نیکبخت۔ تونے میرے اور سب مسلمانون کے دلون کو کیون ورطۂ تحیر مین ڈال رکہا ہے کہ ہم سب ایسی لڑائی اور مصیبت مین سب کچھہ

ہو گئے ہین - کچھہ نہ کچھہ تو جواب دے - سوار جرار نے اوسی نقاب کے نیچے سے عورتون کی
زبان مین جواب دیا کہ اے سپہ سالار نامدار - مین پردہ کی بیٹھنے والی آپکے سامنے کیا جواب دون -
مین ایک دکھیاری ہون جو اپنے ایک عزیز کی مفارقت مین یہان تک چلی آئی ہون - مجھے میرے
حال پر چھوڑ دیجئے - کچھہ نہ پوچھئے مین نے آپکی حکم عدولی نہین کی بلکہ شرم وحیا سے میرے منہ
بات نہین نکلی - اتنا سنتے ہی جناب سیف اللہ کا دل ہلگیا اور کلیجہ پکڑ کے اوس سے کہا کہ اچھا
الگ ہو کے ہم سے باتین کرو - پھر خالد اوسے ایک کنارہ لے گئے اور فرمایا - اب مین تم سے
حاکمانہ پوچھتا ہون کہ سچ بتاؤ یہ کیا معاملہ ہے - وہ بولی کہ حضور مین خولہ ضرار کی بہن ہون - اسوقت
مین قوم مذحج کی عورتون مین بیٹھی تھی کہ دفعتاً اپنے پیارے بھائی کی گرفتاری سنی - کلیجہ لوٹ پوٹ
ہوگیا اور خون کے جوش مین جو مجھہ سے ہوا کر گزری - آپ جانتے ہین کہ خاوند مارا جائے تو
دوسرا شوہر اوس سے اچھا موجود ہو سکتا ہے - اولاد باقی رہے تو اور جن لی جا سکتی ہے
لیکن ایسا عزیز بھائی کہان سے لاؤنگی - میری زندگی اب وبال ہو گئی ہے - مجھے تو یون ہی
مرجانے دیجئے - خالد بن ولید خولہ کے باتین سنکر روے اور کہا - خاطر جمع رکھو - اگر ضرار زندہ
ہین تو اونہین زمین کے سات پردون مین سے بھی ڈھونڈھکے لاؤنگا اور جو مصیبت اونکی رہائی
مین مجھپر پڑیگی سب برداشت کرلونگا اور اگر وہ شہید ہوے تو مین بھی نہ جیونگا - تم اب عورتون مین
جاکے بیٹھو - خولہ نے عرض کی کہ نہین مین بھی ہمرکاب رہونگی - خالد نے حکم دیا کہ اے مسلمانو -
اپنا کام کرو - خدا سے امید ہے کہ ہم اپنے بھائی کو دشمنون کے پھندہ سے چھوڑا لینگے -

حضرت عامر بن الطفیل فرماتے ہین کہ اس حملہ مین خولہ سب سے آگے تھین - خالد
اونکے پیچھے اور مین خالد بن ولید کے داہنے پہلو مین تھا - خولہ بنت الازور نے خالد سے بھی پہلے
حملہ کردیا اور اونکے بعد جناب سیف اللہ اور سب مسلمان رومیون پر جھک پڑے - اوسدن خولہ

کے ہاتھون سے رومیون پر ایک قیامت بپا تہی - تمام رومی بالاتفاق یہ کہتے تہے کہ اگر سب اہل عرب اسی سوار کے برابر بہادر ہین تو ہم سے انکا مقابلہ ہو چکا - ہمارا لڑائی کو سلام ہے - جب خالد بہی معہ اپنے ساتہیون کے اون پر جا پڑے تو اور بہی گہبرا گئے -

وردان نے جب اپنے لشکر کا یہ حال دیکہا تو کہا کہ اے لوگو - ثابت قدمی اختیار کرو - اہل دمشق تمہاری مدد کے لئے نکلنے والے ہین جسوقت اونکی طرف سے کمک آگئی تو یہ لوگ پیٹہہ پہیر جاوینگے اور انمین سے ایک بہی زندہ نہ بچیگا - غرضکہ وردان کے سمجہانے سے رومیون کی کچہہ ڈہارس بندہی اور ایک جان توڑ حملہ مسلمانون پر کیا جناب سیف اللہ نے بہی معہ اپنے ہمراہیون کے نہایت ثبات اور استقلال سے اوسکا جواب دیا - جس سے رومیون کا مجمع ادہر اودہر متفرق اور پریشان ہوگیا - مسلمانون نے چاہا کہ وردان تک پہونچین مگر بڑے بڑے دلیر اور مسلح سردار اوسکے گرد جمع تہے اسلئے وہان تک نہ پہونچ سکے - جو مسلمان جس رومی کے پاس پہونچگیا اوسی سے بہڑ گیا اس طور سے مختلف مقامات مین لڑائی ہونے لگی - رافع بن عمیرۃ الطائی اوسوقت بہت سختی کے ساتہہ لڑے - خولہ بنت ازور کا یہ حال تہا کہ رومیون کے لشکر کو چیر پہاڑ کے دائین بائین لڑتی پہرتی تہین اور اپنے بہائی کی تلاش مین بیقرار ہو کر یہ اشعار پڑہتی تہین -

این الضرار لا اراہ بینی	ولا براہ معشری وقومی
یا واحدی یا ابن امی	کدرت عیشی وازلت نومی

یعنی اے ضرار - تم کدہر ہو مین آج کے دن تمہین نہین دیکہتی - میرے اقربا اور میری قوم تمہارے نہ دیکہنے سے بیقرار ہے اے میرے اکلوتے بہیا اور اے میرے مان جائے تمنے میرے آرام کو مکدر کردیا اور نیند کو میری آنکہون سے اوڑا دیا ہے -

راوی کہتا ہے کہ جناب خولہ کے ایسے ایسے پُر درد کلام سے مسلمانون کے سینہ شق ہوے جاتے تہے۔ کوئی ایسا نہ تہا جسکی آنکھون سے اشکون کا دریا نہ جاری ہو۔ سب اپنی اپنی جان کہپائے دیتے تہے مگر ضرار کا پتا نہ لگتا تہا۔ دوپہر ڈہلے تک یہ لڑائی ہوتی رہی اور مسلمانون نے بہت سے رومیون کو خاک مین ملا دیا۔ آخر لڑائی ختم کی گئی اور ہر ایک اپنی اپنی جگہہ آیا۔ گو خدا کے فضل سے غلبہ اسلام ہی کا رہا مگر ہر مسلمان مغموم و محزون تہا۔ کسی کو نہ روٹی اچھی لگتی تہی نہ پانی خوشگوار معلوم ہوتا تہا۔ ضرار کی تصویر سب کی آنکھون کے سامنے پہر رہی تہی۔

رومی بہی مسلمانون کی جنگ سے پریشان اور خائف تہے۔ اگر وردان کا خوف اونہین نہوتا تو بیشک بہاگجاتے۔

جب مسلمان اپنی فرودگاہ پر آگئے تو جناب خولہ ایک ایک کے پاس گئین اور اپنے بہائی کا حال پوچہا مگر کسی سے اپنے یوسف گم گشتہ کا پتا نپا کے زمین پر لوٹنے لگین اور فرماتی تہین یاابن امی لیت شعری فی البیداء طرحوک ام بدماءک ضحوک یا لیت اخناک لک الفداء اترای انی اراک بعدھا ابدا ترکت واللّٰہ فی قلب اختک جمرۃ لا یطفی لہیبہا ولاخمد الحقت بابیک المحدل بین یدے المصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام علیک منی السلام الی یوم اللقاء

ترجمہ۔ اے میرے بہائی۔ کاش مجہے معلوم ہو جاتا کہ تمہین کسی جنگل مین درندون کے آگے ڈالدیا اور وہ تمہین کہاگئے یا تمہین قتل کرکے تمہین تمہارے خون مین نہلادیا تو تمہاری بہن بہی تم پر فدا ہوکے اپنا قصہ پاک کرلیتی۔ اے میرے ملن جائی اپنی غمزدہ بہن کو اتنا تو بتا دو کہ وہ پہر بہی تمہین دیکہہ سکیگی۔ قسم ہے خدا کی۔ تمنے اپنی اس عاشق زار بہن کے دل مین ایسی چنگاری آگ کی چہوڑی ہے جسکی سوزش کبہی نہ ٹہنڈی ہوگی اور تم خود محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین اپنے باپ سے جا ملے جو قاتل

کفار تمے پس روز ملاقات تک کے لیئے میرا اسلام تمہین پہونچے ۔

خالد بن ولید نے خولہ کا یہ نوحہ جو سنا تو کلیجہ اونکا پاش پاش ہوگیا۔ ابھی کمر بھی نہ کھولی تھی جو پھر ارادہ کیا کہ حملہ کر کے اسی وقت جھگڑا چکالین۔ کل پر کیون موقوف رکھین۔ ناگاہ اسی حالت مین فوج روم کے میمنہ سے سوارون کے ایک گروہ کو نکلتے دیکھا۔ وہ گھوڑون کی باگین چھوڑے ہوے بے تحاشہ بھاگے چلے جاتے تھے۔ خالد سمجھے کہ کسی کے تعاقب مین چلے ہین۔ فوراً مسلمانون سے کہا کہ ایسی جلدی کرو گویا انکے سرون ہی پر تھے۔ دیکھنا چاہیئے کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ مسلمان اوسی وقت تیار و مستعد ہو کے جناب خالد کے ہمراہ ہولیئے اور باد صرصر کی مانند اون سوارون کے پاس جا پہونچے۔ سوارون نے موت کو سر پر آئی جان کر اپنے ہتیار پھینکدیئے اور امان۔ امان۔ پکارنے لگے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اچھا تمہین امان دیجاتی ہے مگر یہ بتاؤ کہ تم کون ہو اور کدہر چلے تھے۔ سوارون نے عرض کی کہ ہم وردان کے لشکر کے ہین ہمین خوب یقین ہوگیا ہے کہ ہم لوگ تمہارا مقابلہ نہین کرسکتے اسلیئے تم سے امان مانگنے آئے ہین۔ جتنا مال طلب کروگے ہم تمہین دینگے اور جو لوگ ہمارے شہر حمص مین ہین وہ بھی تم سے صلح کرلینگے۔ خالد نے فرمایا کہ ہم ابھی صلح نہین کرسکتے جب تمہارے شہر مین پہونچینگے تو دیکھا جائیگا البتہ تمہین امان دیدی گئی۔ تم لوگ اوس وقت تک ہمارے ساتھ رہو کہ ہم مین اور ہمارے دشمنون مین خدا اپنی مرضی کے موافق کوئی فیصلہ کرادے۔ اتنا کہکر اون سبکو حراست مین کرلیا۔ پھر اون سے پوچھا گیا کہ کیا تمہین ہمارے اوس آدمی کا حال بھی معلوم ہے جسنے وردان کے بیٹے کو قتل کیا ہے۔ سوارون نے عرض کی۔ کیا حضور اوس شخص کا حال دریافت فرماتے ہین جو ننگے بدن تھا اور جسنے ہمارے لشکر پر قیامت ڈہادی تھی۔ اوسکا تو وردان اپنے بیٹے کے قتل کے باعث جانی دشمن ہوگیا ہے۔ خالد نے فرمایا۔ ہان۔ ہان۔ وہی

سوار ہوئے کہ جسوقت وہ آپکا آدمی وردان کے قابو پر چڑہ گیا تو اوسنے اونٹ پر سوار کرکے سو سوار اسکے ساتہہ کئے اور حمص روانہ کردیا۔ وہان سے وہ ہرقل کے پاس بہیجدیا جائیگا تاکہ وردان کی شجاعت کی تعریف ہو۔

یہ حال سنکر خالد بہت خوش ہوئے۔ فوراً رافع بن عمیرۃ الطائی کو طلب کرکے فرمایا کہ تم اس ملک کی راہون سے خوب واقف ہو اور تمہاری ہی تجویز و تدبیر سے ہمنے ارض سماوہ وغیرہ دشوار گذار اور بے آب و دانہ راستون کو طے کیا ہے۔ تم ہمارے لشکر مین سب سے زیادہ صاحب عقل و تدبیر ہو۔ ضرار بن الازور سو سوارون کے ساتہہ حمص بہیجے گئے ہین۔ تم اپنے دوستون کو اپنے ساتہہ لو اور ضرار کو کسی ترکیب سے چہوڑا لاؤ۔ رافع نے کہاکہ مین بسر و چشم حاضر ہون۔ ابہی چلا۔ چنانچہ حضرت رافع نے سو سوار اپنی ہمراہی کے لئے منتخب کئے اور روانگی کا قصد کیا۔ جب یہ مژدہ جانفزا حضرت خولہ کو پہونچا تو وہ بہی مسلح ہوکے ساتہہ ہوئین۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی رہائی

مسلمان جب وہ سینہ مین پہونچے تو جناب رافع نے ادہر ادہر دیکہا لیکن نشان رومیون کے گہوڑون کے قدم کے زمین پر کہین نہ معلوم ہوئے۔ رافع نے مسلمانون سے کہاکہ اے بہائیو۔ خوش ہوجاؤ۔ رومی ابہی تک یہان نہین آئے ہین۔ تم اون سے پہلے یہان پہونچے ہو وہ اب آئینگے۔ پہر رافع معہ اپنے ساتہیون کے ایک پوشیدہ جگہہ مین چہپ رہے۔ تہوڑی دیر کے بعد ایک غبار نظر آیا۔ حضرت رافع نے لوگون سے کہاکہ ہوشیار ہوجاؤ۔ دال مین کالا معلوم ہوتا ہے مسلمان مستعد ہوگئے اور انتظار کرنے لگے۔ ناگاہ رومی سوار ضرار کو گہیرے ہوئے وہان پہونچے ضرار بن الازور اوسوقت یہ دردناک اشعار پڑہ رہے تہے۔

اسیر من موثق الیدا لقد	الا مبلغا قومی وخولہ انّنی

وحولی علوج الشام من کل کافر	وما منهم الا محصن بالسّرد
فیا قلب مت غما وحزنا وحسرة	ویاد معی جودی بفیض علی خد
الا ان الی اهلی وخولہ مرة	واذکرما لنا علیہ من العھد

اے خبر پہونچانے والے - میری قوم اور خولہ کو آگاہ کردے کہ تحقیق مین قید مین ہون اور بالکل جکڑا ہوا اور بے بس ہون - گرد میرے شام کے گبر بالکل کافر ہین اور جتنے ہین سب زرہ پہنے ہوئے اور خوب ہی مسلح ہین - پس اے دل - مرحبا ہے تجھے کہ تو ایسے غم اور آتنی حسرت برداشت کر رہا ہے اور اے آنسو - جوانمردی کر اور فیض کے ساتھ میرے رخسارون پر جاری ہوجا - آیا تو جانتا ہے کہ مین اپنے اقربا اور خولہ کو ایکبار اور دیکھلون اور اپنے حال زار کو اون سے بیان کردون

خولہ نے ان اشعار کے جواب مین یکنگاہ سے کہا کہ اے میرے پیارے بھائی - اللہ تعالے نے تمہاری گریہ وزاری اور دعا کو قبول کیا اور تمہین رہائی ملگئی - اے میرے یوسف گم گشتہ - مین تمہاری عاشق بہن خولہ ہون - پھر خولہ نے تکبیر کہی اور بے تاب ہوکر حملہ کردیا - جناب رافع اور اونکے ساتھی بہی اللہ اکبر کے نعرے مارتے ہوئے اونکے ساتھہ ہی نکل آے -

حمید بن سالم نے روایت کی ہے کہ مین بہی مسلمانون کے ساتھہ اس موقع پر موجود تہا - مین اپنا چشم دید حال بیان کرتا ہون کہ جسوقت مسلمانون نے تکبیر کہی ہے گھوڑے ہمارے ہنہنانے لگے - ہم مین سے ہر ایک آدمی نے ایک ایک رومی کو تاکا اور ایک گھڑی بہی نہین گذرنے پائی تہی کہ سب کے سر زمین پر تہے -

رافع بن قادم التنوخی نے فرمایا ہے کہ مین بہی اوسوقت وہین تہا - خولہ اپنے بھائی کی طرف ایسی دوڑین جیسے شمع پر پروانہ جاتا ہے - جاتے ہی اونہین کہولدیا اور اون سے لپٹ گئین - ضرار نے خولہ کو مرحبا کہا اور وہین پڑا ہوا ایک نیزہ اوٹہالیا اور خداوند کریم کا شکر ادا کرکے

ایک گھوڑے پر سوار ہوگئے جو ہر طرف کودتا پھرتا تھا۔ جسکے سوار کو مسلمانون نے مارڈالا تھا۔
مسلمانون نے رومیون کے ہتیار اور گھوڑے جمع کر لیئے۔ اوسی وقت لڑائی سے
بھاگے ہوے رومی بہی وہان پہونچ گئے۔ اونکا حال مسلمانون کے خوف سے یہ تہا کہ اگلے
آدمی کو پچھلے کی خبر نہ تہی۔ جناب رافع نے فرمایا جاے شکر ہے کہ خالد بن ولید نے وردان کے
لشکر کو بہی نوکدم بھگا دیا۔

اب رافع اپنے ساتھیون کو لیکر آگے بڑہے۔ راہ مین جو رومی ملتا تہا اوسے گرفتار کر لیتے
تہے۔ اودہر سے خالد بن ولید اور اونکے ہمراہی بہی تعاقب کنان رومیون کے پیچھے چلے آتے
تہے کہ وادی الحیاۃ مین خالد اور رافع اور ضرار سے ملاقات ہوئی۔ جناب سیف اللہ نے حضرت
رافع کی بڑی تعریف کی۔ ضرار کی سلامتی پر مبارکبادیان دی جانے لگین اور سب کے سب
دمشق کی طرف چلے۔ وہان بہی مسلمان اس فتح سے بہت خوش ہوے۔ امین الامتہ نے
یہ خبر سنی تو سیف اللہ کو مبارکباد دی اور کہلا بہیجا کہ اب یقیناً آپ دمشق کو بہی صبح شام مین
فتح کئے لیتے ہین۔

جب وردان کی ہزیمت اور اوسکے بیٹے ہمدان کے مارے جانے کی اطلاع ہرقل کو ملی
تو اوسنے اپنا سر پیٹ لیا اور اپنے زوال ملک کا اوسکو یقین کلی ہوگیا۔ وردان کو اس مضمون کا خط
لکہا۔ ہم نے سن لیا کہ ننگے اور بہوکے عربون نے تجہے شکست فاش دی اور تیرے بیٹے کو مارڈالا
پس مسیح نے تجہپر اور تیرے بیٹے پر رحم نہین کیا۔ مجہے معلوم ہے کہ تو لڑنے مین بہت عقلمند۔
نہایت ہوشیار۔ بڑا سپاہی۔ اچہا تیغزن اور نیزہ باز ہے اگر ایسا نہوتا تو مین تجہے سخت سزا دیتا
خیر انچہ گذشت گذشت۔ اب مین نوے ہزار فوج کا سردار کر کے تجہے اجنادین جانے کا حکم دیتا ہون
تو اس فوج سے اہل دمشق کو مدد دے۔ اونہین سے کچھہ آدمی اون عربون سے بہی مقابلہ

کرنیکے لئے روانہ کرنا جو فلسطین مین ہین۔ ایسا کیا جائے کہ یہ لوگ اون اہل عرب کے جو فلسطین مین ہین اور اون مسلمانون کے درمیان جو دمشق مین ہین حایل ہو جائین اور تیری طرف سے اون لوگون کو برابر مدد پہونچتی رہے۔

ہرقل کا یہ نامہ بسبیل ڈاک وردان کے پاس پہونچا۔ اوسکے دیکھنے سے بیٹے کے مارے جانے اور شکست کہانیکا قلق دل سے دور ہوا۔ پہر فوراً اجنادین چلدیا۔ پہونچتے ہی رومیون کو لباس اور نشانون اور صلیبون سے آراستہ پایا۔ سبکو جمع کر کے ہرقل کا خط سنایا۔ سبھون نے بادشاہ کے حکم کو بخوشی منظور کیا اور سب کے سب لڑائی کے لئے تیار و لیس ہو گئے۔

وردان کی دوسری کوشش نوے ہزار فوج کے ساتھہ

حضرت واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جب خالد بن ولید وردان کے تعاقب سے واپس ہو کر اپنے فرودگاہ پر پہونچے تو اوسی وقت عباد بن سعید الحضرمی حضرت شرجیل بن حسنہ کاتب وحی کے بہیجے ہوئے بصری سے خالد کے پاس آئے اور بیان کیا کہ نوے ہزار رومی اجنادین مین بارادۂ کارزار آن پڑے ہین۔ جناب سیف اللہ یہ خبر پاتے ہی سوار ہو کے امین الامتہ کے پاس پہونچے اور کہا حضرت کاتب وحی کے پاس سے قاصد یہ خبر لایا ہے کہ ہرقل نے وردان کو نوے ہزار آدمیون کا سردار کر کے ہم سے لڑنے کیواسطے پہر بہیجا ہے اور یہ لوگ اجنادین مین جمع ہین اب اس معاملہ مین آپکی کیا رائے ہے۔ جناب امین الامتہ نے فرمایا کہ اے ابا سلیمان شرجیل بن حسنہ بصری مین ہین۔ معاذ بن جبل ارض حوران مین۔ یزید بن ابی سفیان ارض بلقا مین نعمان بن مقرن تدمر مین اور عمرو بن العاص فلسطین مین ہین۔ بہتر ہے کہ ان سبکو اس مضمون کے نامہ روانہ کر دو کہ تم سب ہمارے پاس چلے آؤ جب سب یہان آجائین تو ہم دشمن کا مقابلہ شروع کرین ہماری دستگیری اور اعانت خدا کے ہاتھہ ہے۔ جناب سیف اللہ نے حضرت امین الامتہ کے حکم کی

تعمیل مین اس مضمون کے نامہ سبکو روانہ کیے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد مدعا یہ ہے کہ تمہارے مسلمان بھائیون نے اجنادین جانے کا ارادہ اسلیے کیا ہے کہ وہان دشمنون کی نوے ہزار فوج ہمپر حملہ کرنے کے لیے جمع ہوئی ہے تاکہ اللہ کے نور یعنی اسلام کی شمع کو بجھادین حالانکہ اللہ اپنے نور کو پورا کرکے رہیگا کافرادسے بُرا جانین تو جانا کرین۔ پس جسوقت یہ نامہ تمہارے پاس پہونچے اوسی وقت اپنے اپنے لشکر کو لیکر اجنادین کی طرف روانہ ہوجاؤ۔ ہم تمکو وہین ملینگے انشاءاللہ تعالے۔ سلامتی ہو تمپر اور تمہارے ساتھی مسلمانون پر۔ راقم خالد بن ولید۔

جب یہ نامے نام بنام روانہ ہوچکے۔ تو اپنے لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔ اونٹون پر پہلے تو مال واسباب اور لوٹ کا حاصل بار کیا پھر اوپر سے خیمے لاد دئیے۔ حضرت سیف اللہ نے امین الامتہ سے کہا کہ مین تو حفاظت کے لیے لشکر کے اسباب اور عورات کے ساتھ رہون۔ آپ اصحاب خاص رسول اللہ صلعم کو ہمراہ لیکر سب کے آگے رہین کیونکہ آپ کی شان کو یہی بات زیبا ہے۔ جناب ابو عبیدہ نے فرمایا کہ نہین۔ ایسا نہین ہوسکتا۔ تم آگے رہنے کے لئے ہو اور مین پیچھے رہونگا۔ شاید اثنائے راہ مین رومیون سے منڈبھیڑ ہوگئی تو تم اونہین عورات اور مال واسباب تک پہونچنے ندوگے۔ خالد بولے کہ جو حکم۔ مجھے آپکا ارشاد منظور ہے۔

پھر جناب خالد نے مسلمانون کے لشکر کی طرف متوجہ ہوکے فرمایا کہ اے میرے بھائیو جانو اور آگاہ ہو کہ تم اسوقت ایک بہت بڑے لشکر سے مقابلہ کرنے چلے ہو جس سے بڑا آج تک مسلمانون کے مقابلہ مین نہین آیا اور میرا خیال ایسا ہے کہ آئندہ بھی نہ آئیگا اگر تمنے اس پر فتح حاصل کرلی تو بڑا نام حاصل کیا۔ پس اے بھائیو۔ ہوشیار ہوجاؤ اور پہلے ہی سے موت کے ساتھ دوستانہ پیدا کرلو تاکہ جسوقت میدان جنگ مین وہ تمہارے سامنے آوے تو تمہین اوس سے

خوف نہو۔ خوشی بخوشی اوسے اپنے گلے لگالو۔ اور تمہارے قدم میدان جنگ سے نہ ڈگین۔ بہائیو۔ جو پیدا ہوا ہے اوسے ایک دن مرنا ہے پہر اس طرح کیون نہ مرو کہ پچہلی نسلین تمہاری شجاعت پر ناز کرین اور یون پوچہو تو خدا تم سے مدد دینے کا وعدہ کر چکا ہے۔ یہ کہکر خالد بن ولید آگے ہوے اور تمام لشکر تکبیر کہتا ہوا اونکے پیچہے چلا۔ جناب ابو عبیدہ بن الجراح معہ ایک ہزار آدمیون کے پیچہے کے لئے رہگئے۔

روایت ہے کہ جب اہل دمشق نے مسلمانون کو جاتے ہوے دیکہا تو خوش ہوئے اور اوچہلنے کودنے لگے اور سمجہے کہ انہون نے اجنادین مین جو رومیون کے لشکر کے جمع ہونیکی خبر سنی ہے اسلئے اوسکے خوف سے بہاگے جاتے ہین۔ مگر دمشقیون مین جو اہل الرائے تہے اونہون نے کہا کہ پہلے دیکہہ لو۔ یہ بعلبک کی طرف جاتے ہین یا مرج شحورا اور ربط کی جانب اگر بعلبک کیجانب جائین تو جانتا کہ حمص اور بعلبک کی فتح کرنیکا ارادہ ہے اور جو مرج شحورا اور ربط کیطرف متوجہ ہون تو سمجہہ لینا کہ اپنے گہر چلے اور انہون نے اون مقامات کو بہی چہوڑ دیا جن پر قبضہ کر چکے ہین

جناب واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ دمشق مین ایک بطریق تہا جسے لوگ بولص بن بلقا کہتے تہے۔ لوگون کی نظر مین اوسکی بڑی عزت تہی۔ جب ہرقل کے پاس کہین سے ایلچی یا پیام آتا اور ہرقل اوسکا جواب نہ دے سکتا تو جواب لکہنے کے لئے بولص بلایا جاتا تہا اور وہ نہایت معقول جواب لکہدیتا تہا۔ بولص تیر انداز بہی اچہا تہا۔ اوسکے گہر مین ایک بہت مضبوط اور پرانا درخت تہا۔ اوسنے اپنی کمان سے اوس درخت پر تیر لگایا جو اوسمین پیوست ہوکر رہگیا۔ اوسنے وہین لکہدیا کہ جسے شجاعت کا دعوی ہو میرے تیر کے برابر تیر لگا کے اپنی قوت بازو پہلے مجہے دکہلائے جب مجہسے لڑنے کا ارادہ کرے۔ اسوقت تک بولص کبہی مسلمانون سے لڑنے کے لئے میدان مین نہین آیا تہا اب اہل دمشق اوسکے پاس پہونچے اور کہا کہ ہمارے سردار بنکے

مسلمانون سے لڑنے چلو۔ یولص بولا۔ تم لوگ بزدل اور کم ہمت ہو اسی واسطے ابتک مین تم سے الگ تھلگ رہا تھا۔ دمشقیون نے جوابدیا۔ ہم عہد وثیق کرتے ہین کہ تیرے ساتھہ سے ایک قدم پیچھے نہ رکھینگے یولص اون سے استوار قول و قرار لیکے اونکے ساتھہ چلنے کو تیار ہوگیا۔ اپنے گھر مین جاکر ہتیار لگائے اور زرہ پہنی۔ بیوی نے پوچھا۔ عہ۔ کئے حضور آج ارادے کہان کی ہین یولص نے جوابدیا۔ ذرا تلفریحاً یہ ارادہ کیا ہے کہ اور لوگ تو عربون سے اولجھہ اولجھہ کے رہگئے کسی کچھہ نہوسکا آج ہار کے میرے پاس فریاد لائے ہین۔ مین جاکر اونہین بھگا آؤن۔ میری ایک ہشت مین اونکے پیشاب خطا ہو جائینگے اور پھر پیچھے مڑ کے بھی نہ دیکھینگے۔ بیوی نے کہا کہ میان اپنی عزت لئے ہوئے گھر مین بیٹھے رہو کیون اپنی کرکری کراتے ہو۔ یہ درخت نبا شد کہ تیر لگا کے خاتمہ کردیا۔ مسلمانون کی قادراندازی سے تو اور یہ درخت دونون چھد جائینگے رات کو مین نے خواب مین دیکھا ہے کہ تو اپنی کمان لئے ہوئے اوڑتے پرندون پر تیر لگا رہا ہے۔ بعض چڑیان تیر کھا کے گرین مگر پھر اوڑ گئین۔ مین یہ حال دیکھکر تعجب کر رہی تھی کہ چند طائر تیز بال۔ درشت چنگال ہوا سے تجھپر اور تیرے ساتھیون پر ٹوٹ پڑے اور تم لوگون کے سرون اور موںہون پر پنجہ مارتے تے اور تم اون سے بھاگتے تھے مگر وہ تمہارا پیچھا نہ چھوڑتے تھے۔ اونہون نے تم مین سے جس پر چنگل مارا اوسے بیہوش و بیتاب کردیا۔ یہ دیکھکے مین ڈری اور چونک پڑی۔ یولص نے بیوی سے پوچھا کہ تو نے مجھے بھی بیہوشون مین دیکھا تھا۔ بیوی نے جوابدیا قسم ہے خدا کی۔ مین نے دیکھا کہ ایک بڑے شکاری پرندنے تجھے اپنے چنگل سے زخمی کیا اور تو بھی بیہوش ہوگیا ہے۔ اتنا سنتے ہی یولص غصہ سے اپنے ہونٹ کاٹنے لگا۔ بیوی کے منہ پر اس زور سے تھپڑ مارا کہ اوسکا منہ پھر گیا اور کہا۔ تیرے منہ مین خاک۔ خرابی ہو تیری۔ تو نے کوئی خوشخبری تو سنائی نہین اور کہا تو یہ کہا۔ ضرور تیرے دل مین اہل عرب کا خوف سما گیا ہے جو تو خواب مین بھی

ایسی ایسی باتین دیکھتی ہے - دیکھہ لیجیو کہ مین سردار عرب کو لاکے تیرا غلام بنا دونگا اور اوسکی فوج والون کو گرفتار کرکے اونسے سور چراونگا وہ دکھیا کہنے لگی کہ مین تجھے سمجھا چکی اب ماننا یا نہ ماننا تیرے اختیار مین ہے -

مسلمانون کی چند عورتون کی گرفتاری اور جناب سیف اللہ کا اونکی مدد کو پہونچنا

بولص نے بیوی کی ایک نہ سنی اور مسلح ہو کے لڑائی کیواسطے گھر سے نکلا - سب دمشقی اوسکے ساتھہ ہوے - تعداد اونکی دس ہزار پیدل اور چھہ ہزار سوار تھے - وہ سب تجربہ کار - صاحب عقل و دانش - میدان رزم کو بزم رندان سمجھنے والے اور سرد و گرم زمانہ چشیدہ تھے - اوس طرف جناب سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالے عنہ مقدمہ لشکر مین تھے اور حضرت امین الامتہ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالے عنہ اون سے بہت فاصلہ پر عورتون اور بال بچون کے ہمراہ سب کے پیچھے آہستہ خرامی سے چلے جاتے تھے - یکایک اونکے ایک لشکری نے دور سے غبار اوڑتے دیکھکر عرض کی کہ مجھے کچھہ کھٹکا معلوم ہوتا ہے - ضرور یہ دشمنون کا لشکر ہے جو ہمارے پیچھے لگا چلا آتا ہے - حضرت امین الامتہ نے کھڑے ہوکر اودہر نگاہ کی اور فرمایا - بیشک دمشق والے ہمارے اوپر آپہونچے - یہین ٹھیر جاؤ - سب اونکے ساتھی تھم گئے یہانتک کہ مستورات کی سواری کے ہودج اور مال غنیمت کے اونٹ وہان پہونچگئے - اتنے مین کالے بادل کی طرح دشمنون کا پرا بھی سامنے تھا - سب سے آگے بولص تھا - اوسنے ابو عبیدہ پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا - اوسکے ساتھہ چھہ ہزار سوار تھے - بولص کے بھائی بطرس نے دس ہزار پیدلون کے ہمراہ عورتون کو آن لیا اور اون مین سے چند عورتون کو گرفتار کرکے دمشق کا راستہ پکڑا - نہر استریاق کے کنارہ اسلئے ٹھیرا ہوا تھا کہ اپنے بھائی بولص کا حال سنلون تو آگے بڑہون -

جناب امین الامتہ نے یہ حال دیکھکے فرمایا کہ واللہ۔ رائے خالدبن ولید کی ٹھیک تھی۔
اونکا لشکر کے پیچھے ہی رہنا مناسب حال تھا۔ جب بولص نے اونکے پاس پہونچکے اون پر
حملہ کیا اوسی وقت بیقرار عورتون اور بے بس بچون کی چیخین اونکے کان مین آئین۔ اوسیوقت
سہیل بن صباح ایک سفید پیشانی اور سفید ہی پیرون والے یمنی گھوڑے کو دوڑاے ہوے
آے اور جناب سیف اللہ سے عورتون کی گرفتاری کا حال بیان کیا۔ اگرچہ اسوقت خالدبن ولید
کو سخت مصیبت کا سامنا تھا۔ نشان اور صلیبین دشمنون کی اون کے اوپر چمک رہی تھین مگر اس
حادثہ جانکاہ کے سنتے ہی اونہین تاب نہ رہی۔ اپنی جان پر کھیل کے گھوڑے کی باگ موڑدی
اور لشکر کے پیچھے چلے۔ اتنے مین جناب ابو عبیدہ بولص کے سامنے آگئے۔ بولص نے
اون پر حملہ کیا اور دونون مین لڑائی ہونے لگی۔ صحابہ اور رومی باہم گتھگئے۔ غبار زمین سے اوٹھکے
آسمان پر پہونچا۔ زرین شمشیر ار مار دھاڑ ہونے لگی۔ بولص کے مقابلہ مین جناب امین الامتہ کو بہت
سی دشواری پیش آئی مگر اونہون نے صبر والون کی طرح نہایت ثابت قدمی اور استقلال سے کام لیا
جب سیف اللہ نے عورتون کے گرفتار ہونے کا حال سنا تو انا للہ وانا الیہ راجعون
کہکے فرمایا کہ مرضی مولی از ہمہ اولی۔ قسمت کا لکھا مٹ نہین سکتا پھر حکم دیا کہ رافع بن عمیرۃ الطائی
ایک ہزار سوار لیکر عورتون کی سواریون سے جاملین۔ جناب رافع روانہ ہوکر تھوڑی ہی دور پہونچے
تھے کہ عبد الرحمن بن ابی بکر کو ایک ہزار سوار دیکر دشمنون سے مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا اور اونکے
بعد ہی ضرار بن الازور کو ایک ہزار سوارون کے ساتھ روانہ کیا۔ اونکے ہمراہیون مین قیس بن
ہبیرۃ المرادی بھی تھے۔ اونکے پیچھے خود سب لشکر لیکر چلے۔

یہان جناب ابو عبیدہ بن الجراح بولص سے لڑ رہے تھے کہ ناگاہ مسلمانون کا لشکر
اونکے پاس پہونچگیا اور کفار کو چارون طرف سے گھیر لیا صلیبین سرنگون کردی گیئن اور رومیون کو

اپنی خواری وذلت کا الیقین واثق ہوگیا۔ ضرار بن الازور آگ کے شعلہ کی طرح آگے بڑھے اور بولص پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا۔ رومی اونہین دیکھتے ہی کانپ گئے۔ بولص نے پکار کے امین الامتہ سے کہا کہ اے عربی۔ تجھے قسم ہے اپنے دین کی۔ اس شریر سے کہدے کہ میرے سامنے نہ آوے بیت لہیا مین کلوس و عزرائیل کے مقابلہ مین جو جو شجاعتین اور کرتب ضرار نے دکہاے تہے وہ سب بولص نے دمشق کے شہر پناہ کی فصیل پر سے دیکہے تہے۔ اسوقت اونہین پہچان کے ابوعبیدہ سے بولا کہ اس شیطان کو میری پاس سے دور کردو۔ ضرار نے جو اوسکا یہ کلام سنا تو فرمایا کہ اے شقی مین شیطان تو جب ہی ہونگا جب تجہہ سے لڑائی مین کمی کرونگا۔ یہ کہکے نیزہ اوسکی طرف مارا۔ وہ ڈر کے گہوڑے سے گر پڑا اور اپنے لشکر کیطرف بہاگا۔ جناب ضرار بہی گہوڑے سے کود کے اوسکے پیچہے لگے اور کہا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اے شیطان کیون بہاگا جاتا ہے۔ بولص بولا اے بدوی مجہے چہوڑدے کیونکہ میری بقا مین تمہاری عورتون کی سلامتی ہے۔ ضرار یہ سنکر جہکے اور اوسے گرفتار کرلیا اور مسلمانون نے دشمنان خدا پر سخت حملہ کیا۔

ماجد بن ردیم العبسی فرماتے ہین کہ مین جنگ شحورا مین شامل تہا اور عبدالرحمن بن ابی بکر کے ساتہہ تہا۔ ہمنے کفار کو ہر طرف سے گہیر کے خوب ہی تیغ زنی کی۔ ہمارے مقابلہ مین چہہ ہزار کافر تھے۔ رفاعہ بن قیس نے بیان کیا ہے کہ اون چہہ ہزار مین سے صرف سو آدمی ہماری تلوارون سے بچکے بہاگے تہے۔

جب ضرار بن الازور کو معلوم ہوا کہ گرفتار عورتون مین میری بہن خولہ بہی ہین تو پیٹ پکڑے ہوے سیف اللہ کے پاس آے۔ جناب خالد نے فرمایا کہ ضرار صبر کرو۔ ہمنے اونکے بدلہ مین رومیون کے سردار اور بہت سے نامورون کو پکڑ رکہا ہے۔ عنقریب ہم اپنی عورتون کو چہڑا لینگے۔ مگر یہ بات جب ہی ہوسکیگی جب ہم دمشق کو پہونچینگے۔

پھر سیف اللہ نے ابین الامتہ سے کہا کہ آپ عورتون کو لیکر آہستہ آہستہ آگے چلین - ہم عورتون کی ٹوہ مین پیچھے جاتے ہین - سب لشکر تو ابو عبیدہ کے ساتھہ رہا صرف دو ہزار سوار لیکر خالد پیچھے لوٹے - اونکے آگے آگے رافع بن عمیرۃ الطائی - ہبیرہ بن مسروق العبسی - ضرار بن الازور اور بہت سے مسلمان سردار تھے سب نہایت گرم رفتاری سے چلے جاتے تھے اور ضرار بن الازور کی زبان پر یہ اشعار تھے -

یارب فرج ماتری من کربتی	ولا یسنی عاجلا بحسرتی
حتی اری بناظری اختی	ذاک منائی ثم ذاک بغیتی
سیروا ابنا الی العدو بالجنتی	عسی انال بغیتی و نیتی
ان لم اقاتل فاحلقوا الی الحیتی	

یعنی اے پروردگار میرا رنج واندوہ جو تو دیکھتا ہے اوسے دور کر ورنہ حسرت کے ساتھہ جلدی سے مجھے موت دے یہانتک کہ مین اپنی آنکھون سے اپنی بہن کو دیکھون یہی میری خواہش اور یہی میری مراد ہے - اے میرے یارو - میرے ساتھہ دشمن کی طرف چلو قریب ہے کہ اپنی مراد کو پہونچونگا - اگر مین جی کھول کے نہ لڑون تو میری ڈاڑھی منڈوا دینا -

جناب خالد بن ولید کو یہ شعر سنکر بے اختیار ہنسی آگئی اور چلنے مین پہلے سے زیادہ عجلت کی یہانتک کہ نہر استریاق کے قریب پہونچ گئے - دیکھتے کیا ہین کہ غبار کے بیچ مین تلوارین چمکتی ہین - خالد بن ولید نے کہا کہ لوگو - تعجب کا مقام ہے - یہان لڑائی کیسی - غور سے دیکھو یہ کیا معاملہ ہے - قیس بن ہبیرۃ المرادی بولے - حضور ہمین یہ گروہ دمشق کا بقیہ معلوم ہوتا ہے جو ہمارے ڈر کے مارے جنگاہ سے بھاگا ہے - سیف اللہ نے فرمایا - خیر جو کچھہ ہوگا ابھی معلوم ہوا جاتا ہے - تم لوگ اپنے نیزون کو تان لو اور تلوارین برہنہ کر لو - اس حکم کے ساتھہ سب

مستعد پیکار ہوگئے اور آگے بڑھے۔

روایت ہے کہ بولص کا بھائی بطرس عورتون کو لئے ہوے نہر پر پڑا تھا اور منتظر تھا کہ بولص کا حال سنلون تو آگے بڑھون۔ یہان پر عورتون کو اپنے سامنے طلب کیا حضرت ضرار کی بہن خولہ کو سب سے زیادہ حسین دیکھکے والہ و شیدا ہوگیا اور بولا کہ یہ معشوق میرے لئے ہے اور مین اسکے لائق ہون۔ کوئی اسکی طرف نظر بد سے نہ دیکھے اور نہ اسکے ملنے کی آرزو کرے ورنہ مجھسے برا کوئی نہ ہوگا۔ اوسکے ساتھہ والون نے بھی ایک ایک عورت اپنے اپنے واسطے پسند کرلی۔ پھر مال غنیمت کو اکٹھا کرکے بولص کا انجام کار سننے کے لئے ٹھیرے رہے۔

ان عورتون مین قوم حمیر اور اولاد عمالقہ اور نسل تبابعہ کی بڑی بڑی مستورات بھی شامل تھین جو گھوڑے کی سواری اور راتون کے چلنے اور لڑائی کے ڈہنگون سے خوب واقف تھین

روایت ہے کہ جب اون عورتون نے دمشقیون کی نظر اپنی طرف بد دیکھی تو ایک جگھہ جمع ہوگئین۔ خولہ بنت ازور نے کھڑے ہوکر اون سے کہا کہ اے قوم حمیر اور عمالقہ اور تبع کی بیٹیو۔ تم نے کبران روم کے منہ سے اپنی عصمت کی خرابی کا حال سنلیا۔ بس اس سے زیادہ شرم کی بات نہین ہوسکتی۔ کیا تم مشرکون کی مدخولہ بننے کو راضی ہو اگر ایسا ہے تو کہان گئی تمہاری قوم کی وہ شجاعت اور کیا ہوئی تمہارے خاندان کی وہ بہادری جو آج تک زمانہ مین یادگار ہے۔ مجھے تمہاری خاموشی اور جان چرانے پر نہایت افسوس ہوتا ہے۔ ایسی ذلت اور خواری سے تو تمہارا مرجانا بہتر ہے یہ سنکر عفیرہ بنت عفار الحمیریہ اوٹھہ کھڑی ہوئین اور بیان کیا کہ اے بنت الازور۔ خدا کی قسم دانشمندی اور شجاعت اور لڑائی کے معاملات مین تو ہم ایسے ہی ہین جیسا تمنے بیان کیا مگر اس قید و بند مین کیا کرین۔ جہان ہمارے پاس نہ سواری کو گھوڑے ہین نہ ہاتھہ مین تلوار اور ہم مثل بھیڑ اور بکریون کے درندون کے جنگل مین ہین۔ تمہین بولو کہ کیا کرین اور کیسے بنے۔

خولہ بولین۔ سبحان اللہ۔ جب سامان ہوا تو تمنے کیا بہادری کی۔ وہ تو تلوار اور گھوڑے کی شجاعت ہوئی۔ اے تبابعہ کی ننگ و ناموس۔ ان ناکسون پر حملہ کرنیکے لئے تو خیمون کی چوبین ہی تمہارے ہاتھون مین تلوارون سے زیادہ کام دینگی۔ یہ بھی امید قوی ہے کہ خدا ہماری مدد کریگا اگر ہم اون پر غالب آجائین تو دنیا مین ہمارا نام رہجائیگا اور اگر جان سے گئے تو بلا سے۔ باپ بھائیون کی عزت تو رہیگی۔

عفیرہ بنت عفار نے جوابدیا کہ خولہ خدا کی قسم۔ تمنے اچھی سوچی اس سے بہتر ہمارے لئے اور کچھہ نہین ہوسکتا۔ ہم سبکو تمہارا شکر گذار ہونا چاہئے بیشک ہم وہی کرینگے جو تم کہتی ہو۔

اس گفتگو کے بعد کسی عورت نے تو خیمہ کی چوب لی اور کسی نے بانس بلی سمیٹی غرضکہ جو جسکے ہاتھہ آیا سنبھال کے سب عورتین یکبارگی خیمہ سے نکل پڑین اور رومیون پر ہلا بولدیا۔ خولہ بنت ازور خیمہ کی ایک چوب کندھے پر دہرے ہوے سبکے آگے تھین اونکے پیچھے عفیرہ بنت عفار اور ام ابان بنت عتبہ اور سلمہ بنت النعمان بن المقرن وغیرہا تھین۔

اسوقت حضرت خولہ نے حکم دیا کہ سب سمٹ کے اکٹھا ہوجاؤ اور خبردار ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہونا تاکہ پریشانی سے ورطہ ہلاکت مین نہ پڑو اور شمشیرون اور تیرون سے شکست کہا جاؤ۔

یہ کہکر خولہ آگے بڑہین اور ایک رومی کے سر پر تاک کے ایک چوب ماری کہ وہ بیہوش ہوکر زمین پر گرا۔ تڑپ کر پانی بھی نہ مانگا اور مرگیا۔ اس ہنگامہ مین غل شور جو ہوا تو ادہر ادہر سے اور رومی آ آ کے مجتمع ہوگئے اور عورتون کو اس صورت سے دیکھکے بطرس کو اطلاع کی۔

اوسنے آتے ہی چلّا کے کہا کہ اے عورتو۔ خرابی اور سختی پڑے تم پر یہ کیا ہنگامہ ہے اور تم نے اپنے دلون مین کیا ٹھانی ہے۔

عفیرہ بنت عفار نے جوابدیا کہ اے موذی ملعون چپ رہ کیا بکتا ہے ہم تمہارے

ہاتھون نے اپنی عصمتون کو خاک مین ملا کے اہل عرب کے نامون کو بٹا نہ لگائینگے تم اپنی آنکھون سے دیکھوگے کہ آج انہین چوبون سے تمہارے بھیجے دماغون سے نکال نکال کے زمین پر کتون کوؤن کے آگے ڈالینگے اور تمہاری عمرون کو منقطع کر دینگے۔

عفیرہ کی یہ باتین سنکے بطرس نے ایک فرمایشی قہقہہ لگایا اور اپنے آدمیون کیطرف مخاطب ہوکے بولا کہ اے نامردو اور بزدلو۔ حیف ہے کہ تم سے عورتین نہین دبتین۔ چلو بھر پانی مین ڈوب مرو اور کسی کو اپنا منہ نہ دکھاؤ۔ خیر اب تمکو تلوارون سے تو انہین نہ مارنا چاہیئے صرف اتنا کرو کہ یہ منتشر ہوجائین پھر انکو گرفتار کر لینا۔ مگر خبردار خولہ کو جو کوئی پکڑے بہت ادب سے پیش آئے اور اوسکی طرف نگاہ بد سے نہ دیکھے۔

بطرس کا حکم پاتے ہی رومیون نے چارون طرف سے عورتون کو گھیر لیا اور چاہتے تھے کہ اون تک پہونچین مگر وہ عورتین بھی بلا کی تھین۔ پھر مرتا کیا نہ کرتا۔ جو اونکی نزدیک پہونچگیا بجلی کی طرح تڑپین اور اوسکا سر پاش پاش کر ڈالا۔ گھوڑے کے پیر توڑ دیئے۔ اسی طرح سے ان بہادر اور جرار عورتون نے تیس رومیون کو سر کے بوجھ سے سبکدوش کر دیا۔

جب بطرس نے یہ حال دیکھا تو غصہ سے آگ بگولا ہوگیا اور چلا کے کہا کہ اب تک مینے انکی بہت رعایت کی اب یہ معاملہ حد سے گذر گیا ہے اور یہ کسی طرح مانتی ہی نہین۔ اچھا تلوارین اور نیزے ہاتھون مین لیلو اور انہین اس بے اعتدالی کا مزا چکھا دو۔

یہ سنکر عورتین ایک دوسرے کے پاس دوڑ دوڑ کے جاتی تھین اور کہتی تھین کہ اپنے بزرگون اور بڑون کی طرح موت کو اختیار کرو اور ناکسون اور ذلیلون کی موت سے عار رکھو۔

بطرس نے جو دیکھا کہ عورتین بھی اب تیز ہوگین تو بہت رنجیدہ ہوا۔ سوا اسکے اور کچھہ نہ سوجھی کہ اب تشدد ہی سے کام لیا جاے۔ مگر جب خولہ کی طرف نظر کی تو وہ شیر کی طرح

دہاڑتی تھین اور یہ شعر اونکی زبان پر جاری تھے۔

نحن بنات تبع وحمیر		وضربنا فیکم لیس منکر	
لاننا فی الحرب نار تسعر		الیوم تلقون العذاب الاکبر	

یعنی ہم تبع وحمیر کی بیٹیان ہین اور ہمارے ہان تمہارا مارنا بڑے ثواب کی بات ہے۔ اسی واسطے ہم لڑائی مین خوب دہکتی ہوئی آگ کی مانند ہوجاتی ہین۔ اے ملعونو یاد رکھو کہ آج تم بڑے عذاب مین ڈالے جاؤگے۔

بطرس نے خولہ کے پاس جاکے کہا کہ اے عربیہ۔ تم اس کام سے باز رہو مین تمہاری بہت عزت وتعظیم کرتا ہون۔ تم میرے گہر مین بہت راضی اور خوش رہوگی۔ میرے پاس زر۔ زمین اور جانور بہت ہین۔ ہرقل بھی میری بہت توقیر کرتا ہے۔ سب نصرانی عورتین مجہپر مٹی ہوئی ہین۔ میرے گہر مین تمہارا بڑا رتبہ ہوجائیگا۔ تم ناحق اپنے ہاتہون سے اپنے پیرون مین کلہاڑی مارتی ہو اور بن آئی مری جاتی ہو۔

اسکا جواب خولہ نے یہ دیا کہ اے کافر بدکار اور ذلیل وخوار کے بچے۔ خاموش اگر خدا نے مجہے تجہپر غالب کیا تو اپنے ہاتھ سے تیرا سر توڑ کے پہینکا لونگی۔ خدا کی قسم مین تجہے اس قابل بہی نہین سمجہتی کہ اپنی بکریون اور اونٹون کا چرواہا بناؤن چہ جائیکہ تو میرا مثل اور کفو ہو۔

خولہ کی یہ گفتگو سنتے ہی بطرس بہڑک اوٹہا۔ اپنے ساتہیون کو لڑنے کے لیے برانگیختہ کرنے لگا اور اون سے کہا کہ اے لوگو۔ تمہارے لیے اس سے زیادہ شرم اور ذلت کی اور کیا بات ہوگی کہ تمام ملک شام اور عرب مین یہ مشہور ہوجائیگا کہ عورتین تم پر غالب رہین۔ پس تمکو مسیح اور ہرقل کے غضب سے ڈرنا چاہیے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ رومی بطرس کا یہ کلام سنکے جوش مین آگئے اور

سب نے ملکے ایک ساتھہ عورتون پر حملہ کردیا - ادہر عورتون نے اونکے مقابلہ مین بڑے صبر و استقلال سے کام لیا جو نہایت تعریف کے قابل ہے - اسی حالت مین جناب خالد وہان پہونچگئے - دیکھا کہ تلوارین چمک رہی ہین اور گرد اوڑکے آسمان تک چہائی ہوئی ہے - حضرت سیف اللہ نے فرمایا - کوئی جاکے خبر لاسے کہ یہ کیا معاملہ ہے - جناب رافع بن عمیرۃ الطائی نے اپنے گھوڑے کی باگ اودہر موڑدی اور دیکھا کہ عورتین لڑ رہی ہین - جلدی سے یہ حال خالد بن ولید سے آکر عرض کیا - سیف اللہ پہڑک اوٹھے اور فرمایا - کیون نہو - ان مین تبع بن الاقرن - تبع بن ابی کرب - ذی رعین - عبد الکلال المعظم - تبع بن حسان کی بیٹیان شامل ہین - جنہین حسان اوس تبع کے بیٹے ہین جنہون نے جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ کے ظہور سے قبل حضور صلعم کی نبوت کی گواہی دی تہی اور آپکی نعت مین یہ اشعار کہے تہے -

شہدت علے احمد انہ	رسول من اللہ باری السم
لہ امتہ سمت فی الزبور	بامتہ محمد خیر الامم
فلو مد عمری الے عصرہ	لکنت وزیراً لہ وابن عم

یعنی مین گواہی دیتا ہون کہ تحقیق احمد رسول ہین خدا کے جو لوگون کا پیدا کرنیوالا ہے اونکی امت ایسی ہوگی جسکے نام زبور مین ہین اور سب امتون سے بہتر ہوگی - اور اگر میری عمر نے اونکے زمانہ تک وفا کی تو بیشک مین اونکا وزیر اور ابن عم ہونگا - اے رافع ان عورتون کی لڑائی بہت مشہور ہے اسوقت بہی انہون نے ایسا کام کیا ہے کہ جنسے سارے عرب کی بدنامی دور کردی -

روایت ہے کہ اس خبر سے مسلمانون کی باچہین کہل گئین خصوصاً حضرت ضرار بن الازور بہت ہی خوش ہوئے - اوسوقت جو پہٹے پرانے کپڑے اونکے بدن پر تہے اونکو نوچ کہسوٹ کے دور پہینک دیا اور نیزہ ہاتہہ مین لیکر گہوڑے پر کود گئے اور باگ چہوڑدی - خالد بن ولید

چلا اوٹھے کہ ہین ہین۔ ضرار۔ یہ کیا کرتے ہو ذرا صبر کرو۔ عہ۔ مرد آخر بین مبارک بندہ الیست۔ سوچ سمجھکے کام کرنے والا اپنے مطلب کو پہونچ جاتا ہے اور جلدی کا کام اکثر پشیمانی لاتا ہے۔

بمطلب میرسد جویاے کام آہستہ آہستہ		ز دریا میکشد صیاد دام آہستہ آہستہ

ضرار نے بہاگتے ہی مین باواز بلند فرمایا کہ اے امیر۔ اسوقت کی نافرمانی معاف کیجئے مجھسے اپنی پیاری بہن کی مصیبت پر صبر نہین ہوسکتا۔ ان تلوارون اور تیرون مین اوس بیچاری پر کیا بن رہی ہوگی۔ جناب خالد نے یہ سنکر فرمایا کہ سچ ہے۔

قرار در کف آزادگان نہ گیرد مال +		نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال +

جیسے وہ بہن اپنے بہائی پر نثار ہے ویسے ہی یہ بہائی بہی بہن کا عاشق زار ہے اچہا بہائی مسلمانو۔ عہ۔ در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست۔ بسم اللہ کرو۔

پہر کیا تہا خدا دے اور بندہ لے۔ اودہر تو ضرار بن الازور نے جاتے ہی فوج اعدا مین ہلچل ڈالدی اور ادہر مسلمان قلب فوج مین جا گہسے۔ خولہ بنت ازور یہ حال دیکہتے ہی بشاش ہوگیین اور پکارین کہ اے تبابعہ کی بیٹیو بیشک خدا اوسکی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتا ہے۔ دیکہو وہ تمہارے حامی و مددگار سیف اللہ القہار آن پہونچے خدا اونہین زندہ رکہے۔ بہلا اونکو ہماری مصیبت سنکر کب چین آیا ہوگا۔ کیا تم نہین سنتین کہ یہ شیر غضبناک کی سی دہاڑ کسی اور کو نصیب ہوسکتی ہے۔ یقین کرلو کہ یہ بپہرا ہوا شیر اب ان کافرون مین سے ایک کو بہی زندہ نہ چہوڑیگا۔ ہان میری بہنو۔ یہی شجاعت دکہانے کا وقت ہے۔ قدردان تمہارا آگیا۔ دو حملے ایسے کرو کہ دشمنون کے چہکے چہوٹ جائین اور تمہارے معزز اور قابل قدر سردار کی آنکہین ٹہنڈی ہون۔ خولہ کی یہ شرر انگیز تقریر سنکے ہر ایک عورت ہاتہ ہاتہ بہر اونچی ہوگئی۔ مشرکین جو پہلے نظر بد کے ساتہ اون سے لڑ رہے تہے اب اونکی صورتون مین اپنی موت دیکہنے لگے۔

مسلمانون کی تلوارین چمکتی دیکھکے بطرس کے ہوش وحواس جاتے رہے۔ دل دہڑکنے لگا اور ہاتھہ پاؤن پہولگئے۔ رومی کھڑے ہوے ایک دوسرے کا منہ تکتے تہے مگر زبان سے کچھہ نہ کہہ سکتے تہے۔ جب بطرس نے دیکھا کہ اب کچھہ نہین ہو سکتا تو اپنی خفت مٹانے کے لئے عورتون سے کہنے لگا۔ اے میری مان۔ بہنو۔ اسوقت مجھکو بہی تمہارے حال پر رحم آگیا۔ ہم بہی مان۔ بہن بہو۔ بیٹیان رکہتے ہین اسلئے صلیب کے صدقہ مین تمہین چہوڑے دیتے ہین تم اپنے مردون سے یہ بات کہدینا۔ اتنا کہا اور چاہتا تہا کہ گہوڑے کو ایڑ لگا کے بہاگے کہ مسلمانون کے قلب لشکر سے دو سوار نکلے۔ اونمین سے ایک زرہ وغیرہ پہنے تہا اور دوسرا ایک برہنہ تن لنگی ہی بیٹہہ کے عربی گہوڑے پر سوار تہا۔ دونون سوار نیزے ہاتہون مین لئے ہوے باگین چہوڑے شیر کی طرح لپکتے ہوے بطرس کے سامنے آپہونچے۔ ناظرین سمجھہ گئے ہونگے کہ یہ خالد بن ولید اور ضرار بن الازور ہین۔ خولہ نے بہائی کو دیکہتے ہی کہا۔ بہیّا۔ تم نے کہان کے ارادے کئے۔ یہان تو خدا کے فضل سے ہم عورتون ہی نے ان کفار کا قلع وقمع کردیا۔ تمہاری مدد کی ضرورت نہین۔ بطرس نے خولہ سے کہا کہ اچھا اب تم اپنے بہائی کے ساتھہ چلی جاؤ مینے تمہین اجازت دیدی۔ یہ کہکر وہ بہاگا۔ خولہ یہ کہتی ہوئی اوسکے پیچھے چلین کہ اے شقی۔ کدہر چلا ہم عربون کے خصائل مین یہ بات داخل نہین ہے کہ تو ہمپر شفقت ظاہر کرے اور ہم تجھہ سے دوری چاہین۔ اب میری محبت تیرے دل سے کدہر گئی۔ یہ کہکے خولہ اوسکے سامنے پہونچین بطرس چلایا کہ اے عورت۔ میرے سامنے سے دور ہو اب تیری صورت مجھے بری معلوم ہوتی ہے۔ خولہ نے کہا نہین نہین۔ مجھے تیری خاطر ضرور ہے۔ ادہر تو خولہ اوسکی طرف چلین اور دوسری طرف سے ضرار اور خالد اور سب مسلمان اودہر متوجہ ہوے۔ بطرس گہبرایا اور ضرار کو دیکھکر چیخ اوٹہا کہ اے عربی۔ اپنی بہن کو لیکے میرے سامنے سے دفع ہوجا۔ جناب ضرار نے فرمایا کہ

مین نے یہ تیر تحفہ قبول کیا اوسکے صلہ مین نوک نیزہ مجھے انعام مین لیتا جا۔ یہ کہکر ضرار نے اوسپر حملہ کیا اور تاک کے دل کی جگہہ پر اوسکے نیزہ مارا۔ خولہ بھی وہان پہونچ گئین اور گھوڑے کے پیرون مین چوبین مار مار کے گرادیا۔ بطرس جھکا قریب تھا کہ زمین پر آوے کہ ضرار دوڑ پڑے اور نیزہ اوسکے پیچھے مارا اور داوند ہے منہ زمین پر نظر آیا۔ خالد نے یہ حال دیکھکے کہا کہ ضرار۔ اللہم زد۔ کیا ہاتھہ دیا ہے خدا تمہین مسلمانون کے سرون پر سلامت رکھے اور پروردگار عالم نیک اجر دے۔ اس چھوٹے سے حملہ مین تین ہزار رومی مارے گئے۔

حامد بن عون الربعی نے فرمایا ہے کہ مین نے گنا تھا اوس دن ضرار بن الازور نے تیس آدمی مارے۔ خولہ نے بھی بہت سے چوب خیمہ ہی سے داخل جہنم کئے۔ عفیرہ بنت عفار الحمیریہ ایسی سخت لڑائی لڑین کہ باید و شاید۔ رومی بہاگے اور مسلمانون نے تا دمشق اونکا پیچھا کیا۔ دمشق مین لوگون پر ایسا رعب اور خوف چھایا کہ کوئی باہر نہ نکلا اور مسلمان وہان سے واپس چلے آے۔ مال غنیمت اور گھوڑے اور ہتیار سب جمع کرکے اپنے قبضہ مین کئے۔

خالد بن ولید کا امین الامتہ کی طرف متوجہ ہونا

اب جناب سیف اللہ نے مسلمانون کو حکم دیا کہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کے پاس چلو۔ ایسا نہو کہ ہمارے پہونچنے سے پہلے وردان سے اور اونسے کھٹ پٹ ہو جاے۔ بطرس کے سر کو جناب ضرار بن الازور نے اپنے نیزہ کی نوک پر لٹکالیا اور مسلمانون کے ساتھہ روانہ ہوے۔ مقام مرج رہط مین امین الامتہ کے پاس پہونچے۔ آوازین تکبیر کی بلند ہوئین۔ عورتون کے دستیاب ہو جانے سے سب خوش ہوے۔ اب سبکو یقین ہو گیا کہ مدد خدا ہمارے شامل ہے اور ملک شام کو ہم ضرور فتح کرلینگے۔

جناب سیف اللہ القہار نے یوحنا کو اپنے سامنے بلا کے فرمایا کہ اسلام قبول کرو ورنہ

تم بھی بطرس کی طرح قتل کیئے جاوٗگے۔ سر اوسکا ابوبصر کے آگے ڈالدیا۔ اوسنے وہ سر کو دیکھکر رونے لگا اور کہاکہ بھائی کے بعد لطف زندگی کہان۔ مجھکو بھی اوسی سے ملادو۔ پس مسیب بن نجبتہ الفزاری نے سر اوسکا تن سے جدا کردیا۔

حضرت واقدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جب سیف اللہ نے نامے شرجیل بن حسنہ۔ معاذ بن جبل۔ یزید بن ابی سفیان اور عمرو بن العاص کو روانہ کردئے۔ ان سب بزرگوارون نے جب اپنے جلیل القدر سپہ سالار کے خطوط پڑہے تو معہ اپنے اپنے لشکرون کے جلدی جلدی اجنادین کی طرف چلے۔

آنحضرت صلعم کے غلام سفینہ نے بیان کیا ہے کہ مین اس لڑائی مین معاذ بن جبل کے ساتھہ تہا۔ ہم سبکے سب جمادی الاول سنہ ۱۳ ھ مین ایک ساتھہ خالد بن ولید کے پاس اجنادین پہونچے۔ ہم لوگون نے دیکہا کہ رومیون کا لشکر بیشمار ہے۔ اونہون نے ہمین دیکھتے ہی اور بہی زیادہ دکھاوٹ شروع کی۔ لباس۔ زرق برق وردیان اور اپنی صف بندیان دکھلائین اور دور دور تک زمین اجنادین پر پہیل گئے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ہزار ہزار آدمیون کی نوے صفین تہین۔

ضحاک بن عروہ نے روایت کی ہے کہ خدا کی قسم۔ مین عراق بہی گیا تہا۔ مین نے لشکر کسریٰ اور افواج جرامقہ دیکھین مگر رومیونکے لشکر کی کثرت۔ اونکے سازوسامان اور اسلحہ سے بڑہکر کہین میری نظر سے نہین گذرا۔ ہم لوگ اونکے سامنے اوترپڑے۔ جب دوسرا دن ہوا۔ اون لوگون نے ہمسے لڑنیکا ارادہ کیا۔ جب ہمنے دیکہا کہ وہ سوار ہوگئے ہین تو ہم بہی ہوشیار ہوگئے۔ جناب خالد بن ولید نے ہماری ہر صف کے بیچ مین آکے فرمایا۔ اے مسلمانو۔ تم خوب سمجھہ لو کہ اس لڑائی سی بڑی لڑائی تمھین پہر کبھی نہ لڑنی پڑیگی نہ اس لشکر سے بڑا لشکر اپنے مقابلہ مین تمھین کبھی نظر آویگا۔ آج جان پر کہیل کے

ان سے لڑلو اور اپنی شجاعت کے جوہر انہین دکہا دو اگر اللہ تعالے کے فضل سے تمنے انکو شکست دیدی تو اپنی عمر بہر کے لیئے لڑنے سے نچنت ہو جاؤ گے پہر کوئی ان کا حمایتی بنکے تم سے لڑنے نہ آئیگا۔ میرے پیارو۔ اسوقت جی توڑ کے خدا کی راہ مین کوشش کرو۔ جہاد مین جان لڑا دو۔ دین کی مدد کرو اور پیٹہہ دکہانے سے ڈرتے رہنا کیونکہ کفار کے سامنے سے بہاگجانا موجب دخول دوزخ ہے۔ کندہون سے کندہے ملا کے مثل لوہے کی دیوار کے ہو جاؤ اپنی تلوارون کو جنبش دو جب تک مین حکم ندون ہرگز حملہ نہ کرنا۔ بس اب ہوشیار ہو جاؤ اور آگے بڑہنے کے لیئے اپنی ہمتین درست کرلو۔

جناب واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ جب وردان نے دیکہا کہ مسلمان مستعد جنگ ہین تو اوسنے اپنے ملوک اور بطریقون کو جمع کر کے کہا۔ اے بنی الاصفر۔ اس بات کو کان کہولکر سنلو کہ ہرقل شاہ روم کو تمپر ناز ہے اسی لیئے یہ بار اوسنے تمہاری گردنون پر رکہدیا ہے اور تم سے مدد چاہی ہے اگر تمنے اس جنگ مین شکست کہائی تو پہر تمہاری قوم کی کمرین ٹوٹ جائینگی اور کسی کی ہمت نہ پڑیگی کہ مسلمانون کا سامنا کرے۔ وہ تمہارے شہرون کے مالک ہو کے تمہارے مردون کو مار ڈالینگے۔ تمہاری عورتون کو اپنے تحت و تصرف مین لائینگے اور تمہارے بچون کو لونڈی غلام بنائینگے۔ پس تمکو چاہیئے کہ لڑائی مین صبر اختیار کرو۔ سب کے سب اکبارگی اونپر حملہ کردو۔ منفرد ہرگز نہونا۔ تمہاری طرف اون سے تگنی جمعیت ہے پہر کیا تم مین کے تین تین اونکے ایک ایک آدمی کو نیچا نہ دکہا دینگے۔ اے مسیح کے مددگارو۔ صلیب سے مدد مانگو وہ تمہین فتح دیگی۔

خالد بن ولید نے اسوقت مسلمانون کی طرف متوجہ ہو کے فرمایا کہ کوئی شخص دشمنون کے لشکر کی ٹہیک تعداد دریافت کر کے ہمین بتادے۔ ضرار بن الازور سامنے آکھڑے ہوئے اور

کہا - اے امیر یہ کام میرا ہے - سیف اللہ نے فرمایا قسم ہے خدا کی - تمہارے سوا کوئی اسے کر بھی نہین سکتا - بسم اللہ - سدہارو - مگر اے ضرار - جب تمہارا سامنا دشمن سے ہوجائے تو ہرگز اپنے نفس کے فریب مین نہ آجانا - اپنی شجاعت اور جرائت پر غرور کرکے اپنی طاقت سے باہر کوئی کام نہ کر بیٹھنا - خداوند کریم فرماتا ہے ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ" یعنی تم اپنے پیرون سے آپ جاکے کنوئین مین نہ گر پڑو - ضرار نے رہوار کی باگ چھوڑدی اور دشمنون کے لشکر کے پاس پہونچے - اونکے سازوسامان - خیمون - خودون اور تلوارون کی چمک دمک کو خوب دیکھا - اتفاقاً وردان اوس وقت لشکر اسلام کی طرف ہمہ تن چشم بنکر دیکھ رہا تھا - اوسنے دیکھا کہ لشکر مخالف سے ایک سوار الگ ہوکے ادہر آتا ہے اسلئے اپنے سردارون سے کہا کہ دیکھو - یہ سوار تمہاری طرف آتا ہے یہان سے واپس نہونے پائے - اوسے پکڑکے میرے پاس لے آنا - رومی لشکر کے تیس سوار ضرار کی گرفتاری کے لئے چلے - ضرار نے جب اونہین اپنی طرف آتے دیکھا تو پیچھے لوٹے - وہ سوار بھی اونکے پیچھے لگے اور سمجھے کہ ضرار ہمارے ڈر کے مارے بھاگے جاتے ہین حالانکہ ضرار کا یہ مطلب تھا کہ یہ لوگ اپنے لشکر سے فاصلہ پر آجائین تو انہین مزہ چکھاؤن چنانچہ جب وہ دور آگئے تو ضرار نے اونکی طرف رخ کیا اور اونمین سے ایک کو اپنے نیزہ سے چھید کر زمین پر ٹپک دیا اور شیر نر کی طرح ایک ڈانٹ جو اونہین بتائی تو وہ کپکپا کے رعب مین آگئے اور اپنے لشکر کی طرف بھاگے - ضرار نے اونکا تعاقب کیا اور یکے بعد دیگرے اونکو گرانا شروع کیا یہانتک کہ اونیس سوار مارے اور لشکر روم کے قریب تک اونہین کھدیڑکے واپس ہوے - آکے جناب سیف اللہ سے سب حال بیان کیا حضرت خالد بولے کہ مین نے تو تمہین منع کیا تھا تم لڑے کیون - ضرار نے عرض کی - یا امیر - وہ خود میرے سامنے آگئے تھے مین نے بھی کافرون کے سامنے سے بھاگنا مناسب نہ جانا کہ کہین خدا مجھسے خفا نہو جائے

اللہ تعالےٰ نے میری مدد کی اور مین اون پر غالب آیا - خدا کی قسم - آپ ہی کے حکم کے ڈر سے
مین چلا ہی آیا ہون ورنہ جسطرح وہ مردود خواہ مخواہ میرے منہ لگے تہے مین سارے لشکر کا
صفایا کر کے حاضر ہوتا - اے معزز سردار - یہ گیدڑون کا لشکر تو ہمارے لئے مثل شکار ہے -

روایت ہے کہ جناب خالد بن ولید نے میمنہ پر معاذ بن جبل کو میسرہ پر سعید بن عامر کو
دائین بازو پر نعمان بن مقرن کو - بائین پر شرحبیل بن حسنہ کو اور ساقہ مین یزید بن ابی سفیان کو چار ہزار
آدمیون کے ساتہہ عورتون اور مال و اسباب کی حفاظت کے لئے متعین کیا -

پہر جناب خالد عورتون کی طرف متوجہ ہوئے - اونمین عفیرہ بنت عفار اور ام ابان بنت
عتبہ بن ربیعہ کے نکاح انہین دنون مین ہوئے تہے - دونون کے ہاتہہ مہندی سے رچے
ہوئے تہے - عطر کی خوشبو سر سے اور کپڑون سے بوئے عروس کی لپٹین آرہی تہین - اور
ضرار کی بہن خولہ - مزروعہ بنت عملوق - سلمیٰ بنت زراع بن عروہ - لبنا بنت سوار اور سلمیٰ بنت النعمان
وغیرہ ایسی تہین کہ بہادری اونکی مشہور تہی - سیف اللہ نے اون سے فرمایا کہ اے اولاد تبابعہ
و لقیہ عمالقہ اور نسل سرداران اکاسرہ - تمنے لڑائیون مین وہ وہ کام کئے ہین جنہون نے خدا اور
مسلمانون کو خوش کیا - ذکر بزرگ تمہارا ہمیشہ باقی رہیگا - آج ہی بہشت کے چند دروازہ خاص تمہارے
ہی لئے کہولے گئے ہین - تمہارے دشمنون کے لئے دوزخ کی آگ بہڑکا دی گئی ہے - تحقیق
مجہکو جیسا تمہاری ثابت قدمی اور وفاداری کا بہروسا ہے ویسا مردون کا اعتبار مجہے نہین ہوسکتا -
اگر رومیون کا کوئی گروہ تمپر حملہ کرے تو مین تمکو بہی اون سے لڑنیکی اجازت دیتا ہون - دوسری بات
یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان کو میدان جنگ سے بہاگتے ہوئے پاؤ تو پہلے اوسکے جورو بچے دکہا کر
اوسے شرماؤ اگر وہ اسپر بہی نہ مانے تو تلوار سے نہین بلکہ خیمون کی چوبون سے اوسکا سر توڑ ڈالو -
یہ سنکر عفیرہ بنت عفار نے التماس کی کہ اے معزز سردار - ہماری خوشی تو یہ تہی کہ حضور اپنے

سب لشکر سے آگے ہمین رکتے اور ملاحظہ فرماتے کہ یہ آپکی لونڈیان بڑہ بڑہ کے کیسے کیسے ہاتہہ رومیون کے مونہون پر دیتی ہین - واللہ آپ امتحان کرلین کہ ہم مین سے کوئی بہی قدم پیچہے نہ ہٹائیگی - ایک ایک کرکے اپنی جگہہ پر مرجائیگی - خولہ بنت ازور نے عرض کی - اے امیر باتوقیر ہم رومیون کی کثرت کی کچہہ بہی پرواہ نہین کرتے -

جناب خالد بن ولید عورتون کو دعاء خیر دیکے مردون کی صفون مین تشریف لائے - اپنے گہوڑے کو اونکے بیچ مین گشت دیتے تہے اور فرماتے تہے کہ اے مسلمانو - دین کی مدد کرو خدا تمہاری مدد کریگا - خدا کی راہ مین کفار سے لڑو - اے لوگو - اسی مین تمہارے جورو بچون کی حفاظت ہے - سمجہہ لینا کہ اس لڑائی سے منہ پہیر کے تمہین دنیا مین چہپنے کی جگہہ بہی نہین ملیگی - شانہ سے شانہ ملالو - تلوارون کو آگے کردو - جب مین حکم دون تو سب کے سب حملہ کردینا اور ایک ہی ساتہہ ملکے سب تیر چلانا گویا وہ ایک ہی کمان کے تیر ہین -

روایت ہے کہ خالد بن ولید کی ایسی ایسی باتین سنکے مسلمانون نے تلوارین کہینچ لین اور کمانون کو چڑہا لیا - جناب سیف اللہ قلب لشکر مین جا کہڑے ہوے - اونکے پاس عمرو بن العاص - عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق - قیس بن ہبیرۃ المرادی - رافع بن عمیرۃ الطائی - مسیب بن نجتہ الفرازی - ذوالکلاع اور ربیعہ بن عامر وغیرہ تہے - حکم ہوا کہ سارا لشکر آہستہ آہستہ دشمنون کی طرف بڑہے - وردان نے جب مسلمانون کی یہ حرکت دیکہی تو اپنے لشکر کو بہی آگے بڑہایا - صلیبین اور نشان بلند کرادئے - کلمات کفر وشرک بکے جانے لگے - جب دونون فوجین بہت قریب ہوگئین تو رومیون کے لشکر مین سے ایک بڈہا سیاہ لباس پہنے ہوے نکلا - بہت سے گبر اوسکے آگے آگے تہے - بڈہے نے مسلمانون کے پاس آکے کہا کہ سردار تمہارا مجہہ سے آکے گفتگو کرے - جناب خالد اوسکے سامنے آئے - اوس دانشمند عیسائی نے

پوچھاکہ مسلمانون کے سردار تمہین ہو۔ جناب سیف اللہ نے جوابدیا کہ ہان جب تک مین خدا کی
اطاعت کرتا ہون اور طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قایم ہون مسلمان لوگ مجھے ایسا سمجھتے ہین
اور اگر ذرا سا بہی ان دونون باتون مین فرق آجایگا تو یہ بات نرہیگی۔ پادری بولا۔ یہی وجہ ہے کہ
تم ہمپر غالب رہے اگر تم کچھہ بہی اپنے طریقہ مین تبدل و تغیر کرتے تو ہرگز ہمارے اوپر غالب نہین
ہوسکتے تہے۔ تم اون شہرون مین داخل ہوگئے ہو جنمین قدم رکہنے کی بہی کسی بادشاہ کو جراءت
نہین ہوئی تہی۔ اہل فارس اور جراسقہ بہی ہمارے ملک مین آئے مگر منہ کی کہاکے واپس گئے صرف
تم ہی ہمپر غالب آئے ہو۔ یاد رکہنا کہ سدا اون ایک سے نہین رہتے ہماری سرداروران نے رحم کہا کے
مجھے تمہاری پاس بہیجا ہے۔ وہ تمہارے ہر آدمی کو ایک ایک تہان کپڑے کا اور عمامہ اور دینار دیگا۔
تمہین سو دینار اور دس تہان کپڑے کے اور تمہارے خلیفہ ابوبکر صدیق کو ایک ہزار دینار اور سو تہان
دینے کو راضی ہے تم اپنا لشکر لیئے ہوے یہان سے ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے گہر چلے جاؤ ورنہ اسکا مزا
چکہوگے۔ ہماری تعداد مثل مور و ملخ ہے وہ ابہی تم سے لڑنے کو اپنے اپنے گہرون سے نکلے
بہی نہین اونکو ان لوگون کے مثل نہ سمجہنا جن سے ابتک تمہارا پالا پڑا ہے۔ دیکہلو اسوقت
جو لشکر تمہارے سامنے کہڑا ہے اوسی مین بڑے بڑے لایق آزمودہ کار سپاہی اور نامی
نامی سردار ہین۔ خالد بن ولید نے جوابدیا کہ خدا کی قسم۔ ہم یہان سے ایک قدم بہی پیچہے
نہ ہٹاینگے جب تک کہ تم ہماری تین باتون مین سے ایک نہ قبول کرلوگے۔ یا تو مسلمان ہوجاؤ
یا جزیہ دو یا لڑو۔ تمہاری تعداد چاہے چیونٹیون سے بہی زیادہ ہو مگر خداے تعاے نے ہم سے
مدد دینے کا وعدہ کرلیا ہے۔ مال و دولت کی طمع ہمین ہرگز نہین۔ بہلا تم ہمکو کیا دوگے جو کچھہ
تمہاری گانٹھہ گرہ مین ہے سب ہمارا ہے اوسے چند روز کے بعد تم ہمارے پاس دیکھہ لینا
تمہارے ملک بہی ہمارے قبضہ مین آجائینگے۔ راہب بولا۔ جو کچھہ تمنے کہا ہے اوسے

جون کا تون مین اپنے سردار سے جا کے بیان کیئے دیتا ہون - چنانچہ وہ لوٹ گیا اور سارا حال وردان سے کہا - وردان خفا ہو کے بولا کہ وہ ہمکو بھی اونہین لوگون مین سے سمجھے ہوئے ہین جن سے ابتک اونکی مڈبھیڑ ہوئی ہے - اب بادشاہ نے اون سے لڑنیکو شجاعان ارا حیہ وارد حانیہ و ہرقلیہ وبطارقہ کو بھیجا ہے اب آٹے دال کا بھاؤ اونہین معلوم ہو جائیگا بس ایک ہی حملہ مین ہم اونکو مار کے خاک مین ملائے دیتے ہین -

پھر وردان نے اپنے لشکر کو آمادۂ جنگ کر کے پیدل صفون کو آگے کر دیا جنکے ہاتھون مین کمانین اور چھوٹے نیزے تھے - یہ حال دیکھکے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالے عنہ پکارے کہ اے مسلمانو - بہشت تمہارے لئے آراستہ کی گئی ہے - حورین تمہاری خدمت کو تیار اور فرشتے قریب آپہونچے ہین - بشارت ہو تمکو دائمی زندگی کی - خدا بہشت کے بدلہ مین تمہاری جانین مول لیتا ہے اوسکی راہ مین سر کٹاؤ اور نجات اخروی ہاتھون ہاتھ لو - یہ سنکر سیف اللہ بولے کہ اے معاذ - ٹھیرو مین ان لوگون سے کچھ کہنا چاہتا ہون - پھر حضرت خالد رضی اللہ تعالے عنہ نے صفین مرتب کین اور کہا - تم سب شانون سے شانے بھڑالو اور خوب سمجھلو کہ دشمن تمہارے تم سے چند ہین - لڑائی کو عصر کے وقت تک بڑھائے چلے جانا - وہ وقت ایسا ہے کہ اوسی وقت تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح اور غلبہ حاصل ہوا ہے - اللہ تعالے تمہین دیکھتا ہے - ہرگز کفار کے آگے سے منہ نہ پھیرنا - خدا تمہاری مدد کو موجود ہے وہی تمہین برکت دیگا -

روایت ہے کہ جب دونون فوجین قریب ہوئین تو قوم ارمن نے تیر چلائے - بہت سے مسلمان اونکے تیرون سے شہید اور زخمی ہوئے - یہ ماجرہ دیکھکے جناب خالد نے لوگون کو حملہ کرنے سے روکا - ضرار بن الازور بول اوٹھے - حضور کوئی وجہ نہین کہ ہم ٹھیرین - دشمن خیال کرینگے کہ مسلمان ڈر گئے - آپ حملہ کا حکم دین یا کچھ لوگون کو الگ کر کے کفار کے مقابلہ مین چھوڑدین تاکہ وہ انہین اوس وقت تک

آلگائے رکھین جب تک کہ آپ حملہ کرنیکا حکم کرین - سیف اللہ بولے - ہان - یہ دوسری بات تمہاری ماننے کے قابل ہے مگر اسکے یئے تمہین مناسب ہو - ضرار اس مشکل کام کے لئے بہی خوشی بخوشی مستعد ہوگئے - پس اونہون نے پولص کے بہائی بطرس کی زرہ پہنی - گہوڑے پر سوار ہوئے جسپر ہاتہی کے چمڑیکا عرق گیر کسا ہوا تہا اور وہ بہی بطرس ہی کا تہا - رومیون ہی کی وردی ڈاٹی - نیزہ کو راست کرکے گہوڑے کی باگ چہوڑدی اور رومیون کی صفون پر حملہ آور ہوئے - اونہون نے ضرار پر تیر چلائے اور پتہر پہینکے - مگر خدا کے فضل سے ضرار کو کچہہ نقصان نہ پہونچا - ضرار اونکی صفون کو چیرتے پہاڑتے اونکے لشکر مین گہس جاتے تہے اور اونکے دلیرون کو مارتے تہے - یہانتک کہ اونہون نے ایک ہی حملہ مین بتیس رومی تہ تیغ کئے - لوگ ضرار کی لڑائی اور حملہ سے ڈرے - رومی سوارون نے ملکے اونکے گرفتار کرنیکا ارادہ کیا - ضرار نے خود کو اپنے سر سے اوتار کے دور پہینکدیا اور کہا - اے بنی الاصفر مین ضرار بن الازور ہون - کل مین تمہارا ساتہی اور یار تہا آج تمہارا دشمن ہون - مین نے ہی وردان کے بیٹے حمران کو مارا ہے - مین تمہارے حق مین بلا ہون اور کفار کا مٹانے والا ہون - مجہے تمپر غلبہ دیا گیا ہے -

روایت ہے کہ رومی یہ کلام سنکے ضرار کو پہچان گئے اور اون سے ڈر کے بہاگے - ضرار نے اونکا تعاقب کیا - اسی حالت مین بطارقہ اور اراحیہ دہر قلیہ اور مذبحہ ملکے اونپر آپڑے - ضرار بہی اپنے لشکر کی طرف لوٹے - وردان نے دریافت کیا کہ یہ بردی کون ہے - لوگون نے کہا کہ یہ وہی شخص ہے جو کبہی برہنہ بدن نیزہ ہاتہہ مین لیکے ظاہر ہوتا ہے - کبہی یون ہی بے نیزہ کے لڑائی مین آجاتا ہے اور کبہی اسکے پاس تیر وکمان ہوتے ہین - وردان اونکے کمالات پہلے بہی سُن چکا تہا یہ حال سن کے اوسکا نیچے کا دم نیچے اور اوپر کا اوپر رہگیا اور کہا اسی نے تو میرے بیٹے کو مارا ہے - ہے - کوئی ایسا جو میرا بدلہ اس سے لے - وہ جو مانگیگا مین اوسے

دونگا۔ پس حاکم طبریہ جو قوم اراحیہ سے تہا وردان کے پاس آیا اور کہا کہ اے سردار۔ مین تمہاری
مدد کرونگا اور اپنے گھوڑے کی باگ چھوڑ دی اور ضرار کی طرف چلا۔ تین گھڑی تک متواتر یہ دونون
کاوے اور گرداوے دیتے رہے یہانتک کہ ضرار نے اوسکے نیزہ مارا اور اوس ملعون کی
زرہ چیر ڈالی وہ کافر بداندیش زخمی ہوکر گر پڑا اور مرگیا۔ وردان نے یہ حال دیکھکر کہا کہ اس جن سے
سوائے میرے اور کوئی نہ جیت سکیگا۔ یہ کہکر وردان اپنے گھوڑے سے اوتر پڑا۔ اپنی زرہ
پہنکے اوسکے اوپر بڑے بڑے موتیون کی پوشش ڈالی۔ تاج سر پر رکہکے عربی گھوڑے پر سوار ہوا
اور ضرار کے سامنے آیا۔ استنے مین وریحان بطریق حاکم عمان جسکا نام اصطفان تہا آپہونچا اور
آتے ہی وردان کی رکاب کو بوسہ دیا اور کہا کہ اے سردار۔ مین اس بدوی سے تیرا بدلہ لونگا۔
اگر تو اپنی بیٹی کا عقد میرے ساتھہ کردینے کا وعدہ کرے تو مین اسکو زندہ پکڑ کے تیرے پاس
لے آؤن۔ وردان بولا کہ مین تیری بات منظور کرتا ہون اور جو ملوک شام اور خاصان بادشاہ
اسوقت موجود ہین اونکو گواہ قرار دیتا ہون۔

میدان اجنادین مین ضرار اور اصطفان کی لڑائی

جب اصطفان نے وردان کا یہ کلام سنا تو جوش شجاعت سے آگ بگولہ ہوگیا اور ضرار سے
لڑنے کا ارادہ کیا اور کہا اے ضرار۔ خرابی ہو تیری۔ لے مجہہ سے وہ چیز جسکے دفع کرنیکی تجہہ مین
طاقت نہین ہے۔ اوسکی رومی زبان کو ضرار سمجھے تو نہین مگر اوسکے تیور بگڑے دیکہکے سنبہل گئے
اور اوس پر حملہ کیا۔ اصطفان نے اپنے پاس سے ایک سونیکی صلیب نکالی جسمین چاندی کی
زنجیر تہی اور اوسے اپنے گلے مین ڈال لیا۔ بار بار اوسے چومتا تہا اور اوس سے مدد مانگتا تہا۔
یہ دیکھکے ضرار بولے۔ اگر تو میرے مقابلہ مین صلیب سے اعانت چاہتا ہے تو مین تجہپر غالب
ہونیکے لئے اوس سے مدد مانگتا ہون جو بہت ہی نزدیک ہے اور جو اوسے بلاتا ہے فوراً

اوسکے پاس آجاتا ہے - پہر اوس پر حملہ کیا - دونون نے خوب ہی خوب لڑائی کی گھاتین دکھائین - یہانتک کہ لوگ اونکی لڑائی دیکھتے دیکھتے بیقرار ہو گئے - جناب خالد بن الولید نے چلا کے کہا کہ اے ابن الازور - یہ کیا دیر لگا رکھی ہے حالانکہ دوزخ تمہارے دشمن کے لیئے تیار ہے - تم اپنے پروردگار کے سامنے ہو - بد دلی اور خوف کو ہرگز اپنے پاس نہ پھٹکنے دو - یہ کلام سنکر ضرار جوش شجاعت سے اپنے گھوڑے پر کانپ اوٹھے اور سنبہل بیٹھے اور اپنے دشمن پر حملہ آور ہوے - اسوقت رومیون مین ایک شور برپا ہوا - وہ اصطفان کو اشتعال دیتے تھے اور جوش دلاتے تھے - اب دونون مین سخت لڑائی ہوئی یہانتک کہ آفتاب گرم ہو گیا اور دونون جنگجو پسینہ مین تربتر ہو گئے - دونون کے گھوڑے بہی تہک کے شل ہوے - اصطفان نے ضرار سے اشارہ کیا کہ آؤ ہم تم پیدل ہو کے لڑین ضرار اوترنا چاہتے تہے کہ اتنے مین اصطفان کے غلام نے ایک کوتل گھوڑا لاکے حاضر کیا اصطفان اوسپر کودا چاہتا تہا کہ ضرار نے اپنے گھوڑے سے کہا اے گھوڑے - اسوقت میرے ساتھہ چستی و چالاکی دکھلانیکا موقع ہے - تیرا یہ کیا حال ہے - ایک گھڑی کیواسطے چاق و چوبند ہو جا نہین تو مین تیری شکایت روضہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر جا کے کرونگا - لوگون نے ضرار کی یہ باتین سنین اور دیکھا کہ گھوڑا اونکی یہ گفتگو سنکر تنگیا - کان کہڑے کر لیئے اور ہنہنانے لگا اور بازو کھولکر اصطفان کے غلام کی طرف جھپٹا - ضرار نے غلام کو اپنے نیزہ سے مار ڈالا اور اوسکے کوتل گھوڑے پر سوار ہو گئے - اپنا گھوڑا چھوڑ دیا - وہ بھاگ کے مسلمانون کی فوج مین جا ملا ضرار اصطفان کی طرف چلے - اوسنے جب دیکھا کہ میرا غلام مارا گیا اور گھوڑا چھن گیا تو اوسے یقین ہو گیا کہ مین بہی مارا جاؤنگا - ضرار نے جب اصطفان کی پریشانی دیکھی تو اوسکے قتل کا ارادہ کیا - ادہر وردان نے دیکھا کہ اصطفان کا حال تباہ ہے اور قریب ہے کہ وہ مارا جاے تو بہت گھبرایا اور سمجھا کہ اگر اوسکی مدد نہ کیجائیگی تو خیر نہین ہے - پس وردان نے اپنے لشکر کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ

اے قوم۔ اس شیطان نے میرے جگر کے ٹکڑہ کو توڑ لیا اب یہ ہماری بربادی چاہتا ہے۔
اگر یہ مارا جائیگا تو مین خودکشی کر لونگا۔ مجھے اسکا مقابلہ کرنا ضرور ہے چاہے لوگ میرے اوپر
اعتراض ہی کیون نہ کرین کہ مین نے ایسے ذلیل شخص سے مقابلہ کیا۔

وردان کا دس آدمیون کے ساتھہ آنا اور خالد بن ولید کا بھی دس مسلمانون کے ہمراہ تشریف لانا

وردان کی یہ باتین سنکر کسی نے جواب نہین دیا۔ ضرار کے خوف سے کسی مین سکت نہ تھی
کہ کچھہ کہے۔ آخرکار وردان نے اونھین صلیب کی قسم دلائی۔ طوعاً وکرہاً دس آدمی اوسکے ساتھہ
نکلنے کو راضی ہوے لوہے مین سر سے پیرون تک غرق تھے کوئی عضو اونکا لوہے سے
خالی نہ تھا یہان تک کہ پیرون مین بھی لوہے کے جوتے تھے۔ آہنی عمود ہاتھون مین لئے ہوے
تھے۔ وردان بھی فولادی زرہ مین لپٹا ہوا تھا اور سر پر تاج رکھا تھا۔ یہ لوگ اصطفان کی مدد کو آے
وردان مثل شعلۂ آتشین سب کے آگے تھا۔ اصطفان یہ حال دیکھکے سنبھل گیا اور چلا کے ضرار
سے کہا کہ اے بدوی۔ خبردار ہو جا۔ مین نے اب تیرا کام تمام کیا۔ ضرار نے نہ تو اوسکے کہنے
کی کچھہ پرواہ کی نہ اوسکے حمایتیون کی طرف نظر اوٹھا کے دیکھا مستعدی کے ساتھہ بارہون آدمیون
سے مقابلہ کرنیکو تیار ہو گئے۔ خالد بن ولید نے جو دیکھا کہ اودہر سے اصطفان کی مدد کو گیارہ آدمی
اور آگئے ہین اونھین سے ایک کے سر پر تاج بھی چمکتا ہے تو بولے کہ تاج تو بادشاہ کے
سر پر ہوتا ہے ضرور یہ کوئی بہت بڑا سردار ضرار کے مقابلہ مین آیا ہے اس لئے ہم پر بھی لازم آیا کہ
اپنے آدمی کی مدد کرین۔ اچھا دس آدمی ہمارے ساتھہ بھی لڑنیکو چلین۔ فوراً دس مسلمان مستعد
ہو گئے۔ سب نے گھوڑون کی باگین ضرار کی طرف موڑ دین اور طرفۃ العین مین وہان جا پہونچے۔ خالد
نے پکار کے کہا کہ ضرار۔ ہم بھی تمہاری لڑائی دیکھنے آے ہین۔ ضرار نے جواب دیا۔ اے سردار

تامدار۔ آپ نے مجھ ناچیز کے لیے اتنی تکلیف کیون گوارا فرمائی مجھے خداہی کی مدد کافی تھی۔

جب بارہ کے مقابلہ مین بارہ ہوگئے تو ایک ایک سے لڑائی کی ٹھہری۔ سیف اللہ نے وردان کو اپنے مقابلہ کے لیے طلب کیا۔ ضرار بن الازور تو اصطفان سے لڑہی رہے تھے اصطفان کے بازو اب تھک گئے اور وہ کانپنے لگا جب اوسنے دیکھا کہ خالد بن ولید بھی آپہونچے ہین تو بالکل اپنی جان سے ہاتھ دہو بیٹھا۔ داہنے بائین کسی طرف نہین دیکھتا تھا نہ اوسکے گھوڑے مین اب حس و حرکت رہی تھی۔ ضرار اوسکی ردی حالت سمجھکے اوسپر حملہ آور ہوے۔ اصطفان سمجھا کہ اب میرے مرنے مین دیر نہین ہے تو گھوڑے سے گر پڑا اور بھاگا۔ ضرار بھی گھوڑے سے کود اوسکے پیچھے تھے۔ قریب پہونچکے اوسے زمین پر دے پٹکا۔ نیزہ کو ہاتھ سے پھینک کے دونون کشتی لڑنے لگے۔ ایک نے دوسرے کا شانہ پکڑ لیا۔ اصطفان مثل پتھر کے پہاڑ کے تھا اور ضرار پتلے دبلے آدمی تھے۔ مگر اللہ تعالے نے اونہین حیلے اور قوت الیسی عطا فرمائی تھی جسکا زمانہ مین نظیر نہ تھا۔ ضرار نے کمر بند پکڑ کے اوسے زمین سے اوٹھالیا اور چارون خانے چت دے پٹکا۔ اصطفان رومی زبان مین چلایا کہ اے وردان۔ مجھے بچا ورنہ مین دنیا سے چلا۔ وردان نے جواب دیا کہ خدا تجھ سے سمجھے۔ تیرے ہی بچانے کو تو مین آیا تھا سو مین بھی ان درندی جانورون مین گرفتار ہوگیا۔ خالد بن ولید نے وردان کا یہ مایوسانہ کلام سنکر بڑے زور و شور سے اوس پر حملہ کیا۔ ضرار نے بھی اپنے شکار پر سختی کی یہ حال دیکھکے رومیون کے لشکر سے ایک شور اوٹھا۔ اونکے دیکھادیکھی مسلمانون نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کیے جن کی گونج سے زمین و آسمان کانپنے لگے۔ آخر ضرار اپنے دشمن کی چھاتی پر کھڑے ہوگئے۔ وہ مثل بید لرز رہا تھا اور فریاد کرتا تھا جسے دونون لشکرون نے سنا۔ تھوڑی سی دیر مین ضرار نے تلوار مارکے اوسے قتل کردیا۔ یہ دیکھکر تمام رومی لشکر ٹوٹ پڑا۔ اونکے میمنہ والے معاذ بن جبل پر آے۔ میسرہ والون نے سعید بن عامر

کو آلیا اور قوم ارمن اور عرب ایک دوسرے کی طرف تیر چلانے لگے۔ یہان تک کہ تیرون کی کثرت نے آفتاب کو بہی چہپالیا۔ سعید بن زید بن عامر بن نفیل نے چلا کے کہا کہ اے گروہ مسلمانان۔ پیٹہہ پہیر کے بہاگجانا خدا کو بالکل ناپسند ہے۔ اے دین کے بچانے والو اور اے قرآن کے پڑہنے والو۔ صبر سے کام لو۔ خدا تمہین اجر نیک دیگا۔ اس کلام نے مسلمانون کی خوشی اور دلیری و جرأت کو زیادہ کر دیا۔

روایت ہے کہ دونون لشکر عصر کے وقت تک لڑتے رہے پہر دونون جدا ہو گئے۔ مگر مسلمانون کی بہ نسبت مشرکین بہت سے مارے گئے۔ اجنادین کی پہلی لڑائی مین جو مسلمان شہید ہوے اونکے نام نامی یہ ہین۔

حضرت سلمہ بن ہشام المخزومی رضی اللہ عنہ۔

حضرت نعیم بن صخراء العدوی رضی اللہ عنہ۔

حضرت نعمان العدوی رضی اللہ عنہ۔

حضرت ہشام بن العاص السہمی رضی اللہ عنہ۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو الدوسی رضی اللہ عنہ۔

حضرت ذر بن عوف النمیری رضی اللہ عنہ۔

حضرت ہبان بن سفیان رضی اللہ عنہ۔

حضرت راعب بن رہین الخزرجی رضی اللہ عنہ۔

حضرت قادم بن مقدام الزہری رضی اللہ عنہ۔

حضرت ذو الیسار بن خزرجۃ التیمی رضی اللہ عنہ۔

حضرت خرام بن سالم الغنوی رضی اللہ عنہ۔

حضرت سعید بن عاص بن لیلی الکلابی رضی اللہ عنہ۔

حضرت حازم بن بشر السکسکی رضی اللہ عنہ۔

حضرت امیہ بن حبیب بن یسار رضی اللہ عنہ۔

حضرت احد بن عبد اللہ بن عبد الدار رضی اللہ عنہ۔

حضرت مرہف بن واثق الیربوعی رضی اللہ عنہ۔

حضرت محلی بن حنظلہ الثقفی رضی اللہ عنہ۔

حضرت عدی بن یسار اسدی رضی اللہ عنہ۔

حضرت مالک بن نعمان الطائی رضی اللہ عنہ۔

حضرت سالم بن طلحۃ الغفاری رضی اللہ عنہ۔

سوا ے انکے بارہ اصحاب اور بہی شہید ہوے جنکے نام معلوم نہین رضی اللہ عنہم اجمعین
واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ اس معرکہ مین قریب تین ہزار ر ومیون کے
مارے گئے اونمین سے چند بادشاہون کے نام یہ ہین۔

عمان اور اوسکے نواح کا حاکم مارس بن مناف۔

سیمین ودیرالوب ونوی کا حاکم مرقس بن لبنا۔

جولان سے لگا کے کہف وقیم تک کا حاکم دمدر بن قالا۔

جبل السواد اور عاملا کا حاکم لادن بن جنبہ۔

غزہ اور عسقلان کا حاکم مرزعوت بن رومس۔

علحول اور اوسکے بلاد متعلقہ کا حاکم نجاب بن عبد المسیح۔

یافیا د رملہ کا حاکم جوقیاس بن ہیرون۔

ارض بلقا کا حاکم مریونس۔

نابلیس کا حاکم کورک۔

زمین عبدا صم کا حاکم جسکا نام معلوم نہین ہوا۔

پھر دونون لشکر جدا ہو گئے اور وردان اپنی فرودگاہ کو لوٹ آیا۔ لڑائی مین مسلمانون کا صبر واستقلال دیکھکے اوسکا دل رعب و دہشت سے بھر گیا۔ پس اوسنے اپنے آزمودہ کار سپاہیون اور جنگجویون کو جمع کرکے پوچھا کہ آج کی لڑائی کی نسبت تمہاری کیا راے ہے تحقیق مین تو اونکو غالب دیکھتا ہون کسی طرح مسلمانون کو مغلوب نہین پاتا اونکی تلوارون مین بڑا کاٹ ہے۔ اونکے گھوڑے نہایت دمدار اور بمقابلہ اونکے تم مغلوب ہو۔ تمہاری تلوارین کُند اور گھوڑے ہانپنے والے ہین۔ اونکے بازو قوی اور تمہارے ضعیف ہین۔ مین نے دیکھا کہ وہ لوگ تم سے زیادہ اپنے پروردگار کے مطیع ہین۔ تم لوگ اپنے ظلم وفریب و مکاری کے باعث خراب وخستہ ہو۔ اگر تم خدا کی نافرمانی اپنے دلون سے دہو ڈالوگے تو تمہاری حکومت باقی رہیگی ورنہ یہ تمہارے ہاتھون سے چلی۔ خدا سلطنت اوسی کو دیتا ہے جو اوسکا فرمانبردار ہو۔ ظالم اور حاسد نہو۔ اے لوگو۔ گناہون سے توبہ کرو تاکہ تمہاری دولت کو بقا حاصل ہو۔ تحقیق تم اپنی شامت اعمال کے باعث ایسی قوم کے ہاتھون ذلیل وخوار کراے گئے ہو جو دنیا مین نہایت حقیر شمار کی جاتی تھی۔ کوئی اونکی پرواہ بھی نہین کرتا تھا۔ وہ اونٹون اور بکریون کے چرانے والے اور غریب اور بھوکے ننگے ہین۔ ملک حجاز کے قحط اور تنگی نے اونکو یہان تک پہونچا دیا ہے۔ اب اونہون نے تمہارے ملک کی اچھی اچھی چیزین اور میوے کھالئے ہین۔ جو کی روٹی کی جگہہ یہان اونکو گیہون کی روٹیان ملی ہین اور سرکہ اور زیت کی جگہہ یہان اونہون نے شہد۔ مکھن اور دودھ دیکھا اور سب سے بڑھکے اس بات نے اونہین رجھایا ہے کہ تمہاری عورتون کو اونہون نے پکڑلیا

اور انجیر اور انگور کہا کے تمہاری ماں بہنوں کے ساتھہ عیش کئے۔ اب یہاں سے کیوں ٹلنے لگے تہے۔ مگر افسوس تو اسکا ہے کہ تمنے اپنی بیحرمتی پر کیسے صبر کر لیا۔

وردان کی یہ تقریر سنکے کوئی رومی ایسا نہ تہا جو ڈاڑہیں مار مار کے نہ رویا ہو اور دونوں ہاتہوں سے اپنا سر نہ پیٹ لیا ہو۔ آخر وہ سب لوگ غصہ سے بہر گئے اور بولے کہ جب تک ہم مین سے ایک بہی باقی رہیگا وہ یہ باتین نہ کر سکینگے جو تم نے بیان کین۔ ہم اونکو تلواروں اور نیزوں سے مار کے خاک مین ملا دینگے اور اونکو اپنے ملک سے نکالدینگے۔

جب وردان نے اونکی یہ گفتگو سنی تو بہت خوش ہوا اور رئیسوں اور بطارقہ اور سرداروں کو بلا کے کہا کہ سٹو باد شاہ کا لشکر کیا کہتا ہے۔ اسپر ایک شخص بول اوٹہا کہ اے وردان۔ تو ان لوگوں کے کہنے پر کچہہ اعتماد نہ کر یہ لوگ جو کہتے ہین اوسے ہرگز نہین کرینگے بیشک تو بڑی مصیبت مین پڑگیا ہے۔ یہ لوگ مسلمانوں کی برابری ہرگز نہین کر سکتے کیا تو نے نہین دیکہا کہ اُنمین کا ایک ایک ہمارے سارے لشکر سے مقابلہ کرنیکا ارادہ رکہتا ہے اور کسی سے نہین ڈرتا۔ ہماری کثرت کی اونہین کچہہ پرواہ نہین۔ اونکا کوئی آدمی ایسا نہین دیکہا جو ہم مین سے بہتونکو قتل کرکے اپنے لشکر مین نہ واپس جاتا ہو۔ اونکے نبی نے اون سے کہدیا ہے کہ جو مسلمان دین کی حمایت مین مارا جائیگا وہ بہشت مین داخل ہوگا اور ہماری طرف سے جو مارا جاتا ہے دوزخ مین جہونکا جاتا ہے۔ اونہین اپنے نبی کے قول کا ایسا یقین ہے کہ ہم موسیٰ وعیسیٰ کی بات کو ویسا نہین مانتے اسی لئے وہ موت کو زندگی سے زیادہ پسند کرتے ہین۔ مسلمان کم مارے جاتے ہین اور ہمارے آدمی زیادہ پیچہے ہین۔ مجہے سوائے اسکے اور کوئی امید تیری فتح کی نہین معلوم ہوتی کہ تو اونکے سردار تک پہونچے اور اوسے مار ڈالے تو البتہ یہ لوگ یہاں سے بہاگ جائینگے۔ پس کوئی حیلہ اونکے سردار سے ملنے کا پیدا کر۔

وردان کا فریب کرنا خالد بن ولید کے ساتھہ

وردان بولا کہ میری دانست مین تو کوئی فریب اونکے آگے نہین چل سکتا کیونکہ وہ اس فن کے بھی اوستاد ہین - بطریق بولا کہ مین تجھے ایک بات بتاؤن جو ضرور چل جائیگی یعنی تو اونکے سردار کو اپنے پاس مشورہ کے لیئے بلا وہ خود اکیلے آوینگے جب باتین تمام ہوچکین تو اچانک اونکے پاس پہونچکے اونکی گردن پکڑلینا اور اپنے آدمیون کو مدد کے لیئے پکار لینا جو پہلے سے اس کام کیواسطے گہات کی جگہہ چھپے ہون - وردان بولا - وہ سخت سرکش ہین میری بلانے سے کاہیکو آوینگے - بطریق نے کہا مین اسکی تدبیر بھی تجھے بتاتا ہون - اپنے لشکر مین اونہین بلانیکی کیون جا ملاقات کی جگہہ ایسی مقرر کرو جو تمہارے اور اونکے لشکر کے وسط مین ہو - وہان پہلے سے اپنے دس آدمی چھپادو اور یہ کام کرلو - وردان کی سمجھہ مین یہ بات آگئی اور حمص کے رہنے والے ایک عیسائی داؤد نام کو بلا کے کہا کہ تم خوش تقریر اور بڑے مضبوط ہو - مسلمانون کے لشکر مین چلے جاؤ اور کہو کہ آج لڑائی موقوف رہے - کل صبح اونکے سردار بذات خود ہم سے ملاقات کرین تاکہ شرائط صلح طے ہوجائین اور یہ بندگان خدا کا خون بہتا بند ہو جسقدر مال وہ مانگینگے ہم اونکو دینگے - داؤد نے جواب دیا کہ افسوس تو ہرقل کے حکم کا خلاف کرتا ہے اوسنے تجھے لڑنیکا حکم دیا ہے نہ کہ صلح کرنیکا - اگر تو ایسا کریگا تو بزدل اور ڈرپوک مشہور ہوجائیگا - مین یہ پیام لیکے اہل عرب کے پاس ہرگز نہ جاؤنگا - اگر ہرقل کو میرے درمیانی ہونیکی خبر لگگئی تو مین مورد عتاب ہونگا - وردان بولا کہ اے داؤد - تیرا برا ہو - مین نے تو اسمین ایک فریب سوچا ہے اصل مطلب میرا صلح نہین ہے - داؤد بولا - اے وردان - فریبی اور مکار ہمیشہ خوار رہتا ہے ہمنے کبھی اوسکا انجام بخیر ہوتے نہین دیکھا - بس تو اس ارادہ سے باز رہ اور لشکر لیکر مردانہ وار اون سے لڑ اور ان واہیات باتون کو اپنے دماغ سے دور کردے - داؤد کی یہ باتین سنکر وردان غصہ سے لال پیلا ہوگیا اور جھڑک کر بولا کہ

مین نے تجھہ سے مشورہ نہین طلب کیا تھا نہ تو مجاز ہے کہ میری بات مین دخل دے تجھسے جو کچھہ کہا جاتا ہے اوسے کر۔ ورنہ مین تجھکو حکم عدولی کی سزا دونگا۔

داؤد کی گفتگو خالد بن ولید سے

داؤد مجبور ہوا اور کہنے لگا مجھے بخوشی تمہارا کہنا منظور ہے۔ وردان کے حکم سے چلا تو گیا مگر دل مین اوسکے فریب پر ہزار ہزار نفرین کرتا تھا۔ اوسنے لشکر اسلام کے پاس پہونچکے کہا کہ اے گروہ عرب۔ کیا تم لڑائی اور خونریزی کو پسند کرتے ہو یا تمہین خدا کا کچھہ خوف بہی ہے۔ تحقیق خدا قیامت کے دن تم سے اسکی بازپرس کریگا۔ مین ایک پیام تمہارے پاس ایسا لایا ہون جسمین صلح کی امید ہے مگر مین اوسکو تمہارے سردار ہی سے کہونگا اور کسی سے کہنے کی اجازت نہین ہے۔

یہ سنکر جناب سیف اللہ شعلہ جوالہ کی مانند اوسکے سامنے آکھڑے ہوے۔ زرہ پہنے تہے اور ہاتھہ مین نیزہ تھا جسے آپ نے گھوڑے کے دونون کانون کے درمیان رکھلیا تھا۔ داؤد نے اون سے کہا کہ اے سردار۔ دم لو اور اچھی طرح آرام سے کھڑے ہو جاؤ۔ مین تم سے لڑنے نہین آیا ہون بلکہ پیغامبر ہون اس نیزہ کو میرے سامنے سے ہٹائیے اور اطمینان سے میری دو باتین سنلیجیے۔

خالد بن ولید نے نیزہ کو گھوڑے کے زین مین رکھہ لیا۔ اوسکے پاس آے اور کہا اے شخص۔ سچائی اختیار کر۔ جہوٹ کو چھوڑ دے اور کہہ جو کچھہ کہا چاہتا ہے۔ سچے کے لئے نجات ہے اور جہوٹا کبہی پہلتا پہولتا نہین تو خوب جانتا ہوگا کہ چاہ کن را چاہ درپیش۔ داؤد خالد کے اس کلام سے چونک اوٹھا اور سمجھا کہ بڑے اڈگ آدمی سے اسوقت کام پڑا ہے جسپر بغیر کہے سنے پہلے ہی سے میری بات کا اثر پیدا ہے ایسے آدمی سے کوئی نہین جیت سکتا جسکا دل خود آئینہ ہو۔ پھر بولا کہ اے اعرابی۔ دونون جانب کے مقتولون کو دیکھکے ہمارا سردار

بہت غمگین ہوا۔ اوسے خونریزی سے بالکل نفرت ہوگئی ہے وہ چاہتا ہے کہ مال دیکے بندگان
خدا کی جانین بچاے بشرطیکہ جانبین مین کلفت پڑہت ہوجاے اور طرفین کے بڑے بڑے
لوگ اوس معاہدہ پر اپنے اپنے دستخط کردین۔ مضمون اوس دستاویز کا یہ ہونا چاہئیے کہ تم ہمارے
سردار اور اوسکے ساتہیون سے کچہہ تعرض نہ کرو۔ یہان سے چلے جاؤ اور ہمارے قلعے چہوڑ دو
اگر ایسا کروگے تو ہم تمہارے قول کو سچا سمجہینگے اور تمہارے فعل سے رضامند رہینگے۔ پہر ہمارے
سردار کی تم سے یہ درخواست ہے کہ آج جتنا دن باقی ہے اسمین لڑائی موقوف رہے۔ کل صبح
تم تن تنہا ہمارے سردار سے ملاقات کرکے بالمشافہ سب امور طے کرلو۔ شاید اللہ تعالےٰ تم
دونون کے ملاپ ہوجانے سے اپنے بندون کی خونریزی بند کردے۔ خالد بن ولید یہ سنکر بڑی
دیر تک بحر تفکر مین غوطہ زن رہے۔ پہر پوچہا۔ سچ بتا۔ اسمین دغا تو نہین ہے۔ خدا کی قسم۔ یہ
سمجہ لینا کہ ہم مکر و فریب کی جڑ ہین اسمین اپنا مثل نہین رکہتے اوسے بہی جیتا نہ رکہینگے اور تمہاری
نسل تک منقطع کردینگے۔ داؤد کے دل مین سیف اللہ کے کہنے سے رعب سما گیا۔ تہرتہرانے
لگا اور بولا۔ حضور جان کی امان پاؤن تو کچہہ عرض کرون۔ خالد بولے کہ سچ کہہ تجہے ہم چہوڑ دینگے۔
داؤد نے عرض کی کہ میرے بال بچون اور مال و اسباب کی بہی حفاظت رہے۔ خالد نے فرمایا
کہ جسے تو اپنی پناہ مین لیگا اوسے ہم مین سے کوئی آنکہہ بہی نہین دکہائیگا مگر اصل اصل جو حال
ہو بتا دے۔ داؤد نے پوست کندہ سارا حال کہدیا۔ اس بات کا بہی اقرار اوس سے لیلیا
گیا کہ وہ جاکے یہان کی کیفیت وردان سے یا اپنی قوم مین سے کسی سے نہ کہیگا۔ پہر اوس سے
یہ پوچہا گیا کہ اونہون نے اپنے آدمیون کے چہپانے کی جگہہ کون سی مقرر کی ہے۔ داؤد نے
عرض کی کہ ہمارے لشکر کے داہنے جانب جو ریت کا ٹیلہ ہے وہان آدمی تمہاری گہات مین رہینگے۔
اسکے بعد داؤد رخصت کردیا گیا اور اوس سے کہدیا گیا کہ اچہا۔ وردان سے جاکے کہدو کہ ہم کل

اوس سے ملینگے - داؤد نے وردان سے اطلاع کردی کہ تمہاری بات منظور ہو گیئی - وردان نہایت خوش ہوا اور بولا کہ اب صلیب ضرور ہمین فتح دیگی - پھر دس بہادر اور دلیر آدمی اوسنے بلاے اور اونہین اوسی مقام پر پوشیدہ کر دیا جو داؤد خالد کو بتا آیا تھا -

اب ادہر کا حال سنو کہ سیف اللہ جناب امین الامتہ کے پاس پہونچے اور اون سے اس معاملہ مین مشورہ طلب کیا - جناب ابو عبیدہ بن الجراح نے فرمایا کہ بیٹا خالد - خدا ہمیشہ تمہین خوش رکہے - تم اسلام کی پشت پناہ ہو - جو کام تم نے دین کی خدمت مین کیئے ہین دوسرے نہین ہو سکتے - میری راے مین تم بیشک اونکے لیئے کافی ہو مگر خود بخود ہلاکت مین پڑنا اور اکیلا اونہان جانا ٹھیک نہین سمجھتا ہون - وہان تمہارے مقابلہ مین مع وردان کے گیارہ آدمی ہونگے گو تم اون گیارہون پر بہاری پڑوگے مگر پہر بہی اپنے ساتھہ دس آدمی رکہنا ضرور ہین - ہم سب بہی اپنے گہوڑون پر مستعد کہڑے رہینگے جب تم اوس ملعون سے نبٹ چکوگے تو ہم سب اونپر ایک ساتھہ حملہ کر دینگے - خالد بولے - مجہے آپکے ارشاد کی تعمیل بہر حال منظور ہے انشاء اللہ اوسکے خلاف ہرگز نہوگا - پہر جناب سیف اللہ نے یہ دس آدمی اپنے ساتھہ جانے کے لیئے طلب فرماے - رافع بن عمیرة الطائی - مسیب بن نجبتہ الفزاری - معاذ بن جبل - ضرار بن الازور - سعید بن زید بن عمرو بن نفیل العدوی - سعید بن عامر بن جریح - ابان بن عثمان بن سعید - قیس بن ہبیرہ - زفر بن سعید البیاضی اور عدی بن حاتم طائی - جب یہ سب صاحب آگئے تو سیف اللہ نے اصل کیفیت اونکے سامنے ظاہر کی اور فرمایا تم دسون اوس نشیب تک چلے جاؤ جو ریت کے ٹیلہ کے داہنی طرف ہے اور وہان چھپکے بیٹھہ رہنا جس وقت مین تمہین آواز دون اوسی وقت میرے پاس آجانا - ضرار بن الازور نے جواب دیا کہ حضور آپکی جان سے دور - ہمین یہ معاملہ بہت ٹیڑہا معلوم ہوتا ہے جب دہوکہا اور فریب دینا ٹھیرا تو کون امر اسکا مانع ہے کہ ایسے وقت مین اونکا سارا لشکر اپنے سردار کی مدد کو

نہ آجاے اور خدا نخواستہ آپکو مضرت پہونچاے - میری صلاح یہ ہے کہ ہم لوگ اسی وقت رات مین
وہان چلے جایئن اگر اونکے آدمیون کو وہان سوتے پائین تو اونہین ٹھکانے لگا کے اونکی
جگہہ سو رہین ایسا کرنے سے ایک بڑا کھٹکا مٹ جائیگا - خالد بن ولید ضرار کی یہ باتین سنکر ہنسے اور
فرمایا کہ اچھا ایسا ہی کرو - غرضکہ ضرار کے ساتھہ سب لوگ اوسی وقت روانہ ہوگئے - خالد نے اونکے
لئے دعا کی - تہائی رات گذر چکی تھی جب یہ لوگ چلے تہے - ضرار سب کے آگے آگے بڑہے چلے
جاتے تہے - یہانتک کہ اوس ریت کے ٹیلہ تک پہونچ گئے - ضرار نے سبکو ٹہیرا دیا اور اپنے
کپڑے اوتارے اور تلوار لیکر دبے پانوئن آہستہ آہستہ پہاڑ اور ٹیلہ کی آڑ مین اون لوگون کو تلاش
کرتے ہوے چلے - ناگاہ ایک جگہہ کیا دیکھتے ہین کہ وہ لوگ دن بہر کی لڑائی کے تہکے ماندے بیخبر
پڑے سو رہے ہین - ضرار نے چاہا کہ اونکے پاس جایئن پہر ڈرے - کہین ایسا نہو کہ کوئی انمین
سے جاگتا ہو تو پہر وہ سوتے ہوؤن کو بہی جگا دیگا اور ہماری چال کہلجائیگی - اس لئے اولٹے
پانوئن پہر کے اپنے ساتہیون سے آنکے کہا کہ بشارت ہو تمہین - تمہارا مقصد حاصل ہوگیا
انشاء اللہ تم کامیاب ہوگے - اپنی تلوارین نکال لو اور چلکے اونہین مار ڈالو - مگر جہانتک ہوسکے
احتیاط رکھو کہ کھٹکا نہونے پاے اور چاہئے کہ سبکی ضربین ایک ساتھہ لگین - سبہون نے کہا
کہ ہمین آپکا فرمانا بخوشی خاطر منظور ہے - پس سب نے اپنی زرہین اور کپڑے اوتار اوتار کے
جہان تہے وہین رکہدئے اور تلوارین سونت سونت کے ضرار کے ہمراہ ہولئے - ضرار اونکے
آگے چلے یہانتک کہ دشمنون کے سرہانے جا کہڑے ہوے - اون لوگون کے ہتیار اونکے
سرون کے نیچے رکہے تہے - ایک ایک مسلمان جدا ہوکے ایک ایک کے سر پر جا کہڑا ہوا ایک
ہی ساتھہ سبکی ضربین اوپر پڑگئین اور وہ دسون ایک ہی وار مین فنا ہوگئے - مسلمانون نے اونکے
ہتیار اور کپڑے لیلئے - ضرار نے کہا - مبارک ہو - یہ پہلی فتح ہے جو تم لوگون کے ہاتھہ رہی -

انشاء اللہ کل پوری فتح بہی حاصل ہوجائیگی تم نے اوسکے لئے راستہ صاف کردیا ہے شکر ہے خدا کا کہ اوس نے جتنے وعدے ہم سے کئے تہے سب پورے کردئے وہ رات ضرار نے خدا کی شکر گذاری ہی مین صرف کردی اور حق سبحانہ تعالے سے مدد مانگتے رہے یہانتک کہ صبح کا سپیدہ نمودار ہوا - اوسوقت اون سبہون نے اپنے اپنے کپڑے اوتار ڈالے - اون مقتول رومیونکی وردیان پہن لین اور پوشیدہ ہوکے ایک جگہہ چپ چاپ بیٹہہ رہے - مقتولون کی لاشون کو ریت مین چہپا کے اون پر اورمٹی ڈالدی تاکہ شاید کوئی رومی ادہر آئے بہی تو اونکی لاشین دیکہکے اوسکا ماتہا نہ ٹہنکے -

واقدی رحمتہ اللہ علیہ روایت کرتے ہین کہ صبح کو حضرت سیف اللہ القہار خالد نامدار رضی اللہ تعالے عنہ نے نماز نہایت خضوع وخشوع کے ساتہہ پڑہکے دعا کی کہ اے وحدہٗ لاشریک لہٗ مجہہ ناچیز حقیر بندہ کی طرف ندیکہہ - اتنے مسلمانون کی بیکسی ولاچاری پر نظر کر جو تیرے دین کی مدد کیواسطے اس لشکر مین جمع ہین تیرے سوا کوئی اُنکا حامی ومددگار نہین - اے ذوالجلال - انہین ہمت وجرأت عطا فرما تاکہ لڑائی کی ہر مصیبت مین صبر اختیار کرین اور تیرے دین کو قائم رکہین - میری مجال نہین جو کچہہ کرسکون - ایاز قدر خود بشناش کا معاملہ ہے نہ اس لشکر کا بوتا ہے کہ اس ٹیڑی دل کا بال بیکا بہی کرسکے جو کچہہ کیا تونے کیا اور جو کرتا ہے تو کرتا ہے اور جو ہوگا تیرے کرنے سے ہوگا - عہ

بے رضائے تو یکے برگ نجنبد ز درخت - اپنے دین کی عظمت برقرار رکہنے کے لئے جو مناسب ہو کر - سارا لشکر جماعت مین شامل تہا - سبہون نے ایسے شیر کے گڑگڑانے پر رورو کے آمین کہی - فتح وظفر نے خالد کی رکاب کو آکے بوسہ دیا -

پہر خالد بن ولید نے سرخ ریشمی لباس زیب بر کیا - عمامہ زرد سر مبارک پر باندہا اور مسلمانون کی صفون کو لڑائی کی صورت مین مرتب کرکے کہڑا کردیا - اسی طرح رومیون نے بہی نشان اور

صلیبین بلند کین - اپنے پرآب چمکدار ہتیار ظاہر کئے اور صفین کہڑی کردین - دشمنون کے لشکر کے قلب سے ایک سوار جدا ہو کے فوج اسلام کے سامنے آیا اور بولا - اے گروہ عرب - کیا تم بدعہدی اور فریب کرنے پر آمادہ ہو جو تمنے لڑنے کے لئے اپنے لشکر کو سجالیا پس تمہین دیکھکے ہمارے سردار کو بہی اپنی فوج کی آراستگی کرنی پڑی - وہ معاہدہ کدہر ہے جو کل تمنے ہم سے کیا تہا - یہ سنکر خالد بن ولید سامنے آے اور فرمایا ہمارا شیوہ غدر اور بیوفائی نہین ہے - اوس سوار نے کہا تو میرے ساتہہ تشریف لے چلئے وردان نے آپکو بلایا ہے - خالد بولے اچہا تم جاکے کہدو کہ مین آتا ہون -

اوس سوار نے جاکے وردان کو اطلاع کی کہ لشکر اسلام کے سپہ سالار آتے ہین - اوسی وقت وردان نے اپنی تماشئی زرہ پہنی - جڑاؤ گلوبند گلے مین ڈالا اور سربند و تاج سر پر رکہا - خالد بن ولید نے اوسکا بناؤ دیکہکے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالے یہ سب مال غنیمت مین مسلمانون کے ہاتہہ آئیگا - پہر جناب امین الامتہ کیطرف مخاطب ہوکے التماس کی - یقین ہے کہ ضرار اور اونکے ساتہی دشمنون تک پہلے سے پہونچ گئے ہین اور اونہون نے اپنا کام کرلیا ہے - جسوقت آپ مجہے حملہ کرتے ہوے دیکہین آپ بہی لشکر کو حملہ کرنے کا حکم دیدین - پہر تمام لشکر کو سلام کیا - اور سبکی دعائین لیتے ہوے بسم اللہ کرکے یہ اشعار پڑہتے چلے -

علیک الٰہی فی الامور الکل	فاغفر الٰہی ان دنا منی الاجل
وفقنی الٰہی الی خیر العمل	واغفر الٰہی ما علمت من دال
والقمع بسیفی الشرک حتی یضمحل	مالی سواک فی الامور متکل

یعنی اے خدا سب کامون مین مجہے تیرا ہی بہروسا ہے - یا الٰہ العالمین اگر میری موت قریب آئی ہے تو مجہے بخشدے - اے خدا مجہے بہتر کامون کی توفیق دے اور میری لغزشون کا تجہے

اچھی طرح علم ہے اونہین معاف کردے۔ میری تلوار سے تو کفر و شرک کو یہان تک کھود ڈال کہ
وہ معدوم ہو جائین مین اپنے کامون مین سوائے تیرے کسی کا بھروسا نہین کرتا۔

روایت ہے کہ جب خالد بن ولید وردان کے سامنے پہونچے تو وہ اونکا لباس دیکھکے
بہت متعجب ہوا اور اونہین دیکھتے ہی اپنے اونٹ سے اوتر پڑا۔ سیف اللہ بھی گھوڑے سے
نیچے آے اور دونون زمین پر بیٹھہ گئے۔ خالد بن ولید کے خوف سے اوسنے اپنی تلوار کو مضبوطی
سے ہاتھہ مین تھامے رکھا۔ خالد بولے۔ اچھا۔ کہہ کیا کہنا چاہتا ہے۔ مگر خبردار جو کہیو سچ کہیو
جھوٹ کو اسوقت بالکل چھوڑدے اور سمجھلے کہ ہم لوگ مکار اور فریبیون کی موت ہین۔ وردان بولا
کہ پہلے تم بیان کرو۔ تم کیا چاہتے ہو۔ تمکو مناسب ہے کہ خلق اللہ کی خونریزی سے پرہیز کرو۔ اگر تم
دنیا کے مال و متاع کے طلبگار ہو تو مجھہ سے مانگو مین ہرگز اوسکے دینے مین بخل نہ کرونگا اور سمجھونگا کہ
صدقہ دیا رد بلا کیونکہ ہمارے نزدیک تم سے زیادہ محتاج اور بھک منگی قوم دنیا کے پردہ پر اور
کوئی نہین ہے۔ ہم خوب جانتے ہین کہ تم قحط کے مارے ہوے ملک کے رہنے والے ہو۔
تنگی بھوک اور لاغری کے ستاے ہو۔ خالد اوسکی یہ ڈینگین سنکے برہم ہوے اور فرمایا۔ اے
عیسائی کتے۔ بکتا کیا ہے۔ ہمین خداوندکریم نے تیری خیرات سے بے پرواہ کردیا ہے۔ تمہارے
مال۔ تمہاری عورتون اور اولاد کو ہم پر حلال کیا ہے۔ ہمین جب وہ چیزین ملجاتی ہین تو با ہم بانٹ
لیتے ہین۔ اگر تمہین اس سے بچنا ہے تو۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہلو۔ جو اس سے
انکار ہے تو جزیہ دو۔ اور جو یہ بھی منظور نہین تو تلوار سے ہمارا تمہارا فیصلہ ہوجائیگا۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ یہ سنکے وردان بغیر تلوار نکالے ہوے اوٹھہ کھڑا ہوا۔
کیونکہ اوسے یقین تھا کہ خالد اکیلے ہین اور میرے حمایتی پاس ہی موجود ہین خالد کے ٹکڑے اوڑادینگے
البتہ اوسنے اتنا تو کیا کہ اوچھل کے خالد کے دونون بازو پکڑ لئے۔ خالد بھی اوس سے لپٹ گئے

اور اوسے پکڑ لیا - وردان نے اپنے آدمیون کو پکارا کہ دوڑو میری مدد کو یہ عربی مجھہ سے گستاخی
کرتا ہے - صلیب نے سپہ سالار عرب کو اب ہمارے بس مین کر دیا ہے - اوسکا یہ کلام ہنوز تمام
نہین ہونے پایا تھا کہ ضرار بن الازور اور اونکے ساتھیون نے لپک کے وردان کی مشکین کس لین
جب وردان نے یہ حال دیکھا تو اوسکے اوسان خطا ہو گئے اور کانپنے لگا - سیف اللہ سے
کہا کہ اے خالد - تمہین قسم ہے اپنے معبود کی تم اپنے ہاتھہ سے مجھے مار ڈالو مگر ضرار کی طرف
اشارہ کیا کہ یہ شیطان مجھے نہ مارے - خالد بولے کہ مردود - تو نے میرے ساتھہ دغا کی اب
سوائے انکے اور کوئی تیرا قاتل نہین ہو سکتا ہے - یہ سنتے ہی ضرار نے ایک ہاتھہ مین اوسکا
سرتن سے جدا کر دیا - خالد نے اون لوگون سے کہا مجھے اس بات کا خوف ہے کہ کہین یہ حال
رومیون کو نہ معلوم ہو جاے وہ کھڑے دیکھہ رہے ہین پس تم اون پر حملہ کر دو اور جب اونکے قریب
پہونچو تو تکبیر کے نعرے بلند کرنا جنہین سنکر ہمارا لشکر بھی تمہاری مدد کو آجائیگا - پس خالد اور ضرار سکے
آگے ہوے اور باقی آدمی مقتول رومیون کی وردیان پہنے اور اونہین کے ہتیار لگاے ہوے
اونکے پیچھے چلے - رومیون نے وردان کے سر کو جو خالد کی تلوار کی نوک پر تھا دور سے خالد کا سر
سمجھا اور اپنی وردی والون کو وردان کے ساتھی خیال کیا - خوشی سے پھول گئے اور تالیان بجانے
اور اوچھلنے کودنے لگے - صلیبین بلند کر دین اور شور وغل ہونے لگا - خالد بن ولید نے جلدی سے اونکے لشکر کے
پاس پہونچکے آواز دی کہ اے رومیو - دیکھو یہ تمہارے سردار وردان کا سر ہے اور مین خالد
بن ولید ہون - یہ کہکے اوسکے سر کو اونکے لشکر مین پھینکدیا اور زور سے تکبیر کا ایک نعرہ مارا - اونکے
پیچھے سے ضرار اور اونکے ساتھی بھی تکبیرین کہتے ہوے نکل آے اور رومیون پر حملہ آور ہوے
یہ آواز جناب امین الامتہ کے کان مین جو پہونچی تو فرمایا کہ اے دین متین کے حامیو اور
نگہبانو - دیر کیا ہے - فتح تمہاری ہے حملہ کر دو - سارا لشکر اسلام رومیون پر جھک پڑا - رومیون نے

جو اپتے سردار کا سر دیکھا ہاتھون کے طوطے اوڑ گئے۔ سمجھے کہ وردان کے مرنے اور بچی رہا سہا تباہ کردیا بھاگ نکلے۔ ہر جگہ تلوار نے اونکا پیچھا لیا۔ غرضکہ صبح سے عصر کے وقت تک تلوارین رومیون ہی کے سرون پر چلتی رہین اور وہ سب متفرق اور پریشان ہو گئے۔

حضرت عامر بن طفیل الدوسی فرماتے ہین کہ جنگ اجنادین کے زمانہ مین ہم امین الامۃ کے لشکر کے ساتھ تھے۔ دمشقی گھوڑے میری نگرانی مین رہتے تھے۔ ہمنے دور تک مشرکین کا پیچھا کیا۔ وہان دفعتاً ایک غبار نمودار ہوا۔ ہم سمجھے کہ یہ رومیون کا لشکر ہے جسے ہرقل نے وردان کی مدد کو بھیجا ہے پس ہم سب لوگ تھم گئے۔ دیکھتے کیا ہین کہ جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ سے ہماری اعانت کے لئے فوج بھیجی ہے جو اثنائے راہ مین مفرور رومیون کو پکڑتی دھکڑتی مارتی دھاڑتی چلی آتی ہے۔

روایت ہے کہ مشرکین کو جسدن شکست ہوئی ہے اوسی دن حضرت عمرو بن العاص بن وائل السہمی معہ اپنے لشکر کے آ گئے تھے اور جنگ اجنادین مین وہ اور اونکا لشکر دونون مسلمانون کے ساتھ تھے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ اجنادین کی لڑائی مین رومیون کی تعداد نوّے[۹۰] ہزار تھی۔ اونمین سے پچاس[۵۰] ہزار مارے گئے۔ چونکہ لڑائی کے گرد و غبار اور بدحواسی مین اونہین کچھ سوجھتا نہ تھا اس لئے آپسمین ایک رومی نے دوسرے کو قتل کیا اور اسطور سے بہت سے رومی کام آئے۔ جو متفرق ہو کے بھاگ گئے اونمین سے بعضے تو قیساریہ پہونچے اور بعضون نے دمشق کی دھن باندہی۔

غنیمت مین سونے کی بے تعداد زنجیرین اور سونے اور چاندی کی صلیبین اور اتنا مال و اسباب ہاتھ لگا کہ اسوقت تک کسی لڑائی مین نہ ملا تھا۔ جناب سیف اللہ نے اوس

تمام مال کو معہ وردان کے تاج کے جمع کر لیا اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالےٰ جب دمشق کو فتح کرینگے

تو سب مال غنیمت اکٹھا تقسیم کیا جائیگا۔

۲۸- جمادی الاول ۱۳ھ سنیچر کے دن جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات سے

تیرہ دن پہلے اجنادین کی لڑائی فتح ہوئی۔ اسکی اطلاع جناب خالد نے بذریعہ اس عرضی کے

خلیفہ رسول اللہ کو دی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من خالد بن الولید الی خلیفة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام

علیکم فانی احمد اللہ الذی لا الہ الا ہو واصلی علے نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ثم

ازیدہ حمدا وشکرا علی سلامته المسلمین ودماء المشرکین واخماد جمرتہم والضلاع بیضتہم

وانا لقینا جموعہم باجنادین مع وردن صاحب حمص۔ وقد نشروا کتبہم ورفعوا

صلبانہم وتقاسموا بالله لا یفرون ولا نیہزمون فخرجنا الیہم والقنا باللہ

متوکلین علے اللہ فعلم ربنا ما اضمرناہ فی افئدتنا وسرائرنا فرزقنا الصبر وایدنا

بالنصر وکتب اعداء اللہ بالقہر وقتلنا منہم فی کل فج وشعب وواد وجملة من

احصینا من الروم ممن قتل خمسون الفا وقتل من المسلمین فی اول یوم وثانیة اربعمائة و

خمسة وسبعون رجلا ختم اللہ لہم بالشہادة ویوم کتبت الیک ہذا الکتاب وہو یوم الخمیس

للیلتین مضتا من جمادی الاخرة ونحن راجعون الی دمشق فادع اللہ لنا بالنصر والسلام علیک وعلی جمیع المسلمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط ہے خالد بن ولید کا خلیفہ رسول اللہ کے نام۔ سلامتی ہو تمپر۔

پس تحقیق مین اوس اللہ کی تعریف کرتا ہون جسکے سوا کوئی معبود نہین اور درود بھیجتا ہون خدا کے

نبی محمد صلعم پر۔ پھر مسلمانون کی سلامتی اور مشرکین کی ہلاکی اور اونکی اگ کے بجھانے اور اونکے

خود ون کے پھاڑ ڈالنے کیواسطے اوسکی حمد وشکر اور زیادہ کرتا ہون۔ اجنادین مین مجھسے

اور اونکی ایک فوج سے مقابلہ ہوا جو وردان حاکم حمص کے ماتحت تہی تحقیق اونہون نے اپنے لشکر کو ظاہر کیا صلیبون کو بلند کیا اور آپسمین اپنے دین کی قسم کہائی کہ ہم میدان جنگ سے نہ بہاگینگے۔ ہم اللہ پر بہروسا کرکے اونکے سامنے ہوے۔ جو کچھہ ہمارے دلون مین تہا اوسکو اللہ نے جانکے ہمین صبر دیا اور ہماری مدد کی اور دشمنان خدا کے ناموں پر مقہوری لکھی۔ پس ہمنے اونکو ہر راہ اور گہاٹی اور میدان مین مارا۔ اونکے پچاس ہزار آدمی مارے گئے۔ چارسو پچہتر مسلمان شہید ہوے دو راتین ماہ جمادی الآخر کی گذری ہین جمعرات کا دن ہے جب مین نے یہ خط آپکو لکہا ہے۔ اب ہم دمشق جاتے ہین ہمارے لیئے خدا سے فتح کی دعا کیجیے۔ اور سلامتی ہو آپ پر اور سب مسلمانون پر۔

اس نامہ کو سیف اللہ نے عبدالرحمن بن حمید الجمحی کو دیکے دربار خلافت مین مدینہ روانہ کیا اور خود معہ فوج ظفر موج دمشق کی جانب کوچ فرمایا۔

روایت ہے کہ جناب صدیق اکبر کے دل کو ایسی لگی ہوئی تہی کہ ہر روز شام کی خبرون کے تجسس مین مدینہ سے نکلکے باہر چلے آتے تہے اور ہر آنے والے سے وہان کے حالات دریافت فرماتے تہے۔ اسی حالت انتظار مین عبدالرحمن بن حمید پہونچے۔ صحابہ نے پوچہا کہ کہان سے آنا ہوا۔ اونہون نے کہا کہ خالد بن ولید کا بہیجا ہوا شام سے آیا ہون۔ لوگ اونکو ہاتہون ہاتہہ حضور صدیقی مین لے گئے۔ جناب ابوبکر اونکے چہرہ سے بشاشت ٹپکتی دیکہکے سجدہ شکر کیواسطے زمین پر گر پڑے۔ عبدالرحمن بن حمید نے عرض کی السلام علیک۔ یا خلیفہ رسول اللہ اپنا سر مبارک سطح خاک سے اوٹہائیے تحقیق خدا نے آپکا دل ٹہنڈا کرنے کے لیے مسلمانون کو شام مین نمایان فتح عطا فرمائی" جب آپ نے یہ سن لیا تو سجدہ سے سر اوٹہایا۔ عبدالرحمن نے سیف اللہ کا نامہ حضور مین گذرانا۔ وہ امین الامتہ کے قلم سے لکہا ہوا تہا۔ پہلے تو آپ اوسے خاموشی کے ساتہہ تہ ہی سے ملاحظہ فرما گئے پہر باآواز بلند لوگون کو سنایا۔ اوسوقت بڑا ہجوم

ہوگیا تہا اس سلیے یہ خبر تمام مدینہ مین مشتہر ہوگئی اور سارا شہر مسجد نبوی کے دروازہ پر امنڈ آیا چنانچہ وہان تین بار ستواتر آپکو وہ خط پہر سنانا پڑا۔

روایت ہے کہ جب یہ خبر اور مال غنیمت کی کیفیت اہل مدینہ پر منکشف ہوگئی تو مسلمانون نے حصول ثواب کے لیئے آپسمین شام جانے کا مصمم ارادہ کرلیا۔ جب اس فتح کی خبر مکہ پہونچی تو وہان کے بہی بڑے بڑے رئیس اور سردار مثل ابوسفیان بن صخر بن حرب اور عیداق بن ہاشم وغیرہ کے گہوڑون اور ہتیارون کے ساتہہ نہایت رعب اور دبدبہ اور ہیبت سے آن موجود ہوے اور صدیق اکبر سے التماس کی کہ ہمین بہی جہاد کے لیئے شام جانے کی اجازت مرحمت ہو جناب فاروق اعظم نے فرمایا کہ انکی درخواست منظوری کے لایق نہین کیونکہ اس قوم کے دلونمین ابہی تک مسلمانون کی دشمنی جاگزین ہے۔ تعریف ہے خدا کی جسکا کلام برتر ہے اوسی نے اس قوم کا چیتا نہونے دیا یہ لوگ اب بہی حالت کفر مین ہین انہون نے خدا کے نور کو پہونکسے بجہانا چاہا تہا یہ ہماری تلوارون کے خوف سے مسلمان بنے ہوے ہین اب ہماری فتح کی خبر سنکر مال کی طلب مین شام جانا چاہتے ہین۔ صدیق اکبر نے فرمایا کہ اے عمر۔ مین تمہاری راے کے خلاف کوئی کام نہین کرنا چاہتا۔

جب اہل مکہ کو اسکی خبر ہوئی تو وہ سب مسجد نبوی مین خلیفہ کے حضور مین حاضر ہوے جناب علی مرتضی صدیق اکبر کے داہنی جانب اور عمر فاروق بائین طرف تشریف فرماتہے اور چارون طرف سے مسلمانون نے گہیر رکہا تہا۔ فتح شام کے ذکر ہو رہے تہے کہ قریش بہی وہان پہونچکے بیٹہہ گئے۔ ابوسفیان بن صخر بن حرب نے جناب فاروق کی خدمت مین کہڑے ہوکر عرض کی کہ اے عمر۔ تم زمانہ جاہلیت مین ہمارے سخت دشمن تہے اور اب کہ ہم مسلمان ہوگئے ہین پہر بہی تم ہماری دشمنی کو اپنے دل سے نہین نکالتے۔ تمنے ہماری قرابت کو بالکل چہوڑدیا ہے

اور ذرا بھی محبت ہم سے نہین رکھتے۔ ایک باپ کی اولاد مین ایسا نہین ہونا چاہیئے۔ یہ باتین
سنکر جناب عمر رضی اللہ عنہ کو پسینا آگیا اور فرمایا۔ مین نے محض دین کی خیرخواہی سے یہ کہا ہے
ورنہ ذاتی دشمنی تم سے کوئی نہین۔ تم اپنے نسب کی بڑائی بیان کرکے سابق الایمان لوگون پر
ترجیح چاہتے ہو۔ ابوسفیان نے جواب دیا کہ مین آپکو اور خلیفہ رسول اللہ کو گواہ کرکے کہتا ہون کہ مین نے
اپنی ذات کو خدا کی راہ مین قید کر دیا ہے اور یہی حال سب رؤسائے مکہ کا ہے اب ہماری
تقصیرین معاف کر دیجئے اور ہمارے حال پر مہربان ہوجایئے۔ جناب عمر اونکی یہ گفتگو سنکے
راضی ہوگئے اور جناب صدیق اکبر نے اون لوگون کو دعا دی۔

روایت ہے کہ تھوڑے دن نہین گذرنے پائے تھے کہ یمن سے ایک گروہ کثیر آگیا۔
اوسکے سردار عمرو بن معدی کرب الزبیدی تھے۔ عورتین اور لڑکے بھی اونکے ہمراہ تھے۔ اونکے
بعد ہی مالک اشتر نخعی آئے۔ اونہین جناب علی مرتضیٰ سے بہت محبت تھی اسلئے اونہین کے پاس
فروکش ہوئے۔ وہ اکثر معرکون مین جناب علی مرتضیٰ کے ساتھ رہ بھی چکے تھے اسی طرح قوم
جرہم بھی حاضر ہوئی اور سبھون نے جہاد کے قصد سے شام جانیکا ارادہ ظاہر کیا پس یہ سب ملکے
سات ہزار آدمیونکا لشکر ہوگیا۔ جناب ابوبکر صدیق نے اونہین خالد بن الولید المخزومی کے پاس
روانہ کیا اور یہ خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من ابی بکر خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی خالد بن الولید المخزومی
ومن معہ من المسلمین اما بعد فانی احمد اللہ الذی لا الہ الا ہو واصلی علی نبیہ محمد صلعم وامرک
بتقوی اللہ فی السر والجہر والرفق بالمسلمین والحمل بضعیفہم والتجاوز عن مسیہم والمثنا ورہم وقد
فرحت بما فتح اللہ علیکم وافاء اللہ علیکم من النصر وہزیمۃ الکفار فاجمل السیر وانتک الی
ان لطاوا قصی ارضہم وانزل علیہ جنۃ الشام الی ان یاذن اللہ تعالی بفتحہا علی

يديك ثم الى حمص والمعرات واطلب انطاكيه والسلام عليك وعلى من معك من المسلمين ورحمة الله وبركاته وقد نفذت اليك ابطال اليمن واليموت النخع وافيال مكة ويكفيك عمرو معد يكرب ومالك الاشتر وان نزلت على المدينة العظمى ذات الجبل المطل انطاكيه فان الملك هناك فان صالحك فصالحه وان جاريك فجاريه ولا تدخل الدروب وتكاتبني بذلك مع اني اظن ان الاجل قد قرب هرقل كل نفس ذائقة الموت والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم - یہ خط ہے ابوبکر خلیفہ رسول اللہ کی طرف سے خالد بن الولید المخزومی اور اونکے ساتھی مسلمانون کو - اما بعد - تحقیق مین تعریف کرتا ہون اللہ کی جسکے سوا کوئی معبود نہین اور درود بھیجتا ہون اللہ کے نبی محمد صلعم پر اور تمہین حکم دیتا ہون پرہیزگاری اور خوف خدا کرنیکا - ہر پوشیدہ اور ظاہر حال مین اور حکم کرتا ہون نرمی برتنے کا مسلمانون کے ساتھہ اور ضعیف مسلمانون کے بار اوٹھانیکا اور اونمین سے برائی کرنیوالون کی برائی سے درگذر کرنیکا اور ہر بات مین اون سے مشورہ کرنیکا - تمہین خدا نے فتحیاب کیا مین خوش ہوا - اوسنے تمہین مدد اور کفار کو ہزیمت دیکے اپنا وعدہ پورا کیا - پس تم اپنی سواری کے جانورون کو یہان تک لیجاؤ کہ انتہائے زمین کے کفار کو دیسیر کردو اور ملک شام کے باغون مین چلے جاؤ - تا اینکہ خدا تمہارے ہاتھہ سے اوسکی فتح کا حکم دے - پھر حمص اور معرات کی طرف جاؤ اور انطاکیہ کو طلب کرو - سلامتی ہو تمپر اور تمہارے ساتھی مسلمانون پر - تحقیق مین نے روانہ کردیا ہے تمہارے پاس دلیران یمن و شیران نخع اور سرداران مکہ کو - تمہارے کام کے لئے عمرو معدیکرب اور مالک اشتر کافی ہین جب تم بڑے پہاڑ والے شہر انطاکیہ مین پہونچو تو بادشاہ وہین ہے اگر وہ تم سے صلح کرنا چاہے تو کرلینا اور جو لڑے تو سامنا کرنا - اور مجھے اطلاع دیکے پہاڑون کے درون مین جاتا - علاوہ برین مین جانتا ہون

کہ ہرقل بادشاہ کی موت قریب ہے۔ ہر شخص موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے۔ اور سلامتی ہو تمپر۔
یہ خط لکھکے اوسپر رسول اللہ کی مہر ثبت کی اور عبدالرحمن بن حمید الجحمی کو دیا کہ تمہین خالد
کا خط لاے تہے تمہین جواب بہی لیجاؤ۔ عبدالرحمن خط لیکے اپنی سانڈنی پر سوار ہوے شارع
عام کی راہ سے منزلین طے کرتے ہوے دمشق پہونچے اور صدیق اکبر کا خط سیف اللہ کو دیا۔
روایت ہے کہ دمشق والے ہرقل کے لشکر اور وردان کی شکست سنکے پہلے ہی سے
گہبرا گئے تھے۔ اہل دیہات اور گرد و نواح کی بستیون کی لوگ بہاگ کر دمشق مین پناہ گزین
ہوگئے تہے۔ پس وہان سامان قلعہ بندی کا ہونے لگا۔ تلوار اور نیزے بلند ہوے اور شہر پناہ
کی فصیلون پر اسباب جنگ فراہم ہونے لگے۔ اس اثنا مین سیف اللہ القہار جناب خالد نامدار
بہی اپنے شیرون کے لشکر کو لئے ہوے وہان پہونچے۔ اس دفعہ جناب عمرو بن عاص۔
شرجبیل بن حسنہ۔ عمرو بن ربیعہ اور معاذ بن جبل بہی معہ اپنے دو دو ہزار آدمیون کے زیادہ
ہوگئے تہے۔ جب اہل دمشق نے جرارون کے اس مجمع کو دیکہا تو سکتہ کا عالم ہوگیا اور اپنی ہلاکت
کا یقین کرلیا۔ جناب خالد دیر خالد مین آکے اوترے جو دمشق سے ایک میل تہا۔ وہان آپنے
امراے فوج کو طلب کرکے جناب امین الامتہ سے عرض کی کہ دمشقیون نے ہمارے یہان سے
جانے کے وقت جو فریب ہمارے ساتھہ کیا تہا وہ آپکو خوب معلوم ہے پس آپ اپنے لشکر کو
لیکر باب جابیہ پر تشریف لیجائیے اور اپنی جگہہ پر استحکام کے ساتھہ قائم رہین مگر اونکے فریب مین آکے
کہین اون سے صلح نہ کرلیجیگا۔ دروازہ سے فاصلہ پر اوترنا تو اونکے ضرر سے محفوظ رہوگے۔
لوگون کی نوبت اور باری مقرر کرکے ایک فوج کو دوسری کے بعد اون سے لڑنے بہیجنا تا کہ
مسلمان تہکنے نہ پائین۔ لڑائی کے طول اور وہان کے زیادہ ٹہیرنے سے مطلق نہ گہبرانا کیونکہ
صبر کے بعد ضرور فتح ہوتی ہے۔ یہ سنکر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے فرمایا کہ مین بخوشی السا ہی

کرونگا جیسا تم نے کہا ہے اور چوتہائی لشکر ساتھہ لیکے باب جابیہ پر جا پہونچے۔
اونکے واسطے وہان طائف کے چمڑہ کا خیمہ کہڑا کیا گیا۔ سلیمان بن عوف نے عبد اللہ سے
اور اونہون نے ابی محمد عبد اللہ بن حجاز الانصاری سے روایت کی ہے کہ میرے دادا صاحب اس
معرکہ مین امین الامتہ کے ساتھہ تھے۔ مین نے اون سے پوچہا کہ ابو عبیدہ بن جراح کے ساتھہ
تو بہت سے عمدہ عمدہ روم کے خیمے تہے اونمین سے کوئی شاندار خیمہ اونکے واسطے کیون نہ استادہ
کردیا گیا چمڑہ کے حقیر خیمہ مین ایسے جلیل القدر سردار کو کیون ٹہیرایا۔ نیز اجنادین۔ بصری۔ شحورا
اور حوران کے کئی ہزار خیمے اونکے ساتھہ موجود تہے۔ جد امجد فرمانے لگے کہ بیٹا۔ جناب امین الامتہ
بڑے محتاط فروتن اور منکسر مزاج تھے۔ کسی حالت مین خوف خدا اون سے نہین چہوٹتا تہا۔
زینت دنیا کو اونہون نے ہمیشہ ہیچ و پوچ سمجہا۔ مسلمانون کے واسطے وہ اسے کسی طرح مناسب
نہین سمجہتے تہے۔ اونکا یہ قول تہا کہ انسان کو دولت دنیا پر کبھی مغرور نہونا چاہیے یہ آج اسکے
پاس ہے تو کل اوسکی بغل مین ہوتی ہے۔ اسنے اپنے مالکون کے ساتھہ کب وفا کی جو
ہمارے ساتھہ کریگی۔ غرضکہ ان مقدس لوگون نے ہمیشہ دنیا کی ثروت کو لات ماری اسی لئے
دولت دنیا دوڑ دوڑ کے اونکے پیرون پڑتی تہی۔ ایک دفعہ کسی نے اونکی خدمت مین عرض بہی کی
کہ اگر حکم ہو تو آپکے لیے کوئی چمکدار خیمہ نصب کردین ہمارے ساتھہ تو بڑے بڑے شاہانہ خیمہ
ہین۔ جناب امین الامتہ نے فرمایا کہ نہین۔ بہائی۔ میرا چمڑہ ہی کا خیمہ اچہا ہے تاکہ رومی دیکھکر
یہ نہ کہین کہ مسلمان دنیوی شان و شوکت کے لیے جانین دیتے ہین حالانکہ ہم محض اعلاے
کلمتہ الحق کے لیے اپنا لہو پانی ایک کرتے ہین اور صرف اوسکا ثواب خدا سے چاہتے ہین۔
بیٹا۔ یہ حال تو ان بڑے بڑے لوگون کا ہے جنکے صفات کو فرشتہ بہی نہین پہونچ سکتا
ہے۔ ہم عام مسلمان جب کفار کے شہرون مین پہونچتے تو اون سے دور اپنے خیمے کہڑے

کرتے تھے اور اونکے آگے گھوڑے اور ہتیار کھڑے کر لیتے تھے - اور کبھی اونکے شہرون مین جہانکتے تک نہ تھے کہ کہین عیش وعشرت کی لت اونکے دیکھا دیکھی ہم مین بہی نہ لگ جاے اور عیش دنیوی کی خاطر دین کی محبت ہمارے دلون سے نہ جاتی رہے - اکثر ایسا ہوا ہے کہ موسلادہار مینہ مین ہم لوگ میدان مین پڑے بہیگا کئے ہین مگر کفار کے خیمون مین نہ بیٹھے کیونکہ اونمین کبھی اللہ تعالے کا نام نہ لیا گیا تہا اگر لیا بہی گیا تہا تو شرک کے ساتھہ - بہت سے ہم مین سے خالی ہاتھہ دشمنون سے لڑنے جاتے تہے اور بہت سے ایسے تہے جو چہوہارے کی گٹھلیان ڈورون مین باندہ کے زرہین بنا لیتے تہے اور کفار کے ہتیارون سے ہاتھہ بہی نہین لگاتے تہے حالانکہ بے انتہا اسلحہ ہمارے لشکر مین یون ہی بیکار پڑے رہتے تہے - غرضکہ امین الامتہ جب باب جابیہ کے سامنے جا اوترے تو اپنے لوگون کو لڑنے کا حکم دیدیا -

پہر جناب سیف اللہ نے یزید بن ابوسفیان کو طلب فرما کے حکم دیا کہ تم باب الصغیر پر چلے جاؤ وہان پہونچکے ہر بات کی احتیاط رکہنا اگر کسی ایسی جماعت سے تمہاری مڈبھیڑ ہوجاے جسکا مقابلہ تم نہ کر سکو تو فوراً مجھے اطلاع کرنا مین تمہین مدد بہیجونگا انشاء اللہ تعالے -

پہر کاتب رسول اللہ حضرت شرجبیل بن حسنہ کو بلا کے حکم دیا کہ تم اپنے لشکر کو لئے ہوے باب تومار پر چلے جاؤ مگر خبردار رہنا کہ اوس دروازہ کا حاکم ہرقل کا داماد توما ہے وہ لڑائی مین ہوشیار اور تجربہ کار ہے - اسی لئے بادشاہ نے اوسکو اپنی بیٹی دی ہے اگر وہ تمہارے مقابلہ کو نکلے تو فوراً مجھے اپنے پاس بلا لینا - جناب کاتب وحی نے فرمایا کہ حضرت - ہم مین سے بہی کوئی ایسا نرم نوالہ نہین ہے جسے وہ منہ مین رکہکے غٹ سے نگل جائیگا ہمین خدا کی مدد چاہئے انشاء اللہ اوسے دیکھہ لینگے آپ خاطر جمع رکھین -

پھر عمرو بن العاص بن وائل السہمی کو بلا کے حکم دیا گیا کہ تم اپنا لشکر لیکر باب الفرادیس پر چلے جاؤ وہاں سے ایکدم بھی نہ ہٹنا بڑے بڑے بہادر اور دلیر رومی اودھر ہی مجتمع ہین۔

اونکے بعد قیس بن ہبیرۃ المرادی طلب کیے گئے تھوڑا سا لشکر اونہین دیکے باب کیسان پر متعین فرمایا۔

دمشق کا باب مرقس بند تھا اوسپر لڑائی نہین ہوئی اسی وجہ سے اہل عرب نے اوسکا نام باب السلامتہ رکھلیا تھا۔

جناب سیف اللہ خود باب شرقی پر اوتر پڑے اور ضرار بن الازور کو بلا کے دو ہزار سوار اونہین سپرد کیے اور حکم دیا کہ تم طلیعہ کے طور پر رہو اور تمام شہر کے گرد شب و روز گشت لگایا کرو۔ اگر کہین تمہین مشکل پیش آے یا دشمنون کے جاسوس نظر پڑین تو ہمین مطلع کرنا جیسا مناسب ہوگا کیا جائیگا ضرار بن الازور بولے کہ آپ لڑائی سے تو مجھے الگ کرتے ہین اور ایک اُونگھتے ہوے کام مین لگاے دیتے ہین مین اسے پسند نہین کرتا۔ جناب خالد نے جواب دیا کہ مین نے سخت ترین کام تمہارے ذمہ کر دیا ہے میری اور تمام لشکر اسلام کی جانین تمہاری نگرانی مین آگئین اب تم سیاہ و سفید جو چاہو کر سکتے ہو مین تمہین لڑنے سے کب روکتا ہون موقع مناسب پر جب ضرورت دیکھو بھڑ ہی جانا۔ ضرار یہ سنکے خوش ہو گئے اور یہ اشعار رجز پڑھتے ہوے چلے۔

دمشق قد اتاك ضرار یوما	بمن یاتیك بالویل الطویل
ساضرب فی علوج قضیب	قطوع قاتل قضب صقیل
ساضرم فی الجوانب منك نارا	دارمی القوم باخطب الجلیل

اے دمشق۔ آج ضرار تیرے پاس ایسے شخص کا ماتحت ہو کر آیا ہے جو تجھپر بڑی سختی ڈالیگا عنقریب مین دشمنون کو اپنی کاٹنے والی۔ ہلاک کرنیوالی اور چمکنے والی تلوار کے کنارہ سے

نیست ونابود کرد ونگا۔ وہ وقت اب قریب آپہونچا ہے کہ مین تیرے چارون طرف آگ شجاعت کی روشن کرون اور کلام بزرگ سے تیرے سب حمایتیون کو راہ فرار دکھا دون۔

چونکہ جناب خالد باب شرقی پر تھے اسلیئے اوسی طرف سب دمشقی یہ سوچکر جھک پڑے کہ ہم اپنی عورتون اور اولاد کو مسلمانون کے قبضہ مین نہ جانے دینگے اور جب تک ہم مین سے ایک بھی باقی رہیگا لڑنے سے منہ نہ موڑینگے۔ پہلے طرفین سے تیر اور پتھر چلنے لگے۔ دونون جانب کے بہت سے لوگ زخمی ہوے۔ عین ہنگامۂ کارزار مین عبد الرحمن بن حمید الجمحی صدیق اکبر کا نامہ لیئے ہوے سیف اللہ کے پاس پہونچے۔ اوسوقت آپ اور رافع بن عمیرۃ الطائی مسلمانون کی ایک جماعت ساتھ لیئے ہوے کفار سے بڑے معرکہ کی لڑائی لڑ رہے تھے۔ عبد الرحمن نے پاس جاکے نامہ مبارک آپکے ہاتھہ مین دیا۔ خالد اوسے پڑھکے کمال محظوظ ہوے اور باواز بلند اپنے ساتھیون سے فرمایا کہ بھائیو۔ مہربان خلیفہ ہماری طرف سے ہرگز غافل نہین ہین۔ اپنی اولاد اور اپنی جان سے زیادہ اونکو ہمارا خیال ہے۔ ازراہ شفقت پدرانہ ہماری مدد کو ایک بڑا لشکر ابی سفیان اور عمرو بن معدیکرب زبیدی کی ماتحتی مین روانہ فرمایا ہے وہ صبح شام مین یہان وارد ہوا چاہتا ہے۔ میرے شیرو۔ کوشش کرو تاکہ اونکی مدد کے محتاج نہ کہلاؤ۔ یہ سنکر سب لشکر اسلام خوش ہوگیا اور جوش مین آکر ایسی شجاعت دکھلائی کہ بہادران پیشین کے کارنامے پھیکے پڑ گئے۔ یہانتک کہ لڑتے لڑتے شام ہوگئی اور دونون لشکر جدا ہوے۔ مسلمانون کا ہر سردار اپنے اپنے دروازون پر جہان اوسکی تعیناتی تھی جا ٹھیرا۔

جناب خالد بن الولید رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے پھر مقدس خلیفہ کا مکتوب گرامی ہر دروازہ پر بھیجدیا۔ وہان کے سردار نے اپنے لوگون کو جمع کرکے اوسے دوبارہ سنادیا۔ لوگ خوشی کے مارے رات بھر نہین سوے۔ کمربستہ لڑنیکو مستعد رہے۔ ضرار بن الازور اونکے چارون طرف

گہومتے تہے ایک لمحہ بہی اونہین کسی جگہہ قرار نہ تہا ہردم اس بات کی احتیاط تہی کہ خدانخواستہ دمشقی شہر سے نکلکے اونپر حملہ نہ کرین یا اچانک کسی طرف سے ہرقل کا لشکر نہ آن گرے۔ اللہ اللہ کیسی کیسی جانکاہیون سے اسلام کے باغ کو ان مقدس لوگون نے اپنے خون سے سینچ سینچکے سرسبز کیا ہے جسکے شجر خاردار ہم روسیاہ ہین جو اوس باغ کو بہی اوجاڑے دیتے ہین۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ رات کو مسلمانون کی تکبیرون اور رومیون کے غل شور سے کان دی آواز نہین سنائی دیتی تہی۔ ساری شہرپناہ کی دیوارون پر مشعلون کی روشنی سے دن معلوم ہوتا تہا اور گہنٹے جابجا بج رہے تہے اور وہ خوفناک سمان تہا کہ الامان۔ ایک خالد ہی کا نام تہا جو دونون طرف اپنے جلوہ دکہا رہا تہا۔

دمشقیون کا توما کے پاس مشورہ کے لئے آنا

اسی ہلچل مین رات ہی کو سب دمشقی اپنے عقلا اور رؤسا کے پاس سمٹ کے جمع ہوے اور مشورہ طلب کیا۔ بعضون کی راے یہ ہوئی کہ ہم اون ہرقلیہ اور بطارقہ اور راراحیہ اور قیاصرہ سے زیادہ جری اور شجاع نہین ہین جو میدان اجنادین مین جمع ہوے تہے اور جنکو مسلمانون نے آٹے کی طرح پیسکے رکہدیا ہم کسی طرح انسے مقابلہ نہین کرسکتے ہمارے حق مین یہی بہتر ہے کہ جو کچہہ وہ مانگین بغیر کان ہلاے ہاتہہ جوڑکے اونہین دین اور اون سے صلح کرلین۔ بعضے یہ بولے کہ چلو بادشاہ کے داماد توما کے پاس چلین اور جو کچہہ وہ کہے کرین۔ آخر یہی ٹہیری اور سب مجمع توما کے دروازہ پر آگیا وہان مسلح سنتری پہاٹک پر ٹہل رہے تہے۔ اونسے کہا گیا کہ توما سے ہمارا سلام کہو۔ اونے سبکو محل مین بلالیا۔ لوگ اوسکے سامنے پہونچکے زمین بوس ہوے اور پکارے الامان۔ الامان۔ اے سردار۔ ہمین ملک الموت کے چنگل سے بچا۔ اس بلاے آسمانی نے چارون طرف سے ہمارے شہر کو گہیر لیا ہے اور وہ مصیبت ہمپر ڈالی ہے جسکی برداشت کی ہم

طاقت نہین رکہتے - ہمارا دم ناک مین ہے - اب تیرا ہی سہارا ہے یا تو اون سے صلح کرلے یا بادشاہ کو لکہہ کہ ہماری دستگیری کو آوے - تو ما اونکی باتین سنکے بہت ہی ہنسا اور کہا استغفر اللہ - تم ایک جنگلی اور وحشی ریوڑ سے ڈر گئے جو ننگے اور بہوکے جو کی خشک روٹیان کہانے والے ہین - بہلا یہ لڑنا کیا جانین - ہان اگر انہین کچہہ آتا ہوگا تو اونٹ بٹہانا اچہا جانتے ہونگے - ہماری تیر اندازی کے سامنے ایک دم بہی نہین ٹہیر سکتے - بادشاہ کے سر کی قسم - جب لڑنے نکلونگا تو انکی ہڈیان پسلیان سرمہ کر دونگا اور ساری قوم کا بدلہ چٹکی بجاتے مین لیلونگا - افسوس - تم لوگون نے ڈر ڈر کے انہین اپنے سر پر چڑہا لیا ہے یہ تمہاری شامت اعمال ہے کہ روتے ہوے اونکے سامنے گئے اور مرے کی خبر لاے - تم اگر چاہو تو اسی وقت اندہیری رات مین شہر کے سب دروازے چوپٹ کہولدو - اونکی میّا ہی مرے جو اونمین اتنی بہی جراءت ہو کہ اندر قدم رکہین مسیح کی قسم - اگر تہوک دونگا تو بہت سے عربون کے پیٹ پہٹ جاینگے - صرف ایک ذرا سی بات کیلئے بادشاہ کو لکہنا کمال حماقت اور اپنی ہنسی کرانا ہے تم اپنے اپنے گہرون مین جا کے اطمینان کیساتہہ سو رہو مین اون سے سمجہہ لونگا - صبح اونکو چہٹی کا دودہ یاد آجائیگا -

لوگ پہلے تو اوسکے یہ ہذیانات چپ چاپ سنتے رہے جب وہ خوب اپنا بخار نکال چکا تو بولے اے سردار - تو نے مسلمانون کی قوت کا اندازہ غلط کیا ہے - اونمین سے اگر ایک چہوٹے سے چہوٹا اور بڈہے سے بڈہا نکل آتا ہے تو ہم مین سے دس دس بیس بیس کو باآسانی چٹنی کر کے اپنے لشکر مین جا ملتا ہے اور اوسکے کان پر جون بہی نہین رینگتی - اگر تجہے ہمارے شہر مین امن رکہنا اور ہمارے جان و مال کی حفاظت کرنا منظور ہے تو سیدہی طرح سے صلح کرلے ورنہ عرب تجہے نیچا دکہائینگے - جو تجہے ہمارے کہنے کا یقین نہین تو کل ہمارے ساتہہ چلکے اون سے لڑ دیکہہ - حقیقت حال معلوم ہو جائیگی -

توما نے کہا بس۔ بیہودہ نہ بکو۔ میرے سامنے سے دور ہو۔ یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے کہ عرب ایک بالشت بھر کا ملک اوسمین اتنے آدمی کہان سے سما گئے جو ہمارے مقابلہ کو کافی ہو نگے ہماری جماعت اون سے بدرجہا زاید ہے اگر ہتیارون سے بھی کام نہ لو اور مٹھی مٹھی بھر خاک پھینکے ڈالدو تو بھی سارا عرب اوسمین دبکے ایک ہی قبر ہو جایگا پھر وہ ننگے بہوکے ہماری برابر ہتیار کہان سے لائینگے۔ جو جو سامان جنگ اور آلات حرب ہمارے پاس ہین اونہین میسر نہین ہوسکتے۔

دمشقیون نے جوابدیا۔ اپنی کثرت اور اونکی قلت کی نسبت تو ہم کہہ چکے کہ اونکا ایک ایک آدمی ہمارے بیس۲۰ بیس۲۰ پر بہاری ہے اور ہتیارون کی جو پوچھو تو ہمارے ہی ہتیار اونکے پاس اتنے ہین جنکا شمار نہین۔ آپنے سنا ہوگا کہ رومیس کے لشکر کا سامان فلسطین مین اونہین کے ہاتھہ آیا۔ بصری کے ہتیار سب اونہین کے پاس ہین۔ بیت لہیا مین جو کچہہ اونہون نے کلوص وعزرائیل کو خاک مین ملا کے لیلیا وہ اب کیا ہمین پھیرے دیتے ہین۔ شحورا مین بولص اور اوسکے بہائی بطرس کو مار کے جو سامان جنگ مسلمانون کو ملا ہے وہ کسی طرح کم نہین اور اجنادین کے ہتیارون کا تو کچہہ حساب ہی نہین ہوسکتا۔ غرضکہ اونکے پاس ہتیار اتنے ہین کہ جنکے کام مین لانے کیلئے آدمی اونہین نہین مل سکتے اور وہ سب ہمارے ہی ہین اور کسی طرح ہم سے کم نہین۔ جہانتک ہم سوچتے ہین ہمین اونکی دلیری اور جرأت کا مادہ صرف ایک بات معلوم ہوتی ہے جو یہ ہے کہ اونکے نبی نے اونکے ذہن مین یہ بات نقش کالحجر کردی ہے کہ جو کافر تمہارے ہاتھہ سے مارا جائیگا۔ دوزخ مین پڑیگا اور اگر تم کفار کے ہاتھون سے مروگے تو بہشت مین چین کروگے اسلئے وہ موت پر مٹے ہوئے ہین اور جسوقت یہ لیلئے موت کے مجنون بکھر بیٹھتے ہین پھر سنبھالے نہین سنبھلتے۔

توما نے اون لوگون کی یہ باتین سنکے پھر ایک فرمایشی قہقہہ لگایا اور کہا کہ ایسی ہی جہوٹی سچی

باتین تمہارے دلون مین سما گئی ہین اسی لیئے تم اون سے بچک گیئے ہو ورنہ وہان ڈہاک کے تین پات ہین اور کچہہ بہی نہین - ہماری دولت اور حشمت دیکہکے ان کینے غلامون کے موںہون مین پانی بہر آیا ہے - وہ مر بہکے - تر نوالے ہمارے منہ سے چہیننے کو اور وہ تینگے - لباس فاخرہ ہمارے لوٹنے کو چڑہ دوڑے ہین مگر شامت کہکے نہین آتی - اب تلکہ کے سے بل نکالے دیتا ہون - ہاتہہ کنگن کو آرسی کیا ہے صبح دیکہہ لینا - آج تک تم لوگ صدق اور راستی کے ساتہہ مسلمانون سے نہین لڑے ورنہ ضرور غالب آتے اور یہ روز بد نہ دیکہنا پڑتا -

دمشقیون نے ہاتہہ جوڑ کے التماس کی کہ حضور ہمین جو کچہہ خدمت مین عرض کرنا تہا کر چکے اب

	سپردم بتو مایہ خویش را	تو دانی حساب کم و بیش را	

یہ دہن دولت جورو بچے آپکی نگہبانی مین ہین جو چاہئے کیجیئے ہماری شرم آپکے ہاتہہ ہے آپ مالک ہین ہمارے سرون پر آئی ہوئی کو آپ ہی ٹالینگے - اگر آپنے ہمارے سرون سے ہاتہہ اوٹہا لیا تو ہم شہر کے پہاٹک کہولدینگے اور جن شرطون پر وہ چاہینگے اون سے صلح کر لینگے -

جب توما نے اون سے یہ سنا تو دل مین ڈرا کہ کہین ایسا ہی نکر بیٹہین دیر تک سوچا کیا پہر کہیں اسکے بولا کہ نہین - نہین - تم بیدل نہو - مین اونکے دانت کہٹے کردونگا اور اونکے سردارون کو چن چن کے مار ڈالونگا - مین چاہتا ہون کہ تم مجہے تقویت دو - میرے ساتہہ ہو کے اون سے لڑو اور اسطرح سے لڑو کہ مین اوسے پسند کرون -

سب کے سب بالاتفاق بول اوٹہے کہ ہم آپ کے ساتہہ ہین ایسا لڑینگے کہ آپ پانچون کپڑون سے خوش ہوجائینگے بس سمجہہ لینا کہ سر دیدینگے مگر قدم اپنی جگہہ سے نہ اوٹہائینگے -

یہ سنکر توما نے کہا - بس بس - اب اس قصہ کو طے کرو - صبح اہل عرب کو حقیقت معلوم پڑیگی کہ لڑنا اسے کہتے ہین اور بہادر ایسے ہوتے ہین - اونٹ اب پہاڑ کے تلے آیا ہے -

اس گفتگو کے بعد سب لوگ موثق قول و قرار کرکے اپنے اپنے گھرون کو چلدئے اور توما سے بہت خوش اور اوسکے تہ دل سے شکر گذار تہے۔

ساری رات دمشق کی نگہبانی اور حفاظت ہوتی رہی سب برجون اور دروازون پر روشنی سے دن کی کیفیت مات تہی۔

مسلمان بہی اپنی اپنی جگہون مین بدل مصروف تہے۔ جناب خالد رات بہر دیرین عورتون اور بچون اور مال واسباب کی حفاظت کرتے رہے۔ رافع بن عمیرۃ الطائی لشکر زحف کی درستی مین سرگرم تہے۔ یہان تک کہ صبح کی روشنی نمودار ہوئی اور ہر مسلمان سردار نے اپنے لشکر کے ساتہہ نماز پڑہی۔

جناب امین الامتہ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے نماز کے بعد اپنے آدمیون کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا کہ اے لوگو۔ مستعد ہوکے لڑائی پر جاؤ اور ذرا بہی دل مین رنجیدہ نہو۔ جو شخص آج کے دن تکلیف بہگت لیگا کل اوسکے لئے چین ہے۔ تم جانتے ہو۔ نہ رستم باقی ہے نہ سام۔ مردون کا نام ہی رہجاتا ہے۔ خبردار۔ کوئی ایسا کام نکرنا جو نامردی کا دہبا تمہارے دامن پر لگے۔ تیرون سے ڈرنے کی کوئی بات نہین وہ اگر کارگر ہوتے ہین تو خطا بہی کرجاتے ہین۔ اونکے لئے صرف اتنی احتیاط کافی ہے کہ گہوڑے پر سوار نہو کیونکہ تمہارے دشمن اونچے پر ہین۔ اگر تم سوار ہوکے میدان جنگ مین جاؤگے تو اونہین تیر سے نشانہ لگانے کا اچہا موقع ملیگا۔ بہائیو۔ دشمن کے مقابلہ مین مضبوط رہنا اور ایک دوسرے کی ہمت بندہاتے رہنا۔ کوئی تمہارا ساتہی بددل نہونے پاے۔ پس امین الامتہ کا سارا لشکر پیادہ پا اپنے کو ڈہالون مین چہپاے ہوے مستعد بجنگ میدان رزم مین پہونچگیا۔

پہر باب الصغیر سے یزید بن ابی سفیان۔ باب کیسان سے قیس بن ہبیرہ۔ باب شرقی سے

رافع بن عمیرۃ الطائی - باب توما سے شرجبیل بن حسنہ اور باب فرادیس سے عمرو بن العاص آمادہ ہوکے آگئے -

رفاعہ بن قیس نے روایت کی ہے کہ ہم مین سے کوئی اس لڑائی مین سوار نہ تھا البتہ دو ہزار سوار ضرار بن الازور کے ساتھ تھے سواونکے ذمہ کام ہی تمام شہر کے گرد پہرنے کا تہا - ضرار جس دروازہ پر پہونچتے تھے وہان کے مسلمانون کو لڑائی کے لئے تیز کرتے تہے اور کہتے تہے کہ بھائیو - صبر کرو استقلال سے کام لو - اگر آج دشمن خدا کے مقابلہ مین تمنے ثابت قدمی اختیار کرلی تو کل قیامت کے دن خدا کے سایہ مین اوٹھوگے - امید قوی ہے کہ اللہ تعالے تمہین فتح دیگا -

چارون طرف سے ایک مسلمان نے دوسرے کو لڑائی کے لئے بلایا تیراندازون نے تیر چلائے اور قلعہ کے اوپر سے پتھر آنے لگے -

غرضکہ جو بلا مشرکین کی طرف سے آتی تہی مسلمان اوسے فرستادۂ خدا سمجھکے سر پر لیتے تہے اور قدم پیچھے نہ ہٹاتے تہے - جب توما نے دیکھا کہ یہ کسی طرح مانتے ہی نہین تو ایک فوج کثیر اور جم غفیر ساتھہ لیکر اپنے دروازہ سے باہر نکل پڑا -

اوسی وقت کیا دیکھتے ہین کہ شہر دمشق کا ایک راہب جو بڑا عابد و زاہد اور شجاع و دانشمند تہا اور دین عیسائی مین اپنا مثل نہین رکہتا تہا فصیل کے برج پر آن کھڑا ہوا - شہر مین جو سب سے بڑی صلیب تہی جسکی دور دور سے لوگ آکے پرستش کرتے تہے اوسے اپنے سامنے گاڑ دیا اور بہت سے بطارقہ و راحبہ اور بڑے بڑے نصرانی اوسکے گرد جمع ہوے - ایک عالم کے ہاتہہ مین انجیل تہی وہ صلیب کے پاس رکہی گئی - یہ دیکھکے دمشق والون نے نعرے مارے اور باہم قول و قرار ہونے لگے سب سے پہلے توما نے انجیل کی ایک سطر پر ہاتہہ رکھکے کہا کہ اے خدا - ہماری مدد کر اور ہمین دشمنون کے ہاتہہ مین نہ دے - ظالمون کو برباد کر - ہم اس صلیب کے وسیلہ سے اور اوس مصلوب کے ذریعہ سے

تیری مہربانی چاہتے ہین جسنے آثار ربوبیت اور افعال الٰہیہ ظاہر کیے وہ شخص قدیم ہمیشہ سے
تیرے ساتھ ہے جو دنیا مین یہ انجیل لیکے ہمارے پاس آیا اور پھر تیرے پاس لوٹ گیا۔
اے خدا۔ تو ہمین ان ظالمون پر غالب کر اور ہم دونون فریقون مین جو حق پر اور راہ راست پر ہو اوسی کی
حمایت کر۔ سب عیسائیون نے توما کی دعا پر آمین کہی۔

رفاعہ بن قیس فرماتے ہین کہ روم کا حاکم بصری اوسوقت شرحبیل بن حسنہ کے لشکر مین
باب توما ہی پر تھے۔ رومی زبان اونکی مادری زبان تھی اونہون نے توما کی اس دعا کا ترجمہ عربی مین
کرکے جناب کاتب وحی کو سمجھایا۔ مسلمانون نے ان کلمات کفر سے پناہ مانگی۔ توما کے اقوال
اونپر بہت شاق گذرے اور سخت حملہ باب توما پر کیا گیا۔ طرفین سے پے در پے تیر اور پتھرونکی
بوچھار ہوتی تھی جسمین بہت سے آدمی مجروح ہوے۔

حضرت ابان بن سعید بن العاص کے ایک تیر زہر مین بجھا ہوا لگا۔ اونہون نے اوسے نکال کے
زخم کو عمامہ سے باندھلیا مگر زہر کا اثر بدن مین سرایت کرنے لگا اور وہ لڑکھڑا کے پیچھے گرے۔ اونکے
بھائیون نے اونہین اوٹھالیا اور چند مسلمان ملکے اونکو لشکر مین لے آے۔ اور چاہا کہ عمامہ کھولکے
زخم کی حالت دیکھین تاکہ علاج کیا جاے۔ حضرت ابان پکارے کہ اگر تمنے بند کھولے تو فوراً ہی جان
نکل جائیگی۔ لوگ نہ مانے۔ بندش کے کھولتے ہی خون کا پرنالہ جاری ہوگیا اور حضرت ابان کو
غش آگیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اونہون نے آنکھین کھولین اور فرمایا اشهد ان لا اله الا الله واشهد
ان محمد رسول الله هذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون یعنی مین گواہی دیتا ہون کہ تحقیق
خدا کے سوا کوئی معبود نہین اور محمد اوسکے رسول ہین یہی ہے وہ وعدہ جو خداے رحمن نے کیا تھا
اور رسولون نے سچ کہا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت ابان کو جان نکلنے سے پہلے بہشت
یہین سے نظر آنے لگی تھی اسی لیے آپنے فرمایا کہ خدا کا وعدہ اور رسولون کا فرمانا سچ ہے۔

اتنا کہا اور حضرت ابان جنت کو سدہارے - انا للہ وانا الیہ راجعون - ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ سے آپکا نکاح آپکی موت سے دو چار دن ہی پہلے ہوا تہا - ام ابان کے ہاتہون کی مہندی اور کپڑون کی خوشبو ابہی تک نہین گئی تہی - جب اونہون نے اپنے شوہر کے شہید ہونے کی خبر سنی بدحواس ٹہوکرین کہاتی ہوئین جنازہ پر آئین اور لاش پر آکے کہڑی ہوئین - شوہر کا منہ دیکہتے ہی اونہین صبر آگیا اور کہا کہ مین ثواب کی امید سے جزع فزع نہین کرتی - اے میرے پیارے شوہر موت تمہین مبارک ہو - تم سایۂ پروردگار عالمین مین حورعین کے پاس پہونچگئے - اوسی رب دوجہان نے ہمین تمہین اکٹہا کیا تہا اوسی نے جدا کردیا - ہمین اسکا رنج کیون ہونا چاہئے - اور شکایت کا ہیکی -

شکوۂ جور عبث گلۂ بیداد فضول		جب اونہین چاہتے ہین ہم تو شکایت کیسی	

خدا کی قسم اب مین یہی جان کہپا کے جہاد مین کوشش کرونگی تاکہ جلدی سے تمہاری خدمتین پہونچ جاؤن - مجہے تو تمہارے ہی قدمون مین رہنے کی آرزو ہے - اب مین کسی مرد کا منہ نہ دیکہونگی خدا میری مراد جلد پوری کرے - راوی کہتا ہے کہ ام ابان سے بڑہکے کوئی صابر و شاکر میری نظر سے نہین گذرا - جناب سیف اللہ نے اونکے جنازہ کی نماز پڑہی اور مسلمانون نے اونہین دفن کیا - مزار پر انوار اونکا مشہور و معروف ہے -

حضرت ابان رضی اللہ عنہ جب زیر زمین پنہان ہوچکے تو ام ابان ایک لمحہ کے لیئے بہی قبر پر نہ ٹہیرین اپنی فرودگاہ پر پہونچکے فوراً عروسانہ لباس اوتار ڈالا - مردانہ کپڑے پہنے - ڈہاٹا باندہلیا اور ہتیار تن نازنین پر سج کے ڈہال تلوار ہاتہہ مین لے بلا اطلاع خالد بن ولید فوج مین آملین - وہان لوگون سے پوچہا کہ بہائیو - بتاؤ - ابان کدہر مارے گئے ہین - لوگون نے کہا کہ باب توما پر کاتب وحی کے لشکر مین تہے وہین اونکا انتقال ہوا ہے - یہ سنکر ام ابان بہی حضرت شرحبیل بن حسنہ کے

ساتھیون مین داخل ہوئین - بڑی تیرانداز تہین - سخت لڑائی لڑین -
جناب کاتب وحی نے فرمایا ہے کہ اوس دن کی لڑائی مین کیا دیکہتا ہون کہ ایک شخص
باب توما پر صلیب ہاتھ مین لئے ہوے توما کے آگے کہڑا ہے اور پکار پکار کے کہتا ہے
کہ اللہ صلیب کی مدد کر اور اس شخص کو فتح دے جسنے صلیب کے نیچے پناہ لی ہے - ام ابان نے
یہ سنتے ہی تاک کے اوسکے ایک تیر مارا جسنے ذرا بہی خطا نہ کی - ادہر تو وہ گرا اور ادہر صلیب اوسکے
ہاتھ سے چہوٹ کے جا رہی - اوسکے جواہرات کی چمک سورج کی کرنون کو شرماتی تہی مسلمان یہ سوچکے
کہ اسکا قبضہ مین کر لینا بڑے معرکہ کی بات ہے اوسکی طرف لپکے اور بالکل اپنے تئین ڈہالون
مین چہپالیا - ہر ایک یہ چاہتا تہا کہ مین ہی صلیب کو جہپٹ لون تاکہ میرا نام ہو - جب توما نے یہ حال
دیکہا اوسے اپنی ذلت وخواری کا یقین ہوگیا - سوچا کہ اگر بادشاہ کو یہ خبر ہوگئی کہ مین نے
صلیب اعظم چہنوادی ہے تو مین اوسکی نظرون مین حقیر ہو جاونگا پس اوسنے اپنی کمر مضبوط (؟) چست
باندہی - تلوار ہاتھ مین لیلی اور اپنے ساتھیون سے للکار کے کہا کہ جسے میرا ساتھ دینا ہو وہ
صلیب کے اوپر اپنا سر دینے چلے - اب دروازہ کہولدیا گیا اور سب کے پہلے توما ہی باہر
نکلا - جب دمشقیون نے یہ کیفیت دیکہی تو کوئی اندر باقی نہ رہا سبہی تو اوٹدل پڑے - بعضون کے
ہاتہون مین تیر وکمان تہے - بعضون کے پاس سپر وشمشیر - یہ معلوم ہوتا تہا کہ ایک ٹیڑی دل
جہک پڑا ہے - یہان مسلمان صلیب کے جہپٹنے مین مشغول تہے - جب رومی باہر نکل آے
اور اونکا غل شور بلند ہوا تو یہ اپنے شغل سے چونکے - بعضے تو ایسے محو تہے کہ جب تک اونہین
جہنجہوڑا نہ گیا خبردار نہوے - آخر شرحبیل بن حسنہ نے لپک کے صلیب اپنے قبضہ مین کرلی
اور گہمسان کی لڑائی ہونے لگی - ادہر دست بدست لوگ گتھہ رہے تہے ادہر فصیل کے اوپر سے
پتہرون اور تیرون کا مینہہ برستا تہا یہ دیکہکے مسلمانون کو حکم دیا گیا کہ ذرا پیچہے کو ہٹو تاکہ اس اوپری

مارسے محفوظ ہوجاؤ۔ چنانچہ لشکر اسلام قلعہ کی اوپر کی زد سے باہر نکل آیا۔ توما بھی مارتا ہوا معہ اپنے لشکر کے اونکے پیچھے ہی لگا ہوا چلا آیا۔ جب جناب شرجیل بن حسنہ نے دیکھا کہ غضب کتا کر حاصل ہے تو للکارا کہ اے مسلمانون۔ تم قلعہ کی زد سے باہر ہو۔ اب اپنی سوتون کو بھولجاؤ اور بہشت کے طالب بنو۔ اپنے کام سے اپنے خالق کو راضی کردو۔ وہ تمہارا بھاگنا پسند نہین کرتا۔ تمنے پیٹھہ پھیری اور دوزخ مین جھونک دئے گئے۔ خدا تمہین حمایت اسلام کی توفیق دے۔ یہ سنتے ہی مسلمانون کو تاب نرہی کفار سے دست بدست بھڑ گئے۔ تلوارین اپنا کام کر رہی تھین اور پتھر اور تیر برس رہے تھے۔ توما داہین باہین دیکھتا اور اپنے لوگون کو لڑائی کے لئے اوکساتا تھا۔ اتنے مین جو لوگ شہر کے اندر باقی رہے تھے اونہین خبر پہونچی کہ توما پر سختی پڑی ہے اور صلیب اعظم مسلمانون نے چھین لی ہے۔ وہ بھی شہر سے نکل پڑے اور کفار کی جماعت مین اور بھی زیادتی ہوگئی۔ دفعتًا توما نے دیکھا کہ صلیب شرجیل بن حسنہ کے پاس ہے وہ آگ بگولا ہوگیا اور تلوار سونتکے اونہین کی طرف دوڑا۔ بہت سے لوگ اور بھی اوسکے ساتھہ ہوے۔ ایک مجمع کثیر نے آکے جناب کاتب وحی کو گھیر لیا اور سخت و سست کہکے اون سے بولے کہ صلیب ہمین دیدو۔ ورنہ موت اور سختی اور بلا تمہارے سر پر پہونچ چکی ہے۔

شرجیل بن حسنہ نے صلیب کو پھینکدیا۔ سپر سینہ کے آگے کرلی اور تلوار کھینچکے توما کے سامنے ہوے۔ وہ بھی جھنجھلا کے اونکی طرف لپکا اور سخت لڑائی دونون مین ہونے لگی۔ توما کو صلیب زمین پر پڑی ہوئی نظر پڑی۔ اوسنے اپنے لوگون کو پکارا کہ کھڑے ہوے کیا دیکھتے ہو اس صلیب کو کسی طرح اوٹھالو۔ زوجہ ابان بنت عتبہ سے ایک آدمی نے اوسوقت یہ کہدیا کہ توما قاتل ابان کاتب وحی کے پیچھے ہاتھہ دہوکے پڑا ہے۔ خدا خیر کرے۔ اونکے کان کھڑے ہوے اور بولین کہ ذرا مجھے بتانا وہ کدھر ہے۔ لوگون نے اوسکا نشان اور

پتا بتا کے اوسکی طرف اشارہ کیا کہ دیکھو وہ ہے - زوجہ ابان نے چاہا کہ تیر کمان مین جوڑ کے اوسکی طرف چلائین کہ کفار ڈانٹتے ڈپٹتے اور ہین ہین کرتے ہوے اونکے گرفتار کرنے کو دوڑے مگر واہ رے عورت ذرا بہی تیور پر بل نہ پڑا تاک کے وہ نشانہ لگایا کہ توما کی داہنی آنکھہ پر بیٹھا - وہ اوسکے صدمہ سے ڈکراتا ہوا پیچھے بہاگا - اگر ام ابان ایسی جراءت نہ کرتین تو دشمن خدا توما کاتب وحی تک پہونچ ہی چکا تہا اور یقین تہا کہ وہ اون پر غالب ہوجاتا اور صلیب اوسکے پاس پہونچ جاتی غرضکہ رسیدہ بود بلاے و لے بخیر گذشت یہ میدان زوجہ ابان کے ہاتھہ رہا -

زوجہ ابان رضی اللہ عنہا دوسرا تیر چلانا چاہتی تہین کہ کفار اونکی طرف دوڑ پڑے اور توما کو سپرون اور طوارق مین چہپا کے اون سے بچا لیا - مگر ام ابان نڈر ہو کے تیر چلاے جاتی تہین اور یہ اشعار زور ناک پڑہتی تہین -

ام ابان خاطبی بشارک	ون صبح جمع الروم بنالک
صولی علیہم صولۃ المتدارک	اقسمت لاحدث عن المعارک
	وکنت ما عشت لکم تبارک

یعنی اے ام ابان تو اپنے عوض کی طلب مین کوشش کیے جا - کفار پر موثر اور سزا دہندہ حملہ کر - تحقیق تیرے تیرون سے رومی شور و فریاد کرتے ہین مین نے قسم کہائی ہے کہ اب سواے لڑائی کے ذکر کے اور کوئی بات نکرون - اے میرے پیارے شوہر - اب مین تم سے چہوٹ کے ہرگز نہ جیونگی -

واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ یہ کہکے اونہون نے ایک گبر کے تیر مارا جو اوسکے سینہ پر بیٹھا وہ تیر کہا کے زمین پر گرا - دوسرا تیر اور لگایا جو گردن مین لگا وہ تڑپ کے وہین اوندہا ہو گیا اور مر گیا -

توما سے آنکھہ کے زخم کی برداشت نہو سکی واویلا اور شور مچاتا ہوا شہر کی طرف چلا کاتب وحی یہ حال دیکھکے للکارے کہ اے مسلمانو۔ خدا تم سے سمجھے یہ تم کیا کر رہے ہو۔ نہین دیکھتے کہ وہ سگ رومی تم سے بچکے بہاگا جاتا ہے۔ لوگو۔ ان کتون پر حملہ کرو شاید کہ دشمن خدا کو گرفتار کر لو پس مسلمان رگیدتے ہوے اونکو شہر کے پہاٹک تک پہونچگئے اور تین سو رومی مارے اور اونکے کپڑے اور ہتیار اور صلیب لیلی۔ توما کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ بند ہوگیا اور فصیل کے اوپر سے پتھرون اور تیرون کی مار بے تحاشا مسلمانون پر پڑنے لگی اس لئے وہ اولٹے پانوٴن پہرے جب توما شہر مین پہونچا تو ایک مجمع رومی معززین کا اوسکے گرد ہوگیا۔ تیر نکالنے کیوقت اوسنے بڑی ہائے توبہ مچائی آنکہہ پر پٹی باندہنے کے بعد درد مین کچھہ تخفیف ہوئی تو لوگون نے اوسے گہر لیجانا چاہا لیکن وہ دروازہ ہی پر بیٹھہ گیا اور گہر جانے سے انکار کر کے بولا۔ آجکے دن مجہپر دو مصیبتین پڑگئین ایک تو صلیب اعظم میری آنکھون کے آگے سے چہنگئی دوسرے مین ایک ہی آنکہہ کا رہگیا اور تمہین گہر جانیکی سوجہی ہے۔ لوگون نے جوابدیا۔ ہم نے آپ سے پہلے ہی کہا تہا کہ اس قوم کی آتش حرب کے سامنے کوئی ٹہیر نہین سکتا ان سے صلح کر لینا بہتر ہے آپ نہ مانے اور اوسکا نتیجہ بہگتا۔ یہ سنکر وہ اور بہی زیادہ غصہ سے لال ہوگیا۔ کہنے لگا کہ ابتو جب تک مین صلیب اعظم ان مردودون سے واپس نلونگا اور اپنی آنکہہ کے بدلے مین ہزار آنکہین نہ پہوڑلونگا گہر کی صورت ندیکہونگا تاکہ بادشاہ کی نظر مین میرا عزو وقار قائم رہے۔ مین ایک مکر کر کے اونکے سردار کے پاس پہونچونگا اور اوسے مار ڈالونگا پہر یہ سب وحشی جنگلی بہاگ جائینگے جتنا مال اونہون نے ہمارا لوٹا ہے وہ سب واپس ملجائیگا اوسے بادشاہ کے پاس بہیجکر بہی مجہے صبر نہ آئیگا بلکہ ایک سپاہ جرار تیار کر کے ملک حجاز پہونچونگا۔ اونکے خلیفہ ابوبکر کو مٹا دونگا مسجدون کو خاک سیاہ کر دونگا۔ مکہ اور مدینہ کو مسکن گوہون اور کہوسٹون اور وحشی درندون کا بنا دونگا۔

یہ بڑمار کے آنکھہ سے پٹی لپیٹے ہوے وہ ملعون دروازہ پر چڑہ گیا اور رومیون کو لڑنے کی ترغیب دینے لگا۔ کہتا تہا کہ اے لوگو۔ مسلمانون کے رعب کو اپنے دل سے دور کرو اور بیصبر نہ بنو۔ بیشک۔ صلیب اپنے قہر سے اونہین بہگادیگی۔ تم خاطر جمع رکہو۔ مین اونکی گوشمالی کا ذمہ دار ہون وہ ہرگز تمہارے سامنے ٹہیر نہین سکتے۔

اوسکی گفتگو سے لوگ کچھہ سنبہلے اور حملے لڑائی ہونے لگی۔ مسلمانون نے ہرچند اونکے مقابلہ مین صبر و استقلال سے کام لیا مگر رومیون کا جوش ہرگز کم نہوتا تہا اور وہ سر پر چڑہے چلے آتے تہے۔ آخرش حضرت شرجبیل بن حسنہ کو سیف اللہ کے پاس خبر بہیجنی پڑی کہ جناب۔ اس توما داماد ہرقل نے بہت تنگ کیا ہے۔ قاصد نے سپہ سالار جرار کے پاس پہونچکے عرض کی کہ حضور ام ابان نے ہماری طرف غضب برپا کرادیا ہے صلیب اعظم اوٹہانے والے کو اپنے تیر سے مار کے صلیب ہمارے قبضہ مین کرادی اور توما ہرقل کے داماد کی داہنی آنکھہ پہوڑ ڈالی۔ اب رومی ایسے بکہر گئے ہین کہ آپے سے باہر ہین اور پلے چلے آتے ہین۔ مسلمان لڑتے لڑتے شل ہوگئے اور قریب ہے کہ خدانخواستہ منہزم ہوجائین۔ جلدی خبر لیجیے۔ اب جناب کاتب وحی کے بوتے کا روگ نہین رہا۔ توما نے دمشقیون کو بہت ہی اوکسایا ہے اور وہی صلح نہین ہونے دیتا ورنہ شہر کے لوگ ابہی تک صلح کر بہی چکے ہوتے۔

خالد بن ولید قاصد کے بیان سے خوش ہوگئے۔ سجدۂ شکر ادا کیا اور فرمایا۔ شرجبیل سے جا کے کہدو کہ مجہے تمہاری طرف کا حال معلوم ہوگیا اب مجہے اپنے پاس سمجہین اور ضرار بن الازور بہی چارون طرف سے خبردار ہین تمہین ہرگز شکست نہین ہوسکتی۔ جسطرح صبح سے لڑ رہے ہو ویسی ہی مستعدی سے لڑے جاؤ۔ کوئی فکر کا مقام نہین اور اسوقت سب مسلمان اسی طور سے کام مین مشغول ہین جیسے کہ تم ہو بس اس بات سے اپنا اطمینان کرلو کہ ہم تمہاری طرف سے

ایکدم غافل نہین۔

واللہ اقبال اسے کہتے ہین کہ مدد نہین گئی ہے۔ قاصد نے صرف دو کلمہ خالد کے نام سے وہان پکار کے کہدئے ہین کہ سب مسلمانونکے قالبون مین گویا نئی روحین پہونکدی گیئن اور شل و بیجان لوگ بشاش ہوکے لڑنے لگے اور باقی دن بیفکری کے ساتھہ لڑائی مین بسر کردیا یہان تک کہ عشاء کیوقت دونون لشکر جدا ہوگئے۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جب تاریکی رات کی زیادہ ہوئی تو ما دلیران و معززان دمشق کو طلب کرکے کہنے لگا کہ اے حامیان دین مسیحی۔ تمہین ایسے لوگون نے آگھیرا ہے جو بیدین بے ایمان اور بدخو ہین۔ اگر تم اون سے مصالحہ کرلوگے اور وہ تمہین امان دے بہی دینگے تو بہی وفا نکرینگے۔ بہائیو۔ وہ عجب بدعہد اور بیوفا لوگ ہین ستنے دیکہا کہ وہ اپنے جورو بچے ساتھہ لیکر یہان آئے ہین۔ اس سے اونکا یہ مطلب ہے کہ اپنے قحط زدہ اور مفلوک وطن کو چھوڑدین۔ تمہارے سبز اور شاداب ملک مین آباد ہوجایئن۔ تمہارا ہی کہایئن تمہین پر گہرایئن اور تمہین تنگ کرکے مارڈالین۔ تم چاہو یا نہ چاہو وہ خواہ مخواہ تمہارے سر پڑنے آئے ہین۔ پس تمنے اپنی بیحرمتی اور اپنے جورو بچون کے قید ہونے پر کیسے صبر کرلیا ہے۔ تمہاری عورتون اور لڑکون کو وہ لونڈی غلام بنا لینگے اور جسے چاہینگے اوسے اپنے گہر مین ڈال لینگے۔ اسی واسطے صلیب اعظم تم سے خفا ہوکے اونکے پاس چلی گئی ہے۔ تم چاہتے ہو کہ ہم مسلمانون سے صلح کرلین اور دین مسیحی مٹجائے لہذا خداوند یسوع مسیح تم سے ناخوش ہین۔ اگر میری دائین آنکہہ نہ جاتی رہتی تو مین ہرگز اونکے آگے سے نہ ہٹتا۔ اب مین ضرور اپنی شرمندگی مٹانیکو اون سے اپنا بدلہ لونگا۔ دو ہزار عربون کی آنکہین نکلوا کے رحیم بادشاہ ہرقل کے تلوؤن سے ملوانیکو بہیجونگا صلیب کو واپس کرلونگا اور اگر ایسا نہ کرونگا تو بادشاہ مجہے حقیر سمجہیگا۔ یہ ہذیان سنکے لوگون نے جواب دیا کہ اے

سردار مسلمان بہت ہین - دروازہ شرقی سے اونکا سپہ سالار اپنی فوج لیکے چڑہ دوڑیگا - دوسرا سردار دروازہ جابیہ سے اپنے لشکر کے ساتھہ آجائیگا - ہر طرف سے وہ لوگ باگین پہیر کے تیرے اوپر حملہ کرینگے اور تیرا قصد ایک ہی طرف لڑنیکا ہے اس حالتمین اون سے پیچہا چہوڑانا امر محال معلوم ہوتا ہے بدلہ لینا تو درکنار - ہم کہے دیتے ہین کہ تجہہ مین اون سے مقابلہ کرنیکی طاقت نہین - آگے تجہے اختیار ہے جو چاہے سو کر - ہم سے جو تو کہیگا ہم وہی کرینگے - توما بولا - تم لوگ خاطر جمع رکہو - مین تمہین ایک نئی تجویز لڑائی کی بتاؤنگا - تم سب خاص و عام ایک جگہہ جمع ہوجاؤ پس تہوڑے تہوڑے آدمی مسلمانون کے خوف سے ہر دروازہ پر حفاظت کے لیے رہگئے باقی سارا شہر سمٹ کے ایک جگہہ آگیا - توما نے اون سے کہا کہ اسوقت اندہیری رات مین سب مسلمان دن بہر کی لڑائی سے تہک کر بیخبر سوتے ہونگے تم سب اکٹہا ہوکے اونپر حملہ کردو - غفلت مین اون سبکو مارلوگے اور یہ جہگڑا باآسانی چک جائیگا - تم اپنے شہر کے راستون سے بخوبی واقف ہو اپنے اپنے دروازون سے مسلح ہوکے نکل کہڑے ہو اور اون پر چہاپہ مارو - مین بہی اپنے دروازہ سے نکلونگا - امید ہے کہ اسکا نتیجہ خوشی ہی ہوگا جسوقت مین اپنے سامنے کے مسلمانون کا بہرتا کرچکونگا تو تمہاری طرف باگ موڑ دونگا - اونکو بہگاتا اور مارتا ہوا اونکے سپہ سالار تک پہونچکے اوسے کچا چبا جاؤنگا اور سر اوسکا بادشاہ کے قدمون پر ڈالنے کو بہیجدونگا تمہین چاہیے کہ جدہر سے نکلو اودہر سے اپنا قدم نہ ہٹاؤ - مثل میخ کے اپنی جگہہ گڑجانا - پاؤن آگے توڑ ہے پیچہے ہرگز نہ ہٹے - سبہون نے متفق اللفظ ہوکے جوابدیا کہ ہمین آپکا فرمانا بدل منظور ہے ہم ایسا ہی کرینگے - پہر توما نے ہر گروہ کو جدا جدا کردیا - ایک لشکر کو باب جابیہ پر بہیجا - دوسرے کو باب شرقی پر روانہ کیا اور اون سے کہدیا کہ تم کسی بات سے نہ ڈرنا کیونکہ اونکا بڑا سردار خالدبن ولید تمہارے شہر سے بہت دور ہے - اسوقت ان دروازون پر ناکس اور غلام

لوگ براے نام پڑے ہوے ہین تم اونکو کچل اور پیس ڈالو گے - ایک گروہ باب الفرادیس پہ حضرت عمرو بن العاص کی طرف بہیجا گیا اور چوتہا گروہ باب کیسان پر سعید بن زید بن عمرو بن نفیل العدوی کی مزاج پرسی کے لیے چلا - سب کے پیچہے توما تیار ہوکے اپنے دروازہ پر کہڑا ہوا - اوسکے ساتھ بڑے بڑے شجاع اور دلیر تہے - کوئی نامی بہادر شہر مین الیسا نہ رہا جسے اوسنے اپنے ساتھہ نہ لیا ہو - سب سے کہدیا کہ ایک آدمی فصیل پر چڑہکے سنکہہ بجائیگا جسوقت تم اوسکی آواز سنو ہر دروازہ سے ایک ساتھہ حملہ کر دینا - تمہین مسلمان سوتے ملینگے اونہین ہتیار نہ سنبہالنے دینا کہ سب کے سر زمین پر کٹے نظر آئین - اگر تم صدق وراستی سے میرے کہنے پر عمل کروگے تو آج ہی کی رات تمہاری فتح ہے - سمجہلو کہ اس شکست کے بعد وہ پہر سنبہل نہ سکینگے - دمشقی اوسکے اس کلام سے خوش ہوگئے اور بموجب اوسکے کہنے کے روانہ ہوے جسکے لیے جو دروازہ مقرر ہوا تہا وہ اوسکی طرف گیا -

اسکے بعد توما نے ایک نصرانی کو بلا کے حکم دیا کہ تو ناقوس لیکے دروازہ پر چڑہ جا جسوقت ہم دروازہ کہولین اوسی وقت اس زور سے سنکہہ بجائیو کہ سبکو خبر ہو جاے - چنانچہ ایسا ہی کیا گیا توما سب کے آگے تہا اور اوسکا لشکر زرہین اور خود پہنے - ہاتہون مین عمود لیئے ہوے - تلوارین ننگی کیئے چلا - توما کے ہاتہہ مین ایک چوڑی سی تلوار ہندی اور ہر مقیہ سپر تہی - لوہے کے جوشن پہنے اور سر پر کسرویہ خود رکہے تہا جو اوسکو خاص ہرقل نے بطور تحفہ کے دیا تہا جسپر سونے چاندی کا کام ہو رہا تہا اور تلوار اوسپر کام نہین کر سکتی تہی - جسوقت وہ باب توما پر پہونچگیا تو ٹہیرا یہانتک کہ سارا لشکر اوسکا وہان آکے جمع ہوگیا - اوسنے لوگون کی طرف مخاطب ہوکے کہا کہ میرے شیرو بہت جلدی اونپر جا پڑو اور ایسی کوشش کرو کہ وہ سنبہلنے نہ پائین اور تمہاری تلوارین اونکے سرونپر پہونچ جائین - جو تم سے امان طلب کرے ہرگز اوسے باقی نہ چہوڑنا شاید کہ وہی خالد بن ولید ہو

رحم کو بالکل دل سے دور کردیتا- اگر تم مین سے کسی کو صلیب اعظم نظر پڑے تو دیکھنے والا فوراً
اوسکے پاس پہونچ جاے- جو وہ اوس سے فاصلہ پر ہو تو مجہے آواز دے لے مین جہٹ اوسکے
پاس تطر آؤنگا- اب دروازہ کہولا گیا اور کسی نے دوڑ کے ناقوس والیکو خبر دی- اوسنے اس زور سے
آواز دی کہ سارے دشت وجبل گونج اوٹہے- توما اپنے دروازہ سے اور ہر گروہ اپنی اپنی طرف
سے آواز کے ساتہہ ہی نکل پڑا-

جب آواز ناقوس مسلمانون کے کانون مین پہونچی تو اونکے کان کہڑے ہو گئے- اگرچہ
وہ توما کے فریب سے بے خبر تہے مگر خدا کے فضل سے کوئی سویا نہ تہا- اوس آواز کو سنکے مسلمانون
نے ہتیارون کو سنبھال لیا- اکا دوکا اچیانا سوبہی رہا تہا اوسے بہی ہوشیار کرلیا- سب لوگ
حملہ آور شیرون کی طرح اپنی اپنی جگہون سے اوٹہکے اس ناگہانی مصیبت کے لئے تیار ہو گئے-
دشمن ابہی اونکے سامنے پہونچنے بہی نہ پاے تہے- غرضکہ رومی جب مسلمانون سے جا بہڑے
ہین تو وہ مستعد کہڑے تہے- اوس کالی اندہیری رات مین تلوارین چلنے لگین- جناب سیف اللہ نے
گہبرا کے فرمایا واغوثاہ وا اسلاماہ وامحمداہ اکیل واقی حی ورب الکعبتہ اللھم انظر
الیھم بعینک التی لاتنام وانصرھم ولاتسلمھم الی عدوھم یعنی اے خدا اور اے محمد تم سے فریاد
ہے- اسلام کے حال پر رحم فرما کے میرے لشکر کی مدد کرو- اے رب کعبہ- مسلمانون کو مہربانی
کی آنکہہ سے دیکہہ- اونہین اونکے دشمنون کے ہاتہون سے بچا اور اونکو فتح دے-

یہ کہکے عدی بن حاتم طائی کے بہائی فتحان یا عجلان بن زید طائی کو بلا کے فرمایا کہ تم
میری جگہہ یہان عورتون- بچون اور اسباب کی حفاظت کرو مین جاتا ہون میرے دل کو قرار
نہین- نہ معلوم اس اندہیری رات مین میرے لشکر کی کیا حالت ہوگی- اپنے کل لشکر کو فتحان
کے ساتہہ چہوڑ صرف چار سو آدمی اپنے ہمراہ لیکر محض سادے کپڑون سے بغیر زرہ اور

خود کے سد ہارے۔ آ گے خود بدولت اور پیچھے چار سو سواروں نے گھوڑوں کے باگین چھوڑدین اور بگٹٹ موقع پر جا پہونچے۔ اوسوقت آپکے مبارک رخساروں پر آنسوؤن کا تار بندہا تہا اور زبان پر یہ کلمات جاری تہے "یا الہ العالمین مجھے مسلمانون کی شکست سے پہلے دنیا سے اوٹہا لیجیو" جسوقت یہ لوگ تلوارین ہلاتے ہوے باب شرقی پر وارد ہوے ہین اوسی وقت وہ گروہ رومیون کا آپہونچا جو ادہر کے مسلمانون پر حملہ کرنے آیا تہا۔

وہان رافع بن عمیرۃ الطائی اون سے مقابلہ کرنے کے لئے پہلے ہی سے کمر بستہ کہڑے تہے فوراً اون سے بہڑ گئے اور وہ اور اونکا لشکر بڑی ثابت قدمی سے لڑا۔ تلوارین چمکتی تہین اور کام کر رہی تہین۔ ڈہالون پر کہٹا کہٹ اونکی آوازین سنائی دیتی تہین۔ شہر کے اندر سے اور دروازون کے اوپر سے ہنگامہ دار و گیر بلند تہا۔ مسلمانون کی تکبیرون سے دل دہلے جاتے تہے۔ شہر پناہ کے اوپر سے بہی رومی دہمکیان دے رہے تہے۔

جناب سیف اللہ نے پہونچتے ہی آواز دی اے مسلمانون۔ خوش ہوجاؤ مین تمہاری حمایت کے لئے آن پہونچا۔ پروردگار عالم نے مجھے کفار کا ہلاک کرنیوالا بنایا ہے۔ مین خالد بن ولید تمہارا رشید اہون اب ان مردودون سے بخوبی سمجہلونگا۔ خدا میری مدد کرے۔ یہ فرما کے معہ اپنے ساتہیون کے کفار پر حملہ کر دیا۔ دلیرون کی نیچے دکہا دئے اور شجاعان روم کو خاک مین ملا دیا۔ جدہر جہنجہلاے ہوے شیر کیطرح باگ موڑ دیتے تہے پری کے پرے کائی کیطرح پہٹجاتے تہے۔ معتبر راویون کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ اسوقت کی سی سخت لڑائی خالد کبہی نہین لڑے جسوقت اونکے کانون مین مسلمانون کی فریادین پہونچتی تہین اور رومیون کی دہمکیان سنتے تہے تو آگ بگولا ہوہو جاتے اور بگڑ بگڑ کے حملے کرتے تہے۔

سنان بن عوف نے اپنے چچازاد بہائی قیس بن ہبیرہ سے روایت کی ہے کہ

یہودی بہی ہم سے لڑتے تہے اور فصیل کے اوپر سے جتنے تیر اور پتہر ہم پر آتے تہے سب اونہین کے کارگذاریان ہوتی تہین۔

اگرچہ خالد بن ولید ہمہ تن جنگ مین مصروف تہے مگر دل اونکا اونہین مسلمانون مین پڑا تہا جو مختلف دروازون پر متعین تہے۔خصوصاً امین الامتہ اور کاتب وحی اونکی آنکہون مین پہر رہے تہے۔شرجیل بن حسنہ کا توما سے مقابلہ تہا۔ہر وقت یہ سوچتے تہے کہ معلوم نہین توما نے اون پر کیا غضب ڈہایا ہوگا۔

راوی کہتا ہے کہ حضرت شرجیل بن حسنہ کو توما کے مقابلہ مین بڑی بڑی دقتین پیش آئین۔جسوقت ناقوس بجا توما سب سے پہلے اور سب سے آگے مسلمانون پر حملہ آور ہوا۔مسلمان بڑے صبر و استقلال سے اوسکے لشکر جرار کے مقابلہ مین ثابت قدم رہے۔توما اونکی صفونکو چیرتا پہاڑتا ہوا دائین بائین نکلجاتا تہا اور للکار للکار کے بار بار کہتا تہا کہ کدہر ہے تمہارا سردار جسنے تیرے میری دائین آنکہ پہوڑی ہے مین ہرقل کی ناک کا بال اور صلیب کا مددگار ہون۔اوسے لاکے میرے سپرد کرو مین پلٹ جاؤنگا اور تمہارا پیچہا چہوڑ دونگا۔جناب کاتب وحی نے جب اوسکی یہ لاف وگزاف سنی اور دیکہا کہ اوس نے بہت سے مسلمانون کو زخمی کیا ہے تو فوج مین سے نکلکے پکارے کہ کیون بکتا ہے۔لے مین تیرے سامنے ہون۔میرے ہی پاس تیری صلیب ہے۔کرجو تجہ سے ہوسکے۔توما نے اونکی طرف گہوڑے کی باگ موڑی اور اسطرح اونپر جہپٹا جیسے شیر اپنے شکار پر جاتا ہو اور کہنے لگا کہ مجہے تمہاری ہی تلاش تہی۔پہر سب سے الگ ہوکے اون سے بڑی تیزی کے ساتہہ لڑا لوگون نے بیان کیا ہے کہ ان دونون مین جیسے جیسے وار ہوے ویسے کہین نہین دیکہے گئے۔غرضکہ آدہی رات تک دونون باہم حرب و ضرب مین مشغول رہے۔بعد آدہی رات گذرنے کے کاتب وحی کو ہراس پیدا ہوا لیکن ام ابان اونکے

پاس سے ایک دم کو بھی نہین ٹلی تہین - ہر مسلمان بہی اپنے پاس والے رومی سے لڑ رہا تہا - کوئی جہونٹون بہی جناب شرجیل کی ہمت بندہانے کو پاس نہین آسکتا تہا صرف زوجہ ابان ہی اونہین مدد دیتین یا نہ دیتین - البتہ اونکا تیر کسی نہ کسی رومی کو بہینٹ لئے بغیر نہ رہتا تہا - اسطرح اونہون نے بہت سے مشرکین کو قتل کیا - یہان تک کہ اونکی پاس بہی اسوقت ایک تیر رہگیا ہے اور رومی اونہین مرد سمجہے ہوے ہین پس کیسی مشکل کا وقت ہے کہ ہر مسلمان اپنی اپنی مصیبت مین مصروف ہے اور ام ابان جو سایہ وار اونکے ساتہہ ہین اونکے پاس صرف ایک ہی تیر ہے اور جناب کاتب وحی بے یار و مددگار ہراسان ہین - توما ہاتہہ دہوکے اونکے درپے ہے کہ ام ابان نے اوس تیر کو ہاتہہ مین لیکے داہین بائین دیکہا اتنے مین ایک رومی اونکے پاس آگیا اونکا تیر اوسکے سینہ پر بیٹہا اودہر تو وہ مر کے ایک طرف گرا اور اودہر رومیون نے ام ابان کو نہتا پاکے چارون طرف سے گہیر لیا - آخر مجبور ہوکے زوجہ ابان اونکی حراست مین آگئین - حضرت کاتب وحی نے حسرت کی نگاہ سے اونکو دیکہا مگر کیا کر سکتے تہے - توما پکہر پکہر کے اونپر حملہ کرتا تہا جنکا روکنا شرجیل کو بہت مشکل ہو جاتا تہا - آخرش جہنجہلا کے اونہون نے ایک بڑی سخت ضرب تلوار کی اوسپر لگائی توما نے اپنی سپر پر اوسے لیا - افسوس ہے کہ تلوار ڈہال پر پڑتے ہی کہن سے دو ٹکڑے ہوگئی اور جناب شرجیل اب پورے طور سے مایوس ہوکے پکارے انا للہ وانا الیہ راجعون ،، توما نے یقین کر لیا کہ اب یہ میرے بس مین ہین اسلئے گرفتار کرنے کو حملہ کیا - اونکی گرفتاری مین باقی ہی کیا رہگیا تہا مگر جسے خدا رکہے اوسے کوئی نہین چکہہ سکتا ہے توما کاتب وحی پر ہاتہہ بڑہانا ہی چاہتا تہا کہ دفعتاً دو سوار اونکے پیچہے آکہڑے ہوے اور وہ صرف دو نہ تہے بلکہ لشکر کا ٹڈی دل تکبیرین کہتا ہوا اونکے پیچہا پیل چلا آتا تہا - ان لوگون نے دیکہا کہ ام ابان بالکل ہاتہہ پیرون سے جکڑی ہوئی ہین اور شرجیل بن حسنہ کی گرفتاری

مین چشم زدن کی دیر رہگئی ہے کہ اگلے دونون سوارون کو تاب نہ رہی - ایک نے کہا شرجیل - خبردار - مین عبدالرحمن بن صدیق اکبر ہون تمہین اب کوئی ہاتھہ نہین لگا سکتا - دوسرے نے لپک کے اوس سوار کو مار ڈالا جسکی حراست مین ام ابان تہین - پس جناب کاتب وحی اور زوجہ ابان دونون کو رہائی حاصل ہوگئی - رسیدہ بود بلائے ولی بخیر گذشت - یہ دوسرے صاحب عبدالرحمن کے ساتھہ جناب عثمان بن عفان کے لخت جگر حضرت ابان رضی اللہ عنہ تہے جنہون نے زوجہ ابان کو چھوڑایا ہے - جب توما نے مسلمانون کو ایسا مستعد پایا اور دو بڑے شکار اوسکی آنکھون کے سامنے جال سے نکلگئے تو کف افسوس ملتا ہوا شہر واپس چلا گیا -

تمیم بن عدی فرماتے ہین کہ مین جناب امین الامتہ کے لشکر مین تہا اوسدن کوئی سردار مسلمانون کا ایسا اچھا نہین لڑا جیسے کہ ابو عبیدہ بن الجراح نے جان کہپائی - جناب موصوف اوسوقت اپنے لشکر سے دور خیمہ مین نماز پڑہ رہے تہے کہ ناقوس کا خوفناک شور سنا - حضور نے نماز کو مختصر کرکے ختم کردیا اور فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، پھر فوراً مسلح ہوکے اوٹھہ کھڑے ہوے - اونکا لشکر بہی جلدی جلدی ساز سینگر ے سے درست ہوکے اونکے پاس آگیا لوگون نے دیکھا کہ امین الامتہ للکارتے اور ڈپٹتے ہوے مثل شیر کے سب سے آگے بڑہ گئے اور اعدا کی صفون کو چیرتے پہاڑتے اتنا آگے پہونچگئے کہ دمشق کا پہاٹک اون سے تھوڑی دور رہگیا تہا - ناظرین غور کرین - یہ کیسی خطرناک جگہہ تہی کہ اب امین الامتہ اور لشکر اسلام کے درمیان مین رومی لشکر حائل ہے مگر یہان جوش مین یہ خبر بہی نہ تہی کہ مین کہان ہون اور کوئی دقت بہی میرے لیے پیدا ہوگئی ہے یا نہین - اودہر فصیل شہر سے پتھرون اور تیرون کی بوچہار تہی - آپنے فصیل کے سامنے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا - شہر والی سمجھے کہ مسلمانونکا لشکر ہمارے آدمیون کا قلع وقمع کرکے یہان تک آن پہونچا اور مسلمانون کی یہ حالت دیکھکے جان نکلگئی کہ ہمارا سردار دشمنون کی

نزد مین ہے۔

جناب واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ رومیون کا سردار جرجی بن قالا سب کے آگے تہا جب اوسنے دیکہا کہ مسلمانون کا سردار اور اوسکے چند ساتہی لڑتے لڑتے ہماری فوج سے بہی پیچہے نکلگئے ہین تو اوسنے بہی لوٹنے کا قصد کیا۔ مسلمان فوج عدو کا تعاقب کرتے ہوے چلے یہانتک کہ جب تلوارین لگاتے ہوے دروازہ کے قریب پہونچے ہین تو ابن الامتہ بہی اون پر حملہ کرکے اپنے لشکر مین ملگئے۔ فصیل والون نے اس خیال سے کہ ہمارے لوگ بہی اب یہین ہین کہین وہ نہ مارے جائین پتہر اور تیر پہینکنا بند کردئے۔ جناب ابوعبیدہ بن الجراح نے اسے حسن اتفاق سمجہکے مسلمانون کو برانگیختہ کردیا اور وہ تلوار چلی کہ شاید و باید۔ ایک رومی اونکے مقابلہ مین نہ بچا اور جرجی بن قالا معہ اپنے لشکر کے کام آیا۔

خالد بن ولید ہمہ تن جنگ مین مصروف تہے کہ ضرار بن الازور خاک و خون مین تربتر اونکے سامنے آئے۔ سیف اللہ کو چین نہ پڑا تہمگئے اور پوچہا۔ ضرار خیر ہے۔ ضرار نے عرض کی حضور آپکے اقبال سے سب طرح خیریت ہے۔ ان مردودون نے رات کو ہم سے فریب کیا مین بہی اسوقت ڈیڑہ سو کو فی النار کرکے حضور مین حاضر ہوا ہون اور میرے ساتہیون نے تو اتنے مارے ہین جنکا حساب نہین۔ غرضکہ باب صغیر سے جو لوگ یزید بن ابی سفیان کے لشکر کی طرف جہکے تہے اونکی مین نے خوب ہی خبر لی تاکہ آپکو اونہین مدد پہونچانے کی تکلیف نہ اوٹہانی پڑے پہر مین ہر سردار کی طرف گیا۔ اور ہر طرح سے آپکے لشکر کی تائید کی۔ سیف اللہ یہ سُنکے نہایت خوش ہوے اور فرمایا۔ ضرار۔ تمہین لوگ میرے قوت بازو ہو میری ناموری تمہارے ہی باعث سے ہے۔ اسوقت اور سردار بہی اپنے اپنے مقامات سے فارغ ہوکے خدمت خالدی مین حاضر ہوے۔ وہان یہ تجویز ہوئی کہ اس رات کی لڑائی مین سب سستے چہوٹے ہین آج جتنا زور تہا

وہ سب حضرت کاتب وحی رضی اللہ تعالے عنہ ہی پر رہا اونکی زندگی دوبارہ ہوئی ہے - چلو سب ملکے اونکا شکریہ ادا کرین - چنانچہ اس فیصلہ متفقہ کے موافق سب صاحب معہ خالد بن ولید کے شرحبیل بن حسنہ کے پاس آئے - گلے ملکے مبارکباد دی اور کہا کہ سچ پوچھو تو آج کا میدان آپ کے ہاتھ رہا -

جناب واقدیؒ نے روایت کی ہے کہ لشکر اسلام پر جیسی یہ رات مصیبت کی تہی ایسی کبھی نہین گذری متواتر لڑائیون مین جو اس سی پہلے مرکب چکے تھے اونکو جانے دو - دن بہر کے تہکے ماندے تہے کہ رات کو بہی چین نہ ملا اور ساری رات لڑائیکے کرب مین بسر ہوگئی - اس رات کو ہزار ہا رومی تہ تیغ ہوے -

جب توما شہر مین داخل ہوگیا اور پہاٹک بند کر لئے گئے تو بڑے بڑے رئیس توما کے پاس آئے اور رو رو کے کہا کہ اے سردار - اس کالی رات نے ہمارا بہت نقصان کیا - ناحق بیٹھے بٹہائے ہزارون گھر بے چراغ ہوگئے - سینکڑون بچے بے پدر ہوے - بہت سی عورتین رانڈ ہوگئین - دنکو کیا تہوڑا نقصان ہمارا ہوا تہا جو رات کی بلا ہم پر پڑی - ہم نے پہلے ہی تجہے نصیحت کی تہی مگر افسوس تو نے نہ مانا اور ہمارا نقصان کیا - اب ہم مین صدمہ سہنے کی طاقت نہین - ہم صلح کئے لیتے ہین - اگر تجہے منظور نہین تو اپنی ذات کا مختار ہے - یہ سنکر توما بولا - تم لوگ مجہے اتنی مہلت دو کہ مین یہ سب کیفیت بادشاہ کو لکھہ بہیجون اگر وہان سے مدد آگئی تو فبہا ورنہ تم صلح کر لینا - یہ کہکے توما نے ہرقل کو لکہا کہ اے بادشاہ - عربون نے ہمین اسطرح گھیر لیا ہے جیسے آنکھہ کی سپیدی نے اوسکی سیاہی کو گھیر رکہا ہے - اجنادین مین اونہون نے ہماری بہت سی قوم مار ڈالی - وہان سے اولٹے کے ہمارے اوپر جہک پڑے اور یہان بہی کثرت سے ہمارے آدمی اونہون نے مارے - مین بہی اون سے مقابلہ کرنے مین زخمی ہوا ہون اب دمشق والے میری ایک نہین مانتے اون سے صلح کرنیکو تیار ہین - یا تو خود تشریف لاکے

انکی گوشمالی کیجئے یا معقول لشکر ہماری مدد کو روانہ فرمائیے - اب یہان کی حالت نہایت ردی ہے
یہ لکھکر اوس پر اپنی مہر کی اور صبح ہونے سے پہلے قاصد کو روانہ کردیا -
اب صبح ہوئی - حکم خالدی ہر مسلمان سردار کے پاس پہونچا کہ اپنی اپنی جگہہ سے روانہ
ہوکے لڑائی شروع کردو - چنانچہ جناب ابو عبیدہ بن الجراح نے تعمیل حکم مین فوراً سوار ہوکے بڑے
زور و شور کے ساتھہ معرکہ آرائی شروع کردی کہ اہل دمشق دہل گئے - اونہون نے جناب سیف اللہ
کی خدمت مین ایک ایلچی اس استدعا کے ساتھہ بھیجا کہ ہمین مہلت دی جاوے - خالدبن ولید
نے صاف انکار کردیا کہ تمہاری اتنی بے اعتدالیون کے بعد ہم تمہین مہلت نہین دے سکتے
آخرش لڑائی جاری رہی اور دمشقیون کا دم ناک مین آگیا - ہرقل کے جواب کا ہر وقت انتظار تھا -
جب جواب مین دیر ہوئی تو رؤسا ے شہر نے ملکے باہم مشورہ کیا کہ اب صبر نہین ہوسکتا - کہانتک
اپنے گلے کٹوایا کرین - مناسب ہے کہ یہ جھگڑا ختم کیا جاوے اور جو کچھہ مسلمان چاہین اونہین دیکے
صلح کرلیجاوے - اوسی جلسہ مین ایک بڈہا رومی بہی شامل تھا جسنے کتب سابقہ بغور مطالعہ کی تہین
وہ بول اوٹھا - اے لوگو - خدا کی قسم - مجھے خوب یقین ہے کہ ہرقل بہی آکے مسلمانون سے عہدہ
برآ نہین ہوسکتا کجا اوسکا بھیجا ہوا لشکر - یہ لوگ بیسون برس سے جیتینگے - ہماری کتابون مین انکے نبی
کے مبعوث ہونیکی خبر موجود ہے اونکا نام محمدؐ اور وہ خاتم النبیین اور سید المرسلین ہین - عنقریب اونکا
دین سب دینون پر غالب ہوجائیگا - اے لوگو - تمہارے لئے بہتر ہے کہ محال کامون مین نہ پہنسو
مسلمانون کے ساتھہ حیلہ جوئی نہ کرو اور جن شرائط پر وہ چاہین اون سے صلح کرلو - لوگون نے ایک
تجربہ کار اور مسن آدمی کا یہ کلام سنکر اوسکے مشورہ پر توجہ کی اور یہ قرار پایا کہ خالدبن ولید چونکہ بڑے سخت
اور خونخوار آدمی ہین اسلئے اون سے نہ کہا جاوے البتہ ابو عبیدہ بن الجراح سید ہے اور نرم مزاج
ہین اون سے چلکے صلح کا فیصلہ کرانا چاہئے چنانچہ جناب امین الامتہ نے صلح کرلی - اسباب مین

اون سے اور حضرت سیف اللہ سے جو رد و بدل ہوئی ہے اوسے ہم اوپر لکھہ چکے ہین بیان دوبارہ بیان کرنیکی ضرورت نہین۔

روایت ہے کہ جناب امین الامتہ نے دمشقیون سے کوئی شے بطور ضمانت یا گرو کے نہین لی یون ہی صلح کر لی کیونکہ جس رات کو اونہون نے یہ مصالحہ کیا ہے اوسی رات مین نماز پڑہکے آپ سو رہے تہی کہ خواب مین جناب سرور کائنات علیہ التحیتہ والصلواۃ کو دیکھا حضور نے امین الامتہ کے سرہانے کہڑے ہوکر فرمایا اللیلۃ یفتح المدینۃ انشاء اللہ تعالیٰ یعنی اگر حق سبحانہ تعالےٰ نے چاہا تو اسی رات مین شہر فتح ہو جائیگا۔ یہ ارشاد کرکے آنحضرت صلعم نے تشریف لیجانے مین عجلت کی۔ جناب ابو عبیدہ نے عرض کی کہ حضور اتنے مستعجل کیون ہین فرمایا کہ ابو عبیدہ۔ مجھے ابو بکر صدیق کے جنازہ کی نماز پڑہنی ہے۔ اسکے بعد امین الامتہ کی آنکھہ کہلگئی۔ اوسی وقت خواب کا حال جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو سنایا۔ پس جناب امین الامتہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فیض بنیاد سے یقین کلی ہوگیا تہا کہ صبح سے پہلے ہماری عملداری دمشق مین ہو جائیگی۔ تہوڑی دیر نہ گذرنے پائی تہی کہ لوگ شہر سپرد کرنے و صلح کیلئے حاضر ہوگئے۔ آپنے رسول خدا کے اعتماد پر اون سے صلح کر لی اور ضمانت مین اون سے کچھہ نہ طلب کیا۔ جب امین الامتہ نے دستاویز لکھکے دمشقیون کو دیدی تو اونہون نے عرض کی کہ اب آپ ہمارے ساتھہ چلین اور ہم سے شہر کا قبضہ لیلین۔ امین الامتہ سوار ہوکے اونکے ساتھہ ہوے اونکے ہمراہ پینتیس[۳۵] صحابی اور تیس اور مسلمان کل پینسٹھ[۶۵] آدمی شہر مین داخل ہوے صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین کے اسماے گرامی یہ ہین۔

جناب ابو ہریرہ[۱]۔ حضرت معاذ بن جبل[۲]۔ جناب سلمہ بن ہشام المخزومی[۳]۔ حضرت نعیم[۴] بن عدی۔ جناب ہشام[۵] بن العاص السہمی۔ حضرت ہبان[۶] بن سفیان۔ جناب عبد اللہ[۷] بن عمرو الدوسی

حضرت[8] عامر بن طفیل - جناب[9] سعید بن الجبیر الدوسی - حضرت[10] ذو الکلاع الحمیری - جناب[11] حسان بن نعمان الطائی - حضرت[12] حریر بن نوفل الحمیری - جناب[13] سالم بن زرقد الیربوعی - حضرت[14] سیف بن اسلم الطائی جناب[15] سمر بن خویلد السکسکی - حضرت[16] سنان بن اوس الانصاری - جناب[17] مخلد بن عوف الکندی جناب[18] ربیعہ بن مالک التیمی - جناب[19] محکم بن عدی النبہانی - حضرت[20] مغیرہ بن شعبہ الثقفی - جناب[21] بکر بن عبد اللہ التیمی - حضرت[22] راشد بن سعد - جناب[23] قیس بن سعد - حضرت[24] سعید ابن عمرو الغنوی جناب[25] رافع بن سہیل - حضرت[26] یزید بن عامر - جناب[27] عبیدہ بن اوس - حضرت[28] مالک بن الحرث جناب[29] عبد اللہ بن طفیل - حضرت[30] ابو التابیہ ابن المنذر - جناب[31] عوف بن ساعدہ - حضرت[32] عباس بن قیس - جناب[33] عباد بن عتبہ النبہانی - حضرت[34] سیرہ بن عامر - جناب[35] عبد اللہ بن قرط الازوری -

غرضکہ گیارہوین جمادی الثانی ۱۳ھ یوم دوشنبہ کو جناب امین الامتہ معہ ان پینسٹھ[65] آدمیون کے شہر مین داخل ہوے اونکے ہمراہ قس اور راہب سیاہ بالونکا بنا ہوا لباس پہنے ہوے تہے اور انجیلون کو عود عنبر اور خوشبودار چیزون کی دہونی دیتے جاتے تہے -

دمشقیون نے برادر عمرو بن العاص یعنی خالد بن سعید کو زہر مین بجہے ہوے تیر سے مار ڈالا تہا اس لئے جناب سیف اللہ نہایت برہم تہے اور اون سے بڑی سختی کے ساتہہ لڑ رہے تہے یہان تک کہ ابن سعید کے جنازہ کی نماز بہی خود ہی پڑہی اور اپنے ہاتہہ سے اونہین دروازہ شرقی اور باب توما کے درمیان دفن کرکے حکم چڑہا دیا تہا کہ اب ان لوگون کی ایک نہ سنو ہمین صلح بہی کرنی منظور نہین ہم ان سے بزور شمشیر شہر خالی کرائینگے - چنانچہ باب شرقی پر بڑے غیظ وغضب سے جنگ جاری تہی اور دمشقی شہر مین بند تنگ آرہے تہے -

خدا کی قدرت دیکہئے کہ یوشا بن سرقش ایک قس کا مکان شہر پناہ سے ملا ہوا تہا - اوسنے ملاحم دانیال علیہ السلام مین دیکہا کہ اللہ تعالے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتہون سے

بہت شہر فتح کریگا اور دین اونکا سب دینوں پر غالب آجائیگا - پس جب یہ رات آئی اور اوسکے گھر والے سب سو گئے تو یوشا نقب دیکے سیف اللہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ اگر آپ مجھے اور میرے گھر والون کو امان دین تو مین نقب کی راہ سے آپکے آدمیون کو شہر مین داخل کردون - جناب خالد نے اوسکے اطمینان کے لئے اپنا ہاتھہ اوسکے ہاتھہ مین دیدیا اور فرمایا کہ تیرے اور تیرے متعلقین کے لئے امان ہے - یوشا نے سو مستعد اور مسلح مسلمانون کو جنمین بہت سے قوم حمیر کے آدمی تھے نقب کی راہ سے شہر مین لے گھسا - ان مسلمانون نے باب شرقی کے دربانون کو قتل کرکے قفل توڑ ڈالے اور دروازہ کھولکے باواز بلند تکبیرین کہین اونکے سنتے ہی خالد بن ولید کا لشکر اندر داخل ہوگیا اور شہر مین کھلبلی پڑگئی - یہ وہ وقت ہے کہ باب شرقی سے سیف اللہ قتل عام کا علم چڑہائے ہوئے چلے جارہے ہین اور اودہر سے جناب امین الامتہ صلح و آشتی کی دستاویز لکھے ہوئے دروازہ جابیہ سے چلے ہین حتی کہ دونون صاحبون کا آمنا سامنا کنیسۂ مریم پر ہوگیا اور جو کچھہ گذری ہمارے ناظرین کو پہلے سے معلوم ہے یعنی سب نے سمجھا بوجھا کے بزبردستی سیف اللہ کو ابو عبیدہ بن الجراح کے معاہدہ کا پابند کرادیا اور شہر مین امن ہوگیا

جناب سیف اللہ نے پہر بھی یہ فرمایا کہ مین نے تمام شہر کو امن دیا مگر توما اور ہربیس اور دونون کے لشکرون کو ہرگز امن نہین دونگا اونمین سے ایک کو باقی نہ رکھونگا ان لوگون نے شہر والون کو بہت بہکایا ہے اور مسلمانون کو بھی زیادہ تکلیف انہین دونون کے باعث سے ہوئی ہے توما نے سرداری کے عہدہ پر مقرر ہونے کے بعد نصف شہر کا حاکم ہربیس کو کردیا تھا وہ بھی صلح کا بہت مخالف تھا اور لوگون کو مسلمانون کی دشمنی کے سبب سے ہمیشہ لڑنے ہی کے لئے اوکسایا کرتا تھا

جب امین الامتہ نے یہ بات سنی تو فرمایا - کیا توما اور ہربیس اور اونکے لشکر شہر مین داخل نہین ہین - بیشک ہین - مین تو سارے شہر کو امان دیچکا اب یہ مارے نہین جاسکتے - اے امیر

خالد بن ولید۔ تم اگر ایسا کرتے تو مین ضرور تمہارے معاہدہ کو اپنے سر اور آنکھون پر رکھتا پس تم کیون میری ذمہ داری کو ناچیز اور حقیر کیے دیتے ہو اب پھر سیف اللہ کو مجبور ہونا پڑا اور کہا قسم خدا کی۔ اے امین الامتہ اگر تم ذمہ دار نہوتے تو آج کے دن مین دمشق کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتا اور کسی متنفس کو باقی نچھوڑتا۔ خیر اب آپکی خوشی لیکن یہ دونون ملعون یہان سے نکلجائین ہمارے شہر مین نرہین۔ توما و ہربیس نے سیف اللہ و امین الامتہ کی رد و بدل دیکھی تو ڈر گئے اور خود ہی دمشق مین رہنا چاہا لہذا اونکو تین دنکی مہلت دی گئی کہ اس مدت مین اپنا سامان کر کے چلتے پھرتے نظر آوٴ۔ چنانچہ وہ دونون ایک جم غفیر کے ساتھہ معہ بہت سے مال و متاع کے دمشق سے چلدیے۔

زید بن طریف نے روایت کی ہے کہ جب یہ لوگ ہرقل کی بیٹی کو لیکر چلے گئے تو یونس جسکا پورا قصہ ہم اوپر لکھہ چکے ہین ہمین لیکر روانہ ہوا۔ توما کا مسلمانون کے خوف کے مارے یہ حال تھا کہ اثناے راہ مین جو اونٹ یا خچر بیٹھہ جاتا اوسکے اوٹھانے اور سیدھا کرنیکے لیے بھی نہین ٹھیرتے تھے کہ دیر لگیگی فوراً جانور کی کونچین کاٹین اور جہان وہ گرا تھا اوسے وہین چھوڑ دیا راستہ مین سینکڑون جانور ہمین ایسے ہی پڑے ملے۔ گویا وہ سر پر پانون رکھکے بھاگے تھے۔ ہم بھی دن رات برابر چلتے تھے اور سواے نماز کے اور کسی لیے نہین ٹھیرتے تھے۔ یہانتک کہ توما کے ساتھیون کے نشان قدم بھی غائب ہو گئے۔ یہ بات دیکھکے ہم لوگون کو تشویش ہوئی۔ جناب خالد نے یونس کو بلا کے دریافت فرمایا کہ اب تیری کیا راے ہے۔ اوسنے جوابدیا کہ حضور خدا سے مدد طلب کر کے چلے چلین اور کچھہ پرواہ نکرین چونکہ وہ خوفناک ہو کے بھاگے ہین معلوم ہوتا ہے کہ یہان سے شارع عام چھوڑ کے اونہون نے پہاڑون کی راہ لی ہے۔ اب سمجھہ لیجے کہ ہمنے اونہین پکڑ لیا۔ پس یونس نے بھی اس جگہہ سے عام راستہ ترک کر دیا اور پوشیدہ راہین اختیار کین۔

ضحاک بن سفیان نے کہا ہے کہ اس مقام سے ہم لوگ پتھریلی راہ پر ہوئے جس نے
نہایت تکلیف دی۔ گھوڑون کے نعل اوکھڑ گئے اور پیرون سے خون جاری ہوگیا ہم لوگون کے
پانوٴن کے موزے پارہ پارہ ہوگئے اور پیدل چلنا پڑا۔ سب آدمی شکایت کرنے لگے اور اوسپر
طرہ یہ تہا کہ رات کا وقت وہ بمشکل کاٹ کے سحر کی۔ مگر جب اوس پتھریلی راہ سے گذر گئے تو
نشان قدم اون لوگون کے پہر نمودار ہوے۔ خالد بن ولید نے وہان سے پہر جلدی کی اور مسلمانون
سے کہا کہ عجلت کرو انشاء اللہ تعالے وہ ہمین ملجائینگے۔ ہم لوگون نے عرض کی کہ اے سردار
تہوڑی دیر ہمین دم لیلینے دیجے سختی راہ سے ہماری جان لبون پر ہے اور جانورون پر بہی
رحم فرمائیے انکو بہی مدت سے دانہ چارہ نہین ملا ہے۔ سیف اللہ نے ہماری اس التماس کو
قبول نہین فرمایا اور ارشاد ہوا کہ نہین خدا کو یاد کرتے ہوے چلے چلو وہ سب مشکلین آسان کرنے
والا ہے۔ ہم خادمان اسلام کو آرام کہان۔ حکم حاکم جب یون ہوا تو ہم ایکدم بہی نہ ٹہیرے۔ روانہ
ہوگئے۔ یونس ہمارے آگے تہا چونکہ ہم لوگ نصرانی عربون لخم اور جذام اور غسان کی پوشاکین
پہنے تہے اسلیئے حبس رومی شہر سے ہمارا گذر ہوتا تہا وہانکے باشندے ہمین اونہین عیسائی
قومون مین سمجہتے تہے اور کچہہ متعرض نہوتے تہے۔ یہانتک کہ جبلہ اور لاذقیہ سے گذرتے
ہوے سمندر کے کنارہ تک پہونچگئے۔ یہان سے جلا وطنون نے انطاکیہ کے راستہ کو
چہوڑدیا تہا اور ہرقل کے خوف سے وہان نہین گئے تہے۔ یہان پر یونس ہکّا بکّا ہوکے کہڑا کا
کہڑا رہگیا اور پہر کچہہ سوچ بچار کے ایک گاوٴن مین چلا گیا جو سامنے نظر آتا تہا۔ وہان کے لوگون
نے بیان کیا کہ جب ہرقل کو معلوم ہوا کہ توما اور ہربیس مسلمانون سے ہارے اور دمشق اونہین
دیکے ایک مجمع کثیر کے ساتہہ بہاگے چلے آتے ہین تو غصہ اور غضب سے لال پیلا ہوگیا
اور اونہین لکہہ بہیجا کہ خبردار انطاکیہ مین قدم نہ رکہنا مین یہان یرموک پر مسلمانون سے لڑنیکے لئے

فوج تیار کر رہا ہون تم اور تمہارے ساتھی ان لوگون سے مسلمانون کے عجیب حالات اور اونکی
شجاعت کے کرشمے بیان کر کر کے اونکی ہمتین پست کر دوگے اسلیئے تم سیدہے قسطنطنیہ چلے
جاوٗ۔ اسلیئے وہ قسطنطنیہ جانے کے ارادہ سے لکام کی طرف گئے ہین۔ یونس کو اب پوری ناامیدی
ہو گئی۔ پس یکم رجب ۱۳ھ منگل کی صبح کو جب مسلمان نماز فجر پڑہ رہے تھے یونس سٹپٹایا
ہوا اونکے پاس آیا اور بولا کہ اب مایوسی ہے۔ مین نے ناحق تم لوگون کو تکلیف دی۔ جناب
سیف اللہ نے اوسکے یہ کلمات سنکر فرمایا کہ یہ تو نے کیسے سمجہ لیا۔ یونس نے جواب دیا اے
امیر۔ اونکے قدمون کے نشان گم ہین مجھے امید تہی کہ وہ سویرے مین ملجائینگے۔ اب میرا دل
یہی گواہی دیتا ہے کہ وہ ہم سے بچکے نکل گئے۔ اس گانوٗن کے لوگون سے بہی معلوم ہوا
کہ ہرقل نے اونکو انطاکیہ نہین آنے دیا اسلیئے وہ قسطنطنیہ روانہ ہوگئے ہین اب نہین مل سکینگے
ایک بڑا عالیشان پہاڑ تمہارے اور اونکے درمیان حائل ہو گیا ہے۔ ہرقل کا لشکر بہی تم پر
حملہ کرنے کو آنیوالا ہے۔ ضرار بن الازور فرماتے ہین کہ یونس کی یہ باتین سنتے ہی خالد بن ولید
کا رنگ متغیر ہو گیا۔ حالانکہ کبہی مین نے اونکے چہرہ سے ایسے آثار نمایان نہین دیکھے تہے۔
بڑی سے بڑی مصیبت مین اوس بندۂ خدا کے منہ پر ذرا سا بہی اثر نہین ہوا۔ مین نے متعجب
ہو کے پوچہا کہ اے سردار۔ آپ کا خلاف عادت یہ کیا حال ہے۔ فرمانے لگے۔ ضرار مجھے
اپنا سر جانیکی مطلق پرواہ نہین مگر اتنے مسلمانون کے خون کا قیامت کے دن کیا جواب دونگا
علاوہ برین دمشق فتح ہونے سے قبل مین نے ایک خوفناک خواب بہی دیکھا ہے جو ہر وقت
کانٹے کی طرح میرے دل مین کہٹکتا رہتا ہے۔ مسلمان مصر ہوئے کہ فرمائے وہ کیا ہے۔
ہم بہی سنین۔ جناب سیف اللہ بولے "گویا مین تم لوگون کے ساتہہ ایک جنگل بے آب و دانہ
مین ہون جہان گہاس کا ایک تنکا بہی نظر نہین آتا۔ ہم لوگ بحال پریشان اوسمین چلے جاتے ہین

ناگاہ ایک طرف سے وحشی گدہون کا غول نمودار ہوا۔ اونکی صورتین ڈرائونی اور جسم بہت ہی بڑے بڑے تہے مگر جلدین اور بال اونکے نہایت ہی خوشنما تہے۔ اونہون نے ہم پر حملہ کیا۔ کوئی منہ مارتا تہا اور کوئی ٹاپین لگاتا تہا۔ ہم نے اونکو چارون طرف سے گہیر لیا اور تیر مارنے لگے اونہین ہماری تلوارون اور تیرون کا کچہہ بہی اثر نہوتا تہا۔ آخر ہم اور ہمارے گہوڑے اونہین مارتے مارتے تہک گئے۔ مین نے مجبور ہوکے اپنے ساتہیون سے کہا کہ پہلے ان سے دور ہو جاؤ تاکہ اونہین راستہ ملے پہر غل شور مچا کے ان پر حملہ کردو۔ اس ترکیب سے وہ بہاگ گئے اور اون مین سے ہم بہت تہوڑون کو مار سکے۔ ہم اونکا اچہا اچہا گوشت پکا رہے تہے کہ وہ پہر مجتمع ہوکے لوٹے۔ مین نے للکار کے مسلمانون سے کہا کہ خدا تمہین برکت دے ان پر حملہ کرو۔ یہ کہکے مین سوار ہوا اور مسلمان بہی میرے ساتہہ چلے۔ ایک اونٹ جو سب کے آگے تہا اوسے مین نے شکار کیا۔ مسلمانون نے بہی بہت سے صحرائی گدہے مار ڈالے۔ معدودے چند ہی اونمین سے بچے تہے جو بہاگ گئے۔ ہمارا قصد تہا کہ اب وہان سے اپنے گہرون کو روانہ ہون کہ میرے گہوڑے نے مجہے گرا دیا اور میرا عمامہ میرے سر سے گرکے دور جا پڑا۔ اوسکے اوٹہانے کا مین نے ارادہ کیا تہا کہ آنکہہ کہل گئی۔ مجہے اس خواب کی یہی تعبیر معلوم ہوتی ہے کہ جس مصیبت مین اسوقت ہم مبتلا ہین۔ یہ سنکے حضرت عبدالرحمٰن بن صدیق اکبر بول اوٹہے کہ اے جلیل القدر سپہ سالار۔ یہ بہت اچہا خواب ہے خدا آپکو مبارک کرے۔ موٹے تازے اور خوشنما یہی لوگ ہین جنکے تعاقب مین حضور نکلے ہین اور اونکے سبب سے ہم اس بلا مین پڑے ہین۔ آپکے گہوڑے سے گرنے کے یہ معنی ہین کہ مرکب آپکا پہاڑ کی بلندی سے نشیب کو جائیگا۔ البتہ عمامے ہم عربون کے تاج ہین اونکا گرنا ضرور کوئی ایسی بلا ہے جسے مین ابہی بیان نہین کر سکتا وہ جب میری سمجہہ مین آجائیگی تو عرض کرونگا۔

حضرات ناظرین "الولد سر لابیہ" صاحبزادہ نے کیا برجستہ تعبیر سیف اللہ کو دی ہے
والد ماجد رضی اللہ عنہ بھی بہت اچھی تعبیر دیتے تہے - اوس عمامہ گرنے کو بھی ہم بتا دین جو یہ ہے
کہ ان لوگون کو ابھی جناب صدیق اکبرؓ کی وفات کی خبر نہین پہونچی ہے مگر اونکا انتقال ہو چکا ہے
اور فاروق اعظمؓ مسند آرائے خلافت ہین - ہمارے سیف اللہ سپہ سالاری شام سے معزول
ہو چکے بھی اونکے عمامہ کا گرنا تہا - عبد الرحمن سے یہ تعبیر سنکر جناب سیف اللہ نے فرمایا کہ
بہائیو - اگر یہ خواب میرا سچا ہے اور اوسکی کچھہ تعبیر ہے تو اوسے اللہ جل شانہ مجھے یہین دنیا مین
دکہا دے مگر امورات آخرت کے لئے اوسے نرکھے - اب مین خدا سے مدد طلب کرتا ہون
اور میرا بہروسا اوسی پر ہے - مین صرف اپنی جان کا مالک ہون - اوسے مین نے اللہ کی راہ مین
فدا کرنے کے لئے مختص کر رکہا ہے دعا کرو کہ خدا میری تمنا پوری کرے - اب تم اپنی کہو کہ تمہارا کیا
ارادہ ہے آیا تم لوگ اون جلا وطنون کی طلب مین چلوگے - اگر تم چلے تو اسمین دو ہی باتین
ہین یا تو فتح اور غلبہ ہے جس سے اسلام کا رعب اور دبدبہ کفار کے دلون مین اور بھی زیادہ
بیٹھہ جائیگا اور خدا و رسول تم سے خوش ہونگے یا ہم مارے گئے تو شہید ہوے - اسی لئے
ہماری یہ سب کوششین ہین کہ راہ خدا مین سر کٹائے ہوے قیامت مین کھڑے ہون - سب
بالاتفاق بول اوٹھے کہ ہم حضور کے ساتھہ ہین جدہر چاہئے چلئے - خالد بن ولید نے یونس کا نام
نجیب رکہا تہا - بولے - نجیب - تجھے کچھہ بھی امید اونکے ملنے کی ہے - اوسنے عرض کی کہ آپ
چلے چلینگے تو ضرور اونکو پکڑ لینگے میرا خوف اور مایوسی صرف اسلئے ہے کہ اگر رومی لشکر نے تمہارے
یہان آنیکی خبر سن پائی تو دوہر دوڑینگے اور خدا جانے پہر کیا ہو - خالد بن ولید بولے - ہمین
خدائے غالب و بزرگ کا بہروسا ہے - تو چل اور سبکے آگے ہو لے - قسم ہے یثرب مین آرام سے
سونیوالے کی اور بیعت صدیق اکبر کی کہ مین حتی المقدور خدمت اسلام مین کمی نہین کرتا اور تم سب

سے بھی ایسی ہی امید رکھتا ہون کہ کوئی اپنے فرض کے ادا کرنے مین کوتاہی نہ کرے۔ پھر یا قسمت یا نصیب۔ نتیجہ سے ہمکو کیا بحث۔ وہ قادر مطلق کے ہاتھہ ہے۔ یہ فرمایا اور سوار ہو گئے۔ یونس اونکے آگے آگے اور مسلمان پیچھے تھے۔ یہانتک کہ وہ ایک اونچے مقام پر پہونچے اور جبل لکام کو طے کیا۔ یونس اونکے اور اونکے جانورون کے پیرون کے نشان تلاش کرنیکو کبھی داہنے کو چلا جاتا تھا اور کبھی بائین کو۔ اتنے مین رات ہو گئی اور ایسا دھوان دھار پانی برسا کہ جسکا حساب نہ تھا اب مصیبت اور بڑہ گئی مگر خداوند کریم نے اسمین بھی فائدہ کی بات سوچی تھی کیونکہ اون لوگون کو مینہ نے آگے بڑہنے سے روکا۔ نہین تو وہ اتنا بڑہجاتے کہ اونہین پکڑ نہین سکتے تھے اپنے بیش بہا اور قیمتی مال اور کپڑے سکہانے کو وہ ٹھیرے رہگئے اور مسلمانون نے اونکو جالیا۔ جب صبح کی سپیدی نمودار ہوئی ابر کھلگیا اور سورج نکلا۔ یونس نے جناب سیف اللہ کی خدمت مین التماس کی کہ اگر حکم ہو تو مین ادہر ادہر پھر کے اون لوگون کی کچھہ خبر لاؤن۔ اسوقت وہ مجھے قریب معلوم ہوتے ہین۔ مین نے اونکا غل شور سنا ہے۔ خالد بولے۔ آواز۔ کیا سچ ہے کہ تو نے آواز سنی۔ یونس نے عرض کی کہ مجھے یہی گمان ہوتا ہے۔ حضرت خالد بن ولید مکر و فریب الگ معلوم کر لیتے تھے اونہین دہوکا دینا نہایت مشکل کام تھا۔ اسوقت بھی اونہین کچھہ شبہ ہوا۔ مفرط بن جعدہ کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا کہ مفرط۔ ذرا تم بھی تکلیف کرو۔ نجیب (یونس) کے ساتھہ چلے جاؤ۔ تم دونون یار بھی ہو خوب ہنستے بولتے چلے جاؤ گے اور خبر لے آؤ گے۔ چنانچہ مفرط اور یونس دونون روانہ ہو گئے اور ایک بہاڑ پر چڑہ گئے جسے رومی جبل بارق کہتے تھے مفرط بن جعدہ فرماتے ہین کہ ہم نے پہاڑ کی چوٹی کے اوپر سے ایک بہت وسیع چراگاہ دیکھی جو نہایت سرسبز اور ہری بھری تھی۔ چارون طرف پھول کھل رہے تھے۔ عجیب دلکش اور دلفریب مقام ہمین نظر آیا جسے پہلے تو ہم دیکھتے کے دیکھتے رہگئے پھر جو ہوش آیا تو دیکھا کہ وہ سب اوسی

مرغزار مین پڑے ہین اور بیتہ نے اونہین ترتبر جو کردیا ہے تو قیمتی مال اور ریشمین و زرین کپڑے دہوپ مین سوکہنے کو پہیلار کہے ہین۔ صعوبت سفر اور رات کے مینہ کی تکلیف سے گہاس پر پڑ کے سوے ہوے ہین۔ مین یہ حال دیکہکے نہایت خوش ہوا اور پہاڑ سے جلدی اوتر کے بہاگا۔ یونس پیچہے ہی رہگیا۔ خالد بن ولید نے مجہے تنہا آتے دیکہکے پوچہا کہ اے ابن جعد۔ تمہارا کیا حال ہے کہین تمہارے ساتہی نے تم سے کوئی بدسلوکی تو نہین کی۔ مین نے التماس کی کہ حضور چین لکہتا ہے۔ ہمارے مطلوبہ لوگ اسی پہاڑ کے پیچہے پڑے ہین اور وہ وہ مال پہیلا ہوا ہے کہ آنکہین چوندہیائی جاتی ہین۔ واللہ اونہون نے دمشق مین ہمارے لئے کیا چہوڑا تہا تمام شہر کو لوٹ کے لے آے ہین۔ خالد بن ولید خوش ہوے اور فرمایا کہ ابن جعد۔ خدا تمہارا بہلا کرے۔ اتنے ہی مین یونس بہی آن پہونچا اور کہا کہ اے ذی شان سردار بشارت ہو آپکو۔ وہ لوگ موجود ہین مگر آپ مسلمانون کو ہدایت کردین کہ جو کوئی میری بیوی تک پہونچے تو اوسکی طرف نہ دیکہے نہ اوسکے ساتہہ کوئی بدسلوکی کرے اور بحفاظت میرے پاس لے آے۔ مجہے مال غنیمت مین سے سواے اوسکے اور کچہہ نہین چاہئے۔ جناب سیف اللہ نے فرمایا کہ تم اطمینان رکہو۔ انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا جیسا تم چاہتے ہو۔

اب حضرت خالد نے اپنے لشکر کے چار حصہ کئے۔ ایک ہزار سوار جناب ضرار بن الازور کے ماتحت کردئے۔ ہزار سوار ونکا سردار رافع بن عمیرۃ الطائی کو مقرر کیا۔ ایک گروہ جناب عبدالرحمن بن ابوبکر کو دیا اور باقی چوتہائی لشکر اپنے ساتہہ رکہا اور فرمایا خدا تمہارا مالک اور نگہبان ہے۔ اوسی سے اعانت اور مدد مانگتے ہوے تم تینون سردار یکے بعد دیگرے تہوڑے تہوڑے فاصلہ سے روانہ ہوا اور اون پر حملہ کرو۔ سب کے پیچہے مین آن گرونگا۔ چنانچہ سب سے آگے ضرار بن الازور درہ کوہ سے نکلے۔ وہ لوگ جو پہلے مطمئن اور نڈر بیٹہے ہوے تہے

چوکتا ہو گئے۔ ضرار کے بعد ہی رافع بن عمیرہ کے سوار جا گرے۔ اونکے پیچھے عبدالرحمٰن نے حملہ کیا۔ اب خالد بن ولید کی باری تہی اوسوقت تمام دشت و جبل کانپ گئے اور رومیون کے آگے موت آکھڑی ہوئی۔

عبیدہ بن سعید التمیمی فرماتے ہین کہ مین خالد کے ہمراہیون مین تہا۔ جسوقت ہم اوس سبزہ زار مین پہونچے ہین تر و تازگی سے آنکھون مین طراوت آگئی۔ پانی کے چشمے چارون طرف جاری تہے۔ خودرو گل بوٹے گہاس کے تختون کو پہولدار اطلس بناے ہوے اور او نمین زرین کپڑی پہیلے ہوے عجیب بہار دکہاتے تہے جب رومیون نے دیکہا کہ مسلمان ہمارے اوپر آن گرے اور جہنڈا فوج کا خالد بن ولید کے ہاتہہ مین ہے تو چیخ اوٹہے اور فریاد کی کہ خراب اور برباد اور ہلاک ہوے ہم۔ توما نے اپنے گروہ اور ہربیس نے اپنے بطارقہ کو پکارا۔ یہ سنکر رومی اپنے ہتیارون کی طرف دوڑے۔ گہوڑون پر سوار ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ لوگ تہوڑے ہین انکی کمبختی نے انہین ہمارے پاس بہیجا ہے۔ مسیح کے فضل و کرم سے انہین ابہی شکار کئے لیتے ہین صلیب ہماری مدد کریگی۔ ایسی ایسی ڈینگی باتین کر کے کچہہ مال و اسباب کی حفاظت کرنے لگے اور کچہہ مسلمانون کی طرف جہپٹے۔ مسلمان بہی مثل شہباز تیز چنگال کے اون پر گرے۔ رومی تاب نہ لا سکے اور متفرق ہو گئے۔ مسلمانون نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ،، کا نعرہ بلند کیا اور اونکے مال پر قبضہ کر لینا چاہا۔

روایت ہے کہ جب مسلمان پانی کے سیلاب کی طرح رومیون پر جا گرے تو ہربیس نے اپنے لوگون سے پکار کے کہا کہ اے لوگو۔ اپنے مال اسباب کے لئے لڑو اور خاطر جمع رکہو کہ انکی ہم سے پیش نہ جائیگی۔ ہم انکے مکر و فریب پر غالب آئینگے۔ پس رومی یہ سنکر لڑائی کے ارادہ سے بٹ گئے۔ نصف توما اور نصف ہربیس کے ساتہہ ہوے۔ توما سب سے پہلے

خالدبن ولید کے اوپر لپکا۔ اوسکے ساتھہ پانچ ہزار مسلح سوار تہے۔ اور ایسے لوہے مین غرق ہورہے تہے کہ سوائے آنکھون کے کوئی عضو اونکا سر سے پیر تک نہین دکھائی دیتا تہا۔ توما کے سامنے ایک صلیب ہی بلند تہی۔ جو سونیکی تہی اور ایسے جواہرات اوسمین لگے تہے کہ آفتاب کی چمک اوسکے آگے ماند تہی۔ خالدبن ولید نے توما کو اپنی طرف آتے ہوے دیکھکر اوسپر حملہ کیا اور اپنے ساتہیون سے پکارکے کہا کہ مین اس ملعون کو ٹھکانے لگائے دیتا ہون تم اسکے ہمراہیون سے نبٹ لو۔ اور توما کی طرف مخاطب ہوکے فرمانے لگے۔ اے کافر دشمن خدا کیا تو اس بات کو نہین جانتا تہا کہ تم لوگون کی موت ہمارے ہاتہون مین ہے۔ دیکھہ کہ اللہ جل شانہ نے زمین کی مسافت کو لپیٹ کے ہمین تمہارے سرون پر پہونچا دیا ہے اب تم ہمارے ہاتہون سے زمین کا پیوند ہوا چاہتے ہو۔ یہ سنکر توما جلگیا اور جہلا کے خالد پر حملہ آور ہوا۔ سیف اللہ نے اوسکا وار خالی دیکے اوسے گہوڑے سے زمین پر گرا دیا۔ اونکے ساتہیون نے توما کے پانچہزار مسلح سوارون کا دم ناک مین کر دیا۔ صلیب کو زمین پر اوندھا گرا دیا اور جلدی جلدی اونکو گہاس کی طرح کاٹنے لگے۔ عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق نے جب دیکھا کہ خالد نے توما کو بہی منہ کے بل زمین پر گرا لیا ہے تو وہ بہی اوسی پر آن گرے۔ جہٹ سینہ پر چڑہکے اوسکا سر اوتار لیا اور اپنے نیزہ کی نوک پر اوسے رکہکے مسلمانون سے کہا کہ توما ملعون مارا گیا اب ہربیس کی تلاش کرو۔ یہ سنتے ہی مسلمان خوش ہوگئے۔

رافع بن عمیرۃ الطائی نے فرمایا ہے کہ مین بہی اوسوقت اپنے آدمیون کے ساتہہ اوسطرف گیا جدہر رومیون کی عورتین اور بال بچے اوترے ہوے تہے۔ کیا دیکھتا ہون کہ رومیون کی عورتین بہی سختی کے ساتہہ لڑ رہی ہین اور کسی کو اپنے پاس نہین آنے دیتین۔ اوسی وقت ایک سوار رومی وردی پہنے آیا اور اپنے گہوڑے سے اوترکے ایک عورت سے لڑنے لگا۔

کبھی تو وہ عورت اوس مرد پر غالب ہو جاتی تھی اور کبھی مرد عورت کو دبا لیتا تھا - مجھے تعجب ہوا
کہ یہ عجیب معاملہ ہے - اسکو دریافت کرنا چاہیئے اسلیئے مین اون دونون کے پاس چلا گیا -
معلوم ہوا کہ حضرت یونس ہمارے راہبر اپنی جورو سے لڑ رہے ہین اور دونون مین کُشتم کُشتا کی
ٹھیری ہوئی ہے - مجھے یہ حال دیکھکر بے اختیار ہنسی آگئی مگر اپنے آدمی کی حمایت کرنے کو آگے
بڑھا تو دس عورتین چلاتی ہوئی میری طرف دوڑین اور میرے گھوڑے پر پتھر مارنے لگین - ایک
حسین نازک بدن نے جو مغرق ریشمین لباس پہنے تھی ایسا تاک کے پتھر اوسکی پیشانی پر مارا کہ
گھوڑے نے گھبرا کے اپنا سر اپنے زانو پر دے پٹکا اور گرتے ہی مر گیا - مجھے بڑا افسوس ہوا -
یہ گھوڑا وہ تھا جسپر مین جنگ یمامہ مین خالد کے ساتھہ رہا تھا - مین گھوڑے کے رنج مین گرفتار
ہو کے نیچے کھڑا رہ گیا - جب کچھہ ہوش آیا تو نہایت طیش سے اوس عورت پر حملہ کیا - وہ بھاگی -
باقی عورتین بھی اوسی کے ساتھہ منتشر ہو گئین - مین بھی دوڑ کر اونمین مین جا ملا اور اونکے مار ڈالنے
کا ارادہ کیا - مین نے اونہین ڈانٹا - دھمکایا - چاہتا تھا کہ خاص اوس عورت کو جس نے میرے
گھوڑے کو مارا ہے سزا دون اسلیئے مین نے اوسکے نزدیک جا کے تلوار اوسکے سر پر
چمکائی - اوسنے اپنے سر پر ہاتھہ رکھکے مجھہ سے امان طلب کی - مین نے اوسے قتل تو
نہین کیا بلکہ گرفتار کر لیا - دیکھتا ہون تو وہ دیباج کے بھاری کپڑے پہنے تھی اور سر سے موتیون
کی لڑیان لٹک رہی تھین - مین نے اوسکے ساتھہ کی عورتون کو بھی قید کر لیا اور مشکین باندھکے
پیچھے لوٹا لایا - راہ مین ایک رومی گھوڑا بغیر سوار کے مجھے ملا مین اوسپر سوار ہو گیا - چاہا کہ لڑائی
کی طرف پھرون مگر یونس کی یاد آگئی اور اوسکی جستجو مین چلا - کیا دیکھتا ہون کہ اوسکی بیوی کی لاش
خاک و خون آلودہ اوسکے سامنے پڑی ہے اور یونس رو رہا ہے مین نے اوس سے
دریافت کیا کہ یونس تیرا کیا حال ہے - اوس نے نگاہ یاس سے میری طرف دیکھکے جواب دیا کہ

خاک و خون مین غلطان
کیا بتاؤن میری قسمت پہوٹ گئی - یہ دیکہو میری جان و دل کی مالک خاک و خون مین غلطان
پڑی ہے - مجہے اس سے عشق تہا دنیا مین اس سے زیادہ عزیز مجہے کوئی نہ تہا اسی کی خاطر
مین نے اتنی مصیبتین سہین - جب یہ مجہے ملی تو مین نے اس سے کہا کہ اے ظالم مین تیری
خاطر زمانہ کی خاک چہانتا پہرتا ہون اور تو مجہہ سے بہاگتی ہے - اسنے کہا کہ قسم مسیح کی - اب
مین تیرے پاس نہ رہونگی تو مسلمان ہوگیا ہے - مین نے اپنی جان کو خداوند مسیح کی راہ مین
ہبہ کر دیا ہے اب کسی مرد کا منہ ندیکہونگی اور قسطنطنیہ پہونچکر راہبہ بن جاؤنگی - مین نے ہر چند
اوسکی خوشامد کی مگر وہ نہ مانی - آخر مجہہ سے لڑنے کو تیار ہوگئی - تہوڑی دیر تک ہم دونون مین
ہاتہا پائی رہی یہانتک کہ مین نے اوسے گرفتار کر لیا - جب اوس نے دیکہا کہ اب میرا کچہہ بس
نہین چلتا تو ایک چہری اپنی بغل سے نکالکے سینہ مین بہونک لی اور طرفۃ العین مین ٹہنڈی
ہوکے رہگئی - بہائی رافع -

حسرت پہ اوس مسافر بیکس کے روئیے		جو تہک گیا ہو آن کے منزل کے سامنے

یہ کہکے یونس اپنی چہاتی کوٹنے اور دیوانون باؤلون کیطرح کپڑے پہاڑنے لگا - حضرت رافع بن عمیرؓ الطائی
فرماتے ہین کہ یونس کا یہ حال دیکہکر میری چہاتی پہٹنے لگی اور بے اختیار آنکہون سے اشکون کی
لڑی بندہ گئی وہ کچہہ اس درد سے روتا تہا کہ مجہے بہی تاب نرہی آخر جب مجہہ سے کچہہ نہ بن سکا
تو اوسے گلے لگا کے کہا کہ بہائی - مرد کہین اسطرح بلک بلک کے روتے ہین اور پہر ایک جاندار
کے لئے جسکا مارنا اور جلانا خدا کے ہاتہہ مین ہے اگر وہ تمہارے سامنے بیمار پڑکے
مرجاتی یا کوئی اور مسلمان اس لڑائی کے طوفان مین اوسے مار ڈالتا تو تم کیا کر لیتے - وہ خدا کی
ہان سے اپنی اتنی ہی لکہا کے لائی تہی جو کسی طرح ٹل نہین سکتی تہی - دوسرے ہم مسلمانون کو عین
جہاد کے موقع پر کسی دنیوی شے سے اتنی محبت ظاہر کرنا اپنا ثواب کہونا ہے - ہم تو خالصۃً للہ

خدا کی راہ میں اپنا سر ہتیلیون پر لئے پہرتے ہین اسے جو چاہے لیلے اور ہمین اس دنیاء دون کی قید سے چہڑادے۔ ہمارے بیوی بچے کہان۔ دولت دنیا سے ہمین کیا مطلب۔ دیکہو کوئی اور مسلمان نہ دیکہلے سنبہل جاؤ اور اس کچے غم کو اپنے پاس سے علیحدہ کرو۔ مرضی مولی از ہمہ اولی۔ میری یہ تقریر سنکے اوسکی آنکہین سی کہلگئین۔ مجہے سہارا ہوا کہ حضرت عشق کے سامنے میرا افسون کارگر ہوگیا فوراً ایک تڑاق سے اور جڑی کہ پیارے یونس۔ تیرے لئے ایک چودہوین رات کا چاند لایا ہون۔ تیری یہ محبوبہ تو اوسکے تلوے کی برابری بہی نہین کرسکتی پہر ریشمین مغرق لباس مین لپٹی ہوئی بال بال موتی پروے اور جواہرات جڑی ہوئی سونے کی مورت ہے۔ ابہی تک مجہے تحقیق ہی نہین ہوا کہ آدمی ہے یا حور کا بچہ۔ اگر آدمی نکلے تو مین اپنے یونس ہی کی لونڈی بناؤنگا۔ بہائی۔ ذرا ایک نظر جاکے دیکہہ لو کہ کوئی چہلاوا تو نہین ہے یہ دوسری ضرب یونس کی پیٹہہ پر ایسی کڑی بیٹہی کہ عشق کا بڑہا ہوا جن صاف اوترگیا اور وہ مجہے پوچہنے لگا کہ کدہر ہے۔ مین نے اوس عورت کی طرف اشارہ کیا۔ یونس نے رومی زبان مین اوس سے جاکے باتین کین۔ عورت نے روکے جوابدیا کہ مین ہرقل کی اکلوتی بیٹی ہون۔ یونس مجہہ سے آن کے کہنے لگا کہ بہلا۔ یہ میرے لایق کاہیکو ہے۔ مین ایک غریب عام آدمی وہ شہزادی میری اوسکی کب نبہیگی۔ مین نے جوابدیا۔ یہ کیا کہا ہم مسلمانون مین بادشاہ و فقیر سب یکسان ہین۔ یونس بولا یہ بہی سہی مگر اوسکا باپ اوسکے لئے ہزار جتن کریگا اور جیسے بنیگا ویسے اپنی بیٹی کو تم سے لیگا۔ مین نے کہا تم تو مار کے پہلے ہارے تو یہ مچا رہے ہو اوسوقت کی اوسوقت دیکہی جائیگی ابتو یہ تمہاری ہے۔ چلو سیف اللہ سے چلکے بیان کرین۔ بعض مسلمان اوسوقت ہمہ تن لڑائی مین مشغول تہے اور بعض جناب سیف اللہ کے حکم سے ریشمی کپڑے اور مال واسباب جمع کررہے تہے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جب کوئی اہل عرب کسی کے پاس دیباج کا کپڑا دیکھتا تھا اور اوس سے پوچھتا تھا کہ یہ کپڑا کہان کا ہے تو یہی جواب ملتا تھا کہ مرج الدیباج کا اسلئے اس مرغزار کا نام مرج الدیباج ہی پڑگیا اور اسی نام سے وہ آج تک مشہور ہے۔

روایت ہے کہ اسوقت مسلمانون نے سیف اللہ کو تلاش کیا مگر وہ نہ ملے لوگ بہت گھبرائے اور سخت بے چین ہوئے۔ انس بن مالک فرماتے ہین کہ توما کے قتل کے بعد اونہین ہربیس کی جستجو ہوئی تھی جب اوسکو جنگ گاہ مین نہ پایا تو اونہون نے رومی لشکر مین ادہر ادہر گھومنا شروع کیا جو ملتا تھا اوسے قتل کرتے ستے مگر تلاش ہربیس ہی کی تھی کہ دفعتاً ایک بھاری ڈیل ڈول سرخ رنگ اور لمبی ڈاڑھی والا گبر اونہین نظر آیا۔ وہ دیباج کے بیش بہا کپڑے اور اوپر لوہا پہنے تھا۔ جناب خالد سمجھے کہ یہی ہربیس ہے۔ اپنے گھوڑے کو اوسکی طرف دوڑا کے بڑی سختی کے ساتھ اوس پر حملہ کیا۔ وہ گبر جان کے خوف سے بھاگا اور سیف اللہ اوسکے پیچھے چلے۔ اوسنے ایک کاوا لگایا۔ خالد نے اپنا نیزہ زور سے اوسکی پیٹھ مین مارا کہ وہ گھوڑے سے منہ کے بل زمین پر آن رہا۔ جناب سیف اللہ شیر غضبناک کی طرح اوسکے اوپر جا کھڑے ہوئے اور پکارے اے ہربیس۔ خدا تیرا برا کرے تو میرے ہاتھ سے بچکے بھاگنا چاہتا تھا۔ یہ سنکر اوسنے فریاد کی کہ للہ مجھے چھوڑ دو مین ہربیس نہین ہون مین اپنے عوض مین جو تم مانگو گے دونگا۔ خالد نے جوابدیا کہ جب تک تو ہربیس کا پتا مجھے بتا نہ دیگا مین تجھکو ہرگز نہ چھوڑونگا مجھے تجھ سے مال و متاع کی تمنا نہین فقط اوسکے پاس تک مجھے پہونچا دے پھر تو محفوظ ہے۔ گبر بولا۔ اچھا میرے سینہ سے اوتر کے میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ غرضکہ وہ کافر سیف اللہ کے نیچے سے اوٹھکے دائین بائین دیکھنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد خالد سے کہا کہ دیکھو وہ ایک گروہ رومیون کا پہاڑ پر چڑھا چلا جاتا ہے اونمین سب سے آگے ہربیس ہی ہے

اور اوسکے سر پر جواہرات کی ایک صلیب چمک رہی ہے۔ خالد بن ولید نے اوس گیر کو اسد بن جابر کے سپرد کیا اور کہدیا کہ جب تک مین حکم ندون اسکو نہ چھوڑنا پھر اپنے نیزہ کو سیدھا کر کے گھوڑے کی باگ پہاڑ کی طرف موڑدی۔ اوس گروہ کے پاس پہونچکے للکارے کہ اے ملعونو کہان جاتے ہو۔ تمہاری موت آپہونچی میرے ہاتھہ سے کوئی نہین بچ سکتا۔ ہربیس نے یہ بات سنکر اونکی طرف دیکھا اور سمجھا کہ یہ تن تنہا ہین انکو سونت کے بیہین رکھدینا ذرا سی بات ہے اس لیے ٹہیر گیا۔ اوسکے ٹھیرتے ہی اوسکے ساتھہ کے بطریقون نے بھی توقف کیا۔ اون سبکے پاس ہتیار اور تلوارین اور عمود لوہے پورے تہے اور سب کے سب شجاعت اور جراءت اور دانشمندی مین مشہور و معروف زمانہ تھے۔ یہان اکیلے خالد بن ولید نے نڈر ہو کے اونپر حملہ کیا اور کہا کہ اے مردودو۔ خدا تمپر اپنا غضب نازل کرے۔ کیا تم یہ سمجھکے میدان سے بھاگے ہو کہ اللہ بزرگ و غالب ہمین تمپر قادر نہ کریگا۔ مین شہسوار نامدار اور دلیر سردار ہون لوگ مجھکو سیف اللہ خالد بن ولید کہا کرتے ہین۔ خدا نے چاہا تو تم میرے ہاتھون سے اپنی جانین بچا کر نہین لیجا سکتے۔ یہ کہکر اونمین سے ایک سوار کو نیزہ مار کے زمین پر گرادیا وہ گرتے ہی ٹھنڈا ہو گیا دوسرے نے اوسے مرا ہوا دیکھکے جھنجھلا کر تابڑ توڑ حملے کیے جناب خالد نے اوسکو بھی اوسی کے پیچھے پیچھے روانہ کر دیا۔

جناب واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جب ہربیس نے خالد کا یہ حال دیکھا تو گھوڑے سے زمین پر سمٹکے فریاد کرنے لگا اور اپنے ساتھیون سے کہا کہ سختی ہو تمپر یہی شخص ہے جسنے ملک شام کو ہتیلی پر رکھکے اولٹ دیا ہے اور ہمارے شجاعون کو اونگلیون پر نچاتا پھرتا ہے یہی مالک ارکہ اور تدمر کا ہے اور یہی سردار حوران و بصریٰ ہے اسی کے ہاتھہ مین دمشق و اجنادین کی حکومت ہے اگر تم نے اسکو مار لیا تو سب گئی ہوئی عزت و آبرو تمہاری واپس آجائیگی اور جو کچھہ

تمہارے ہاتھہ سے نکل گیا ہے پہر تمہارے قبضہ مین ہوجایئگا یہ سمجھہ لینا کہ اسکو مار کے اپنے سب مقتولون کا بدلا لیلوگے اسوقت یہ تن تنہا تمہارے سامنے ہے پہر ایسا موقع ہاتھہ نہ آئیگا ورنہ جو کچھہ رہا سہا ہے اوسکو بہی یہ لے لیگا۔

یہ باتین سنکے رومیون مین کچھہ جان سی آگئی اور آنکہین کہلین کہ ہان ہربیس سچ کہتا ہے۔ اتنے آدمیون کو ایک اکیلے کا مار ڈالنا کچھہ بہی نہین پس جتنے بطریق وہان موجود تہے سبہون نے سیف اللہ کو چارون طرف سے گہیر لیا۔ دوسرے یہ دقت جانکاہ اور واقع ہوگئی تہی کہ اوس پہاڑ پر درخت نہایت گھنے تہے جنکے باعث سے خالد کا حربہ اونپر کارگر نہوتا تہا اور وہ چونکہ بہت سے ہر طرح سے انہین زچ کرسکتے تہے۔ جب حضرت سیف اللہ نے کوئی علاج نہ دیکہا تو گہوڑے سے نیچے کود پڑے اور تیغ و سپر لیکے بڑے استقلال و صبر سے اونکا مقابلہ کیا۔ گہوڑے سے کودتے ہی اپنے خوابکا خیال آیا۔ سمجہے کہ مین نے بڑی غلطی کی مگر اب کیا ہوسکتا تہا۔ خیر۔ ع
خدا خود میر سامانست ارباب توکل را۔

روایت ہے کہ جناب خالد بن ولید رضی اللہ تعالے عنہ تیئیس[۳۲] لڑائیان لڑے اور سب مین خدا کی عنایت سے فتحیاب ہوے۔ جس لڑائی مین جاتے یہ دعا مانگتے کہ الٰہی۔ شہادت کی دولت مجہے نصیب ہو لیکن کبہی آپکی یہ دعا درجہ قبولیت کو نہ پہونچی اسوقت جو اپنی غلطی کا شبہہ ہوا تو فرمایا لاحول ولاقوۃ یہ کیا خیال ہے۔ دعا مانگتے مانگتے دانت بہی گہس گئے ہین۔ اچہا ہے جو آج خداوند کریم میری دلی تمنا پوری کردے۔ پس آگے بڑہکے لڑنے لگے۔ یہ اکیلے تہے اور وہ بیس قوی ہیکل اور روئین تن پہلوان تہے۔ ہربیس جہلا کے عقاب تیز چنگال کی طرح سیف اللہ کے پیچہے سے اون پر جہپٹا۔ وہ تو آگے والون سے لڑائی مین مصروف تہے اوس ملعون نے غائبانہ پیچہے سے ہاتہہ تول کے ایسی ضرب تلوار کی سر پر دی کہ خود کے پرخچے

اوڑ گئے اور عمامہ لٹکر گر پڑا۔ ساتھہ ہی ہربیس کے ہاتھہ سے تلوار بھی چھٹکر دور جا پڑی۔ اب خالد ڈرے کہ بڑی مشکل کا مقام ہے اگر پیچھے پھرتا ہون تو آگے والے مجھپر دوڑ پڑینگے اور جو اس ملعون ہربیس کی طرف کے خبر نہین لیتا تو چونکہ تلوار اسکے ہاتھہ سے گر پڑی ہے یہ صاف بہاگجائیگا اس لئے چار و ناچار دائین بائین دیکتے ہوے حملہ کیا اور تہوڑی دیر کے بعد نعرۂ تکبیر اس زور و شور سے مارا جسے سنکر دشمن سمجھے کہ یہ اپنے آدمیون کو اپنی مدد کے لئے آتا دیکھکر خوش ہوے ہین بس اس خیال کے آتے ہی ادہر کبیرون کے اوسان خطا ہو گئے۔ اودہر خدا کی قدرت دیکھئے کہ مسلمان بہی بحال مضطر جناب سیف اللہ کو ڈہونڈتے ڈہونڈتے تکبیر کی آواز کے ساتھہ ہی کہنچے ہوے چلے آئے۔ جب کفار نے اپنے آگے پیچھے دائین بائین اہل عرب کا شور سنا تو گہبرا گئے اور آئے ہوے اوسان ہاتھہ سے جاتے رہے۔ عبدالرحمن بن صدیق اکبر نے سامنے آتے ہی کہا لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک له وان محمد اعبدہ ورسوله یا اباسلیمان انك الغوث من رب العالمین یعنی سوائے اللہ کے کوئی معبود نہین جو تنہا اور لاشریک ہے اور تحقیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے بندہ اور اوسکے رسول ہین اے اباسلیمان پروردگار عالم نے مجھے تمہارا فریادرس بناکے بھیجدیا۔ جناب خالد نے یہ آواز سنی مگر نہ تو عبدالرحمن کی طرف مخاطب ہوے نہ اونکے ساتہیون کو نظر بہر کے دیکھا یہانتک کہ پہلے بذات خود کافرون کو دائین بائین منتشر کر دیا۔

ہربیس نے جب مسلمانون کی آواز سُنی تو ہاتھون کے طوطے اوڑ گئے۔ نظر غور سے جو دیکھا تو اپنے تئین چارون طرف سے گہرا ہوا پایا پیٹھہ پہیر کے بہاگنا چاہتا تہا کہ خالد بن ولید کی تلوار سر پر تہی اور لمحہ نہین گذرا تہا کہ سر کٹ کے زمین پر آن رہا۔ عبدالرحمن وغیرہ نے ہربیس کے ساتہیون کو کاٹ چہانٹ میدان صاف کر دیا۔ سب سے زیادہ ضرار بن الازور نے

مارے - خالد بن ولید ضرار کی طرف دیکھکے مسکرائے اور فرمایا کہ اے ابن ازور - تم فیروز مند اور رستگار ہووے - خدا ہمیشہ تمہارے کامون کو تمہارے لئے مبارک کرے - پہر عبدالرحمن اور اونکے ساتہیون کو سلام کرکے پوچہا کہ تم لوگون کو میرا یہان ہونا کیسے معلوم ہوا - شاہزادہ عبدالرحمن نے جوابدیا کہ جب خدا نے ہمکو رومیون پر غالب کیا اور بہت سے آدمی اونکے مقتول اور گرفتار ہوچکے تو مسلمان مال غنیمت جمع کرنے لگے ناگاہ ایک آواز غیبی ہمارے کانون مین آئی کہ افسوس اے مسلمانو - تم مال کے لوٹنے مین مصروف ہو اور سیف اللہ کو دشمنون نے گیہر رکہا ہے - جب ہمین نے اس آواز کو سنا تو بیچین ہوگیا - یہ معلوم ہی نہ تہا کہ آپ کہان ہین - ہم مضطرب و بدحواس دیوانون کی طرح ادہر اودہر پہرنے لگے کہ آپکے لشکر کا ایک آدمی ہمین ملا اوسکے ساتہہ ایک بہاری تن و توش والا گبر تہا جسنے ہمکو آپ کا پتا بتادیا اور ہم جلدی سے یہان آن پہونچے - پہر خالد مسلمانون کے لشکر مین آئے اونہین دیکہکے سب خوش ہوگئے اور مبارک سلامت کی دہوم مچگئی - اسد بن جابر کے پاس سے اوس گبر کو طلب کرکے فرمایا کہ تونے آج اسلام کی دو خدمتین کی ہین اول تو مجہے ہربیس کو دکہادیا پہر مسلمانون کو میرا پتا بتا کے میرے پاس بہیجدیا اسلئے مجہے لازم آیا کہ تجہے تیری نیک خدمات کا صلہ دون - اب بتا کہ تو مسلمان ہوکے بہشت مین جانا چاہتا ہے یا نہین - اوسنے جوابدیا کہ مین اپنے دین کو ہرگز نچہوڑونگا اسلئے حضرت سیف اللہ نے اوسے بہت ساز و مال بطور انعام دیکر چہوڑدیا اور فرمایا کہ جہان تیرا جی چاہے چلا جا کوئی مسلمان تجہے نہ ستائیگا -

نوفل بن عمرو سے روایت ہے کہ مین نے ایک گبر کو دیکہا - وہ ایک گہوڑے پر سوار ہوا اور روم کے شہرون مین اس حادثہ کی خبر دینے تن تنہا روانہ ہوگیا - ہم لوگون نے اسکی اطلاع جناب خالد کو دی حکم ہوا کہ جانے دو کوئی اس سے نہ بولو - تمہارے حق مین اسکا جانا اچہا ہے

یہ جا کے چارون طرف والون کے اور حواس کھو دیگا۔ پھر حضرت سیف اللہ نے مسلمانون سے فرمایا کہ مال غنیمت جمع کرو چنانچہ تمام مال اور قیدی اونکے سامنے اکٹھا کئے گئے۔ مال کی کثرت معاینہ فرما کے اونہون نے خدا کا شکریہ ادا کیا۔ پھر یونس راہبر کو بلا کر اوس سے اوسکی بیوی کا حال دریافت کرنے لگے کہ رافع بن عمیرۃ الطائی بول اوٹھے اے جلیل القدر سردار۔ وہ بڑی کٹر کافرہ تہی اسکے مسلمان ہونیکے باعث اس سے راضی نہوئی اور خودکشی کرلی۔ مین اپنے یار یونس کے لیئے ہرقل کی بیٹی کو گرفتار کرلایا ہون۔ حکم ہوا کہ اوسے ہمارے سامنے لاؤ۔ جب اوسکے حسن و جمال پر نظر پڑی تو فوراً اوسکی جانب پیٹھ کرلی اور فرمایا سبحانک اللھم بحمدک تخلق ما تشاء و تختار۔ پہر یونس سے بولے۔ کیا تو اپنی بیوی کے عوض مین اسے منظور کرتا ہے۔ یونس نے جوابدیا۔ حضور۔ ہرقل اسکو ہرگز آپ کے قبضہ مین نہ رہنے دیگا وہ یا تو اسکے لیئے لڑیگا یا اسکے عوض مین مال دیگا۔ ارشاد ہوا کہ جب کی جب دیکھی جائیگی ابتو تم اسے اپنے پاس رکھو۔ پس ہرقل کی بیٹی یونس کی حراست مین رکھی گئی۔ اسکے بعد یونس نے دست بستہ عرض کی کہ حضور۔ اسوقت ہم لوگ تنگ اور دشوار گذار مقام پر ہین اور رومیون کے لشکر کی آمد آمد ہے بہتر ہے کہ ایکدم بہی یہان توقف نہ کیا جاے۔ جناب سیف اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالے ہمارے ساتھہ ہے اور وہی ہمکو کافی ہے مگر تیرے کہنے کے بموجب کوشش کیجائیگی۔

روح بن عطیہ فرماتے ہین کہ ہمنے بہت سی راہ قطع کرلی اور کوئی رومی نظر نہ آیا۔ جب مرج الصفر کے قریب ام حکیم کے پل پر پہونچے ہین تو دفعتاً ہمارے پیچہے ایک غبار اور گرد گہومتی ہوئی دکہائی دی۔ ایک آدمی نے دوڑ کے سیف اللہ کو خبر کی۔ حکم ہوا کہ ایک شخص جا کے دریافت کرے۔ قوم غفار کے ایک آدمی صعصعہ نے گھوڑے پر سوار ہوکے اودہر کا قصد کیا اور غبار کے پاس پہونچکے حال معلوم کیا۔ اور پکارتا ہوا واپس آیا کہ اے سردار۔ ہمین رومیون نے آن لیا

یہ ایک بڑی فوج ہے از سرتاپا غرق آہن اور جدہر دیکھو صلیبین ہی صلیبین نظر آتی ہین - یہ سنکر جناب سیف اللہ نے یونس راہبر سے فرمایا کہ تم جا کے ان لوگون سے دریافت کرو کہ کیا قصد رکہتے ہو - اونہون نے آکے کہا - حضور مین نے پہلے ہی عرض کی تہی کہ ہرقل اپنی بیٹی کو آپکے پاس نچہوڑیگا چنانچہ یہ لوگ اوسی کی طلبگاری مین آے ہین - یہان خالد بن ولید اور یونس مین یہ باتین ہو ہی رہی تہین کہ اونمین سے ایک بڈہا بالونکا لباس پہنے لشکر اسلام مین آیا اور بیان کیا کہ مین ایلچی ہون تمہارے سردار سے کچہہ باتین کرنا چاہتا ہون - حضرت سیف اللہ نے اوسے اپنے حضور مین طلب کرکے فرمایا کہ کہو کیا چاہتے ہو - اوسنے عرض کی - بادشاہ ہرقل نے آپکو یہ پیام دیا ہے کہ تمنے میرے داماد کو قتل کرکے میری جہیتی بیٹی کو رانڈ کردیا اور پہر اسپر ہی بس نہین کرکے شاہزادی کو قید کرلیا - ظلم وزیادتی اچہی باتین نہین ظالم ضرور نیچا دیکہتا ہے - چونکہ اب تم فتحمند ہوے ہو حد سے نہ گذرو - میری بیٹی کو یا تو میرے ہاتہہ زرومال لیکر بیچڈالو یا باہمی سلوک کے طور پر ہدیتاً مجہے بہیجدو اور سمجہہ لو کہ جو بنی آدم پر رحم کرتا ہے خدا اوسپر رحم کرتا ہے - اسکے بعد میری تمنا ہے کہ تم مجہہ سے صلح کرلو - جناب سیف اللہ نے یہ پیام سنکے فرمایا - ہرقل سے جاکر کہدینا کہ صلح تو ممکن نہین مین جب تک تیری تختگاہ کو نہ فتح کرلونگا ایک قدم پیچہے نہ ہٹاؤنگا - رہی اوسکی بیٹی وہ ہدیتاً واپس کی جاتی ہے ہمین خدا نے سب کچہہ دے رکہا ہے اسکی قیمت لیکے ہم موٹے نہین ہو جائینگے - ہرقل کی بیٹی جب ہرقل کے پاس پہونچگئی تو اوسنے اپنے ارکین سلطنت کو جمع کرکے کہا کہ دیکہو - جو کچہہ مین نے تم سے کہا تہا وہی ہو بہو پیش آرہا ہے - تمنے میری ایک نہ مانی بلکہ میرے مارڈالنے پر آمادہ ہوگئے اب روز بروز حالت بدتر ہی ہوتی جائیگی اسمین تمہارا بہی کچہہ قصور نہین بلکہ خدا کو یون ہی منظور ہے - رومی بادشاہ کا یہ کلام سنکے زار وقطار رونے لگے -

الغرض جناب خالد وہان سے روانہ ہوکر مع الخیر دمشق پہونچے یہان امین الامتہ اور
اون کے ساتھہ والے ان لوگون سے پاتہہ وہو چکے تہے۔ جناب خالد کے دیدار سے
سب کے تن بیجان مین جان آگئی اور گلے مل ملکے مبارک سلامت کی دہوم مچی۔ لوگون نے
سجدہ شکرادا کیا۔ اسوقت عمرو بن معدیکرب الزبیدی اور مالک الاشتر النخعی بہی دمشق مین
آے ہوے موجود تہے۔ اور ایک عظیم الشان مجمع مسلمانون کا وہان ہوگیا تہا۔ جب اس
مرج الدیباج کی فتح اور وہان کی آمد ورفت کی کیفیت بیان کی گئی تو سب لوگ خالد کی شجاعت
اور دلیری پر عش عش کرتے تہے اور سب کا بالاتفاق یہ بیان تہا کہ آدمی کی یہ مجال نہین۔ یہ
خداداد بات ہے۔

جب سیف اللہ نے دمشق مین آکے چند روز آرام کرلیا تو مال غنیمت مین سے خمس جدا
کرکے باقی کو مسلمانون مین تقسیم کردیا۔ اپنا پورا حصہ یونس کو دیکر فرمایا کہ اسکو خرچ کرکے اپنے
حسب دلخواہ کسی عورت سے نکاح کرلے۔ یونس بولا قسم ہے خدا کی۔ مین اب کسی سے
نکاح نہ کرونگا۔ اب مین اپنی بیوی کے عوض مین اللہ جل شانہ سے قیامت کے دن بہشت
مین حورین لونگا۔ رافع بن عمیرۃ الطائی فرماتے ہین کہ یرموک کی لڑائی تک یونس میرے ساتھہ
رہے۔ جہاد مین سعی بلیغ کرتے رہے۔ جنگ یرموک مین ایک تیر اونکے سینہ مین لگا اور وہ
مردہ ہوکے گر پڑے خدا اون پر رحم کرے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مجہے اونکی جدائی کا بہت
رنج ہوا۔ ایکدن خواب مین کیا دیکہتا ہون کہ یونس چمکدار مغرق پوشاک زیب بدن کئے میرے
سامنے کہڑے ہین اور پیرون مین طلائی نعلین پہنے ایک سرسبز باغ کی سیر مین مصروف ہین
مین نے اون سے پوچہا کہ حق سبحانہ تعالے نے تمہارے ساتھہ کیا کیا۔ بولے۔ رافع۔
کچہہ نہ پوچہو مجہسے شکر ادا نہین ہوسکتا۔ اوسنے اپنے فضل سے مجہے بخشدیا اور میری بیوی

کے بدلہ ستر حورین ایسی دین کہ اگر اونمین سے ایک بھی دنیا مین ظاہر ہو جاے تو چاند سورج کی روشنی اوسکے سامنے ماند معلوم ہو۔ اتنے مین میری آنکھہ کہل گئی اور مین نے یہ ماجرا خالد بن ولید سے بیان کیا۔ بولے۔ رافع اسلام پر جان فدا کرنیوالون کے درجے اس سے بھی زیادہ ہین شہادت کے لیئے یہ ایک ذراسی بات ہے۔

جناب واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ سیف اللہ کو ابتک جناب صدیق اکبر کے انتقال کی خبر نہ تہی نہ امین الامتہ نے اونکو اس غم جانکاہ اور حضرت فاروق اعظم کی جانشینی کی اطلاع دی تہی۔ پس جب خالد بن ولید مرج الدیباج سے مظفر و منصور معہ مال غنیمت کے واپس آے تو یہ مضمون ایک عرضی خلیفہ کی خدمت مین لکہی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عبد اللہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین خالد بن الولید المخزومی عامل شام کی عرض ہے کہ تحقیق مین اوس خدا کی حمد کرتا ہون جسکے سوا کوئی اور معبود نہین اور درود بہیجتا ہون اوسکے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اسکے بعد التماس ہے کہ دمشق کی لڑائی مین ہم لوگون نے بڑی بڑی سختیان سہین مگر اللہ تعالے نے اپنے فضل وکرم سے ہماری مدد کی اور اپنے دشمنون کو مقہور فرمایا یعنی دمشق کو ہمنے فتح کرلیا۔ مین قہر وغلبہ کے ساتھہ تلوار کے زور سے باب شرقی کی راہ شہر مین داخل ہوا مگر امین الامتہ باب جابیہ سے رومیون سے صلح کرکے شہر مین آے۔ آگے آگے اونکے قس اور راہب تہے پس مجہکو ابو عبیدہ بن الجراح نے رومیون کے قتل اور قید سے باز رکہا۔ ہرقل کا داماد توما اور ایک دوسرا شخص ہربیس شہر مین سے بہت سامال اور آدمی ساتھہ لیکر چلدئے تہے ہمنے اونکا پیچہا کیا اور مال اسباب اون سے چہین کر اون دونون ملعونون کو مارڈالا اور ہرقل کی بیٹی کو قید کرلیا مگر ہرقل نے اوسے بطور ہدیہ کے واپس لے لیا اور مین صحیح وسلامت دمشق آگیا اب حضور کے حکم کا منتظر ہون۔ خدا آپکو

سلامت رکہے۔

یہ عرضی لکھکے اوسپر اپنی مہر کی اور عبد اللہ بن قرط کے ہاتہہ مدینہ روانہ کردی۔ عبد اللہ نے مدینہ پہونچکے عمر فاروق کو مسند خلافت پر رونق افروز پایا۔ جناب فاروق اعظم نے عرضی پڑہکے فرمایا۔ کیا صدیق اکبر کی وفات کی خبر وہان ابہی تک نہین پہونچی۔ عبد اللہ نے عرض کی کہ نہین یا امیر المومنین۔ جناب عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین ابو عبیدہ کے نام خط روانہ کرچکا ہون جسمین اونکو مین نے عامل شام مقرر کیا ہے اور خالد بن ولید کو معزول کردیا ہے۔

روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات حسرت آیات کے بعد جناب عمر بن الخطاب سریر آرائے خلافت ہوئے اوسوقت فاروق اعظم کا سن شریف باون ۵۲ برس کا تہا مسجد نبوی مین بالاتفاق سب چہوٹون بڑون نے حضور سے بیعت کی کوئی باقی نرہا تہا۔ الحمد للہ والمنۃ اونکے عہد خلافت مین مخالفت اور دشمنی اور نفاق بالکل اوٹھگیا تہا۔ باطل منقطع ہوگیا تہا حق قایم اور ثابت ہوا۔ چارون طرف دین کا غلبہ نظر آتا تہا۔ مگر شیطان کو عہد فاروقی مین بار نہ ملتا تہا۔ یہانتک کہ کفار جو حکم خدا اور رسول کے دشمن تہے تعجب ہے کہ قانون اسلام پر خوشی بخوشی چلتے تہے۔ غریبون پر چارون طرف لطف ومہربانی ہوتی تہی۔ بچون پر رحم کیا جاتا تہا بڑون کی بزرگداشت کی جاتی تہی۔ یتیمون کے حق مین یہ عہد اچہا خاصا ایک مائی باپ تہا۔ مظلوم کی داد ظالم سے دلائی جاتی تہی۔ دودہ کا دودہ پانی کا پانی اسی زمانہ کی عدالت مین ہوا تہا۔ کسی مفتری اور کذاب کی چلنی نہ پائی۔ آپ مدینہ منورہ کی گلیون اور کوچون اور بازارون مین فقیرانہ گدڑی پہنے اور ہاتہہ مین دُرہ لیئے پہرا کرتے تہے۔ خدا نے اونکے دُرہ مین ہماری تلوارون سے زیادہ خوف پیدا کیا تہا۔ ہر روز جو کی روٹی نمک کے ساتہہ کوٹکے اور کبہی بغیر نمک کے بہی کہا لیتے تہے۔ اداے فرض اور پیروی رسول صلعم سے اونہین کوئی کام نہین روک سکتا تہا۔

جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ عمر فاروق اپنے عہد مین قدم بقدم جناب رسالت
مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے چلے۔ ہر دم دین کے کامون کے لئے
دست بستہ مستعد وتیار رہتے تھے۔ بڑائی اور غرور نے کبھی اونکو چھوا نہین۔ جو اور نمک نے اونکو
جلادیا تھا اور ضعیف کرڈالا تھا۔ زیت اور خشک چھوہارے کہاتے کہاتے آپکو بہت تکلیف
پہونچی تھی۔ کبھی کبھی قدرے قلیل گہی بہی کہا لیتے تہے۔ آپکا قول تہا کہ جو اور نمک کہانا
بلکہ بہوکہا رہنا بہت آسان ہے بہ نسبت اسکے کہ کل جہنم کی آگ مین جانا پڑے۔ وہ آتش
دوزخ کا نام سنتے ہی کانپ اوٹہتے تہے۔ اونکے زمانہ مین بہت سے جہاد نہایت زور شور
کے ساتہہ ہوے۔ بہت شہر فتح ہوے اور بہت سے نئے شہر آباد کئے گئے۔

روایت ہے کہ جس رات کو صدیق اکبر نے اس سرائے فانی سے عالم جاودانی کو سفر
کیا حضرت عمر فاروق اور عبد الرحمن بن عوف الزہری نے ایک ہی ساخواب دیکہا۔ عبد الرحمن
بن عوف نے فرمایا ہے کہ مینے خواب مین دمشق کو دیکہا کہ مسلمان چارون طرف اوسکے گرد پہیلے ہوے مین
مسلمانون کی تکبیر کی آواز میرے کانون مین آئی اوسکے ساتہہ ہی شہر کی فصیل کا ایک حصہ زمین مین ایسا
سمایا کہ نام ونشان تک باقی نہ رہا اور خالد بن ولید تلوار کے زور سے شہر مین داخل ہوے۔ آگے آگے
اونکے ایک آگ تہی دیکہتا کیا ہون کہ یکایک اوس آگ پر ایسا پانی پڑا کہ وہ بجھگئی۔ جناب علی مرتضی
رضی اللہ عنہ نے یہ خواب سنکر فرمایا کہ مبارک ہو تمہین دمشق فتح ہوگیا۔

اسکے بعد عقبہ بن عامر جہنی دمشق سے مدینہ فتح اور خوشخبری کا خط لیکر آے۔ جناب
فاروق نے اون سے دریافت فرمایا کہ اے ابن عامر تمہین دمشق چہوڑے کتنے دن ہوے
اونہون نے عرض کی کہ جمعہ کو وہان سے چلا تہا اور آج جمعہ ہے برابر چلا ہی آتا ہون راہ مین
کہین ایک دم کو نہین ٹہیرا۔ جناب فاروق بولے۔ اچہا۔ تمنے اپنے رسول کی سنت ادا کی

خیر اب وہان کے حالات سناؤ۔ عقبہ بولے حضور خوشخبری اور بشارت ہے عنقریب اوسے صدیق اکبر ... کرڈالا۔ فاروق اعظم کا رنگ ابوبکر صدیق کا نام سنکر متغیر ہوگیا اور آبدیدہ ہوکر بولے۔ آہ۔ وہ اپنی مفارقت مین ہم لوگون کو تڑپتا چھوڑ گئے۔ پروردگار عالم نے اونکی تکالیف پر رحم فرماکے اونہین اپنے جوار رحمت مین بلالیا۔ قسم ہے خدا کی۔ جسکے قبضہ مین میری جان ہے وہ بڑے ستودہ صفات تھے۔ ہم سمجھتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ مین بیٹھے ہین وہ اس بھاری بوجھہ اور سخت کام سے چھوٹ گئے اور افسوس مجھہ ضعیف اور ناچیز آدمی کے ذمہ خلافت کا نہایت مشکل کام پڑا ہے۔ اے عمر۔ اگر تو اس کام کو عدالت سے کریگا تو نجات پائیگا اور جو تو نے انصاف کو چھوڑا یا اپنے کام مین کمی اور قصور کیا تو ہلاک ہوگا۔ اتنا فرماکے زار زار رونے لگے۔

عقبہ بن عامر فرماتے ہین کہ یہ حال سنکر میرا حال ہی غیر ہوگیا اور صدیق اکبر کے لئے مین نے دعاے رحمت کی پھر خط نکالکے جناب عمر بن الخطاب کے ہاتھہ مین دیا۔ آپ نے اوسے پڑھکے رکھہ چھوڑا۔ جب خطبہ اور نماز جمعہ سے فارغ ہوچکے تو منبر پر جاکے مسجد مین اوسے سب مسلمانون کو سنایا۔ مسلمان فتح دمشق کی خبر سنکے نہایت خوش ہوے اور تکبیر کے نعرون سے سارا مدینہ گونج اوٹھا۔ پھر جناب فاروق اعظم نے منبر سے اوترکے ایک خط امین الامتہ کے نام تحریر فرمایا کہ ہمنے خالد بن ولید کو معزول کیا اور اونکی جگہہ تمھین مقرر فرمایا۔ مجھے حکم ہوا کہ فوراً دمشق چلے جاؤ۔ جب مین واپس ہوکے وہان پہونچا ہون تو سیف اللہ توما اور ہربیس کے تعاقب مین گئے ہوے تھے مین نے وہ فرمان فاروقی امین الامتہ کو دیا اونھون نے اوسے پڑھکے مضمون کو پوشیدہ رکھا اور کسی مسلمان کو صدیق اکبر کی وفات کی خبر نہین سنائی یہانتک کہ سیف اللہ تشریف لے آے اور آتے ہی دمشق کی فتح اور مرج الدیباج کا حال اور ہرقل کی بیٹی کو

چہوڑ دینے کاذکو رایک خط مین تحریر کرکے عبد اللہ بن قرط کو مدینہ بہیجا - عبد اللہ نے جسوقت خالد کا خط
فاروق اعظم کو دیا ہے تو اوسکے پڑہتے ہی اونکا رنگ متغیر ہوگیا اور بہت ناگوار معلوم ہوا - فرمایا
اے ابن قرط - کیا وہان صدیق اکبر کی وفات کی خبر ابہی تک نہین پہونچی - مینے تو امین الامتہ
کو سرداری پر متعین کیا ہے - عبد اللہ بن قرط نے عرض کی کہ نہین وہان کسی کو یہ باتین معلوم نہین
ہوئین - اس سے حضرت عمر بہت خفا ہوے اور لوگون کو مجتمع کرکے منبر پر گئے اور فتح دمشق
اور غنیمت مرج الدیباج کا حال سنا کر فرمایا کہ اے لوگو - مین نے ابو عبیدہ بن الجراح کو
عامل شام مقرر کیا ہے وہ اس کام کے لائق اور امین ہین اور خالد بن ولید کو معزول کر دیا -
یہ سنکر بنی مخزوم مین سے ایک شخص بولا کہ اے امیر المومنین - آپ ایسے آدمی کو معزول
کرتے ہین جسے خدا نے سیف ناطق مشہور کرایا ہے اور مشرکون کا دور اور دفع کرنیوالا بنایا ہے
لوگون نے اونکی معزولی کیواسطے صدیق اکبر سے بہی درخواست کی تہی مگر ابو بکر صدیق نے اونکے
کہنے کو ہرگز نہ مانا اور یہی فرمایا کہ مین اوس تلوار کو کبہی بیکار نہ کرونگا جسے خدا نے مشرکون کے
گلے کاٹنے کے لئے کہینچا ہے اور اوس سے اپنے دین کو مدد دی ہے - ای امیر المومنین
اگر تم خدا کی تلوار کو نیام مین کر دوگے اور ایسے سردار کو معزول کروگے جسے خدا نے سرداری ہی
کے لئے پیدا کیا ہے تو اللہ جل شانہ اور اپنے بہائی مسلمانون کے سامنے ہرگز معذور نہ سمجہے
جاوٗگے - تحقیق تمنے قرابت کی پاسداری ذرا نہ کی اور اپنے چچازاد بہائی کی برائی چاہی -
افسوس خلیفہ ہوتے ہی تمہارا خون سفید ہوگیا - وہ شخص اتنا کہکے خاموش ہو رہا - جناب
عمر فاروق کے کان ایسے کلمات سخت سنکے کہڑے ہوگئے نظر غور سے اوسکی طرف دیکہا
کہ وہ ایک کم سن جوان ہے جو اپنے بہائی کے لئے غصہ ہوا ہے - پس کچہہ جواب اوسکی باتو
کا نہ دیا اور منبر سے اوتر آے رات کو لیٹتے کیوقت اپنے سرہانے اوس خط کو رکہلیا - رات بہر

نہ سوے اور اپنے نفس سے خالد کی معزولی کی بابت مشورہ کرتے رہے - صبح لوگون کے
ساتہہ نماز پڑہکے منبر پر گئے اور حق سبحانہ تعالے کی حمد و ثنا کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا ذکر خیر کیا اور اون پر درود بہیجا - پہر دعاے رحمت مانگی صدیق اکبر کے لیئے - اور فرمایا اے
لوگو - مین نے بڑا بوجہہ امانت کا اپنے سر پر لیا ہے مین شل چرواہے کے ہون قیامت کے دن
مجہہ سے رعیت کی بابت سوال کیا جائیگا اور مین جوابدہی کے لیئے میدان حشر مین کہڑا ہونگا -
تحقیق مجہکو تمہاری خیر خواہی اور نگرانی اور حفاظت ہر وقت مد نظر رکہنی چاہیئے - میرا کام ہے
کہ تمہارے امور معیشت مین جہانتک ہو سکے آسانی پیدا کرون - مجہے تمہارے چال چلن
ایسے بنانا چاہیئن جن سے تمکو خدا کی نزدیکی حاصل ہو - یہ معاملہ ہمارے تمہارے اور اس
شہر کے باشندون کے درمیان ہے - مین نے رسول مقبول کو یہ کہتے سنا ہے -
"جو شخص مدینہ طیبہ کی تکلیف اور سختی اور آزمایش پر صبر کریگا قیامت کے دن مین اوسکا گواہ اور
خیر خواہ ہونگا" پس یہ شہر تمہارا ایسا ہے جسمین نہ کہیتی ہوتی ہے نہ دودہ تمہین دے سکتا ہے
یہان تو ضروریات کی ہر ایک شے ایک مہینہ کی راہ سے اونٹ پر لائی جاتی ہے اب یہان
گذر ہو تو کیسے اور یہان کی تکلیفون پر صبر ہو سکے تو کیونکر - اسکے لیئے خداوند کریم نے ہمکو بہت
سا مال غنیمت دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور مین خاص و عام کی خیر خواہی کیواسطے اوس مال کا
امین ہون پس مین اوس امانت کو ایسے شخص کی سپردگی مین نہین رکہنا چاہتا جو اوسکے لائق
نہین بلکہ میرا فرض منصبی یہ ہے کہ مسلمانون کی امانت اوس شخص کے پاس رکہون جو اداے
امانت اور حقوق مسلمانان کے پورا کرنیکی خواہش رکہتا ہو - اسی واسطے مین خالد بن ولید کی
سرداری کو ناپسند کرتا ہون کیونکہ وہ مال کو بیجا صرف کر دیتے ہین اور پریشان کرتے ہین اگر کوئی
شاعر اونکی تعریف کر دیتا ہے تو اوسے بہت سا مال پکڑا دیتے ہین - جو سوار اونکے ساتہہ

جہاد کرتا ہے ادسے اوسکے استحقاق سے زاید دیتے ہین اور ضعیف وغریب مسلمانون کے واسطے کچھہ بہی باقی نہین رکہتے لہذا مین نے خالد کو معزول کردیا اور اوسکی جگہہ ابوعبیدہ بن الجراح کو مقرر کیا۔ اب مجہے تم سے امید ہے کہ تم مین سے کوئی یہ بات منہ سے نہ نکالے کہ عمر بن الخطاب نے ایک شدید اور سخت سردار کو موقوف کردیا اور اوسکی جگہہ ایک امین اور نرم طبیعت اور آسان طلب کو جو مطیع ہے مقرر کیا اوسکی مضبوطی اور اعانت بہی اگر خدا چاہے تو کرسکتا ہے۔ یہ فرما کے منبر سے اوترآے اور ایک صاف چمڑہ لیکے اوسپر ابوعبیدہ بن الجراح کے نام خط بدین مضمون لکہا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط ہے عبداللہ مسلمانون کے سردار اور مومنین کے مزدور کا ابوعبیدہ عامر بن الجراح کے نام۔ سلامتی ہو تم پر۔ تحقیق مین تعریف اور حمد کرتا ہون اللہ کی جسکے سوا کوئی معبود نہین اور درود بہیجتا ہون اوسکے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ تحقیق مین مسلمانون کا کام تمہین سپرد کرتا ہون پس تم اس کام کے تعلق سے نہ شرماؤ کیونکہ اللہ تعالے امر حق سے نہین شرماتا۔ مین تمکو یہ چند نصیحتین کرتا ہون کہ پرہیزگاری اختیار کرو۔ خدا سے ہر وقت ڈرتے رہو جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ باقی رہیگا۔ اوسکے سوا سب نیست ہونیوالے ہین۔ اوسی خدا نے تمہین کفر سے نکال کے ایمان مین داخل کیا اور گمراہی سے ہدایت کی طرف لایا۔ مین نے خالد بن ولید کے لشکر پر تمہین سردار کیا تم فوراً اون سے لشکر لیلو اور اونہین حکومت سے الگ کردو۔ مال غنیمت کے لالچ سے مسلمانون کی جانون کو کبہی ہلاکی مین نہ ڈالنا جماعت کثیر کے مقابلہ مین چہوٹا سا لشکر ہرگز نہ بہیجنا۔ مسلمانون کو یہ کہکے دلیر نہ بنانا کہ مجہے تمہارے واسطے مدد اور غلبہ کی امید ہے۔ اگرچہ ہر کام مین اور ہر وقت اللہ کا بہروسا رکہنا چاہئیے مگر پہر بہی مدد اور غلبہ تدبیر پر منحصر ہے۔ مسلمانون کی عزت اور اونکو ہلاکت مین ڈالنے سے پرہیز کرنا۔ دنیا کی طرف سے اپنی دونون آنکہین بند کرلینا اور اپنے دل کو بہی اوسکی طرف سے باز رکہنا

معرض ہلاکت مین پڑنے سے ڈرتے رہنا جیسے کہ تم سے پہلے معرض ہلاکت مین پڑے
تم اونکے پوشیدہ حالات اور اونکے گرنے کے اسباب جانتے ہو۔ سمجھہ لو کہ تمہارے
اور عالم آخرت کے درمیان صرف ایسا ہی پردہ حائل ہے جیسے کہ عورتون کی اوڑہنی ہوتی ہے
تم سے پہلے تمہارے آبا واجداد اوس عالم کی طرف جاچکے ہین اور تمہین بہی کوچ کرنا ہے
یہ گھر جسمین تم اب ہو اسمین نام کو بہی خوبی اور تازگی نہین پس تمکو چاہئے کہ لوگون کو اسطرح
چلاؤ جیسے ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف کوچ کرنیوالے چلتے ہین۔ اوس کوچ کا زاد راہ
پرہیزگاری اور خدا سے ڈرنا ہے۔ جہان تک تم سے ہوسکے مسلمانون کی نگہبانی ہر امر مین
کرنا۔ دمشق مین جو اور گیہون جو تمنے پائے اور اونکی بابت تم مین باہم جھگڑا ہوا وہ مسلمانون کا
حق ہین۔ سونے اور چاندی مین سے خمس نکالکے باقی تقسیم کردو۔ فتح دمشق کی بابت تم مین اور
خالد مین جو تنازعہ ہوا اوسکا ہم یہ فیصلہ کرتے ہین کہ دمشق صلح سے فتح سمجھا جائیگا نہ کہ لڑائی سے
کیونکہ تم وہان کے حاکم ہو جو تمنے کیا اوسی کا اعتبار کیا جائیگا۔ اگر تمنے اپنے معاہدہ مین رومیون
کو گیہون دینے کا وعدہ کرلیا ہے تو اونکو دیدینا اور اپنے قول کا خلاف نہ کرنا۔ سلامتی ہو تم پر
اور سب مسلمانون پر۔ خالد بن ولید نے مرج الدیباج تک جو دشمنون کا تعاقب کیا وہ اونکے
نفس کا فریب تہا جسنے مسلمانون کے خون کی اونہین جراءت دلائی۔ خالد اس امر مین بڑے
بیباک اور جوان مرد ہین۔ ہرقل کی بیٹی کو قید کرلینے کے بعد بطور ہدیہ کے واپس کردینا حد سے
گذر جانا ہے اوسکے عوض مین بہت سا مال لینا چاہئے تہا جو غریب اور ضعیف مسلمانون کا کام آتا

یہ مضمون ہدایت مشحون لکھکر امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اوسپر مہر کی اور
سعد بن وقاص کے بہائی عامر بن ابی وقاص کو بلا کے خط دیا اور فرمایا تم دمشق چلے جاؤ اور
خالد بن ولید کو خط دیکر کہنا کہ آپکے نام خلیفہ کا یہ حکم ہے کہ سب مسلمانون کو جمع کرکے تمہارے

منہ سے یہ خط اونہیں سنوادین اور صدیق اکبر کی وفات سے سب کو مطلع کریں - پھر شداد بن
اوس کو بلا کے اون سے مصافحہ کیا اور فرمایا تم بھی عامر کے ساتھہ چلے جاؤ جب یہ خط میرا
وہان پڑہا جاچکے تو سب لوگون سے بیعت لینا جو تم سے بیعت کریگا گویا اوسنے مجہہ سے
بیعت کرلی - پس عامر اور شداد دونون فاروق اعظم کے حکم سے روانہ ہوکر دمشق پہونچے وہان
لوگ صدیق اکبر کی خیر وعافیت اور اونکے حکم کے منتظر تہے - ان دونون صاحبون کی طرف
دوڑے - یہ دونون جناب سیف اللہ کے خیمہ کے دروازہ پر گہوڑون سے اوتر پڑے اور
اونہین سلام کیا - سیف اللہ نے دریافت فرمایا - صدیق اکبر اچہی طرح ہین - اونہون نے
کہا کہ اب اونکی جگہہ عمر فاروق خلیفہ ہین اور بخیر ہین آپ سب مسلمانون کو جمع ہونے کا حکم دین
ہم عمر فاروق کا خط اونکو سنائینگے - خالد کو فوراً شک پیدا ہوا - اتنے مین مسلمان بہی اکٹہا ہوگئے
عامر بن وقاص نے کہڑے ہوکے فاروق اعظم کا خط پڑہا جب اوس فقرہ پر پہونچے جسمین
صدیق اکبر کی وفات کی خبر تہی تو چارون طرف سے گریہ وزاری کا شور بلند ہوا خصوصاً سیف اللہ
تو اتنا روے کہ بیہوش ہوگئے جب ہوش آیا تو فرمایا کہ اب جو فاروق اعظم خلیفہ ہوے ہین
مجہے ہر طرح اونکی اطاعت بدل منظور ہے - قسم ہے خدا کی - مجہے صدیق اکبر کی خلافت اور
حکومت سے زیادہ دوست اور عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت وحکومت سے زیادہ دشمن کوئی چیز
نہ تہی - لیکن اب بخوشی خاطر خدا و عمر کے حکم کی تابعداری کرونگا - جب سارا خط پڑہا جاچکا تو سب
نے بالاتفاق امیر المومنین عمر کی بیعت کی جگہہ شداد بن اوس سے بیعت کی اس دن تیسری
شعبان سنہ ۱۳ھ تہی -

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جب فاروق اعظم کے حکم کے بموجب امین الامۃ
ابو عبیدہ بن الجراح نے مال اور لشکر اپنے اختیار مین لیلیا تو فرمایا کہ یہ امر ضرور خالد بن الولید کو

ناگوار گذریگا اور وہ دشمن کے مقابلہ اور تلاش مین سستی اور کمی کرینگے۔

قضیۂ فدک

فدک یہودیون کا ایک گانون خیبر کے علاقہ مین تہا مسلمانون نے ۷ھ مین فدک کے باشندون کو دعوت اسلام کی اونہون نے مسلمان ہونا نہ چاہا نہ اپنے مین مسلمانون سے لڑنے کی طاقت دیکھی اسلئے فدک کی نصف زمین آنحضرت صلعم کو دیکے صلح کرلی۔ حضور نبوی اوسکی آمدنی مین سے اپنی بیویون کا سال بہر کا خرچ نکال لیتے تہے جو کچھ باقی رہتا تہا اوسے محتاج مسلمانون کو دیدیا کرتے تہے۔ امام نووی نے قاضی عیاض سے صحیح مسلم کی شرح کے باب الجہاد مین روایت کی ہے کہ اکیلا فدک ہی نہین بلکہ سات جائدادین خاص رسول اللہ صلعم کے تحت و تصرف مین تہین جنمین اور کسی کا ذرا بہی دخل و حق نہ تہا۔ اونکی تفصیل یہ ہے

۱۔ ایک یہودی جنگ اُحد کے دن مسلمان ہوا۔ اوسکی وصیت کے بموجب سات باغ بنی نضیر کے حضور کے قبضہ مین آے۔

۲۔ کچھ زمین انصار نے حضور کو دے رکہی تہی۔

۳۔ جب بنی نضیر مدینہ سے نکالے گئے تو اونکا مال و جائداد بغیر لڑے بھڑے آنحضرت کے قبضہ مین آگئے۔

۴۔ وادی القریٰ کی تہائی۔

۵۔ وطیح اور سلالم خیبر کے دو قلعہ جو صلح سے ہاتھ آے۔

۶۔ خیبر کا پانچوان حصہ۔

۷۔ خیبر کی فتح کے بعد صلح سے نصف فدک ملگیا۔

فدک کی بسم اللہ شروع کرتے ہی ہمین شبہ پیدا ہوا کہ فدک کا تو وہ غل و شور ہے جسمین

کان دی آواز نہین سنائی دیتی ہے مگر یہ چہہ چاندا دین اور کدہر گئین جنکا دعوی نہ جناب خاتون قیامت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے کیا نہ حضرت علی مرتضی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے اونہین یاد دلایا۔ اصل یہ ہے کہ مطلب پرستی کے لیئے بات کے بتنگڑ بنائے گئے ہین۔ جسکے واسطے کاغذ کے تو خون ہوتے ہین اور باہمی اتفاق روکن مین پڑہتا ہے۔ خدا اسلام کے ایسے حال زار پر رحم کرے۔ آمین بحق طٰہٰ ویٰسین۔

کہتے ہین کہ جب آفتاب رسالت غروب ہوگیا تو ابتدائے خلافت ابوبکر صدیق مین جناب فاطمہ رض صدیق اکبر کے پاس تشریف لائین اور والد بزرگوار کے وارث کی حیثیت سے فدک کا دعوی فرقان حمید کی آیت یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین " کے بموجب آپ نے اونکی عدالت مین دایر کیا۔ اس آیت شریف کا منشایہ ہے۔ "تمہاری اولاد کے حصون کے باب مین اللہ تعالے تمہین یہ حکم دیتا ہے کہ ایک بیٹے کو دو بیٹیون کے برابر حصہ دیا کرو" ابوبکر صدیق نے جناب فاطمہ کو یہ جواب دیا کہ پیغمبرون کے مال مین وراثت کا مسئلہ جاری نہین ہوسکتا۔ یہ سنکر حضرت زہرا ابوبکر سے ناراض ہوکر چلی گئین اور مرتے دم تک اون سے نہ بولین۔

محققین کی رائے اور ہماری دانست مین یہی حدیث لانورث ما ترکناہ صدقۃ یعنی ہم پیغمبرون کے مال مین وراثت نہین ہم جو کچہہ چہوڑ جائین وہ خدا کی راہ مین صدقہ ہے بہت صحیح اور سر اور آنکھون پر رکہنے کے قابل ہے۔ چاہے اسکی خبر جناب فاطمہ تک نہ پہونچی ہو اور وہ بمقتضائے بشریت ابوبکر سے ناراض ہوگئی ہون مگر صدیق اکبر رسول اللہ کے قول کے خلاف نہین کر سکتے تہے۔ آپ دیکہین کہ شروع سے کفار کو یہ گمان باطل تہا کہ آنحضرت صلعم حکومت و ثروت کی خاطر یہ ڈہچر اپنے دماغ سے تصنیف کر رہے ہین۔ آپ نے اتنی تاریخ پڑہی کہان دیکہو

وہان کے لوگون نے یہی اعتراض کئے ہین کہ عرب اپنے ملک کی قحط زدگی کے باعث ہمارا ملک چھیننا چاہتے ہین دوڑ کیون جاؤ اب اسلام کے مخالف جب اعتراض کرتے ہین تو یہی کہ نعوذ باللہ منہا بانی اسلام دنیا کے حریص تہے۔ اس حالت مین اگر ترکہ اور وراثت بہی اونکے مال مین جاری ہوجاتے تو خاصی بہبتی ہوگئی تہی کہ اور کیا چاہیئے۔ اتنا جمع جتھا تو اولاد کو ملگیا اور نہ معلوم ڈہکا چہپا اور کتنا ہوگا۔ پس اوس ہادی برحق نے جو صحیح صحیح ماینطق عن الھویٰ ان ھو الاوحی یوحی کا مصداق تہا ضرور یہ فرمایا لانورث ماترکناہ صدقۃ اس مین کچھہ شک نہین اور امور مملکت کا خیال یہی چاہتا ہے کہ ایسا ہی کہا جاوے۔ ہمارے اوس پدر شفیق کو ہماری گلو خلاصی دنیا اور دین دونون مین ملحوظ خاطر تہی نہ کہ خود کہانا اوڑانا اور سیدہ رضی اللہ عنہا کے لئے ترکہ چہوڑ جانا۔

اتنی بک بک ہم ہی نہین کر رہے ہین بلکہ کتب حدیث و تاریخ بہی ہماری موید ہین چنانچہ غزوۂ خیبر کے بیان مین بخاری نے جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔

ان فاطمۃ بنت النبی ارسلت الی ابی بکر تسئلہ میراثہا من رسول اللہ مما افاء اللہ علیہ بالمدینۃ وفدک وما بقی من خمس خیبر فقال ابو بکر ان رسول اللہ قال لانورث ماترکناہ صدقۃ انما یاکل آل محمد فی ھذا المال - وانی واللہ لااغیر شیئا من صدقۃ رسول اللہ عن حالہا فی عہد رسول اللہ ولاعملن فیہا بما عمل بہ رسول اللہ - فابی ابو بکر ان یدفع الی فاطمۃ منہا شیئا فوجدت فاطمۃ علی ابو بکر فی ذالک فہجرتہ فلم تکلمہ حتی توفیت یعنی فاطمہ بنت رسول اللہ نے کسی آدمی کو ابو بکر کے پاس بہیجا اور مدینہ فدک اور باقی خمس خیبر مین سے جو رسول اللہ کے بعد رہگیا تہا اپنا حصہ مانگا۔ ابو بکر نے جواب دیا کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ ہم پیمبرون کے مال مین وراثت نہین ہم جو کچھہ

چھوڑین وہ خدا کی راہ مین صدقہ ہے البتہ آل محمدؐ اس مال مین سے اپنے ضروری خرچ کے موافق لے سکتے ہین۔ خدا کی قسم ہے مین اسمین ذرا سا بھی تغیر نہ کرونگا اور جسطرح کا تصرف رسول اللہ اسمین کرتے تہے ویسا ہی مین بھی کرونگا۔ جب ابو بکر نے حصہ دینے سے انکار کر دیا تو فاطمہ خفا ہو گئین اور اون سے بولنا چھوڑ دیا یہان تک کہ وفات پائی۔

یہان سے معلوم ہوا کہ صدیق اکبر نے جیسا حکم رسول کریم سے پایا تہا اوسکی تعمیل کر دی اور جیسا اونہین کرتے دیکھا تہا ویسا کیا حضرت فاطمہ سے اونہین کوئی بغض اور کسی طرح کی عداوت نہ تہی۔ بہت صاف دلیل یہ بھی ہے کہ اگر رسول اللہ کا ترکہ تقسیم ہوتا تو ازواج مطہرات کو بھی حصہ ملتا جنمین اونکی بیٹی عایشہ بھی شامل تہین اگر جناب فاطمہ سے دشمنی تہی تو ازواج مطہرات۔ اونکے باپ بہائیون اور حضرت عباس اور عایشہ کو بھی ترکہ سے محروم کر دیا۔

بخاری و مسلم و موطا نے یہ حدیث بھی لکھی ہے۔

ارسل ازواج النبی عثمان الی ابی بکر یسئلہ ثمنهن مما افاء اللہ علی رسول۔ فکنت اردهن فقلت لهن الا تتقين اللہ الم تعلمن ان النبی کان یقول لا نورث ما ترکناہ صدقۃ نفسہ انما یاکل ال محمد فی هذا المال فانتهی ازواج النبی الی ما اخبرتهن یعنی ازواج نبی نے عثمان کو ابو بکر صدیق کے پاس بہیجا تا کہ اوسمین سے اپنا آٹھوان حصہ طلب کرین جو اللہ نے اپنے رسول کو غنیمت مین دیا تہا۔ عایشہ صدیقہ نے عثمان کو یہ کہکے واپس کر دیا۔ اون سے جا کے کہدو کہ تم خدا سے نہین ڈرتین۔ کیا اونکو معلوم نہین کہ رسول اللہ فرمایا کرتے تہے کہ ہمارا کوئی وارث نہین ہوتا جو کچھہ ہم چھوڑین وہ صدقہ ہے صرف آل محمد اپنی حاجت کے موافق اوسمین سے لے سکتی ہے پس ازواج نبی کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو خاموش ہو رہین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سوا ابو بکر صدیق اور عایشہ صدیقہ کے اس حدیث کی خبر نہ تو بیٹی کو تہی نہ ازواج کو چونکہ صدیق اکبر اوسکو بذات خود آنحضرت کی زبانی

سُن چکے تھے اونکے لیئے اوسپر عمل کرنا فرض تھا۔

اب رہی یہ بات کہ حدیث مذکورہ بالا قرآن کی آیت یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین کے مخالف ہے سو یہ بڑی غلطی کی بات ہے وہ مخالف نہین بلکہ اوسکی مخصص ہے کیونکہ۔ دیکھو۔ ہم مسلمان لوگ کافر کی اولاد کو ترکہ نہین دیتے قاتل کو محروم کردیتے ہین غلام وارث نہین ہوتا اور یہ سب حکم ہمارے ہان کے سرسری نظر مین اس آیت کے مخالف ہین مگر اسلام کی خیرخواہی انہین پر منحصر ہے۔

یہ دعوی کہ آنحضرت صلعم نے فدک جناب فاطمہ کو ہبہ کردیا تھا اور جناب علی مرتضی اور ام ایمن یا حسنین نے ہبہ کی گواہی بہی دی تہی ثابت نہین ہوسکتا بلکہ اوسکے خلاف مشکوٰۃ مین ابوداؤد نے مغیرہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز بن مروان خلیفہ ہوئے تو اونہون نے بنی مروان کو جمع کرکے یہ گفتگو کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانہ مین فدک کی آمدنی کو صغیران بنی ہاشم کی پرورش مین صرف کرتے تہے اور اون مین جو زنان بے شوہر ہوتی تہین اونکا نکاح اوسی آمدنی کے خرچ سے ہوتا تہا۔ جناب فاطمہ نے فدک آنحضرت صلعم سے مانگا مگر حضور نے اونکی درخواست قبول نہ فرمائی۔ اپنی حیات مین ویسا ہی کرتے رہے جیسا ہمیشہ کرتے تہے۔ آنحضرت کے بعد صدیق اکبر بہی حضور ہی کے قدم بقدم چلے اور فاروق اعظم نے بہی بالکل وہی کیا جو اون سے پہلے دو زمانون مین ہوا کرتا تہا۔ پس ہوتے ہوتے میری نوبت پہونچی مین بہی ویسا ہی کرونگا جیسا کہ آنحضرت صلعم و ابوبکر و عمر نے کیا ہے جو چیز آنحضرت صلعم نے فاطمہ کو نہین دی وہ مین کیسے دیسکتا ہون تم سب میرے فعل کے گواہ رہنا!!

فرض کرلو کہ ہبہ ہوا مگر اسکا جواب کیا ہے کہ جب تک موہوب موہوب لہ کے قبضہ اور تصرف مین نہو اوسکی ملک نہین ہوسکتی ہبہ کے ساتھہ ہی قبضہ موہوب لہ کا ضروری ہے جب

ہبہ ثابت ہوگا۔ اور اسپر شیعہ اور سنی دونون کا اتفاق ہے۔ اسے بہی دونون فرقے مانتے ہین
کہ جناب نبوی کی حیات مین نام کو بہی دخل حضرت فاطمہ کا فدک پر نہین ہوا رسول اللہ صلعم
خود تصرف مالکانہ ہمیشہ اوسپر کرتے رہے پس ایسا ہبہ قابل عمل کا ہیکو ہے۔
جب ایسے خواب پریشان دیکھے گئے تو اکثر یہ بہی کہدیا جاتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے
جناب فاطمہ کو وصیت کردی تہی کہ میرے بعد فدک تم لے لینا اور ابوبکر صدیق نے حضور صلعم کی
وصیت پر فاطمہ کے بغض کے باعث عمل نہین کیا۔ اول تو وصیت شیعہ و سنی کی کسی معتبر کتاب
سے ثابت نہین پہر دونون فرقے اس بات پر متفق ہین کہ وصیت اخت میراث ہے یعنی
جس مال مین میراث نہین جاری ہوسکتی اوسمین وصیت پر عمل کیسے ہوسکیگا کیونکہ وصیت
و میراث دونون انتقال ملک بعداز موت ہین اور جب انبیا اپنی موت کے بعد کسی چیز کے
مالک نہین رہتے اور اونکا مال خدا کا مال ہوجاتا ہے تو اب بتائیے کہ وصیت کس مین سے
ادا کی جاوے۔ اسی طرح اس باب مین خواہ مخواہ سر پکاے گئے ہین اور ناحق ایک خانہ جنگی
جاری ہے۔ جس سے ہم اپنے ناظرین کو دق نہین کیا چاہتے جتنا لکہا گیا ہے وہ عقلمند
کی تسکین کے لیے کافی ہے۔
ہمکو کمال تعجب اس بات پر ہے کہ جناب امیر المومنین علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے اپنی
خلافت کے زمانہ مین آنحضرت صلعم کی میراث یا ہبہ یا وصیت پر عمل کیون نہین کیا اور فدک
حضرت حسنین رضی اللہ عنہما کو کیون نہین دیدیا اون پر لازم تہا کہ کہدیتے۔ لو بیٹا۔ ابوبکر نے
تمہاری والدہ ماجدہ پر ظلم کیا تہا مین اوسکی داد تمہین دیتا ہون۔ ابوبکر صدیق کے سامنے تو
گواہی دینے گئے اور خود اپنی شہادت پر عمل نہین کیا۔
پہر شیعون کی معتبر کتاب من لایحضرہ الفقیہ" کے باب نوادر الوصایا مین مندرج ہے

فالارض والعقار فلا میراث لهن" یعنی عورتون کا زمین اور ملک مزروعہ مین کچھہ حصہ نہین - پس جناب فاطمہ نے اپنا حصہ فدک مین سے کیسے مانگا ہوگا -

خلاصہ یہ ہے کہ جناب صدیق اکبر نے جنکی فضیلت مین حضرت حسن عسکری رضی اللہ عنہ یون فرماتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے شب ہجرت کو اونہین فرمایا جعلک اللّٰہ منی بمنزلۃ السمع و البصر والراس من الجسد وبمنزلۃ الروح من البدن" یعنی خدا نے تمکو بمنزلہ میری سمع اور بصر کے کیا ہے تمہین میرے ساتھہ وہ نسبت ہے جو سر کو جسم سے اور روح کو بدن سے ہے - ہرگز غصب نہین کیا بلکہ عذر شرعی مانع ہوا اور وہ جناب فاطمہ کی درخواست کو منظور نہ کر سکے -

قرآن مجید کا جمع کیا جانا

وحی کی کیفیت وحقیقت تو واقع مین نازل کرنیوالا جان سکتا ہے یا وہ جانے جسپر نازل ہو البتہ دیکھنے والون نے جہانتک اوسکا حال بیان کیا ہی وہ اس طرح پر ہے کہ نزول وحی کی حالت آنحضرت صلعم پر بہت سخت گذرتی تہی - رنگ آپکا بالکل متغیر ہوجاتا تہا - جسم اطہر مین گرانی معلوم ہوتی تہی - اگر آپ اونٹنی پر سوار ہوتے اور وحی نازل ہونے لگتی تو اونٹنی سے حضور کے بوجہہ کی برداشت نہین ہوسکتی تہی اور وہ ثقل کے باعث بیتاب ہوکے بیٹھہ جاتی تہی اور اکثر ایسا بہی ہوا ہے کہ نزول وحی کے وقت آپ کسی صحابی کے زانو پر سر مبارک رکھکے لیٹ رہے ہین تو اوس صحابی کو ایسا معلوم ہوتا تہا کہ میری ٹانگ اب ٹوٹی اور اب ٹوٹی - علاوہ برین کبہی سخت سے سخت سردی مین بہی تمام جسم حضور کا پسینہ پسینہ ہوجاتا تہا - ابتداے بعثت کے زمانہ مین تو آپکو ڈر بہی معلوم ہوتا تہا - ان حالتون کو جو ہم نے اوپر بیان کین سینکڑون کیا بلکہ ہزارون صحابیون نے دیکہا تہا اور اسی باعث وہ نزول وحی مین بالکل شک وشبہ نہین کرسکتے تہے نہ کرتے تہے نہ وحی نازل ہونے کے لیے کوئی خاص حالت یا وقت یا مقام مقرر تہا - مکہ مین - مدینہ مین -

سفر مین - حضر مین - رات مین - دن مین - سب طرح اور سب اوقات مین نازل ہو جاتی تھی نہ اوسکا
نازل ہونا حضور کی اختیاری بات تھی - کبھی سلسلہ وار پے در پے آتی رہتی اور کبھی مدت
دراز تک بند ہو جاتی تھی - انقطاع وحی کے زمانہ مین حضور کے دل مین رکاوٹ اور اولجھن پیدا
ہو کے ایک بڑی بے چینی معلوم ہوتی تھی جسے اہل دل قبض کے نام سے تعبیر کرتے ہین -
نزول وحی کے وقت آنحضرت صلعم الفاظ وحی کے بار بار فرمانے مین بڑی عجلت فرماتے تھے -
نزول وحی کی حالت رفع ہو جانے کے بعد آپ فوراً کسی پڑہے لکھے صحابی کو بلا کے اوسے لکھوا
دیتے تھے اور وہ الفاظ فوراً ازبان زد صحابہ ہو جاتے تھے وہ نیک و پاک اور مقدس لوگ ہماری طرح
قرآن کی طرف سے بے پرواہ نہ تھے اور چونکہ اہل زبان تھے اور فصاحت بہی قرآن کی اعلیٰ درجہ کی ہے
اسلیئے ایک ایک جملہ اوسکا سبھون کی زبانون پر مثل کیطرح چڑہ جاتا تھا - سورتون کے نام اور آیات
کی اندرونی ترتیب سب کچھہ آنحضرت صلعم اپنی حیات مین ہی کر گئے تھے جب وحی نازل
ہوتی تو فرما دیا کرتے تھے کہ اس آیت کو فلان سورۃ مین فلان جگہہ لکھہ لو - یہ جو مشہور ہے کہ
ترتیب موجودہ عثمانی ترتیب ہے اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دوسری ترتیب سے
قرآن جمع کیا تھا غلط ہے اور اوسکی کچھہ اصل نہین - آنحضرت صلعم کے عہد مین فن تحریر اپنی
ابتدائی حالت مین تھا خصوصاً عرب مین تو یون ہی لکھنے پڑہنے کا دستور نہایت ہی کم تھا
اسلیئے آیات قرآنی ہرن کی جھلیون - اونٹ کی ہڈیون - کھجور کے پتون - پتھر کی کتلون - مٹی کے
برتنون - لکڑیون - چمڑے وغیرہ پر لکھہ لی جاتی تھین - زیادہ شوقین اصحاب قرآن کو بطور خود بہی
جمع کرتے جاتے تھے - غرضکہ جتنا جسے بہم پہونچ گیا تھا اوس نے جمع کر لیا تھا گو بالاستیعاب نہو
آنحضرت صلعم کے زمانہ مین قرآن کا کسی ایک شخص کے پاس ازاول تا آخر جمع ہونا ثابت نہین
البتہ اسمین شک نہین کہ جماعت صحابہ مین پورا پورا قرآن موجود تھا کچھہ تو لوگون کے سینون مین تھا

اور کچھ پتیون اور جھلیون اور ہڈیون اور کتلون وغیرہ مین - یہ بات بھی مسلم الثبوت ہے کہ آدمی کے حواس ظاہری و باطنی جتنے زیادہ کام مین لاے جائین اوتنے ہی قوی ہوتے چلے جاتے ہین - چونکہ اوس زمانہ کے لوگ زیادہ لکھے پڑہے نہ تہے اسلئے قوت حافظہ کو زیادہ کام مین لاتے تہے پھر جتنا تحریر کا رواج ہوتا گیا اور حافظہ کو زیادہ سہارا ملا اوتنا ہی حافظہ کمزور ہونے لگا یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ کے لوگون کا حافظہ اوتنا زبردست نہین ہوتا جیسا پہلے لوگون کا ہوتا تہا -

سب سے پہلی وحی اقرأ باسم ربك الذی خلق ۚ خلق الانسان من علق ۚ اقرأ وربك الاکرم ۙ الذی علم بالقلم ۙ علم الانسان مالم یعلم ۗ ہے یعنی اے محمد ہم قرآن کو وقتاً فوقتاً تم پر نازل کرینگے یہ اوسمین سے پہلی وحی ہے اوسے اپنے پروردگار کا نام لیکر پڑہنا شروع کرو جس نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا اور آدمی کو گوشت کے لوتھڑے سے بنایا قرآن کو پڑہ چلو اور خدا پر بھروسا رکھو کہ تمہارا پروردگار بڑا اکرم ہے جس نے آدمی کو قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا اور وحی کے ذریعہ سے بھی انسان کو وہ باتین بتائین جو اوسے معلوم نہ تہین -

اور سب سے پچھلی وحی واتقو یوما ترجعون فیه الی الله ثم توفی کل نفس ما کسبت وھم لا یظلمون ○ سورۂ بقر کے ۳۸ رکوع کی اخیر آیت پارہ تلک الرسل مین ہے یعنی اور اوس دن سے ڈرو جبکہ تم اللہ کے پاس لوٹ کے جاؤگے پھر ہر شخص کو اوسکے کیئے کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا اور لوگون پر ذرا بھی ظلم نہوگا - اس آیت کے نزول سے گیارہ یا سترہ روز بعد اور ابن عباس کی روایت سے اکیس (۲۱) دن بعد آنحضرت صلعم کا انتقال ہوگیا - ملاحظہ ہو کہ صرف انہین دونون اول اور آخر آیتون مین سبھی کچھ بھر دیا ہے - دیکھنے کو آنکھین درکار ہین -

پھر خدا نے اپنے کلام کی حفاظت کا ایسا مضبوط انتظام فرمایا ہے کہ جسکو قرآن کا معجزہ کہنا پڑتا ہے یعنی ہر زمانہ مین ہزارون لاکھون مسلمانون کو قرآن حفظ کرنیکا شوق رہا - چنانچہ اب

بلا مبالغہ یہ حال ہے کہ اگر خدا نخواستہ تمام روے زمین سے مطبوعہ اور قلمی قرآن جنکا حد وحساب نہین معدوم ہوجائین توکوئی قطعہ زمین ایسا نہ نکلیگا جہان ایک کثیر تعداد حافظون کی نہو اور اونکی یادداشت سے قرآن بلا کم وکاست پہر نہ لکھہ لیا جاے یعنی جتنے قرآن مختلف ملکون مین اس طور سے لکھے جائینگے اون مین الفاظ تو درکنار زیر زبر اور نقطہ کابہی فرق نہ ہوگا۔ یہ ایسی خوبی ہماری کتاب مین ہے جو کسی قوم کی کسی کتاب کو دنیا مین حاصل نہین۔

یہ احسان ہم پر ابو بکر صدیق اور عمر فاروق کا ہے۔ ان صاحبون نے بڑے اہتمام اور کوشش سے قرآن کو ایک جگہہ جمع کرایا اور اس جمع کرنیکے یہ معنی ہین کہ جو لوگون کے سینون اور جہلیون اور ہڈیون اور کتلون اور پتون پر تہا اوسے ایک جگہہ جمع کرکے ام المومنین حضرت حفصہ کے پاس رکہوادیا۔ پہر اوسکے بعد جناب عثمان بن عفان نے اوسکی نقلین کراکے جابجا بہیجدین اور متفرق اور منتشر طور پر جو جسکے پاس تہا اوسے اختلاف دور کرنیکے لئے تلف کرادیا۔ یہ اہم کام صدیق اکبر کی خلافت کے پہلے ہی سال مین سرانجام پاگیا تہا۔

جنگ یمامہ مین جب سات سو حافظ قرآن ایک ساتہہ شہید ہوگئے تو فاروق اعظم کو تشویش ہوئی اور صدیق اکبر سے آکے کہا کہ حضرت۔ اس امت کی خبر لیجئے کہین ایسا نہو کہ یہود ونصاریٰ کی طرح یہ بہی اپنی کتاب مین دخل بیجا دینے لگین۔ چنانچہ زید بن ثابت جو مدتون کاتب وحی رہے تہے بلاے گئے اور اس عظیم الشان کام پر متعین ہوے۔ اونہون نے کلام مجید کا ایک نسخہ مرتب کیا چنانچہ بخاری نے کتاب فضائل القرآن مین لکہا ہے۔

قال ابو بکر انك رجل شاب عاقل ولا نتهمك وقد كنت تكتب الوحي لرسول الله فتتبع القرآن واجمعه فوالله لو كلفني نقل جبل من الجبال ما كان اثقل علي مما امرني به من جمع القرآن فتتبعت القرآن اجمعه من الرقاع والاكتاف وصدور الرجال حتى وجدت

من سورة التوبة آيتين مع خزيمة بن ثابت لم اجدهما مع غيره لقد جاءكم رسول من انفسكم،
تا آخر۔ یعنی صدیق اکبر نے زید سے کہا۔ تم جوان عاقل ہو تمہارا حافظہ یا صداقت متہم نہین اور
رسول خدا صلعم کے زمانہ مین تم کاتب وحی بہی تہے تم اپنے اہتمام سے کلام الٰہی کو جمع کرو۔
زید بن ثابت نے کہا کہ پہاڑ کا ایک جگہہ سے اوٹہا کے دوسری جگہہ رکہدینا جمع قرآن سے
میرے واسطے آسان تہا مگر مین نے اونکے اصرار سے یہ کام شروع کردیا۔ پرچون۔ شانہ کی
ہڈیون اور حافظون کے سینون سے مین نے قرآن کو جمع کیا یہان تک کہ سورہ توبہ کی دو آیتین
لقد جاءکم رسول من انفسکم الخ،، خزیمہ بن ثابت کے سوا اور کسی کے پاس نہ تہین۔
غرضکہ جامع القرآن ابوبکر صدیق ہین نہ کہ عثمان ذی النورین خلیفہ ثالث جیسا کہ بخاری کی
روایت سے ثابت ہے کہ جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ مین چند نقلین
قرآن کی لکھوا کر اپنے حکم سے دیار اسلام۔ فوج کی چہاونیون اور مختلف اطراف و مقامات کو بہجوادین
لہذا وہ جامع القرآن نہین کہے جاسکتے بلکہ قرآن کے لیے جامع الناس البتہ ہین۔
واضح ہو کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین قرآن کی کتابت اور حفاظت اس طرح ہوتی تہی
کہ صحابہ کی ایک جماعت اوسے لکھتی جاتی تہی اور دوسری جماعت کو حکم تہا کہ تم اسے اچہی طرح
حفظ کرلو یون بہت سے صحابہ اوسکے جامع اور حافظ بنگئے۔ جتنا زیادہ کسی شخص کو قرآن کا علم
ہوتا تہا اوتنی ہی قدر و منزلت اوسکی زیادہ سمجہی جاتی تہی اس لحاظ سے بہی ہر شخص قرآن سیکہنے کی
طرف بدل و جان مائل تہا یہ بات ہماری تاریخ سے بہی ناظرین کو معلوم ہوئی ہوگی۔ اسلئے جتنا
قرآن اب موجود ہے بجنسہ آنحضرت صلعم کے سامنے لوگون کو زبانی یاد بہی ہوچکا تہا اور تمام
و کمال لکہا بہی جاچکا تہا۔ خود قرآن شریف مین اوسکے لکہے جانے اور اوسکے کاتبون کی تعریف
موجود ہے تیسوین پارہ مین سورہ عبس نہایت ہی پورانی سورہ ہے اغلباً ہجرت حبشہ سے

قبل نازل ہوئی جو اسلام کا بہت ہی ابتدائی زمانہ تہا سورہ مذکور مین خود اللہ جل شانہ کاتبان قرآن کی توثیق اور تعریف فرماتا ہے جس سے یہی نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ محض ابتدا سے اس کتاب کی حفاظت بدرجہ اتم ہوئی ہے کلا انہا تذکرہ فمن شاء ذکرہ فی صحف مکرمۃ مرفوعۃ مطہرۃ بایدی سفرۃ کرام بررۃ،، یعنی قرآن ایک نصیحت ہے جو چاہے اوسے پڑہے۔ وہ قابل ادب۔ عالی اور پاک اوراق مین معزز اور نیک لوگون کے ہاتہون سے لکہا گیا ہے۔

سورۂ طور بہی مکہ مین ہجرت سے پہلے نازل ہوئی تہی اوس سے قرآن کا چمڑہ کے ورقون پر لکہا جانا ثابت ہے وکتاب مسطور فی رق منشور،، یعنی قسم ہے چمڑہ کے کشادہ ورق مین لکہی ہوئی کتاب کی کیونکہ صراح مین رق بالفتح کے معنی لکہے ہوے پوست آہو کے بتاے گئے ہین"

ابن حجر کے قول سے بہی قطعات ادیم پر قرآن کا لکہا جانا ثابت ہے اور اوپر کی آیت کی تائید ہوتی ہے چنانچہ تفسیر اتقان مین ہے انما کان فی الادیم اولا قبل ان یجمع فی عہد ابی بکرؓ یعنی صدیق اکبر کے زمانہ مین جمع ہونے سے پہلے تمام وکمال قرآن چمڑہ وغیرہ پر لکہا ہوا موجود تہا۔

یہان تک تو ہمنے ہجرت سے قبل یعنی مکہ کی حالت بیان کی۔ اب مدنی آیتون مین اس سے بہی زیادہ قرآن کے مکتوب ہونے کی خبرین موجود ہین چنانچہ سورۂ بقر مین ہے۔ ذلک الکتاب لاریب فیہ" یعنی یہ وہ کتاب ہے جسکے کلام الٰہی ہونے مین ذرا بہی شک نہین سورۂ ہود مین ہے کتاب احکمت ایاتہ،، یہ ایسی کتاب ہے جسکے مضامین مستحکم کردئے گئے ہین۔ سورۂ آل عمران مین ہے انزل علیک الکتاب" یعنی اے محمد صلعم ہمنے تمہارے اوپر یہ کتاب اوتاری۔

ان سب آیتون پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ مدینہ مین قرآن کے نسخون کی اشاعت
کثرت کے ساتھہ آنحضرت صلعم کے سامنے ہی ہو چکی تھی کیونکہ مدنی آیتون مین خدا نے قرآن
کو کتاب ہی کے نام سے یاد فرمایا ہے اور ضرور بالضرور ایسا ہی ہوا- وجہ اوسکی یہ ہے کہ مکہ مین
اسلام نے جو مصیبتین بھگتی ہین وہ خدا کسی کو نہ دکہائے- وہان مسلمان تھے بہی بہت کم- جب
ایسی جگہہ قرآن کی یہ حالت تہی کہ ہر مسلمان اوسے گلے سے لگائے پہرتا تہا- اوسکے متعدد
نسخے جابجا لوگون کے پاس موجود تہے اور ایک جماعت کاتبون کی اوسکے لکھنے کیواسطے منہ
پہاڑے بیٹھی رہتی تھی تو جب مدینہ مین آکے مسلمانون کو امن ملا اور تعداد بڑہی وہان کیا کچھہ
آؤ بہگت اس پیاری کتاب کی نہوئی ہوگی بیشک ضرور ہوئی اور کتابت کی کثرت ہوگئی اور
نقلین اسکی دور دور مشہور ہوگئین پس اسمین کسی عادل اور غیر متعصب اور ایماندار کو ذرا بھی شبہ
نہین ہوسکتا کہ یہ قرآن جو ہمارے پاس موجود ہے وہ بعینہ اور بجنسہ وہی ہے جیسا کہ صاحب
کتاب کے منہ سے نکلا نہ اسمین کوئی آیت کم ہے نہ زیادہ- بلکہ ایک حرف ایک شوشہ ایک
نقطہ کا بھی فرق نہین اور تیرہ سو برس کی کوئی کتاب اسکا مقابلہ نہین کرسکتی- جو لوگ اسکے خلاف
مین بہت سا بکے ہین اونہون نے چاند پر خاک ڈالی ہے-

بلکہ بڑے بڑے محققین کی راے ہے کہ خلیفہ اول کے زمانہ مین قرآن کا جمع ہونا
اور اوس سے پہلے اوسکا جمع نہ کیا جانا جس خبر سے معلوم ہوتا ہے وہ منجملہ اخبار احاد ہے
جو قطعی اور یقینی اور معقول بات کے سامنے کچھہ بھی حقیقت نہین رکھتی- وہ روایت واقعات
قطعی کے سامنے رکھنے سے خلاف معلوم ہوتی ہے وجہ اوسکی یہ ہے کہ اگر قرآن موجودہ زید
بن ثابت کا جمع کیا ہوا ہوتا تو اوسکی روایتین کثرت کے ساتھہ جابجا پائی جاتین مگر صحاح ستہ
مین اسکا پتا بہت کم چلتا ہے- جنگ یمامہ واقدی اور ابو معشر کے حساب سے ربیع الاول سنہ ۱۲ھ

مین ہوئی۔ طبری کے قول کے بموجب سالہ میں اور ایک قول کے موافق سالہ کے
آخر مین واقع ہوئی اور خلافت ابوبکر صدیق کی مدت سوا دو برس سے زیادہ نہین لیکن حضرت زید بن
ثابت کی تلاش مین بڑا زمانہ صرف ہوا ہوگا۔ کہجور کی شاخین پتھر کے ٹکڑے چمڑہ کے ورق مٹی
کے برتن۔ ہڈیان۔ تختیان۔ کہان کہان سے ڈہونڈہی اور منگوائی گئی ہونگی اور چارون طرف سے
حافظ بلوائے گئے ہونگے اسمین عرصہ بہی بہت لگا ہوگا اور شہرت بہی اسکی چارون طرف حد سے
زیادہ ہوگئی ہوگی اس لیئے یہ معاملہ اُحد اور احزاب کی لڑائیون سے کم مشہور نہین ہونا چاہیئے
لیکن آپ تمام صحاح ستہ اولٹ جائیے مگر سوائے زید بن ثابت۔ یحییٰ بن عبد الرحمٰن۔ لیث
بن سعد۔ اور ابن شہاب کے اور کوئی اس کا راوی نہ ملیگا۔

اصل مین یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ابوبکر صدیق نے بحیثیت خلیفہ سرکاری طور پر حکماً
ایک نسخہ تمام وکمال قرآن کا ایک جلد مین زید ابن ثابت سے لکھوا کے دستور العمل اور ہدایت تمام
سلطنت کے طور پر رکھ چھوڑا گو وہ پہلے سے بہت لوگون کے پاس موجود تھا اور دور دور کے
پرگنون مین مشہور و معروف تہا۔ چنانچہ تفسیر اتقان مین حارث محاسبی کی یہ رائے مندرج ہے۔
کتابۃ القران لیست بمحدثۃ فانہ رسول صلعم کان یامر بکتابۃ ولکنہ کان مفرقاً
فی الرقاع والکتاف والعسب فانما امر الصدیق بنسخہا من مکان الی مکان مجتمعاً و
کان ذٰلک بمنزلۃ اوراق وجدت فی بیت رسول اللہ صلعم فیہا القرآن منتشر
فجمعہا جامع وربطہا بخیط حتے لا یضیع منہا شیٔ۔
یعنی قرآن کا لکہا جانا کوئی نئی بات نہین ہے کیونکہ رسول خدا صلعم اوسے خود لکھواتے جاتے تہے
مگر وہ پرچون۔ شانہ کی ہڈیون۔ کہجور کی شاخون پر متفرق تہا۔ ابوبکر صدیق نے اون سے ایک
جگہہ نقل کرنیکا حکم دیا اور یہ چیزین بطور اوراق منتشر کے رسول اللہ کے گہر سے ملین جن مین

پورا قرآن موجود تہا اونکو جمع کرکے تاگے سے باندہ دیا تاکہ اوسمین سے کچہہ ضایع نہونے پای-
امام مالک کا قول موطا مین ہے کہ یہ نسخہ صدیق اکبر نے کاغذ پر لکہوایا تہا عن سالم بن عبد اللہ
قال جمع ابو بکر القرآن فی قراطیس ،، یعنی سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ابو بکر
صدیق نے قرآن کو کاغذ پر جمع کرایا- اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم سے پہلے
کاغذ کا رواج ملک عرب مین شروع ہوگیا تہا-

جناب صدیق اکبر کا انتظام سلطنت

آپکی خلافت کا زمانہ بالکل سیدہا سادا اور بادشاہی تکلفات سے معرا تہا- کوئی وزیر
اپنا آپنے ہرگز نہین بنایا جس طرح رسول اللہ صلعم کے عہد مبارک مین معاہدون اور فرمانون
کے لکہنے کیواسطے کاتب مقرر تہے وہی ڈہنگ بعینہٖ ابو بکر صدیق نے اختیار کیا- آپ کے
کاتب حضرت عثمان بن عفان- زید بن ثابت- عبد اللہ بن ارقم تہے-

آپکا زمانہ خلافت بہت مختصر تہا اور باوجود اس اختصار کے اوسمین مشاغل سر سے اوپر
رہے- عراق عرب اور شام مین متواتر لڑائیان ہواکین- اونکے باعث غیر ملکون مین اسلام
کی اشاعت بہی کم ہوئی نہ ملکی آمدنی مین کوئی خاص ترقی ہونے پائی اسواسطے اونکی خلافت
کے زمانہ مین قانون بنانے کی ضرورت بہی پیش نہین آئی-

اسوقت تک اسلام کے سب سے بڑے اور اہم کام یہ تہے-

۱- نماز جماعت کی امامت-

۲- صدقات وصول کرنا-

۳- امور متنازعہ کا فیصلہ کرنا-

۴- اشاعت اسلام کے لیے فوجین روانہ کرنا-

امورات مذکورۂ بالا کے لیے جو جو انتظامات ابوبکر صدیق نے اعلیٰ درجہ کی لیاقت اور سلیقہ اور خوش اسلوبی سے کیئے اونکی کیفیت یہ ہے۔

اوّل کام نماز

اسلام مین سب سے اہم اور مقدم ہے۔ جناب صدیق اکبر پانچون وقت کی نماز مسجد نبوی مین آکے پڑہاتے تہے اور اونکی غیر موجودگی مین حضرت فاروق اعظم اونکی قائم مقامی کر لیتے تہے۔ آنحضرت صلعم نے اپنی حین حیات ؁ ابوبکر صدیق کو اپنی جگہہ نماز کی امامت کے لیئے مقرر فرما دیا تہا اور خود صدیق اکبر کے پیچہے نماز پڑہی تہی ایکدفعہ جناب فاروق اعظم نے امامت شروع بہی کردی تہی تو بیماری کی حالت مین گہر سے نکل کے حضور نے نماز پڑہتے مین حضرت عمر کو امامت سے الگ کردیا اور حضرت ابوبکر کو امام بنایا۔

دوسرا کام وصول صدقات

صدقات کی مدمین زکوٰۃ۔ خراج۔ جزیہ شامل ہین۔ قتال مرتدین سے اظہر من الشمس ہے کہ خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو ان چیزون کے وصول اور اہتمام کی طرف نہایت ہی توجہ تہی۔ عمر فاروق نے ان مین نرمی کرنیکا مشورہ بہی دیا مگر آپ نے اونکی نہ مانی۔ آپنے اونکے وصول کے لیئے اطراف واکناف مین عامل مقرر کردئے تہے جو مثل منتظم ہوتے تہے۔ عاملون کی تقرری مین آپکو اس بات کا زیادہ خیال رہتا تہا کہ وہی لوگ مقرر کیے جائین جنکو آنحضرت صلعم نے اس عہدہ پر متعین کیا ہو اس سے کمال درجہ کی دیانت ابوبکر صدیق مین پائی جاتی ہے۔ جب عمال ان عہد نبوی مین سے کوئی انکار کردیتا تہا یا اپنی خوشی سے مستعفی ہوجاتا تہا تو بدرجہ مجبوری کسی کو اپنی رائے سے اس دیانتداری کے منصب پر مقرر کرتے تہے۔ چنانچہ استیعاب مین ابن عبدالبر اندلسی نے لکہا ہے۔

کان خالد بن سعید واخوته عمالا لرسول اللہ فرجعوا عن عمالتھم حین مات رسول اللہ فقال ابوبکر مالکم رجعتم عن عمالتکم ما احد احق بالعمل من عمال رسول اللہ ارجعوا الی اعمالکم فقالوا نحن بنو ابی اجنحۃ لا نعمل لاحد بعد رسول اللہ،،،

یعنی خالد بن سعید اور اونکے بہائی رسول خدا کی طرف سے عامل تہے حضور کی وفات کے بعد وہ اپنے علاقون سے چلے آے۔ ابوبکر صدیق نے اون سے دریافت کیا کہ تمہارے چلے آنیکا کیا باعث ہے بہتر ہے کہ تم اپنی اپنی جگہہ چلے جاو کسواسطے کہ مین اس عہدہ کے لیئے رسول اللہ کے عاملون سے زیادہ دوسرون کو لائق نہین سمجہتا۔ اونہون نے جوابدیا ہم ابواجنحہ کی اولاد ہین رسول خدا کے بعد کسی کی خدمت نہین کرینگے۔

آپکے دوران خلافت مین دو لاکہہ درہم کے قریب بیت المال مین آیا اور سب کا سب خرچ ہوگیا۔ بعد وفات بیت المال کی پرتال کی گئی تو صرف ایک درہم نکلا سو وہ بہی کسی چیز مین لپٹا لپٹایا رہگیا تہا آپکے عمال یہ تہے۔

بحرین مین علاء بن حضرمی۔

حضرموت مین زیاد بن لبید۔

صنعا مین مہاجر بن امیہ۔

جند مین معاذ بن جبل۔

طائف مین عثمان بن ابی العاص۔

خولان مین یعلی بن امیہ۔

مکہ مین اتاث بن اسید۔

عمال مذکورۂ بالا بڑے متدین اور معتبر لوگ تہے جنکی شہرت اور نیک نامی مین ذرا بہی

دہبا نہین لگا تہا نہ اون سے اپنے عہدہ کے کامون مین کبہی کوئی بے اعتدالی ظہور مین آئی۔

تیسرا کام فیصلہ مقدمات

ازالۃ الخفا مین محدث دارمی سے روایت ہے کان ابوبکر اذا ورد علیہ الخصم نظر فی کتاب اللہ۔ فاذا وجد فیہ ما یقضی بینہم قضی بہ۔ وان لم یکن فی الکتاب وعلم من رسول اللہ ذلک الامر سنۃ قضی بہ۔ فان اعیاہ خرج فسأل المسلمین وقال اتانی کذا وکذا فہل علمتم ان رسول اللہ قضی فی ذلک بقضاء فربما اجتمع الیہ النفر کلہم یذکر من رسول اللہ فیہ قضاء فیقول ابو بکر الحمد للہ الذی جعل فینا من یحفظ علی نبینا۔ فان اعیاہ ان یجد فیہ سنۃ من رسول اللہ جمع رؤس الناس وخیارہم فاستشارہم فاذا اجتمع رائہم علی امر قضی بہ،،

یعنی جب کوئی اہل مقدمہ ابوبکر صدیق کے پاس آتا تو آپ قرآن شریف کو دیکہتے اگر اوسمین کوئی حکم ملتا تو اوسکے بموجب فیصل کر دیتے۔ اگر قرآن مین کوئی حکم اوسکے لئے نہوتا تو رسول خدا سے جو کچہہ اوسکی نسبت سنا ہوتا اوسکے موافق تجویز کرتے۔ اگر آنحضرت کا حکم بہی نہ پاتے تو صحابہ سے پوچہتے کہ میرے سامنے فلان مقدمہ آیا ہے اگر تمکو اوسکی نسبت رسول اللہ کا کوئی حکم معلوم ہو تو مجہے بتا دو اگر وہ بتا دیتے تو آپ کہتے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم مین ایسے لوگ موجود ہین جنہین رسول خدا کی باتین یاد ہین اگر صحابہ سے بہی کوئی حدیث نہ ملتی تو شرفا اور اہل علم کو اکٹہا کرتے اور جس بات پر وہ متفق الراے ہوتے اوسکے بموجب فیصلہ کیا جاتا۔

یہان سے صاف ثابت ہے کہ صدیق اکبر کو رعایا کے کام مین ہرگز آزادی اور خود مختاری حاصل نہ تہی وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے بعد شرفا اور اہل علم کے مشورے اور راے کے تابع تہے یعنی ابوبکر کی خلافت قانونی اور جمہوری سلطنت تہی نہ کہ شخصی۔

جناب صدیق اکبر کی بیعت عام کے بعد یہ گفتگو تھی "مسلمانون کی جماعت مین جیسا مین ہون ویسے ہی تم ہو۔ اے بھائی مسلمانو۔ مجھہ مین اور تم مین کچھہ فرق نہین ہے مین نہ خطاؤن سے مبرا ہون نہ غلطیون سے محفوظ نہ تم سے بہتر اور اچھا ہون اسلئے تم مجھہ سے خبردار رہنا۔ مین جو حکم تمھین خدا و رسول خدا کے حکم کے موافق دون اوسے ماننا اور جہان مجھے بگڑتے دیکھنا میری درستی کر دینا" اس قول کو اپنے دوران خلافت مین اونہون نے پورا کر دکھایا۔

تاریخ ابن اثیر کہتی ہے کہ ابوبکر صدیق نے مقدمات مدینہ کے فیصلہ کے واسطے عمر فاروق کو مدینہ مین قاضی مقرر کر دیا تھا وہ دو سال برابر قاضی مدینہ رہے مگر فصل قضایا مین لوگون نے اونکی طرف زیادہ توجہ نہ کی دو برس مین صرف دو آدمی اونکے پاس گئے۔

چوتھا کام اشاعت اسلام کے لیئے فوج روانہ کرنا

اس کام کے لیئے جو فوجین بہم پہونچائی جاتی تھین اوسکے سپاہی تنخواہ دار نہین ہوتے تھے کیونکہ اول تو اشاعت اسلام ہر مسلمان کا کام تھا اوسمین کون تنخواہ دی اور کس سے مانگی جاوے اپنا کام چاہے آپ کرو یا نہ کرو اور ابتدائی حالت مین تنخواہ آوے بھی کہان سے۔ دوسرے اوس زمانہ کے قومی دستور کے موافق مجاہدین جمع بھی ہو جاتے تھے۔ جنکو ضروری سامان جنگ دیدیا جاتا تھا اور افواج دشمن کا مال و اسباب دنیا مین اور آخرت مین خوشنودی خدا اونکی سخت کوششون اور اعلیٰ درجہ کی عرق ریزیون کا معاوضہ ہوتی تھی پس ابوبکر صدیق بھی عرب کے اسی قدیمی دستور کے موافق جب ضرورت ہوتی مجاہدین جمع کر لیتے اور کسی تجربہ کار جلیل القدر صحابی کو اونکا امیر کرکے تمام سامان جنگ کی درستی کے بعد روانہ کر دیتے تھے۔ روانگی کے وقت جو ہدایتین کی جاتی تھین اونہین ہم جا بجا لکھہ چکے ہین اعادہ کی ضرورت نہین آپنے دیکھا ہوگا کہ اونمین نرمی اور نیکی کی سخت تاکید ہوتی تھی اور بد عہدی کی بالکل ممانعت کر دی جاتی تھی۔

ازالۃ الخفا مین امام احمدؒ سے روایت ہے کہ جب یزید بن ابی سفیان شام کی طرف
بھیجے جانے لگے تو جناب صدیق اکبر نے بڑے شد و مد سے اونہین یہ ہدایت کی و ویا یزید
ان لك قرابة خشيت ان توثرهم بالامارة و ذلك اكبر ما اخاف
عليك فان رسول الله قال من ولى من امر المسلمين شيئًا فامر عليهم احدًا
محاباة فعليه لعنة الله لا يقبل منه صرفا ولا عدلا حتى يدخله جهنم ومن
اعطى احد حمى الله فقد انتهك فى حمى الله شيئًا بغير حقه فعليه لعنة الله وقال تبرأت منه ذمة الله عز وجل
یعنی اے یزید۔ تمہارے بھائی بند بہت ہین مین ڈرتا ہون کہ کہین تم اونکو حاکم نہ بنا دینا کیونکہ
رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی مسلمانون کا حاکم ہو کر کسی کو رعایتاً امیر مقرر کر دے اوسپر خدا
لعنت کرتا ہے حق تعالےٰ اوسکے فرض نفل کچھہ نہین قبول کرتا بلکہ اوسے جہنم مین بھیجیگا اور جو
شخص خدا کے مال مین سے کسی کو بغیر حق کے کچھہ دیدیگا اوسنے خدا کے حدود کو توڑ دیا اوسپر
خدا کی لعنت ہے اور خدا اوس سے بری الذمہ ہے۔ اس ہدایت سے ابوبکر صدیق کا
بالکل کانٹے کی تول عادل اور ٹھیک ہونا پایا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ انصاف دنیا مین ممکن نہین
فتح کے بعد میدان جنگ سے جو مال افواج اسلام کے ہاتھہ آتا تھا اوسکی تقسیم بالکل
وہی جاری رہی جو حضور صلعم کے عہد عدالت مہد مین ہوتی تھی اوس سے سر مو تجاوز نہونے دیا
اور کسی کو کم بڑھی کی شکایت کبھی نہوئی یعنی مقتول کا گھوڑا و ہتیار اور کپڑے حسب دستور سابق
قاتل کو دیدئے جاتے تھے۔ باقی مال اکٹھا کرکے اوسکا پانچوان حصہ بیت المال مین جمع کرا دیا
جاتا تھا۔ چار خمس بحصہ مساوی فوج مین تقسیم ہو جاتا تھا اور ایسی مساوات برتی جاتی تھی جسکی نظیر
نہین۔ ہر شخص سمجھتا تھا کہ خلیفہ اور بادشاہ مین ہون اور باقی جتنے لوگ ہین سب میرے فائدہ
کے لئے کوشش کرتے ہین۔ رشک و حسد اور کم بڑھ کا کام ہی نہ تھا۔ البتہ سوار کو دو حصہ اور

پیادہ کو ایک حصہ ملتا تہا۔

جناب عمر فاروق ایسی تقسیم کے مخالف تہے اونکی رائے یہ تہی کہ سبقت فی الاسلام اور شرافت نسب کی رعایت سے مال غنیمت تقسیم کیا جایا کرے مگر ابوبکر صدیق نے اونکی رائے منظور نہ فرمائی اور کہا ان باتون کا خیال نہ کرو مسلمان سب برابر ہین۔ چنانچہ ازالۃ الخفا مین محدث ابن ابی شیبہ سے روایت ہے قال عمر اتجعل الذین جاھدوا فی اللہ باموالھم وانفسھم وھاجروا دیارھم کمن دخل فی الاسلام۔ فقال ابوبکر انما عملوا للہ وانما اجورھم علی اللہ وانما الدنیا بلاغ۔ یعنی عمر فاروق نے کہا جن لوگون نے خدا کی راہ مین جان ومال سے جہاد کیا اور اپنے گہرون سے ہجرت کی آپ اون کو اون لوگون کے برابر کیئے دیتے ہین جو مجبوراً مسلمان ہوے۔ صدیق اکبر نے جواب دیا کہ اونکے عمل خوشنودی خدا کیواسطے تہے جنکا بدلہ خدا دیگا۔ اونکے لئے دنیا کے مال کی کثرت مناسب ہی نہین۔

نگرانی اور حفاظت اور تجربہ کاری آپ مین اس درجہ کی تہی کہ مدینہ مین ہی بیٹہے بیٹہے قتال مرتدین اور عراق وشام کی سرحدون پر جو فوجین گئی تہین اونکو نشیب وفراز اور لڑائی کی گہاتین سمجہایا کرتے تہے میدان جنگ کی خبرگیری اور اونکے حالات سے واقفیت ایسی رکہتے تہے جسکی وجہ سے یہ کہہ سکتے ہین کہ وہ بہت بڑے آزمودہ کار سپہ سالار تہے۔ حالات جنگ کے موافق سپہ سالاران لشکر کی تبدیلیان ہی کردی جاتی تہین اور اونکی مدد کیواسطے وقتاً فوقتاً فوجین پہونچتی رہتی تہین۔ چنانچہ مسیلمہ کی گوشمالی کے لئے پہلے عکرمہ بن ابی جہل کو بہیجا جب اون سے کام نہ چلا تو خالد بن ولید روانہ کئے گئے۔ ادہر سے جب ایک گونہ اطمینان حاصل ہوگیا تو سنا گیا کہ عراق مین مثنیٰ بن حارث کو ایران کے لشکر نے تنگ کر رکہا ہے تو خالد بن ولید کو مثنیٰ کا ہاتہہ بٹانے کے لئے بہیجا۔ سپہ سالار افواج شام یعنی ابوعبیدہ بن الجراح سے

جب وہان کا کام سدہتا نظر نہ آیا تو خالد بن ولید کو بدل کے شام کا امیر الامرا مقرر کر دیا۔ ان تمام ردوبدل مین اونکی راے بہت صائب رہی اور کبھی خطا نہوئی۔

حضرت ابوبکر کارگذارون کے قدر شناس تہے۔ اونکی معقول باتین اور عذر سنکے اونکی خطاؤن سے چشم پوشی ہی کرجاتے تہے۔ مالک بن نویرہ کے باب مین جب لوگ اونکے شاکی ہوے یہان تک کہ فاروق اعظم نے بہی اون سے اپنی ناراضی ظاہر کی تو خالد کو جوابدہی کے لئیے مدینہ بلایا اور اونکے معقول عذرات سماعت فرما کے اونہین پہر اونکی جگہہ واپس کر دیا۔

اشعث بن قیس حالانکہ مرتد ہوگیا تہا مگر جب اوسکے صدق دل سے مسلمان ہونے اور اوسکی بہادری وجراءت کا حال سنا تو اوس سے بہت ہی خوش ہوے اور اوسکی خطاؤن سے درگذر کرکے یہان تک اوسپر عنایت کی کہ اپنی بہن ام فردہ کا نکاح اوس سے کر دیا غرضکہ ہمیشہ رسول کریم کے قدم بقدم چلتے رہے۔

حالات وفات

جس مرض سے جناب صدیق اکبر کا انتقال ہوا اوسکی نسبت مورخین کو اختلاف ہے۔ اکثرون کی یہ راے ہے کہ انتقال سے ایک برس قبل کسی نے کہانے مین زہر ملا کے آپکے پاس بہیجا اوس کہانے کو آپنے اور حارث بن کلدہ نے ملکے کہایا۔ حارث طبیب بہی تہے اونہون نے بیان کیا کہ یا حضرت مین اور آپ دونون اسوقت زہر آلود کہانا کہا گئے جسکا اثر ہم دونون پر ایک سال کے بعد ظاہر ہوگا اور ہم تم دونون ایک ہی دن دنیا سے گذر جائینگے۔ چنانچہ آپ اوسی دن سے بیمار رہے پورے ایک سال کے بعد انتقال فرمایا۔ چند مورخون نے یہ بیان کیا ہے

کہ آپنے ایک دن نہایت سرد ہوا مین غسل فرمایا اوس سے بخار آنے لگا اور پندرہ دن کے
بعد عالم جاودانی کو سدہارے - ایام مرض مین لوگون نے پوچہا کہ اگر حکم ہو تو طبیب کو بلا کے
آپکا علاج کرایا جاوے - آپنے فرمایا طبیب آیا تہا وہ مجہہ سے یہ کہہ گیا ہے فعال لما یرید "
یعنی خدا جو چاہتا ہے سو کرتا ہے - اس جواب سے لوگ آپ کا مطلب سمجہہ گئے اور چپ ہو رہے
جناب عائشہ صدیقہ نے فرمایا ہے کہ انتقال کے دن آپ بیہوش ہو گئے - مین
رو رہی تہی کہ آپکو کچہہ افاقہ ہوا - فرمایا جاءت سکرات الموت بالحق ذلك ما كنت منه تحيد
یعنی موت کی بیہوشی ضرور آئیگی - اے بندہ یہی وہ حالت ہے جس سے تو بہاگتا تہا -
پہر مجہہ سے دریافت کیا کہ رسول خدا صلعم کے کفن مین کیا کیا تہا - مین نے عرض کی کہ سوائے
قمیص اور عمامہ کے تین کپڑے تہے اور وہ یمن کی بستی سحول کے بنے ہوے کپڑے کے
تہے - اسکے بعد پوچہا کہ آنحضرت نے کس دن انتقال فرمایا تہا مین نے جواب دیا دوشنبہ کو اور
آج دوشنبہ ہی ہے - فرمایا کہ اے اللہ العالمین مجہے بہی آج ہی کے دن موت دے - پہر میری
طرف مخاطب ہو کے ارشاد ہوا کہ بیٹا عائشہ - یہ کپڑا جو اسوقت میرے جسم پر ہے اسمین مجہے
ایک دہبا زعفران کا نظر آتا ہے اس داغ کو دہو ڈالنا اور اسمین دو کپڑے اور ملا کے مجہے کفن
دینا - یہ سنکر مجہے رونا آگیا اور عرض کی کہ ابا جان یہ کپڑا نہایت پرانا ہے - ارشاد ہوا الحی احوج
الی الجدید من المیت انما ہو للمہنتہ والصدید یہ نسبت مردہ کے زندہ کو نئے کپڑے کی
زیادہ احتیاج ہے اور کفن خون و ریم کے لئے ہے -

جناب صدیق اکبر کا انتقال شب سہ شنبہ کو ہوا ہے - ۲۳ جمادی الثانی ۱۳ھ مطابق
۶۳۴ء دن دوشنبہ یا جمعہ تہا - اصابہ والے نے عمر آپکی ۶۳ برس کی بتائی ہے اور امام ابن
قتیبہ اس سے زیادہ کے قائل ہین - مدت خلافت دو برس تین مہینے ایا ۲۶ دن ہے - آپنے

وصیت کی تھی کہ میری بیوی اسما بنت عمیس مجھے غسل دین اور میرے بیٹے عبدالرحمن اونکی مدد کرین
ان دو شخصون کے سوا اور کوئی میرے بدن کو برہنہ نہ دیکھے - دم واپسین مین یہ الفاظ آپکے منہ سے
نکلے "اللھم توفنی مسلما والحقنی بالصلحین" یعنی اے اللہ اپنی فرمانبرداری کی حالت مین
مجھے ماریو اور مرنے کے بعد اپنے نیک بندون مین مجھے شامل کیجو - تجہیز وتکفین آپ ہی کے
فرمانے کے موافق ہوئی اور آنحضرت صلعم جس تخت پر استراحت فرمایا کرتے تہے اوسپر آپ کا جنازہ
اوٹہایا گیا - فاروق اعظم نے جنازہ کی نماز پڑہائی - آنحضرت صلعم کی قبر شریف کے پاس عائشہ
صدیقہ کے حجرہ مین دفن ہوے - عبدالرحمن - عمر - عثمان - طلحہ قبر مین داخل ہوے اور انتقال ہی
کی شب مین آپکو دفن کر دیا - انا للہ وانا الیہ راجعون " آپکے والد ماجد ابو قحافہ رضی اللہ عنہ مکہ مین
اوسوقت زندہ تہے - عقد الفرید مین امام ابن عبد ربہ نے لکھا ہے کہ ہارون الرشید نے رسول اللہ
صلعم کے مزار پر انوار پر حاضر ہوکے امام مالک سے پوچہا کہ یا حضرت - فرمائیے کہ صدیق اکبر کا مرتبہ
رسول خدا کے نزدیک کیسا تہا - امام مالک نے فرمایا کہ اونکے رتبہ کا قرب ویسا ہی تہا جیسا کہ
اونکی قبرون مین قرب ہے - ہارون رشید پہڑک گیا اور بولا آپ سچ فرماتے ہین -

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ جب صدیق اکبر کی علالت اتنی بڑہی کہ زیست ناممکن معلوم ہونے لگی
تو آپنے عبدالرحمن بن عوف کو بلا کے کہا کہ مین اپنے بعد عمر فاروق کو خلیفہ کیا چاہتا ہون تمہاری
کیا راے ہے - ابن عوف نے جوابدیا کہ آپ جیسا اونکو سمجہتے ہین وہ اوس سے بدرجہا بڑہے
ہوے ہین مگر ایک نقص اونمین بڑا سخت واقع ہوا ہے یعنی مزاج مین گرمی اور تشدد زیادہ ہے
صدیق اکبر بولے - تم اونمین ہرگز نہین سمجہے - اس نقص کا باعث مین ہون جب مین نہ ہونگا تو
یہ بات تم اونکی طبیعت مین نہ پاؤگے یعنی میری مزاج مین نرمی زیادہ ہے اسکے مقابلہ کیلیئے وہ سختی
برتتے تہے جب خلافت کا بوجہہ خود اونکے سر پر پڑیگا تو آپ سے آپ نرمی اختیار کرلینگے مین نے

بار ہا بغور دیکھا ہے کہ جب مین کسی پر سختی کرتا تہا اور اوس سے خفا ہو جاتا تہا تو عمر فاروق مجہہ سے اوسکی سفارش کیا کرتے تہے اور جب مین کسی سے بنرمی پیش آتا تو یہ سختی پر آمادہ ہو جاتے تہے پہر حضرت عثمان بن عفان کو بلا کے اون سے مشورہ طلب کیا۔ حضرت عثمان نے فرمایا۔ آپکے انتخاب پر میر اصاد ہے۔ ہم مین کوئی بہی اونکی ہمسری نہین کر سکتا عمر فاروق کا باطن اونکے ظاہر سے کہین بڑہکر ہے خلافت کے لئے اون سے اچہا آدمی اگر مشعل لیکر بہی آپ ڈہونڈہینگے تو بہی نہ ملیگا۔ دربار خلافت مین جانشینی کا مسئلہ چہڑا ہوا سنکر جناب طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بہی تشریف لاے اور واویلا مچانی شروع کی کہ اے خلیفہ رسول اللہ۔ آپ عمر کے غصہ کو جان بوجہہ کے بہی اونہین ہم پر خلیفہ کئے دیتے ہین جب لوگ اونکے غصہ سے تکلیف اوٹہائینگے تو اوسکی جوابدہی قیامت کے دن آپکے سر ہوگی۔ سوچ سمجہہ کے کام کیجیے اور ایسا غضب ڈہا کے دنیا سے تشریف نہ لیجائیے۔ ابوبکر صدیق پہلے تو ابن عبد اللہ کا پر جوش کلام خاموش سنتے رہے جب وہ کہہ چکے تو فرمایا کہ تم نے مجہے خدا سے ایسا ڈرایا کہ میرے رونگٹے کہڑے ہوگئے اب سن لیجئے کہ اگر خدا قیامت کے دن اس باب مین مجہہ سے کچہہ پوچہیگا تو مین یہی جوابدونگا کہ یا الہ العالمین مین نے نیک نیتی کے ساتہہ تیرے بندون پر ایسا خلیفہ کیا تہا جو دنیا مین سب سے بہتر تہا۔

روایت ہے کہ جناب علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے بہی خلافت عمر کی بابت تہ دل سے اپنی خوشنودی ظاہر کی تہی۔ مقام انصاف ہے کہ ابوبکر نے اپنے کسی عزیز کو خلافت کے لئے نامزد نہین کیا جس سے اونکی نیک نیتی مین ذرا بہی کلام نہین ہو سکتا۔ ظاہر ہے کہ اسوقت اونکی خاص دو بیٹے عبد الرحمن اور محمد موجود ہین۔ اونمین عبد الرحمن بڑے جری اور شجاع ہین سیف اللہ خالد بن ولید کے ساتہہ جیسا جیسا منچلاپن اونہون نے کیا ہے سب جانتے ہین جنگ یمامہ مین

بڑے بڑے کارنمایان اونہون نے کئے مگر صدیق اکبر نے اپنے بیٹون اور عزیزون کیطرف سے بالکل آنکھون پر ٹھیکری رکھکے فاروق اعظم ہی کی خلافت کو مسلمانون کے حق مین از بس مفید سمجھا۔ حضرت عمر بن خطاب کے زمانہ پر نظر ڈالنے سے خواہ مخواہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ عمر فاروق کا انتخاب ابوبکر کے بڑے بڑے اعمال مین گنے جانے کے لایق ہے کیونکہ عمر فاروق نے امور سلطنت کو ایسی لیاقت اور دیانت سے انجام دیا کہ آج تک تاریخ کے صفحون مین کوئی بادشاہ اونکے مقابل کا نظر نہین آتا۔ اس عنایت خاص کے لیے ہم مسلمان ابوبکر صدیق کے زیر بار احسان ہین۔

ابن خلدون نے بیان کیا ہے کہ طلحہ بن عبد اللہ سے گفتگو کر کے آپنے جناب عثمان بن عفان سے وصیت نامہ لکھوایا جسکا مضمون ہم صفحہ ۲۳۹ و ۲۴۰ مین لکھ آئے ہین۔

حضرت عثمان بن عفان نے ابوبکر کے حکم سے اسکو لکھکے اونہین کے کہنے سے اس پر مہر کی اور نقلین اسکی چارون طرف کے امرا کو روانہ کردی گئین۔ اسکے بعد حضرت عمر فاروق بلوائے گئے۔ صدیق اکبر نے اون سے کہا کہ مین نے تمہین رسول کریم کے اصحاب پر خلیفہ کیا ہے۔ جناب فاروق اعظم بولے کہ حضور مجھے معاف رکھین مین اس بڑے جوابدہی کے کام کے لایق نہین نہ مجھے خلافت کی خواہش ہے۔ ابوبکر صدیق نے کہا کہ یہ تو ہم لوگون نے تجویز کر لیا کہ تم خلافت کے قابل ہو یا نہین اس باب مین تم سے راے طلب نہین کی جاتی۔ ہان یہ بات سچ ہے کہ تمہین خلافت کی پرواہ نہین مگر اسمین کیا کیا جاے کہ خلافت کو تمہاری ہی ضرورت ہے اسلیئے تمہین کرنی پڑیگی۔ اے عمر۔ اگر تم میری صلاح پر عمل کروگے تو کوئی پوشیدہ چیز موت سے زیادہ تمہین عزیز نہوگی اور اگر نہ مانوگے تو کوئی پوشیدہ چیز موت سے زیادہ تمکو بری نہ معلوم ہوگی۔

جب وصیت نامہ مذکورہ بالا بہر طور مکمل ہو چکا تو صدیق اکبر نے اوسے مجمع عام مین پڑہے
جانے کا حکم دیا اور اوسوقت بذات خود گھر سے باہر آکے سب لوگون کے سامنے یہ تقریر کی۔
کیا تم لوگ راضی ہو اوس شخص کی خلافت سے جسے مین نے خلیفہ مقرر کیا ہے۔ بیشک مینے
اپنے کسی عزیز و قریب کو تمہارا خلیفہ نہین بنایا ہے۔ مین عمر فاروق کو خلیفہ کرتا ہون۔ اونکی اطاعت
کرنا اور اونکا کہنا ماننا۔ یہ تقریر مینے صرف اپنی راے سے نہین کیا ہے بلکہ بہت سے اہل الراے
سے اسمین مشورہ لے لیا ہے۔ لوگون نے ابو بکر صدیق کی یہ باتین سنکر بالاتفاق کہا سمعنا واطعنا
جب دیکھا کہ سب خلافت فاروقی سے راضی ہین تو عمر فاروق سے مخاطب ہو کے فرمانے
لگے۔ اے عمر۔ اب تم رسول اللہ کے اصحاب پر خلیفہ ہو گئے۔ خبردار ظاہر و باطن دونون مین خدا سے
ڈرتے رہنا۔ اے عمر۔ بیشک اللہ کا ایک حق تمپر رات مین ہے جسکو وہ دن مین قبول نہین کریگا
اور ایک حق دن مین ہے جسکو وہ رات مین قبول نہین کریگا۔ اے عمر۔ جب تک فرائض ادا
نہ کر لوگے خدا تمہارے نوافل کو ہرگز منظور نہ کریگا۔ تمکو معلوم ہے کہ قیامت کے دن جسکے اعمال
نیک کا پلہ بھاری ہوگا وہی ناجی ہے اور جسکے برے اعمال بھاری ہونگے وہی سبک اور
خرابی مین رہیگا۔ یہ باتین حق و باطل کے سمجھنے سے تمہین حاصل ہونگی۔ اے عمر۔ تمنے دیکھا ہوگا
کہ نرم آیات کے ساتھہ تشدد آمیز آیتین اور سخت آیتون کے ساتھہ نرم آیتین کلام مجید مین نازل
ہوئی ہین۔ تاکہ مومن خدا سے ڈرتا اور اوس سے اپنے لئے مغفرت طلب کرتا رہے۔ اے عمر۔
قرآن مین جب اہل دوزخ کا ذکر پڑہنا تو دعا مانگنا کہ یا اللہ العالمین مجھے تیرے فضل و کرم سے امید ہے
کہ تو مجھے ان لوگون مین شامل نہ کریگا۔ جب اہل بہشت کا ذکر آئے تو یہ کہا کرنا کہ اے اللہ۔ تو اونکی
سے اعمال صالحہ مجھہ مین بھی پیدا کردے اور قیامت کے دن مجھے اونمین شامل کردے۔ اگر
تم میری ان نصیحتون پر عمل کرتے رہو گے تو ہر وقت مجھے اپنے پاس بیٹھا پاؤ گے۔ جب یہ سب مجھے

کہہ چکے تو دعا کیلئے ہاتھہ اوٹھاے اور درگاہ الٰہی مین یون مناجات کی دو بار خدایا۔ مینے تیرے بندے مسلمانون پر عمر کو خلیفہ بنایا ہے تو داناے راز ہے کہ مین نے یہ کام مسلمانون کی بہتری کیواسطے کیا ہے۔ اپنی ذراسی عقل کے موافق جسکو مسلمانون مین سب سے بہتر سمجہا اور اس منصب جلیلہ کے لایق پایا اوسے مقرر کر دیا۔ تو خوب جانتا ہے کہ مین نے اپنی کسی غرض یا کسی خاص وعام مصلحت کے باعث ایسا نہین کیا۔ اے میرے عظیم الشان اور بلند مرتبہ مالک مین دنیاے فانی سے سفر آخرت کرنے کو تیار ہون اسلئے کمال لجاجت اور عاجزی کے ساتھہ میری یہ امید ہے کہ ہر حال مین عمر کی نگہبانی کرتا رہیو اور اونہین جادۂ راستی سے ڈگنے ندیجو۔ ہر کام مین اوسے نیک راہ پر چلائیو کیونکہ یہ سب مسلمان تیرے ہی فرمانبردار بندے ہین عمر کی راے کی درستی اونکی اصلاح کا سبب ہوگی یا اللہ۔ عمر کی راے کو تو اپنی مرضی کا تابع رکھیو۔ اونکا نام اپنے پیغمبر کے خلفاے راشدین مین درج فرما۔ اونکو اتباع سنت کی توفیق عطا کر۔ اونکی رعیت کے باغ کامرانی کو اونکی عدل وانصاف کی آبپاشی سے پہولا پہلا رکہہ" ابوبکر صدیق یہ دعا کر رہے تہے اور سب حاضرین کی زبانون پر آمین تہی۔ اسوقت حضرت عمر فاروق جوش گریہ سے بیتاب ڈاڑہین مار مار کے رو رہے تہے۔

معیقب بن فاطمہ کہتے ہین کہ مین صدیق اکبر کے اخراجات کا وکیل تہا جب اونپر مرض غالب ہوا اور زندگی کی امید نرہی تو مین خدمت اقدس مین حاضر ہوا اور آداب بجالا کے الگ گوشہ مین بیٹھہ گیا حضور اوسوقت تفویض خلافت مین مشغول تہے۔ مینے دیکہا کہ آپ نے جناب عثمان بن عفان سے فرمایا لکہو هذا عهد ابی بکر بن قحافہ الی المسلمین اما بعد فانی استخلفت علیکم یعنی یہ ایک عہدنامہ ہے ابوبکر بن قحافہ کا تمام مسلمانون کے نام کہ بیشک مینے تمپر خلیفہ کیا اتنا فرما کے آپ پر غشی طاری ہوگئی اور آپ بیہوش ہو گئے۔

حضرت عثمان نے علیکم کے بعد عمر بن الخطاب اپنے قیاس سے لکھدیا۔ جب تھوڑی دیر مین آپکو افاقہ
ہوا تو آنکھین کھولکے جناب عثمان سے پوچھا کہ ہان تمنے کیا لکھا۔ حضرت عثمان بولے کہ جو کچھہ
آپنے لکھوایا تھا اوسپر مینے عمر بن الخطاب اور بڑھا دیا ہے۔ آپنے فرمایا۔ اے عثمان بن عفان
خدا تمہارا بھلا کرے تم نے میرے دل کی بات لکھکے اسوقت میری روح کو تازہ کردیا ہے
غرضکہ مرض اور ضعف کی زیادتی سے بڑی دیر مین رک رک کے وصیت نامہ آپسے لکھوایا گیا
جب اوسکی تکمیل ہوچکی تو میری طرف دیکھکے فرمایا کہ معیقب۔ بتاؤ ہمارا تمہارا حساب کیسا ہے
مینے عرض کی یا امیر المومنین۔ آپ میرے پچیس درہم کے قرضدار ہین مگر مینے بحل کیئے۔ یہ سنتے
ہی آپنے برہم ہوکر فرمایا کہ معیقب۔ اب ایسی بات منہ سے ہرگز نہ نکالنا۔ مین ہرگز نہین چاہتا
کہ کسیکا قرض لیکر دنیا سے جاؤن۔ مین رونے لگا اور عرض کی حضور مین اس زیارت کو آخری
دیدار سمجھے ہوے ہون اور آپ ۲۵ درہم کے لیئے مجھے معتوب کرتے ہین افسوس۔ کیا میرا اتنا
بھی اعتبار نہین کہ مینے دل سے ایک خفیف رقم حضور کو بحل کردی یا نہین۔ یہ کہکے میری
ہچکی بندھ گئی۔ آپنے میرے آنسو پونچھے اور گلے سے لگاکے فرمایا کہ بھائی۔ رو رو کے اپنی
جان کیون ہلکان کرتے ہو مین اس دار المحن کی تکلیفون سے چھوٹ کے آرام کی جگہہ جاتا
ہون پھر اسمین رونے کی کیا بات ہے۔ مگر وہان کا توشہ اور زاد راہ اسی طرح تیار کیا جاتا ہے
کسیکا حق لیکر وہان نہ جانا چاہیئے۔ پس تم میرے اوپر مہربانی کرکے اپنے درہم لیلو مین بھی
سمجھونگا کہ تم نے معاف کیئے۔ یہ کہکے عائشہ صدیقہ کے پاس سے پچیس درہم منگا کے
اور سب کے سامنے مجھے گن کے دیدیئے۔ معیقب بن فاطمہ فرماتے ہین کہ ابوبکر صدیق عجیب
محتاط تھے۔ مال غنائم اور جزیہ اور زکوٰۃ وغیرہ بے حساب اور بے تعداد چارون طرف
سے ڈھلا ہوا بیت المال مین آتا مگر جو کچھہ مسلمانون نے اپنی تجویز سے اونکا وظیفہ مقرر کردیا تھا

اوس سے زیادہ ایک حبہ آپنے کبھی نہ لیا - جو کچھہ وظیفہ لیا تہا اوسے بھی اپنی مملوکہ زمین بیچکر بیت المال مین جمع کرادیا - بیت المال کی ایک کوڑی بیجا صرف نہین ہونے دی -

روایت ہے کہ انتقال صدیق اکبر ایسا حادثۂ جانکاہ تہا کہ مدینہ کا کوئی گھر رونے سے خالی نہ رہا اوسدن بالکل آنحضرت صلعم کی وفات کا سمان لوگون کی آنکھون کے سامنے پھر گیا - عائشہ صدیقہ چھوٹی سی عمر مین رانڈ ہوکے اوسکے دو برس کے بعد ہی بے پدر ہوگئین اور اسلام کا ایک اور دردخواہ دنیا سے چل بسا - افسوس ہاے افسوس -

حضرت خواجہ محمد پارساؒ نے اپنی کتاب فصل الخطاب مین بہت سی روایتین لکھی ہین جن سے بڑی شرح وبسط کے ساتھہ جناب صدیق اکبر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے ارتباط واتحاد کا حال معلوم ہوتا ہے اسلیئے جو نوحہ جناب علی مرتضی نے ابوبکر صدیق کے جنازہ پر کیا ہے اوسے ہم بھی نقل کرتے ہین - جب صدیق اکبر کے انتقال کی خبر حضرت علی کو پہونچی تو آپ روتے ہوے گھر سے نکلے اور اضطراب کی حالت مین یہ حسرت بھرے کلمے زبان مبارک سے فرماتے ہوے جنازۂ صدیق اکبر پر آے وا اے ابوبکر افسوس - آج تمہارے ساتھہ ہی رسول خدا صلعم کی جانشینی کا خاتمہ ہوگیا - اے ابوبکر - خداوند عالم تمپر رحم کرے مین امید کرتا ہون کہ کریگا اور ضرور کریگا کیونکہ آنحضرت صلعم تم سے قلبی محبت رکھتے تہے تمہاری صورت دیکھکے اونکا غم غلط ہوجاتا تہا تم سب چھوٹے بڑے کامون مین اونکے معتمد اور مشیر رہتے تہے - اے ابوبکر - رسول اللہ کوئی کام بغیر تمہاری صلاح اور خلاف تمہاری مرضی کے نہین کرتے تہے - واویلا - تم سے اور ہمسے آج مفارقت ہوگئی - تم جسطرح قبول اسلام مین ساری قوم سے اول تہے اوسی طرح سلطنت اسلامی کے پہلے رکن بھی ہو - تمہارا ایمان درجہ کمال کو پہونچا ہوا تہا تمہاری صفائی باطنی اور خدا ترسی تمام قوم سے بڑھی ہوئی تھی - تم بالکل رسول

مقبول کے قدم بقدم چلے تمہاری رفتار کے برابر کسی کی روش نہین دیکھی گئی - اے مجمع
صفات وحسنات - حیف ہے کہ آج تمہارا سایہ مسلمانون کے سرون پر سے اوٹھگیا - تم
اپنے مناقب جمیلہ اور اوصاف پسندیدہ مین ارفع واعلی تہے - اخلاق کریمہ اور اوصاف عظیمہ مین
ہم تمہین رسول کریم سے تشبیہ دیا کرتے تہے سو آج ایسی نظیر تمہارے ساتھہ دنیا سے اوٹھگئی
ہائے یتیمون کا مہربان باپ مسکینون کا پالنے والا - آج دنیا سے چل بسا - اے ابو بکر -
تمنے ہمارے پیغمبر کی تصدیق ایسے نازک زمانہ مین کی کہ سب اپنے پرائے کہلم کہلا اونکی
تکذیب کرتے تہے اسلیئے تم اونکے چشم وگوش - اونکی تنہائی کے مونس - اونکے یار غار - مہبط
سکینۂ کردگار اور شریک ہجرت احمد مختار - ناصر دین متین - مددگار امت سید المرسلین ہو - تمہاری
مفارقت ہمین حد سے زیادہ ناگوار ہے - اے ابو بکر - تم سا مدبر - رحم دل - رعیت نواز - غریبون
کا چارہ ساز خلیفہ کسی پیغمبر کو نصیب نہین ہوا - امت محمدی کی پشت ضعیف تم سے قوی تہی
اب اوسے تم توڑ چلے - تمہاری دلکش باتین نہایت میٹھی ہوتی تہین اونمین حکمت اور بلاغت
کی چاشنی تہی اب تمہارے بعد کان ایسی باتون کے لیئے بہٹکینگے - اے ابو بکر جسطرح تمہاری
رائے عقدہ کشا سب سے بڑہ چڑہکر تہی اوسی طرح تم سب سے زیادہ کریم النفس نیک محضر اور
شجاع تھے - تمہاری خلافت مین کوئی اپنی داد اور حق رسی سے محروم نہین رہا - تمہارے سایہ
مین خلق اللہ نے اپنی زندگی عیش وآرام سے بسر کی - اے ابو بکر - تم ثبات واستقلال مین
مثل کوہ تہے - تمہارا قد موزون اگرچہ نحیف ونزار تہا لیکن واقع مین اوسے بنائے دین کا
ایسا مستحکم ستون سمجہنا چاہیئے جسے حوادث روزگار اپنی جگہہ سے ہرگز ڈگا نہ سکے - ہائے کہانتک
ہم تمہاری خوبیون کو یاد کرکرکے کف افسوس ملین - تم ضعیفون اور ذلیلون کو انعام واکرام
دیکے قوی اور سرفراز بنالیا کرتے تہے - برخلاف اسکے بڑے بڑے قوی اور عزیز تمہارے

دربار مین پست و ذلیل نظر آتے تہے - تمنے احکام خدا اور رسول کی تعمیل مین کبھی قریب و بعید اور اپنے پرائے کا لحاظ نہین کیا - کسرایان فارس اور قیصران روم تمہارے مطیع و خراج گذار بنے - اسلام کے دشمنون کو ہمیشہ تم سے ہراس رہا - اے ہمارے مونس و غمخوار اولی العزم خلیفہ - تمنے بہت بڑا دور دراز سفر اختیار کرکے ہمین اپنی مہجوری سے بحر رنج و غم مین ڈبو دیا ہے تمہاری دائمی جدائی سے ہم نہایت ہی دردمند ہین - اے پیارے ابوبکر - تم اپنی مراد کو پہونچے مگر ہماری مصیبت بڑھ گئی آہ - آج تمہاری مفارقت کے زخم سے مسلمانون کے جگر پاش پاش ہین - خدا کی قسم - بعد وفات رسول خدا کے ایسی مصیبت ہم لوگون پر کبھی نہین پڑی تہی - انا للہ وانا الیہ راجعون -

جناب شیر خدا رضی اللہ عنہ کے اس پر اثر بیان نے حاضرین کے دلون کو کچھہ ایسا دردناک کردیا کہ سب ڈاڑہین مار کے رونے لگے اور سب نے بالاتفاق فرمایا کہ اے داماد رسول و اے زوج بتول - اب اپنے بیان سے ہمارے جگر کو پاش پاش نہ کیجئے -

فصل الخطاب مین لکھا ہے کہ امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ صدیق اکبر کے جنازہ ہی پر نہین بلکہ ہر روز مرض الموت مین بہی مزاج پرسی کے لئے تشریف لاتے تہے اور اشتداد مرض سے پریشان اور مضطرب الحال ہوکے جاتے تہے یہان تک کہ جناب شیر خدا نے خود فرمایا ہے کہ مین موت سے ایک دن پہلے جو صدیق اکبر کی عیادت کو گیا تو اونہون نے مجھے اپنے سرہانے تکیہ کے پاس بٹھالیا اور فرمایا کہ اے علی - تم مجھے غسل دینا اور تمہین کفن پہنانا - مین چاہتا ہون کہ جن ہاتھون نے رسول کریم کو غسل اور کفن دیا ہے وہی مجھے بہی دین - اے علی - اس سے فارغ ہوکے میرا جنازہ اوس حجرہ کے دروازہ پر لیجانا جسمین ہمارے حضور صلعم رونق افروز ہین اور جنازہ کو درحجرہ پر رکھدینا اگر دروازہ بغیر کنجی

کے خود بخود کھلجاوے تو مجھے اندر لیجاکے دفن کردینا ورنہ مسلمانون کے قبرستان مین دفن کرنا
جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اس ہدایت کے بموجب ہم لوگون نے جنازہ
حضرت صدیق کا روضہ اقدس کے دروازہ پر جاکے رکھدیا اور زنجیر کھٹکھٹا کے گذارش کی
کہ ابوبکر حضور کے جوار رحمت مین دفن ہونیکا امیدوار ہے - تھوڑی دیر نہ گذرنے پائی تھی کہ
دروازہ آپ ہی آپ کھلگیا اور آواز آئی ادخلوہ وادفنوہ کرامۃ نہ دروازہ کھولنے والا نظر آیا
نہ آواز دینے والا دکھائی دیا - ہم لوگون نے روضہ پاک مین صدیق اکبر کے جنازہ کو لیجا کے
قبر رسول اللہ کے پاس اس طور سے دفن کیا کہ ابوبکر صدیق کا سر حضور اقدس کے سینہ
فیض گنجینہ کے سامنے تھا - یون طالب کو مطلوب سے اور جان کو قالب سے ملا دیا حضرت
صدیق اکبر کے فراق کا صدمہ ایسا نہ تھا جسکا اثر کسی دل پر نہوا ہو - صحابہ رضی اللہ عنہم کو جو
رنج والم تھا اوسکا اندازہ کرنا نہایت مشکل ہے دفن کیوقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ نیرنگی
فلک نے ایک حادثہ عظیم اور مصیبت جانگزا برپا کردی ہے -
سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ جب مرض حضرت صدیق کا خوفناک ہوگیا تو چند
اصحاب خدمت مبارک مین آئے اور وصیت طلب کی - ارشاد ہوا کہ اے صاحبو شب و روز
خدا سے یہ دعا مانگتے رہنا کہ اے خداوند جہان باوجود اپنی بے نیازی کے تونے دنیا کو
پیدا کرکے اوسمین دو گروہ کردئے ہین ایک کو بہشت مین آسائش کرنیکے واسطے خلق کیا ہے
دوسرے کو دوزخ کی زحمت بھگتنے کے لئے - یا الٰہی ہم تیرے فضل وکرم سے امیدوار ہین
کہ ہمین اہل بہشت مین شامل کیجیو نہ دوزخ کی تکلیف بھگتنے والون مین - الٰہی تونے خلق کو پیدا
کرکے اونکے دو گروہ بنائے ہین ایک نیکبخت اور دوسرا بدبخت - مجھے میرے گناہون کی یاد
مین بدبخت نکیجو اپنی طاعت کی توفیق عطا فرما کے نیکبخت رکھیو "

ان لوگون کے بعد حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ آئے اور کہا یا امیر المومنین ۔ مجھے بھی کچھ وصیت ہو جائے ۔ ارشاد ہوا اے سلمان خداوند عالم مال دنیا مین سے بہت کچھ تمہارے آگے پیش کریگا مگر تم حاجت سے زیادہ اوسمین سے نہ لینا باقی مسکینون محتاجون کو عطا کرنا جو اوسکے مستحق ہین ۔ دوسری وصیت میری یہ ہے کہ جو شخص صبح کی نماز پڑھتا ہے اللہ تعالے کی پناہ مین داخل ہو جاتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ عہد عبودیت کی نگاہداشت کرتا ہے پس اے سلمان ۔ تم عہد عبودیت کو ہرگز نہ توڑنا ورنہ مورد عتاب الٰہی ہو کر دوزخ مین جاؤ گے

حلیہ مبارک

حضرت صدیق اکبر کا بدن چھریرا اور آپ کشیدہ قامت تھے ۔ رنگ سفید زردی مائل ۔ پیشانی ابھری ہوئی ۔ آنکھین اندر گھسی ہوئین ۔ رخسارون پر گوشت کم ہونے سے رگین چہرہ پر نمایان تھین اور ہاتھون کی اونگلیون پر بال بالکل نہ تھے داڑھی اور بالونمین منہدی اور کتم کا خضاب لگایا کرتے تھے ۔ کمال مجاہدہ اور حد سے زیادہ ریاضت نے آپکو نحیف البدن بنا دیا تھا ۔ تلاوت قرآن کیوقت پانی کی دو نہرین آنکھون سے جاری ہوتے ہوتے آنکھین نزار اور بے نور ہو گئی تھین ورنہ جوانی مین آپ متناسب الاعضا اور خوبصورت تھے

ازواج و اولاد

ابوبکر صدیق نے اپنے دو نکاح زمانہ جاہلیت مین کیئے تھے ۔

۱ ۔ قتیلہ بنت عبد العزیٰ بن عامر بن لوی جو آپ کی زندگی ہی مین فوت ہو گئین قتیلہ سے ایک صاحبزادہ عبد اللہ پیدا ہوے اور ایک صاحبزادی اسماء تھین ۔

۲ ۔ ام رومان وعد بنت عامر بن عمیر کنانی ۔ ان سے عبد الرحمٰن اور عائشہ صدیقہ پیدا ہوئین مسلمان ہونیکے بعد مدینہ مین دو نکاح اور کیئے ۔

۳- اسماء بنت عمیس جن سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوے - ان کا پہلا نکاح حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا - اونکے شہید ہونے کے بعد یہ صدیق اکبر کے نکاح مین آئین -

۴- حبیبہ بنت خارجہ بن زید انصاری جو صدیق اکبر کی وفات کے وقت حاملہ تھین آپکی وفات کے بعد اون سے ام کلثوم پیدا ہوئین -

یہ تین بیویان آپکے بعد زندہ رہین - ایک صاحبزادہ عبد اللہ آپکی حیات ہی مین وفات فرما گئے تھے اور باقی دو بیٹے اور تین بیٹیان حضور کے بعد تک زندہ رہین -

نسب

آپکا نام عبد اللہ کنیت ابوبکر اور لقب صدیق تھا - ساتوین پشت یعنی مرہ بن کعب تک پہونچکے آپکا نسب آنحضرت صلعم سے ملجاتا ہے پس صدیق اکبر اور آنحضرت یکجدی ہین - آپکے والد ماجد کا اسم گرامی عثمان کنیت ابو قحافہ ہے وہ بیٹے تھے عامر قریشی کے - حضرت ابو قحافہ آپکی وفات کے بعد کچھہ دن اوپر چھہ برس زندہ رہکر ستانوے برس کی عمر مین فوت ہوے جب مکہ مین صدیق اکبر کے انتقال کی خبر جناب ابو قحافہ نے سنی تو فرمایا اَلحمد للہ و المنۃ - اللہ جل شانہ نے دیا تھا اوسی نے لیلیا" ہاے افسوس - کیا جگر خراش کلمے ہین جو ایسے آفتاب عالمتاب کے زیر زمین پنہان ہونے کی خبر سنکے ایک بڈہے باپ کے بغیر جزع و فزع کے منہ سے نکالے ہین

ابوبکر صدیق کی والدہ ماجدہ کی کنیت ام الخیر اور نام سلمیٰ بنت صخر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم ہے - آپکے مان باپ دونون آپکے اسلام لانیکے بعد مسلمان ہوے تھے اور آپکے بعد تک زندہ رہے -

جناب صدیق اکبر فرمایا کرتے تھے کہ عورتین برائی کی جڑ ہین مگر سب سے زیادہ خرابی یہ ہے کہ عورتون کی ضرورت ہے -

اکثر مورخین کی راے ہے کہ صدیق اکبر اصحاب الفیل کے قصہ کے وقوع سے تین سال بعد پیدا ہوے تہے مگر جو لوگ آپکا انتقال ۸۳ برس کی عمر مین بتاتے ہین اونکے ہان آپکی ولادت عام الفیل سے بہت پہلے ہوگی۔ بعضون نے آپکی عمر ۶۵ برس کی بہی بتائی ہے

خصوصیات ابوبکر صدیقؓ

دس باتین آپ مین ایسی تہین کہ صحابہ کرام مین سے کوئی بہی اون باتون مین آپکا شریک نہین ہوا۔

(۱) آپکی چار پشتون نے مسلمان ہونے کی حالت مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا۔ اول ابو قحافہ۔ دوم ابوبکر صدیق پہر آپکے صاحبزادہ عبد الرحمن نے۔ پہر اونکے بیٹے ابو عتیق نے (۲) رفاقت غار ثور شب ہجرت مین (۳) رفاقت عریش جنگ بدر مین۔ (۴) مردون مین سب سے پہلے آپ ہی ایمان لاے۔ (۵) سب سے پہلے قرآن آپ ہی نے جمع کیا۔ (۶) قرآن کا نام مصحف رکہا۔ (۷) سب سے پہلے رسول اللہ کے خلیفہ کہلاے (۸) اپنے باپ کی زندگی مین خلیفہ ہوے۔ (۹) بیت المال سے اونکے لئے وظیفہ مقرر ہوا (۱۰) رسول اللہ کے پہلو مین دفن ہوے۔

ابوبکر صدیق کی مُہر پر ''نعم القادر اللہ'' کندہ تہا۔ وہ سابقین اولین مین سے تہے آنحضرت نے فرمایا ہے کہ مین نے جسے دعوت اسلام کی اوسنے پہلے بہت پس و پیش کیا مگر ایک ابوبکر ہی ایسے ہین جنہون نے میرے کہتے ہی اسلام قبول کرلیا۔ مولوی معنوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقولہ بہت سچ ہے ''بوے جنسیت کند جذب صفات'' آنحضرت نے ہمدم وہمنفس سمجہہ کے رفیق ہجرت اونہین کو بنایا۔ بڑے بڑے نازک مواقع مین مثل جنگہای بدر احد۔ احزاب وغیرہ کے اونہین سایہ کی طرح اپنے ساتہہ رکہا ہمیشہ اور ہر وقت صحبت رسول کا

شہرت اور فخر جتنا ابوبکر کو حاصل رہا صحابہ کرام مین سے کوئی اوسکا دعوی نہین کر سکتا پھر ہم پر کیا
غضب پڑگیا ۔ ہے کہ عیاش اور بدکارون کی صحبت مین اثر مان کے وہ الصحبت تاثر ہاکو ضرب المثل
بنا کے اپنی زبانون پر جاری کرلین اور نعوذ باللہ منہا رسول اللہ کی صحبت مین بدمعاشون
اور سیہ کارون کی صحبت کے برابر بھی اثر نہ سمجھین ۔ توبہ توبہ ۔ افسوس صد افسوس ۔ مخالفین
اسلام کیا سمجھینگے جبکہ وہ یہ سنینگے کہ پاس والون کو وہ اپنے رنگ مین نہ رنگ سکے سات
آدمیون کو جنہین کفار مسلمان ہوجانے کے باعث انواع واقسام کی تکالیف دیتے تھے خرید
کر کے ابوبکر ہی نے آزاد کردیا تھا کوئی بد باطن ایسے کام مین اپنا روپیہ نہین لگائیگا ۔ غرضکہ
صدیق اکبر اپنے چالیس ہزار درہم اور اونکا منافع اسلام کے نیگ لگا کے خود تہیدست ہوگئے
یہ سمجھے ماتا کہ خلافت مین اونکے لئے ضرور لڈو دہرے ہونگے مگر سر منڈاتے ہی یون اولے
پڑگئے کہ ادہر وہ خلیفہ ہوے ادہر تمام عرب مرتد ہوگیا سارے ملک مین صرف دو یا تین
بستی والے مسلمان رہگئے تھے جنہین رسول خدا کے وقت کا اثاثہ کہو ۔ مال کہو ۔ سلطنت
کہو یا رعیت کہلو تمہین اختیار ہے اوسوقت ابوبکر تن تنہا تلوار ننگی کر کے گھوڑے پر سوار ہوے
اور ذی القصہ کی طرف چلے اوسوقت جناب علی مرتضی نے فرمایا اے خلیفہ رسول کریم ۔
یہ کیا کرتے ہو آج مین تم سے بھی وہی کہتا ہون جو جنگ اُحد کے دن آنحضرت صلعم کی خدمت
اقدس مین عرض کی تہی ۔ للہ ۔ اپنی تلوار کو نیام مین کیجئے اور بذات خود لڑنے تشریف نہ لیجائیے
اگر خدا نخواستہ دشمنون کی جان پر آن بنی تو پھر اسلام کا سنبھالنے والا کوئی نہ رہیگا ۔ جناب
صدیق اکبر مال غنیمت کی تقسیم کانٹے کی تول کیا کرتے تھے سابقین اولین اور متاخرین اسلام او
حر و عبد اور مرد و عورت کو برابر دیتے تھے ۔ ایک بار جناب فاروق اعظم نے اعتراض کیا تو
فرمایا کہ سابقین اولین اگر سب سے پہلے ایمان لاے ہین تو اونکا اجر خدا کے ذمہ ہے یہ تو

دنیا سے یہان مسلمان بہائی سب برابر ہین - موسم سرما مین کمل اور گرم کپڑے خرید کے رانڈ عورتون اور یتیم بچون کو دیا کرتے تہے - خلافت سے پہلے سنح مین رہا کرتے تہے - نماز عشا مسجد نبوی مین پڑہکے وہان چلے جاتے تہے - اور صبح کو کبہی پاپیادہ اور کبہی سواری پر پہر مسجد نبوی مین چلے آتے تہے مگر خلیفہ ہونے سے چہہ مہینے بعد مدینہ مین اوٹہہ آے -

ہر روز بازار جا کے مجبور عورتون اور مردون کا سودا سلف خرید لاتے تہے - اکثر اپنی بکریون کو آپ جنگل سے چرا لاتے اور اونکا دودہ آپ دوہکے غربا کو پلایا کرتے تہے - خلیفہ ہونیکے بعد ایک بیوہ نے سرد آہ بہر کے عرض کی "اے ابوبکر - اب تم خلیفہ ہوگئے ہو ہمارے لیئے دودہ کیون لایا کروگے" آپ آنکہون مین آنسو بہر لاے اور فرمایا "اے نیکبخت - خلیفہ ہو کے تمہاری خدمتگذاری میرا فرض ہوگیا - بخدا مین تم لوگون کے لیئے خود دودہ دوہکر تمہین دے جایا کرونگا اور خلافت کے باعث اپنی عادت ہرگز نہ بدلونگا" چنانچہ ایسا ہی ہوا جب تک زندہ رہے اپنے ہاتہہ سے دوہکر غربا اور مساکین کو دے آتے تہے - خلافت کے بعد لوگون نے چونکہ تجارت ترک کرادی تہی اس لیئے اوسکی جگہہ مسلمانون کی اصلاح مین شب و روز مصروف رہتے تہے -

روایت ہے کہ ابوبکر صدیق پندرہ دن بخار مین مبتلا رہے اور گہر سے باہر نہ نکل سکتے تہے - ان پندرہ دن مین آپکی اجازت سے جناب عمر فاروق نے نماز کی امامت کی -

مؤرخون نے بالاتفاق بیان کیا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نہایت ہی عمدہ حاکم منصف مزاج متحمل - سادہ دل اور اپنے ذاتی نفع سے بالکل بے تعلق تہے - آپکی سوتنے فرصت ندمی اور زمانۂ خلافت تہوڑے ہی عرصہ تک رہا اس لیئے سلطنت اسلام کو زیادہ وسعت نہ حاصل ہوسکی اگر دو چار برس کی بہی مہلت اور ملجاتی تو جو دور دورہ اسلام کا خلافت فاروقی

مین ہوگیا تہا اوس سے زیادہ اس خلافت مین نظر آتا مگر اس نہایت قلیل زمانہ مین ہی آپکی لیاقت اور سرگرمی مرتدین کے غدر مین بخوبی ظاہر ہوگئی - خلافت کا جھگڑا جسنے آج تک اسلام کی ضعیفی اور بربادی مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکہا ہے آپ ہی کے رعب داب سے مٹے ہوا باغیون اور مرتدون کی سرکوبی ایسے نازک زمانہ مین آپ ہی کا حصہ تہی - غرضکہ آپ کا نام آپکے بعد ضرب المثل ہوگیا تہا - آپکے جانشین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اکثر فرمایا کرتے تہے کہ ابوبکر صدیق نے ایسی خلافت کی ہے کہ اونکے جانشین کو اونکے قدم بقدم چلنا دشوار ہے

عرب کے بارہ قبیلون نے مال کی محبت کے باعث ادائے زکوٰۃ سے انکار کیا اونمین سے دس قبیلون کا تدارک اور انفصال جناب صدیق اکبر نے اپنے عہد خلافت مین قرار واقعی کردیا تہا صرف دو قبیلے باقی رہگئے تہے اونکا علاج عمر فاروق نے اپنے زمانہ مین کرلیا - اسلئے فاروق اعظم نے کہا ہے "اے کاش میری تمام عمر کے اعمال صدیق اکبر کے ایک ہی روز کے برابر ہوتے"

حاصل کلام یہ ہے کہ ابوبکر صدیق اپنے عہد خلافت مین بالکل رسول اللہ کے قدم بقدم چلے - دین اسلام اور مسلمانون کو بڑے پیار اور محبت سے پدر مہربان اور مادر مشفقہ کیطرح اپنی گود مین پالا - اسلام جیسا کہ چاہئے اوس سے بدرجہا زیادہ اونکے زمانہ مین سرسبز و شاداب ہوا اور مسلمان کوئی جائز شکایت اونکی اپنی زبان سے نہین نکال سکتے - یہ ایسی باتین ہین جنمین کسی منصف غیر متعصب اور عقلمند کو بال برابر شک نہین ہوسکتا - جو اسکے خلاف کہے وہ محض جہوٹا ہے اوسکا دعوی ہرگز ثابت نہوگا اس لئے ہم صدیق اکبرؓ کو قابل التعظیم اور لایق قدر خلیفہ ماننے مین ذرا ہی شبہ نہین کرتے - وہ تو درکنار اگر کوئی عیسائی - یہودی - آتش پرست ہندو - بودہ وغیرہ وغیرہ ابوبکر و عمر کی طرح اسلام اور مسلمانون کی پرورش کرے اور اسلام اوسکے

سایہ مین ایساہی زور پکڑ جاے جیساکہ ان دونون بزرگوارون کے زمانہ مین پکڑ گیا تہا توہم اوسکی اوتنی ہی عزت وعظمت کرینگے جتنی کہ ابوبکر وعمر کی کرتے ہین بلکہ اوسکی خاک پاکو سرمۂ چشم بنائینگے ہمین اسکی کچہہ پرواہ نہوگی کہ وہ شخص "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کے دونون جزون کا قائل ہے یا نہین۔ اب رہا یہ مسئلہ کہ پہلے زید خلیفہ کیون ہوگیا ولید کیون نہوا۔ اسکی نسبت ہم یون کہتے ہین کہ اگر ہم اوس زمانہ مین ہوتے توابوبکر وعمر اور عثمان وعلی کے ہوتے ہوے سر پہوڑ کے اپنی خلافت کے لئے کوشش کرتے اور ضرور خلیفہ ہوجاتے اور جب ہوجاتے تو اپنے کو نہ غاصب سمجہتے نہ ظالم۔ پہر ہم ابوبکر کو کس منہ سے ایسا کہین۔ ہرچہ بر خود نہ پسندی بدگر ہم مپسند۔ ایک عقلمندانہ مقولہ ہے۔

اگر اتنی صاف صاف باتین بہی فہم مبارک مین نہ سمائین جنکے لئے نہ شرح بلاغت کے خالی ورق اولٹنا ہین نہ حاشیۂ فصاحت کا مطالعہ کرنا ہے توابوبکر وعمر اور عثمان وعلی کو زندہ کرلاؤ ہم اونہین بسہولت سمجہا کے پہلے جناب علی مرتضی کو خلیفہ کردینگے اور سب کے پیچہے ابوبکر کو خلافت ہونے دینگے بلکہ آپکی خاطر سے حسنین رض کو بہی اون سے پہلے نبٹا دینگے۔

گر بر سر وچشم من نشینی		نازت بکشم کہ نازنینی	

جو آپ سے یہ ذراسی بات بہی نہ ہوسکے تو خالی پتہرون سے سر نہ پہوڑئے خاموش ہو رہئے غرضکہ ہماری اپنے پیارے ناظرین کو بہی نصیحت اور یہی وصیت ہے کہ اس لغو اور بیہودہ بلکہ گمراہ کرنے والی بحث مین ہرگز اوقات ضایع نہ کرین کسی نے کیا کیا اور کوئی کیا کریگا۔ ان اللہ علی کل شئ قدیر۔"

چند ضروری تاریخین یاد رکہنے کے قابل

حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ ہوے اور جناب اسامہ بن زید نے فلسطین پر چڑہائی کی اور مظفر

و منصورو واپس آئے۔ وفات حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضہ ۱۱ھ مطابق ۶۳۲ء۔

مسیلمہ کذاب قتل ہوا۔ جناب خالد بن ولید عراق بھیجے گئے۔ جنگ نہر الدم ۱۲ھ مطابق ۶۳۳ء۔

جنگ واقوصہ میدان یرموک میں ۱۳ھ مطابق ۶۳۴ء۔

ابوبکر صدیق کا انتقال اور عمر فاروق کا خلیفہ ہونا۔ ۱۳ھ مطابق ۶۳۴ء۔

تاریخ وفات حضرت صدیق اکبر رضہ

آنکہ او صادق الوری بودہ	یار پیغمبر خدا بودہ
عمر آن شاہ صادق الاقوال	بود بے اشتباہ شصت و سہ سال
بر سریر خلافت از تقدیر	پنج ماہ و دو سال ماند امیر
بست و دوم جمادی اخری بود	کہ بدار البقاش نقل نمود
عقل سال وصال او فرمود	در سن جود رفت صاحب جود

تاریخ رحلت حضرت فاطمہ زہرا رضہ ۱۱ھ

فاطمہ آنکہ سید مدنی +	برگزیدش بہ بضعتہ منی +
سال فوتش بہ تعمیہ برخوان	ماند دنیا بہ ماتمش بیجان

مناجات مؤلف ۱۱

اے ایک لفظ کن سے دو جہان کے موجود کردینے والے۔ اور اے ہمارے بے نیاز مالک۔ تو جو چاہے کرسکتا ہے۔ تو ہی معبود مطلق۔ تو ہی واحد و لاشریک برحق ہے اپنی سیہ کاری اور زاید از حساب گنہگاری سے منہ نہیں پڑتا کہ تجھ سے اپنی بخشش طلب کریں۔ اگر دوزخ ملیگی تو اپنے نالایق اعمال کے سامنے اوسے بھی ہیچ و پوچ سمجھینگے۔ مگر ہان دل دکھتا ہے تو اسلام کی ردی حالت پر۔ صدقہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تقدس

اور نصفت وعدالت کا ۔ طفیل سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کوششوں اور شجاعت کا واسطہ اون سب نیک وپاک حضرات کا جنکا ذکر اس کتاب مین ہے مسلمانون کی بگڑی بنادے آمین ثم آمین بتصدق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ۔ ۱۶ ربیع الاول ۱۳۱۹ھ محمد وارث علی ۔

تاریخ طبع عطیہ جناب حاجی سید شاہ محمد اکبر صاحب ابو العلائی

جناب حضرت صدیق کا چہپا ہے حال
نصیر دین وسعادت نشان امیر الدین
کہ اپنا مال کیا راہ مین خدا کی صرف
وہ مولوی کہ جو وارث علی کے ہین
ہدایتون سے ہے مملو ورق ورق اسکا
جس اہل علم نے دیکہا وہ خوش ہوا اس سے
خلیفہ چار ہین اکبر بڑہا کے چار عدد

شناوران معانی کا ہے یہ بحر عمیق ❊
ملی ہے دونون کو حق کیطرف سے یہ توفیق
ہمین بہی ہاتہ لگا یہ خزانۂ تحقیق ❊
اونہین کی فکر نے کہولے یہ عقدہ ہای دقیق
یہ وہ رسالہ ہے جو اہل علم کا ہے رفیق
ہمارے قلب نے بہی اسکی پوری کی تصدیق
سنہ اسکے ختم کا لکہدے خلافت صدیق
۱۳۰۶ ۱۹

قطعہ تاریخ حافظ غلام جیلانی صاحب طالب علم مدرسہ اسلامیہ حنفیہ پشاور

آج وارث علی زمانے مین ❊
ابن خلدون کو ان سے کیا نسبت
اور تہا وہ جو اک اثیر الدین
جتنا بخشا ہے حق نے انکو علم
ان کی تالیف اور شفقت کی
دوسرا حصہ فضل باری سے
سال تاریخ کی ہوئی جب فکر

فخر علماے دین ہین بالتحقیق
حق نے دی ہے انہین بڑی توفیق
تہا ۔ مگر تہا نہ بڑہکے ان سے لئیق
اس سے بڑہکر ہین قوم کے یہ رفیق
ہورہی ہر زبان سے ہے تصدیق
چہپ چکا ہے بخط نستعلیق
اور ہوا حق سے طالب توفیق

غیب سے کان مین صدا آئی		حافظا ہے - خلافت صدیق ۱۳۱۹
گشت مطبوع این کتاب لاجواب	ولہ	کاینچنین ہرگز ندیدہ کس بخواب
ظلمت جہل از فروغش دور شد		ہست بے شک این تواریخ آفتاب
سال طبعش باسر تہجیت بگفت		دوش حافظ تلک آیات الکتاب
		۱۳۱۹ ھ

۵۱ مصنف
صدیق کے
(۲) ماننے
۵۲ یہان
الف محمد ود
(۱) ...
۵۳ مود
جون

ریویو اخبار وطن لاہور ۵۳

ریویو کرنا خاصکر ہندوستان مین جیسا مشکل کام ہے - صاف ظاہر ہے - ریویو کنندہ مبصرانہ نظر سے کسی کتاب کو دیکھکر اوسکے حسن و قبح پر سچائی کے ساتھہ راے ظاہر کرنیکے راستہ مین کئی مشکلات حایل دیکھتا ہے - ایک طرف اوسے مصنف کی دلشکنی کا خیال ہوتا ہی اور دوسری طرف بیجا خوشامد یا نا واجب تعریف وستایش کرنیکے الزام عاید ہونیکا خوف - اس مشکل سے بچنے کے لیے عموماً اپنے فرض کو نہایت سرسری طور پر سرسے ٹالدینے کے سواے کوئی چارہ دکھائی نہین دیتا اور یہی وجہ ہے کہ بہت کم ایسے ریویو کنندہ ہونگے جنکی طبیعت ریویو کی فرمایش ہونے پر بالعموم ایک طرح سے منقبض نہ ہوجاتی ہو - مگر ہر امر کے لیے مستثنیات موجود ہین - ریویو کا کام بھی ان مستثنیات سے خالی نہین - بعض اوقات ریویو کرنیوالون کو ایسی تصنیف و تالیف سے سابقہ پڑتا ہے - جو متذکرہ صدر شکایتون کی تلافی ہی نہین کردیتین - بلکہ اونکو دیکھتے ہی ایک خاص فرحت و بشاشت طبیعت مین پیدا ہوجاتی ہے - وہ کتاب جس کا نام عنوان مین درج ہے - اسی آخری شق مین داخل ہے - اوسکی ظاہری شکل و صورت ہی دیکھکر دل بیساختہ یہ گواہی دینے لگ جاتا ہے - کہ یہ ضرور ایک نہایت قابل قدر شے ہوگی - اور ایک دو ورق الٹتے ہی اسکی تصدیق کامل طور پر ہوجائیگی - یہ ۱۲ سو صفحون کی ایک جامع وبسیط اور ضخیم کتاب ہے - جسمین عرب کا موجودہ جغرافیہ - سفر حج - اور حرمین شریفین کی تمام منازل اور زیارتگاہون کے مفصل حالات اور حضرت سرور کائنات کی ولادت تک عرب کی مختصر تاریخ اور

نبوی کے حالات بیان کرنیکے بعد رحمۃ للعالمین کی سوانح عمری شروع ہو گئی ہے۔ جسکے متعلق کوئی قابل ذکر واقعہ فروگذاشت نہین کیا گیا۔ تمام جزی وکلی حالات ومتعلقات کو ایسے سلیقہ ولیاقت سے مرتب کیا گیا ہے۔ کہ اردو تو درکنار فارسی یا عربی زبانون مین بہی اس پایہ کی کوئی تاریخی کتاب بمشکل ملیگی۔ اور اسمین مطلقاً مبالغہ نہین۔ کہ اس بیعدیل کتاب کی تالیف واشاعت سے اوسکے مولف سید وارث علی صاحب اور اوسکے پبلشرز منشی محمد امیر الدین و محمد اسحاق علی صاحبان مالکان مطبع لامع النور آگرہ نے نہ صرف مسلمانون بلکہ ملک کے لٹریچر پر احسان عظیم کیا ہے۔ سلاست وپاکیزگی اور تسلسل بیان مین شاید ہی کسی تاریخ کی کتاب اس شمس التواریخ کا مقابلہ کرسکیگی۔ اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ اول سے آخر تک انداز بیان الیسا رکہا گیا ہے۔ کہ ۱۲ سو صفحون مین ایک فقرہ الیسا نہین جس سے کسی غیر مسلم یا مسلمانون کے کسی فرقہ کے پیرو کو ادنی صدمہ یا رنج پہونچ سکے۔ الغرض جسطرح وہ رحمۃ للعالمین جسکے حالات اس کتاب مین لکھے گئے ہین بنی نوع انسان کے لئے موجب عزت ومباہات ہے۔ ویسے ہی یہ کتاب ہر پہلو ولحاظ سے کتب سیر کے لئے ہے۔ عرب کے رنگین نقشہ کے علاوہ زیارتگاہون کے بہی کئی نہایت پاکیزہ روغنی نقشے دئے گئے ہین۔ لکہائی چہپائی۔ اور کاغذ وغیرہ کی عمدگی ونفاست بلکہ بینظیری کا اوپر اشارہ ہوا ہے۔ ان تمام خوبیون کے مقابلہ مین ساڑہے آٹہہ روپیہ قیمت کچہہ حقیقت نہین رکہتی۔ منشی صاحبان نے اسلامی تاریخ کے سلسلہ کو اسی کتاب پر ختم نہین کیا۔ اب وہ اسکا دوسرا حصہ شائع کررہے ہین۔ جو پانسو صفحے کا ہوگا۔ اور اوسمین حضرت ابا بکر صدیق کے حالات قبل از زمانہ خلافت اور زمانہ خلافت کے اسی شرح وبسط سے درج ہونگے سلسلہ کا پہلا حصہ دوسرے حصہ کی عمدگی کا بین ثبوت ہے۔

